UNIVERSAL
LIBRARY
OU_228952
UNIVERSAL
LIBRARY

۷۸۶

گوہرِ شہوار

ترجمۂ

مخزنِ اسرار

تالیفِ لطیف

جناب محمد یوسف خان صاحب سلیم شادانی بی۔ اے

پرنسپل پروفیسر فورمین کرسچین کالج لاہور

بفرمایش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

رائل ٹری پرنٹنگ ورکس لاہور میں باہتمام لالہ لبھارام پروپرائٹر چھپا

فرخندہ نعمتے ست بدو بستن انتساب

زہے خوش بختی کہ میری اس ناچیز ادبی کاوش کو باہمہ بے مائگی بسرمایہ دارِ فضل و کمال۔ جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول۔ محقق مدقق۔ علامۂ زماں۔ فاضلِ جلیل۔ عالمِ نبیل۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ایم۔ اے پروفیسر فورمین کرسچین کالج لاہور کے نامِ نامی سے منسوب ہونے کا فخر حاصل ہے جن کی ذاتِ والا صفات ہر قسم کی تقریباتِ تعارف سے مستغنی اور بواسطۂ انتساب اس کتاب کو منصۂ شہود پر لانیکے لئے دست آویزِ شگرف ہے +

منّت پذیر سلیم شادانی

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۱	مناجات اوّل بدرگاہ باری تعالیٰ و تقدّس در قہر و سیاست	۶
۲	مناجات دوم در بخشائش حضرت باری عزّ اسمہٗ	۱۱
۳	در حجّت نبوّت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۳
۴	در صفت معراج پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم	۱۷
۵	نعت اوّل در حلم نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام	۲۳
۶	نعت دوم در تازہ داشتن شریعت در جمہور طوائف	۲۶
۷	نعت سوم در استدعا جمال نبوی علیہ الصلوٰۃ والسّلام	۳۰
۸	نعت چہارم در علوم رتبت نبوت محمّد بر پیغمبران علیہم السّلام	۳۴
۹	در بازلبت کتاب و ثنائے ملک فخرالدین بہرام شاہ	۴۰
۱۰	اندر خطاب زمیں بوس شاہ فرمائد	۴۴
۱۱	گفتار در مرتبہ نظم ایں کتاب مستطاب	۴۸
۱۲	در فضیلت سخن و سخنور گوئد	۵۳
۱۳	اندر مرتبۂ نظم گوید	۵۶
۱۴	گفتار در بازجستنِ دل	۶۵
۱۵	خلوت اوّل در پروردنِ دل و صفتِ آں باز گوید	۷۵
۱۶	ثمرہ خلوت اوّل	۸۵
۱۷	خلوت دوم	۸۶

۱۸	ثمرهٔ خلوت دوم	۹۷
۱۹	مقالهٔ اوّل در خلقتِ آدم و اوصاف آنحضرت صلعم	۱۰۲
۲۰	داستان پادشاه آمرزش خواه از نا اُمیدی	۱۱۰
۲۱	مقالهٔ دوم در محافظتِ عدل و انصاف و نگاهداشتنِ خلق	۱۱۲
۲۲	حکایتِ نوشیروان عادل با وزیر	۱۱۷
۲۳	مقالهٔ سوم در اختلاف و انقلاب و حدوث و اختلالِ امورِ دنیا	۱۲۱
۲۴	حکایت حضرتِ سلیمان علیه السّلام	۱۲۶
۲۵	مقالهٔ چهارم در حسنِ رعایت پادشاه در حقِ رعیّت	۱۲۹
۲۶	حکایت پیرزن که عنان سنجر شاه گرفته بود	۱۳۲
۲۷	مقالهٔ پنجم در صفتِ بشری و ضعفِ پیری	۱۳۵
۲۸	حکایتِ پیر خشت زنِ با جوان بوالفضول	۱۴۰
۲۹	مقالهٔ ششم در اعتبار موجودات	۱۴۳
۳۰	حکایت عیّاد و سگ و روباه	۱۴۷
۳۱	مقالهٔ هفتم در فضیلت آدمی بر حیوانات	۱۵۲
۳۲	حکایت فریدون در شکارگاه	۱۵۷
۳۳	مقالهٔ هشتم در حسنِ آفرینش در سبقِ حال	۱۶۰
۳۴	حکایت بقّال و روباهِ با طرّار	۱۶۷
۳۵	مقالهٔ نهم در ترک مؤنات دنیوی	۱۶۸
۳۶	حکایت زاهد توبه شکن	۱۷۳
۳۷	مقالهٔ دهم در نمودن آخر الزمان و علامتش	۱۷۵
۳۸	حکایت عیسی پیغمبر علیه السّلام	۱۸۱

۳۹	مقالۂ یازدہم در صعوبتِ ایں منزل و رحلت ازو	۱۸۳
۴۰	حکایت موبد ہندو کہ معرفت یافت	۱۸۷
۴۱	مقالۂ دوازدہم در وداع ایں منزل	۱۹۰
۴۲	حکایت دو حکیم متنازع کہ قصدِ ہلاک یکدیگر کردند	۱۹۴
۴۳	مقالۂ سیزدہم در شکایت خلائق و تحسینِ تجرید	۱۹۷
۴۴	حکایت صوفیٔ امانت دار	۲۰۲
۴۵	مقالہ چہاردہم در شرط بیداری از غفلت	۲۰۷
۴۶	داستان بادشاہِ ظالم با امیرِ حق گو	۲۱۲
۴۷	مقالہ پانزدہم در حق آدمی و تفضیل طائفہ بر طائفہ	۲۱۵
۴۸	قصۂ بادشاہ	۲۲۰
۴۹	مقالۂ شانزدہم در چابک روئی سلوک و طریقت	۲۲۲
۵۰	حکایت کودکِ پائے مجروح	۲۲۸
۵۱	مقالہ ہفت دہم در پرستش و تجریدِ خلوت	۲۳۰
۵۲	حکایتِ پیر با مرید	۲۳۵
۵۳	مقالۂ ہیزدہم در وحشت و خساست	۲۳۷
۵۴	حکایت جمشید با خواص	۲۴۰
۵۵	مقالۂ نوزدہم در استقبال آخرت و شرائط	۲۴۵
۵۶	حکایتِ حجام با ہارون رشید	۲۵۰
۵۷	مقالۂ بستم در وقاحت ابنائے عصر	۲۵۱
۵۸	حکایتِ بلبل با باز	۲۵۵
۵۹	در سببِ اختصار گوید	۲۵۶

*

ہوالجلیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بحر۔ سریع مسدس مطوی مکشوف یا موقوف ۔ **وزن** ۔ مفتعلن مفتعلن فاعلن یا۔ فاعلات ۔

ہست کلید الخ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم خزانہ کلیم کے دروازہ کی کنجی ہے ۔ گنج حکیم سے مراد سورۂ فاتحہ ہے ۔ جیسا کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا الفاتحۃ کنز من کنوز العرش یعنی سورہ فاتحہ عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے ۔ چونکہ فاتحہ کے پہلے بسم اللہ کا پڑھنا ضروری ہے ۔ اس لئے اسے سورۂ فاتحہ کی کلید قرار دیا ہے ۔ فاتحہ فکرت الخ آغاز فکر اور سخن خاتمہ کلام کا نام ہے اسی پر ختم کر ۔ پیش وجود الخ (آئندگان سے مراد تمام مخلوقات اور پائندگان سے زمین و آسمان ۔ عرش ۔ کرسی ۔ لوح ۔ قلم اور ارواح ہیں کہ ان کے لئے باقی وجودات کی نسبت زیادہ بقا ہے) وہ تمام موجودات کے وجود سے پہلے ہے اور عرش و کرسی وغیرہ تمام سے زیادہ باقی رہنے والا ہے ۔ سابقہ سالار الخ سابقہ سالار مقدمۃ الجیش ۔ مرسلہ = ہار ۔ مرسلہ پیوند ۔ آراستہ کرنے والا ۔ مراد خالق اور قلم سے مراد لوح و قلم ۔ جہاں قدیم کا پیشرو اور قلم کے گلے کا آراستہ کرنے والا ۔ پردہ کشائی الخ پردگی ۔ پردہ نشین ، پردہ شناسانِ کار ۔ عرفا ۔ پردہ کشا = پردہ چھوڑنے یا کھول دینے والا مراد خالق ۔ وہ پردہ دار آسمان کے پردہ کا چھوڑنے والا ہے ۔ یعنی خالق فلک اور عرفا کا معشوق ہے ۔ مبدع ہر چشمہ الخ مبدع ۔ بغیر آلہ اور مادہ کے پیدا کرنے والا ۔ مخترع بغیر نمونے کے پیدا کرنے والا ۔ (ترجمہ) ہر چشمہ سخاوت کا

کا خالق اور ہر موجود کا موجد ہے۔ لعل طراز الخ لعل طراز جواہرات اور موتیوں سے آراستہ کرنے والا۔ کمر آفتاب میں اضافت بیانی ہے۔ جس سے مراد خود آفتاب ہے۔ حاکہ گر۔ لباس فاخرہ پہنانے والا۔ حلی بند زیور سے مزین کرنے والا۔ آفتاب کو لعل پیدا کرنے کی استعداد بخشنے والا۔ زمین کو پھولوں اور نباتات کا لباس پہنانے والا۔ اور پانی کو موتیوں سے آراستہ کرنے والا وہی ہے۔ پرورش آموز الخ درون پروراں۔ اہل معرفت۔ اہل معرفت کو تربیت باطن سکھانے والا۔ اور روزی خواروں کے لئے دن نکالنے والا وہی ہے۔ اوّل و آخر الخ۔ ذات اور صفات میں اوّل و آخر وہی ہے۔ اور موجودات کا پیدا اور نیست کرنے والا بھی وہی ہے۔ اوّل اوا الخ اس کا اوّل ہونا ایسا اوّل ہونا ہے جس کی کوئی ابتدا نہیں۔ اور اسکا آخر ہونا ایسا آخر ہونا ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ مہرہ کش مہرہ کش موتیوں کی لڑی میں پرونے والا۔ عقل کے یکتا دھاگے کو موتیوں کی لڑی بنانے والا کرنے والا ہے اور عقل کی چشم بینا کی روشنی ہے۔ داغ نہ الخ ناصیہ داران پاک سے مراد فرشتے جو ہر دم عبادت خداوندی میں مشغول رہتے ہیں۔ داغ نہ سے مراد مخصوص کنندہ یعنی فرشتوں کو اپنی عبادت کیلئے مخصوص کرنے والا۔ ملائک کی پیشانی پر نشان سجدہ ثبت کرنیوالا اور زمین کے تخت نشینوں (یعنی انسانوں) کا تاج دینے والا (مراد سرفراز کرنے والا) ہے بیت خام کن پختہ تدبیر ہا را الخ (ترجمہ) پختہ تدبیروں کا خام کرنے والا۔ اور گناہوں کا عذر قبول کرنے والا ہے۔ حضرت علی علیہ السّلام کا قول ہے عرفت ربی بفسخ العزائم یعنی میں نے خدا کو ارادوں کے فسخ ہونے سے ہی پہچانا ہے۔ قطعہ۔ باجبروتش کہ الخ اس کی بزرگی کے مقابلہ میں کہ دونوں جہان بھی اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں ہماری ابتدا اور انتہا ایک دم کے برابر ہے۔ بود و نبود الخ (ترجمہ) خدائے تعالیٰ موجود اور یہ جو کچھ بلند و پست ہیں نہ تھے۔ وہ رہیگا اور یہ تمام جو موجود ہیں نہ ہونگے۔ شعر

غوغائی الخ۔ شحنہ۔ کوتوال۔ پاسبان۔ تدبیر شناسندگان، عرفا اپنی (یعنی خدا کی) ذات سے ڈرنے والوں کی فریاد کا پاسبان اور عرفا کی تدبیر کا سرچشمہ ہے۔ قطعہ پرورش آموختگان الخ کز ازلش الخ پرورش آموختگان ازل، اہل دانش۔ ازل کے پرورش آموختگان نے اس بات کی مشکل کو حل نہیں کیا کہ ازل سے اس کا علم کیا دریا ہے اور ابد تک اس کا ملک کیسا (وسیع) جنگل ہے۔ یعنی اس کے علم کے ازلی اور اسکی حکومت کے ابدی ہونے کی حقیقت کو نہ سمجھ سکے۔ کن مکن ہر چہ الخ۔ کن امر۔ مکن نہی۔ مراد حکومت۔ ہر وہ چیز جس میں زندگی ہے اس کی حکومت اللہ کی حکمرانی کے سامنے غلامی ہے۔ روضۂ ترکیب الخ روضۂ ترکیب جسم۔ حور روح پیرہنے وجود کے باغ کے لئے حور اسی کی جانب سے ہے اور تیری چشم بینا کے لئے نور اسی کی طرف سے ہے۔ منت اورا الخ کمر کوہ۔ زمین۔ کلاہ زمین، آسمان۔ زمین و آسمان کے ذمہ اس کے احسان کی ہزاروں ثنائیں واجب ہیں۔ قطعہ۔ تا کرمش الخ تعلق۔ پردہ۔ خار اور گل نے اور شکر لازم و ملزوم ہیں (ترجمہ) جبتک اس کا کرم نور کے پردہ میں تھا اس وقت تک کانٹا پھول سے اور گنا شکر سے دور تھا۔ جبکہ اس کی بخشش سے اس کا کرم آباد ہوا تو ہستی کی قید عدم سے چھوٹ گئی یعنی اس کے ظہور کرم پہلے موجودات عالم وجود میں نہ آئی تھیں۔ قطعہ۔ در ہوس الخ دوسہ ویرانہ دہ سے مراد دنیا کارگرہ بر گرہ بودن۔ کام الجھا ہوا اور مشکل ہونا۔ دانہ کردن۔ پراگندہ کرنا۔ گہر عقد آفتاب۔ جعد۔ زلف۔ شانہ کردن۔ آراستہ کرنا۔ اگر دعدم شانہ کرد ظاہر کیا (ترجمہ) ان دو تین ویرانہ گاؤں کی پیدا کرنے کی خواہش میں آسمان کا کام پیچیدہ تھا۔ کیونکہ حکما کا خیال ہے کہ گردش افلاک ہی سے موجودات عالم کا ظہور ہوا ہے۔ یعنی آسمان دنیا کی خلقت کے لئے ہی گردش کر رہا تھا۔ چنانچہ جبتک یہ وہم سوز گرہ نہ کھلی اسوقت تک رات کی زلف دن کے ہاتھ سے مامون نہ ہوئی یعنی جبتک یہ دنیا پیدا نہ ہوئی اسوقت

تک دن رات میں تمیز نہ ہوسکی (ترجمہ) جب آسمان نے لڑی کے موتیوں کو بکھیر دیا۔ تو رات کی زلف کو عدم کی گرد سے صاف کردیا۔ زیں دوسہ الخ۔ چنبر۔ دائرہ۔ دوسہ چنبر چند حلقے مراد چند افلاک۔ ترجمہ ان چند حلقوں سے جو آسمان پر پیدا کئے کرۂ زمین پر سات قدم لگادیئے یعنی سات زمینیں پیدا کردیں۔ کرو قبا جبہ الخ قبا کردن۔ چاک کرنا۔ دو کلاہ دار سفید و سیاہ سے مراد روز و شب بلحاظ مہر و ماہ۔ ترجمہ۔ ان دو سپید و سیاہ کلاہ داروں سے آفتاب اور ماہتاب کو ظاہر کیا۔ بیت زہرہ الخ زہرہ۔ پستہ مینع۔ بادل۔ ترجمہ دریا کے دل سے بادل کو برسایا۔ اور سبزے کے کنارے چشمۂ خضر پیدا کیا۔ آفتاب کی حرارت سے پانی جذب ہو کر بخارات بنتے ہیں اور وہی بخارات بادل بنکر برستے ہیں چشمۂ خضر سے مراد عام چشمہ ہائے آب۔ جام سحر در الخ جام سحر آفتاب گل سنبر نگ سے مراد زمین تیرہ یا سیاہی شب اور نگ سے مراد جواہر جزعہ سے مراد شعاع ہے۔ ترجمہ آفتاب کو سیہ رنگ زمین میں ڈال دیا اور اسکا ایک گھونٹ پتھر کے منہ میں ٹپکایا یعنی آفتاب کی تاثیر کو زمین میں ڈالا تو نباتات پیدا ہوئی اور اس کا ایک گھونٹ پتھروں میں ڈالا تو وہاں لعل و جواہر پیدا ہونے لگے۔ بیت ز آتش و آبے الخ پیہ دُر اور گردۂ یاقوت میں اضافت بیانی ہے۔ جس سے مراد خود دُر اور یاقوت ہے۔ پیہ بربنائے سفیدی اور گردہ بربنائے سُرخی مذکور ہوا ہے۔ ترجمہ اس آگ اور پانی سے جو باہم مل گئے موتی اور یاقوت بن گئے۔ یعنی آفتاب کی گرمی اور روشنی نے پانی میں موتی اور پہاڑوں میں یاقوت پیدا کردیئے۔ خون دل خاک الخ خون دل خاک۔ بخارات زمین۔ بحران۔ مرض اور صحت کی جنگ۔ مراد غلبہ جگرگوں سرخ رنگ۔ ترجمہ بخارات زمین کو ہوا کے غلبے سے سرخ رنگ لعل کے جگر میں رکھدیا۔ یعنی زمین کے بخارات سے لعل میں سُرخی و حمرت پیدا کی۔ باغ سخا را الخ سخاوت کے باغ کو آسمان کی طرح تازہ کیا اوطار سخن کو

فرشتوں کی سی شہرت والا بنا دیا۔ **بیت** نخل زباں را الخ نخل زبان کو ثمر شیریں (یعنی فصاحت) بخشا اور سخن کے موتی کو کان کی سیپی عنایت کی یعنی زبان میں شیریں کلامی رکھی اور کلام سننے کیلئے کان بنا دیئے۔ پردہ نشین الخ کسوت۔ لباس۔ **ترجمہ** سر میں نیند کو پردہ نشین کر دیا اور پانی کے وجود کو زندگی کا لباس پہنا دیا یعنی پانی کو ہر چیز کی زندگی کا باعث ٹھہرایا۔ "وجعلنا من الماء کل شیئ حی"۔ زلف زمین الخ۔ زلف زمین رات عصا۔ نافرمانی۔ **ترجمہ** جہان کے پہلو میں زلف زمین (تاریکی شب) ڈال دی اور نافرمانی کا تل آدم علیہ السلام کے چہرے پر لگا دیا "فعصیٰ آدم ربہ فغوے" لوح زراز الخ۔ حیض۔ گرد و غبار۔ **ترجمہ** سونے چاندی کو ذلت کی صورت سے صاف کر دیا اور پھول کے گرد و غبار کو ابر بہاری سے دھو ڈالا زنگ ہوارا الخ۔ ہوا۔ خلا۔ جو۔ **ترجمہ** خلا کی تاریکی کو ستاروں سے دور کر دیا۔ اور باد صبا کی جان پھولوں کے سپرد کر دی یعنی ستارے فضائے سما کی تاریکی کو دور کرتے ہیں اور باد صبا پھولوں کی شگفتگی کا سبب ہے۔ خون جہاں الخ جس نبض گاہ جہاں = جہندہ جگر گل = جسم انسان۔ **ترجمہ** دوڑنیوالے خون کو مٹی کے جگر میں رکھ دیا۔ اور عقل کی نبض دل کی نبض گاہ میں رکھدی۔ **بیت** بہ مخوارگی الخ خنیاگری رقاصی۔ **ترجمہ** ہنسی کو ہونٹوں کی مخواری کے لئے مقرر کر دیا۔ اور زہرہ کو رات کی رقاصی کے لئے معین کیا یعنی ہنسی کو لبوں سے متعلق کیا اور رات کی آراستگی کیلئے زہرہ کو نکالا۔ نافِ شب الخ شب۔ آدھی رات۔ مشک فروش۔ خوشبو پھیلانے والا مراد انوار خداوندی کا مظہر۔ **ترجمہ** آدھی رات کا وقت اُس کی خوشبو کا پھیلانے والا ہے اور ہلال اُس کے غلاموں میں سے ہے۔ پائی سخن را الخ سرا پردہ۔ آستانہ۔ **ترجمہ** سخن (جو بڑا دراز دست ہے) کے پاؤں کا سر اُسکے سرا پردے کے پتھر نے توڑ ڈالا یعنی سخن باوجود اسقدر درازدستی کے اُس کی کنہ تک نہ پہنچ سکا۔ وہم تہی پائی بسی الخ پاراہ نوشتن۔ ننگے پاؤں۔ قاعدہ ہے کہ انسان

ننگے پاؤں زیادہ دوڑتا ہے۔ ترجمہ وہم نے ننگے پاؤں ہو کر بہت سارا راستہ طے کیا لیکن اُس کے دروازے سے خالی ہاتھ واپس ہوا۔ یعنی وہم بھی اس کی حقیقت تک نہ پہنچ سکا۔ راہ بسی رفت الخ ضمیر۔ بھید۔ ترجمہ وہ (وہم) بہت سارا راستہ چلا مگر اس کا بھید نہ پایا اور آنکھوں نے بہت ڈھونڈا۔ مگر اُس کا مثل نہ پایا۔ عقل درآمد الخ ادب کردن۔ سزا دینا۔ ترجمہ عقل آئی (اور اُس نے کہا) کہ میں نے اسے پالیا چونکہ یہ خلاف ادب تھا۔ اس لئے میں نے اسے سرزنش کی۔ بیت سدرہ نشیناں الخ۔ سدرہ نشین سے مراد فرشتے۔ ترجمہ سدرہ نشین فرشتے اسکی طرف اڑے اور حاملانِ عرش فرشتوں نے بھی یہی دروازہ کھٹکھٹایا۔ گر سر چرخ الخ ترجمہ آسمان کا سر بھی اسی کے شوق سے پُر ہے اور زمین کا دل بھی اسی کے ذوق سے لبریز ہے۔ یعنی زمین و آسمان تمام اسی کی جستجو اور دریافت میں سرگردان ہیں۔ دل کہ بجاں الخ ترجمہ دل جو روح کو پاکی سے منسوب کرتا ہے۔ اس کے دروازے پر خاکساری کا اظہار کرتا ہے۔ رستۂ خاک الخ۔ رستۂ خاک۔ گل و نباتات۔ دانہ۔ شے حقیر۔ ترجمہ نباتات اُس فیاض مطلق کے آستانہ پر بمنزلہ ایک دانہ کے ہے اور باغِ ارم اس کے باغ قدرت کے پھول کے مقابلے میں ہیچ ہے۔ بیت خاک نظامی کہ الخ۔ مزرعہ۔ کھیتی۔ ترجمہ نظامی کا وجود جو اسی کی مدد سے موجود ہے، اسکی توحید کے دانے کی کھیتی ہے۔ یعنی نظامی کے وجود میں توحید کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

مناجات اوّل بدرگاہ باریتعالیٰ وتقدس در قہر وسیاست

ای ہمہ ہستی الخ خاکِ ضعیف۔ انسان۔ ترجمہ اے وہ ذات کہ تمام ہستی تجھی سے پیدا ہوئی ہے اور خاکِ ضعیف نے تجھی سے طاقت حاصل کی ہے۔ بیت زیرنشیں الخ ترجمہ تمام کائنات تیرے جھنڈے کے سایہ میں پناہ گزین ہے۔ ہم اسیطرح تجھ سے قائم ہیں جس طرح تو اپنی ذات کے ساتھ۔ بیت ہستی تو الخ ترجمہ تیری ذات کے لئے کوئی صورت اور تعلق نہیں تو کسی کے اور کوئی تیرے مانند نہیں۔ یعنی تیری ذاتِ واجب صورت اور تعلق سے جو ممکنات کا خاصہ ہے منزّہ ہے۔ بیت آنچہ تغیّر الخ۔ ترجمہ جو شے انقلاب پذیر نہیں ہوتی وہ تو ہی ہے اور جسے موت نہ آئی نہ آئیگی وہ تو ہی ہے۔ بیت ما ہمہ فانی الخ۔ ترجمہ ہم سب فانی ہیں اور بقا فقط تیرے ہی لئے ہے۔ بزرگی اور برتری کا ملک تیرے ہی لئے ہے۔ بیت جز تو فلک الخ۔ ترجمہ تیرے سوا آسمان کو چوگان کا سا خم کس نے دیا وجسم کی دیگ کو نمکِ جان کس نے دیا۔ یعنی جسم میں جان کس نے ڈالی۔ بیت چوں قدمت الخ ابلق۔ سیاہ وسفید رنگ گھوڑا اور بلحاظ دن رات کے زمانے کو بھی ابلق اور ابلقِ ایام کہتے ہیں۔ قدم۔ بالکسر قدیم ہونا۔ ترجمہ جب تیری ازلیت ابلق ایام کو للکارے تو تیرے سوائے کون الٰہی کہہ سکتا ہے۔ بیت۔ رفتی اگر الخ۔ آرام تسکین ترجمہ اگر تیری طرف سے تسکین نہ ہوتی تو تیرے نام کی کشش سے عشق کی طاقت زائل ہو جاتی۔ بیت تا کرمت الخ ترجمہ جب سے تیرے کرم نے جہان کا راستہ اختیار کیا زمن کی پیٹھ نے (موجودات کا) بھاری بوجھ اُٹھالیا۔ بیت گر نہ زپشت الخ ترجمہ اگر تیرے صلب کرم سے پیدا نہ ہوئی ہوتی تو زمین کی ناف اُس کے شکم میں نہ ٹھہرتی یعنی موجودات کا بوجھ نہ اُٹھا سکتی۔ بیت نام تو الخ ترجمہ تیرا نام جانوں کی

انگوٹھی پر نگینہ کی طرح جڑا ہوا ہے۔ اور تیری بزرگ ذات کینے سے پاک ہے۔ **بیت** نام تو الخ ترجمہ تیرا نام گوشۂ دل پر تحریر ہے اور تیرا حکم نون والقلم یعنی تقدیروں کی تحریرات کا فرمان دینے والا ہے۔ **بیت** ذات ترا ہست الخ تیری ذات کو بقائے دوام حاصل ہے اور تیری مہربانی ہر اچھے بُرے کو روزی دینے والی ہے۔ **بیت** خاک بفرمان الخ قبہ خضرا۔ آسمان۔ ترجمہ زمین تیرے ہی حکم سے ساکن ہے۔ اور آسمان کو تو نے ہی بغیر ستونوں کے بنایا ہے۔ **بیت** عقد پرستش الخ پرستش کی لڑی تجھی سے منظم ہے۔ تیرے سوا دوسرے کی پرستش حرام ہے۔ **بیت** ہر کہ نہ گویا الخ۔ جو تیرے ذکر سے گویا نہیں وہ خاموش ہی بہتر ہے۔ **بیت**۔ ساقیٔ شب الخ دست کش۔ سائل۔ مست خوش۔ پُر کیف نشہ میں۔ ترجمہ۔ رات کا ساقی (یعنی خود رات) تیرے جام کا سائل ہے اور مرغ سحر تیرے ہی نام سے مست ہے۔ **بیت** پردہ برانداز الخ ترجمہ پردے کو اُٹھا دے اور تنہا باہر آجا۔ اگر وہ پردہ خود میں ہی ہوں تو اُسے بھی لپیٹ دے۔ یعنی ظہور فرما اور اگر میری ذات اس اظہار کی مانع ہے تو مجھے بھی مٹا دے۔ **بیت** عجز فلک را الخ ترجمہ آسمان کا عجز آسمان پر ظاہر کر دے اور جہان کی لڑی کو کھول ڈال یعنی آسمان کو جتلا دے کہ تو عاجز ہے اور اُسے نابود کر دے اور جہان کے انتظام کی لڑی کو بھی درہم برہم کر دے **بیت** نسخ کن الخ ترجمہ زمانہ کی ان علامات (یعنی شب و روز) کو منسوخ کر دے۔ اور ان اجرام سماوی کی صورتوں کو مسخ کر دے۔ یعنی دن اور رات ستاروں اور ستاروں کو مٹا دے۔ **بیت** حرف زباں الخ کلام زبان کو قلم کے حوالے کر دے اور زمین کا قرض عدم کو واپس دیدے۔ ظاہر ہے کہ کلام ظہور موجودات سے پہلے قلم تقدیر کے قبضے میں تھا۔ جب انسان وجود میں آیا تو اس کی زبان کے حوالہ ہوا۔ مدعا یہ کہ کلام زبان کو اس سے لیکر پھر قلم کے حوالے کر دے اور وہ موجودات کا قرض جو زمین نے

عدم سے لیا تھا پھر عدم کو لوٹا دے یعنی تمام کائنات کو فنا کردے۔ بیت ظلمتیاں را الخ ظلمتیاں سے مراد انسان۔ کیونکہ سیاہ مٹی سے وجود میں آیا۔ بُنہ۔ سامان جوہریان۔ ارواح۔ عرض۔ اعراض تسعہ۔ ترجمہ انسانوں کے سامانوں کو بے نور کردے یعنی اُنہیں فنا کردے۔ اور ارواح کو اعراض سے جُدا کردے۔ بیت کرسی شش الخ کرسی شش گوشہ۔ دنیا بلحاظ جہات ستہ۔ منبر نہ پایہ۔ نو آسمان جس میں عرش و کرسی بھی شامل ہیں۔ ترجمہ دنیا کو برباد اور آسمانوں کو تہ و بالا کردے بیت حقہ مہ الخ حقہ۔ ڈبیہ۔ حقہ ماہ۔ خود ماہ۔ گل ایں مہرہ۔ زمین۔ سنگ زحل خود زحل۔ نحوست کی وجہ سے سنگ کہا گیا ہے۔ قدح زہرہ۔ خود زہرہ۔ کیونکہ زہرہ عیش و عشرت سے منسوب کی جاتی ہے۔ اس لئے اس کو قدح کہا۔ ترجمہ چاند کو زمین پر دے مارا اور زحل کو زہرہ سے ٹکرا دے یعنی نظام کائنات کو درہم برہم کردے بیت دانہ کن الخ دانہ کردن۔ پراگندہ کرنا۔ عقد شب افروز۔ پروین۔ ثریا۔ مرغ شب و روز میں اضافت بیانی ہے یعنی خود شب و روز۔ ترجمہ اس شب افروز لڑی کو پراگندہ کردے اور دن رات کے پرندے کے پَر توڑ ڈال یعنی ثریا کے ستاروں کو غیر منتظم اور دن رات کو نیست و نابود کردے۔ بیت ازرمی ایں الخ پشتہ گل۔ پہاڑ ترجمہ۔ زمین سے ان مٹی کے ٹیلوں کو تراش ڈال اور کہہ دے کہ آسمان کا ایک اینٹ کا قالب معدوم ہو جائے یعنی پہاڑوں اور آسمانوں کو فنا کردے۔ بیت گرد شب از الخ گرد شب۔ تاریکی شب۔ جبہہ۔ پیشانی۔ ترجمہ آسمان کی پیشانی سے رات کی تاریکی کو دور کردے اور کہدے کہ سبع سیارہ کی پیشانی سرنگوں رہے۔ بیت تا کے ازیں الخ راہ نو سے مراد خواب و خور اور تعلقات جسمانی کی غفلت ہے۔ راہ قدیم۔ اس تنزہ اور تقدس کی طرف اشارہ ہے جو روحانی تجرد کی حالت میں تھا۔ ترجمہ نانے کا یہ نیا راستہ کب تک رہیگا۔ اس قدیمی راستے کے پردے کو ظاہر کردے

یعنی ان تعلقات جسمانی کو مٹا کر پھر وہی روحانی تجرد عنایت فرما۔ بیت طرح در انداز الخ
طرح در انداختن۔ بنیادیں اکھیڑ دینا۔ ترجمہ۔ اس آسمان کی بنیاد اکھاڑ دے اسکی
گردن کو حرکت وسکون سے نکال ڈال یعنی آسمان کو بھی زیر وزبر کردے۔ بیت
آب بریز الخ آب برآتش ریختن۔ آگ بجھانا۔ ترجمہ ظلم کی آگ کو ٹھنڈا کردے۔
اور کرۂ ہوائی کو کرۂ خاکی کے نیچے دبا دے۔ کرۂ باد کرۂ خاک سے اوپر ہے۔ مراد یہ ا
ہوئی کہ کرۂ خاک اور کرۂ باد کو تہس نہس کردے۔ بیت دفتر افلاک الخ۔ افلاک
شناس نجومی۔ ترجمہ نجومیوں کے دفتر کو جلا ڈال۔ اور آفتاب پرستوں کی آنکھیں
سی دے یعنی ستاروں کو بے نور کرکے نجومیوں کے دفتروں کو باطل کردے۔
علیٰ ہذا مصرعہ دوم۔ بیت صفر کن ایں برج زجرم ہلال الخ۔ صفر کردن۔ خالی کرنا۔
ایں برج۔ برج فلک۔ پردہ۔ فلک۔ مشتے خیال۔ اشکال فلکی۔ ترجمہ اس برج
کو ہلال کے وجود سے اور اس پردہ کو چند خیالی شکلوں سے خالی
کردے یعنی چاند اور اشکال فلکی یا ستاروں کو معدوم کردے۔ بیت تا بتو اقرار الخ
ترجمہ تاکہ تیری خدائی کا اقرار کریں اور اپنے معدوم ہونے پر گواہی دیں بیت اگرچہ
کنی قہر الخ اگرچہ تو ہم میں سے اکثر پر قہر کرے۔ لیکن ہم میں سے کسی کو شکایت کی مجال
نہیں ہوسکتی۔ بیت بے بدل است الخ۔ دیت۔ خونہا۔ ترجمہ۔ جس شخص کو تو اپنے
سے متعلق کرلے وہ بے مثل ہے اور جس شخص کا تو خون بہائے اس کا کوئی خوں بہا
نہیں ہے۔ بیت روشنیٔ عقل الخ ترجمہ۔ تو نے جان کو عقل کی روشنی عطا فرمائی
ہے اور دل کی لذت زبان کو بخشی ہے یعنی دل کا مذاق اور کیفیت زبان کے حوالے
کی اور ظاہر ہے جس کیفیت سے دل لبریز ہوتا ہے وہی زبان سے تراوش کرتی
ہے۔ بیت منزل شب را الخ۔ ترجمہ رات کی منزل کو تو ہی دراز کردیتا ہے اور
چھپے ہوئے دن کو تو ہی واپس لے آتا ہے۔ رات کی درازی سے شب معراج

کی درازی مراد ہے اور چھپے ہوئے دن کے واپس آنے قصہ اس طرح ہے کہ ایک مرتبہ وقت عصر نبیؐ پر وحی نازل ہونے لگی اور جب وحی نازل ہوتی تھی تو نبی علیہ السلام بیہوش ہو جاتے تھے۔ حالت بیہوشی میں نبیؐ کا سر علیؓ نے اپنے زانو پر رکھ لیا۔ نبیؐ اتنی دیر بیہوش رہے کہ وقت عصر جاتا رہا۔ جب ہوش میں آئے تو علیؓ سے دریافت کیا کہ تم نے نماز عصر پڑھ لی؟ علیؓ نے جواب دیا نہیں۔ میں آپ کا سر زانو پر لئے تھا اور یہ بھی عبادت تھی۔ نبیؐ نے دعا کی تو آفتاب بعد غروب پھر اتنا پلٹ آیا کہ وقت نماز عصر ہو گیا اور علیؓ نے نماز عصر ادا کی گو اعجاز نبیؐ تھا مگر علیؓ کے واسطے یہ اعجاز دکھایا گیا اس لئے بادنی ملابست اس معجزہ کی نسبت علی کی طرف کرتے ہیں ۱۲۔ **بیت** چرخ روشن الخ **ترجمہ**۔ آسمان نے حرکت اور قطب ستاروں نے سکون تجھی سے پایا اور وجود کے باغ نے زندگی کا پانی تجھی سے حاصل کیا۔ **بیت** غمزۂ نسریں الخ **ترجمہ** نسرین کی شگفتگی باد صبا سے نہیں ہے۔ بلکہ تیری مہربانی کا اثر اس کے لئے سرمۂ چشم بن گیا ہے۔ **بیت** غنچہ کمر بستہ الخ کمر بستہ مستعد۔ آمادہ۔ **ترجمہ** کلی مستعد ہو کر کہہ رہی ہے کہ ہم غلام ہیں۔ اور پھول ہمہ تن جان بن کر کہہ رہا ہے کہ ہم تیری ہی بدولت زندہ ہیں۔ **بیت** بندہ نظامی الخ **ترجمہ** بندہ نظامی جو تجھے ایک کہنے والا ہے (یعنی تیری توحید کا قائل ہے) دونوں جہان میں تیرے کوچے کی خاک ہے۔ **بیت** خاطرش از الخ اس کا دل اپنی معرفت سے آباد کردے اور اسکی گردن کو غم کی قید سے چھڑا دے ٭

مناجات دوم در بخشائش حضرت باری عز اسمہٗ

ای ازازل الخ ازل۔ جس کی ابتدا نہ ہو۔ ابد جس کی انتہا نہ ہو۔ **ترجمہ** اے وہ ذات جو ازل سے تھی اور ہم نہ تھے اور اے وہ ذات جو ابد تک زندہ رہیگی اور ہم فنا ہو جائیں گے۔ **بیت** دور جنیبت الخ جنیبت۔ کوتل گھوڑا۔ جنیبت کش۔ سائیس چاکر۔ **ترجمہ**۔ زمانہ تیرا مطیع فرمان ہے اور ساتوں آسمان تیرے زین پوش کے اٹھانے والے (یعنی غلام) ہیں **بیت** حلقہ زن الخ کنڈی کھٹکھٹانے والا۔ مراد طالب و سائل خانہ فروش۔ تارک خانمان۔ **ترجمہ** ہم تیرے ہی دروازے کے سائل اور تیرے ہی لئے گھر بار چھوڑ دینے والے ہیں۔ تیرے دروازے کی طرح ہم تیرے حلقہ بگوش ہیں۔ **یعنی** جس طرح دروازہ حلقہ بگوش ہے اسیطرح ہم تیرے غلام ہیں۔ **بیت** بے طمعیم الخ **ترجمہ**۔ ہم ایک معین و مددگار سے بے طمع ہیں اور تیرے سوا کوئی مہربانی کرنے والا نہیں رکھتے۔ **بیت** از پئی تست الخ ہمارا یہ تمام خوف و رجا تجھی سے ہے۔ اے کریم تو ہی مہربانی اور بخشش کر۔ **بیت** چارۂ ما ساز الخ رو آوردن۔ متوجہ ہونا۔ **ترجمہ** ہماری چارہ گری کر کہ ہم بے مددگار ہیں اگر تو ہمیں (اپنے در سے) نکال دیگا تو پھر ہم کس کی طرف ہوں گے۔ **بیت** داغ تو داریم الخ **ترجمہ** ہم تیرا ہی داغ رکھتے ہیں۔ اور داغ کئے ہوئے کتے کو بادشاہ شکار میں قبول کر لیا کرتے ہیں **بیت** ہم تو پذیری الخ **ترجمہ** تو ہی قبول فرما کہ ہم تیرے ہی باغ کی طوقدار قمری اور تیرے ہی داغدار کتے ہیں۔ طوق علامت غلامی ہے۔ **بیت** ایں چہ زباں الخ اس شعر میں صنعت رجوع ہے یعنی یہ کہ ہم نے اپنے کو تیری طوقدار قمری اور داغدار کتا بتایا ہے تو یہ بھی اپنے مرتبے اور طاقت سے زیادہ ہے۔ **ترجمہ** یہ کیا گفتگو اور سخندانی ہے۔ کہا اور بن کہا سب پشیمانی ہے۔ **بیت** دل زکجا الخ **ترجمہ** دل کہاں اور یہ حوصلہ و طاقت

کہاں میں کون اور خدائے عزوجل کی تعظیم کہاں۔ **بیت** حال بچہ دل الخ دل طاقت ترجمہ جان کس حوصلے سے سمندر میں چلی اور دل نے کس گستاخی سے اس چشمہ سے پانی پیا۔ جو کچھ میں نے کہا یہ جان و دل کے ظرف و حوصلے سے بڑھ کر تھا۔ **بیت** در صفتت گنگ الخ ترجمہ ہم تیری تعریف میں گونگے ہو کر عاجز رہ گئے ہیں اور ہم نے من عرف اللہ فکل لسانہ (جس نے اللہ کو پہچان لیا اُس کی زبان گنگ ہو گئی) پڑھ لیا ہے۔ **بیت** چوں تجلیم الخ ترجمہ چونکہ ہم اپنی ناقص گفتگو سے شرمندہ ہیں اسلئے تو ہی اپنے کرم سے ہم پر بخشش فرما۔ **بیت** پیش تو گرا الخ ترجمہ ای خدا اگر ہم تیرے حضور میں بے سروسامان ہو کر آئے ہیں تو تیری امید ہی کی بنا پر آئے ہیں۔ **بیت** یارشوای الخ ترجمہ اے غم کھانے والوں کے غمخوار ہمارا یاور بن اور اے عاجزوں کے چارہ ساز ہماری چارہ سازی کر۔ **بیت** قافلہ شد الخ قافلہ چلا گیا تو ہماری پسماندگی کو دیکھ۔ اے مولا ہماری بیکسی کو دیکھ۔ **بیت** برکہ پناہیم الخ ہم کس کی طرف پناہ لیں کہ بے نظیر تو ہی ہے اور ہم کس کے پاس بھاگ کر جائیں کہ تو ہی مددگار ہے **بیت** جز در تو قبلہ الخ تیرے دروازے کے سوا ہم (اپنی حاجتوں کا) اور کوئی قبلہ نہیں بنائیں گے۔ اگر تو مہربانی نہیں کریگا تو پھر اور کون کریگا۔ **بیت** دست چنیں پیش الخ ترجمہ (دعا کیلئے) ہاتھوں کو اس طرح کون بڑھاتا ہے جیسا کہ ہم اور اس سے بڑھ کر عاجزی اور زاری کون کرتا ہے جیسی کہ ہم کرتے ہیں **بیت** درگذر از جرم الخ ہماری گناہوں کو بخشدے کہ ہم خواستگار ہیں اور ہماری چارہ سازی کر کہ ہم پناہ کے جویا ہیں۔ **بیت** اے شرف نام الخ ترجمہ اے وہ ذات کہ نظامی کے نام کو تیری ہی بدولت شرف حاصل ہے اور تیری غلامی ہی اس کے لئے سرداری ہے۔ **بیت** نزل تحیت الخ نزل۔ تحفہ۔ تحیت۔ درود۔ ترجمہ درود شریف کا تحفہ اس کی زبان پر جاری فرما اور اپنی معرفت اس کی جان تک پہنچا ۱۲۔

در محبت نبوت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نخستہ اول الخ۔ نخستہ اول مراد لوح محفوظ۔ مجوبہ۔ دروازے کی بینی۔ ترجمہ جب لوح محفوظ نے الف کو اپنے اوپر لکھا تو وہ الف مجوبہ کی طرح احمد کے دروازے پر بیٹھ گیا کہتے ہیں کہ جب خدائے تعالیٰ نے قلم کو لکھنے کا حکم دیا تو خوف اور دہشت سے قلم کو پسینہ آگیا اور اس کا ایک قطرہ لوح پر ٹپک پڑا جو الف کی صورت میں پھیل گیا وہی الف تعظیم کے لئے احمد کے نام کے شروع میں اسیطرح بیٹھ گیا جیسے کہ دروازے کی بینی ہوتی ہے۔ **بیت** حلقہ حارا الخ۔ ترجمہ۔ حے کے حلقہ کو جب الف نے سلطنت بخشدی تو دال کا طوق اور میم کی بیٹی عنایت کی یعنی الف نے حا کو ایک سلطنت بخشدی تو اس کی بادشاہت کے ثبوت کے لئے) دال کا طوق (جو لفظ احمد میں دائرہ کی طرح لکھا جاتا ہے) اور میم (جو حلقہ دار ہے اس) کی بیٹی دے دی۔ **بیت**۔ لاجرم او الخ لفظ او کا مرجع احمد ہے۔ ترجمہ اسی واسطے نام احمد نے اس میم اور دال سے سلطنت کا دائرہ اور کمال کا فرمان پالیا۔ دائرہ دولت سے حکومت دو جہانی اور خط کمال سے کمال انسانی مراد ہے۔ **بیت** بود دریں قطعہ بند دو شعر الخ گنبد فیروزہ خشت۔ آسمان۔ اس فیروزے کی اینٹ والے گنبد میں بہشت کے باغ کا ایک تازہ ترنج تھا۔ درخت ترنج کا قاعدہ ہے کہ پہلے اس میں پھل آتا ہے۔ پھر بہار آتی ہے۔ یعنی سب سے پہلے ترنج میں پھل آتا ہے۔ مولانا نظامی نے ان اشعار میں رسول کریم صلعم کو اول ماخلق اللہ نوری اور خاتم النبیین کا مصداق قرار دیتے ہوئے باغ بہشت کا ایک تازہ ترنج قرار دیا ہے کہ آپ بلحاظ نور کے سب سے پہلے اور نبی ہونے کی حیثیت سے سب سے بعد ظہور پذیر ہوئے۔ گویا آپ کا نور جس سے موجودات کا ظہور ہوا پھل تھا اور آپکی نبوت بہار تھی۔ **بیت** کنت نبیاً الخ کنت نبیاً جو

اپنا علم آگے لے گئی۔ اُس نے نبوت کا خاتمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا۔ رسول کریم صلعم کی ایک حدیث ہے کُنت نبیا آدم بین الماء والطین میں اس وقت نبی تھا جب آدم علیہ السّلام کا ابھی خمیر تیار کیا جا رہا تھا۔ بیت مہ کہ نگیں الخ۔ زبرجد۔ آسمانی ترجمہ چاند جو آسمانی نگین دار بنا ہوا ہے در اصل محمد صلعم کی مہر نبوت اسکی انگوٹھی ہے۔ یعنی چاند کو آپ ہی کے نام کی برکت سے نور حاصل ہے۔ بیت گوش جہاں الخ ترجمہ جہان کے کان محمدؐ کی میم کے غلام ہیں۔ بلکہ دونوں جہان آپکے تسلیم کرنے کے لئے خم ہیں۔ بیت خواہ مساح الخ مساح۔ بہت سیاحت کرنے والے۔ آنت اینت۔ کلمۂ تحسین یعنی۔ زہی۔ واہ۔ واہ۔ ترجمہ۔ وہ بہت سیر کرنے والے آقا (بلحاظ سیاحت معراج) اور مسیح آپ کے غلام ہیں کیا عجیب خوش خبری دینے والے (مومنین کو) اور خوشخبری یافتہ تھے۔ یعنی آپ کا نام بشیر اور مبشّر بفتح شین ہے۔ بیت اُمّی وگویا الخ آپ اُمّی تھے لیکن فصیح زبان کے ساتھ آدم علیہ السّلام مسیح کے متعلق گویا تھے یعنی باوجود اُمّی ہونے کے آدم علیہ السّلام اور مسیح علیہ السلام جو آپ سے سینکڑوں اور ہزاروں برس پہلے ہو گذرے ہیں کے حالات کو نہایت فصاحت سے بیان فرماتے ہیں۔ الف آدمؑ اور میم مسیحؑ سے مراد خود آدمؑ و مسیحؑ بیت چوں الف او الخ ترجمہ آپ عہد اور وفا میں الف کی طرح سیدھے اور راست ہیں۔ اور آپ (بلحاظ نور کے) تمام انبیا سے اوّل اور (بلحاظ ظہور کے) آخر ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ لفظ انبیا میں اوّل و آخر دونوں جگہ الف ہے۔ بیت نقطۂ روشن تر الخ پرکار بفتح دائرہ کھینچنے کا آلہ اور بضم اوّل محکم۔ ترجمہ آپ کن کی پرکار کے روشن مرکز ہیں اور سخن کے کامل ترنکتہ ہیں یعنی اللہ تعالےٰ کے کُن کہنے سے جتنی موجودات ظہور میں آئی سب میں سے آپ روشن ترین اور کامل ترین ہیں۔ بیت کبر جہاں الخ اگرچہ آپ نے دنیاوی بزرگی کو اپنے سر میں جگہ نہیں دی لیکن جہان کے لئے

جہان سے سربلندی کا اظہار نہیں کیا یعنی باوجود حکومت دو جہانی کے تکبر نہیں کیا
بیت از سخن او الخ۔ ادب۔ فصاحت۔ بلاغت۔ ترجمہ۔ ادب آپ کے سخن کا ایک
آوازہ ہے اور آسمان آپ کی پیٹی کا ایک اندازہ ہے۔ بیت عصمتیان در الخ عصمت
اپنے آپ کو صغیرہ و کبیرہ گناہ سے محفوظ رکھنا۔ عصمتیان۔ فرشتے۔ پردگی۔ پردہ دار پردہ نشین
ترجمہ۔ فرشتے آپ کی چار دیواری میں پردہ نشین تھے۔ خود پاکدامنی نے آپ ہی
سے پرورش پائی ہے۔ بیت ترتبش از الخ۔ جنایت گناہ۔ جنایت فشاں۔ گناہ
دور کرنے والا۔ جنابت۔ ناپاکی۔ ترجمہ آپ کا مرقد مبارک آنکھوں سے گناہوں کو
دور کرنے والا ہے۔ اور آپ کی ہجرت مکہ معظمہ سے بخاست کفر و شرک کے دور کرنیکا
باعث ہوئی۔ بیت خاموشی او الخ ترجمہ آپ کی خاموشی بھی دل کو روشن کرنیوالا
سخن ہے اور آپ کی دوستی عیبوں کو جلا دینے والا ہنر ہے۔ بیت فتنہ فروگشتن الخ
ترجمہ آپ کی وجہ سے کفر و فسق کے فتنوں کا فرو ہو جانا لابدی ہے اور آپ ہی پر فریفتہ
ہونا دل پسند بات ہے۔ بیت بر ہمہ سرخیل الخ ترجمہ آپ سب کے سردار اور
نیکیوں کے افسر تھے۔ آپ گرالنایہ قطب (باعتبار حلم و وقار) اور سبک سیر (باعتبار سیر
معراج شریف) تھے۔ بیت چشمۂ خورشید الخ ترجمہ آفتاب کا چشمہ جو اپنے
نور کیلئے آپ کا محتاج ہے آپ کی شب معراج کا نیم ہلال ہے یعنی شب معراج
کے مقابلہ میں آفتاب نہایت کم نور تھا۔ بیت داد فراخی الخ نعل زدن۔ سواری
کے لئے تیار کرنا۔ خنگ۔ شب آہنگ۔ رات کو سفر کرنے والا گھوڑا مراد براق۔ مدت
قلیل معراج۔ ترجمہ تنگ وقت کو فراخی دیدی۔ اور شب آہنگ گھوڑے کو مہیائے
سواری کیا۔ بیت وزپی باز الخ۔ پائے بست۔ منتظر۔ ترجمہ اور آپ کے واپس
آنے کے انتظار میں صبح کے فرشتے دن رات کے سیاہ و سفید گھوڑے کو تھامے
ہوئے تھے۔ یعنی آپ معراج شریف کیلئے تشریف لے گئے تو فرشتے آپ کی

واپسی کے انتظار میں رات کو تھامے رہے کہ صبح نہ ہو۔ بیت چوں تگ ابلق الخ ترجمہ جب زمانے کی دوڑ انتہا تک پہنچی تو غاشیہ برداری کی خدمت نظامی کو ملی۔ یعنی آنحضرتؐ کے بعد زمانہ گذرتا گیا۔ یہاں تک کہ رسول کریم کی شریعت کی پیروی نظامی کو نصیب ہوئی۔ غاشیہ۔ زین پوش۔

در صفت معراج پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نیم شباں کاں (قطعہ بند دو شعر)۔ کلک نیمروز۔ آفتاب نصف النہار مراد نبی صلعم مشعل گیتی فروز سے مراد آپ کا وجود مبارک۔ عماری۔ ہودج مشعلداری مشعلچی گری۔ ترجمہ آدھی رات کے وقت جب اس بادشاہ نیمروز (رسول کریم) نے جہان کو روشن کرنے والی مشعل (وجود مبارک) کو روانہ کیا تو آسمان نے اپنی آنکھوں سے آپ کا ہودج بنایا۔ یعنی آنکھوں میں جگہ دی اور زہرہ اور چاند نے آپ کی مشعلچی گری کی خدمت انجام دی۔ بیت کرورہا در الخ۔ ہفت خط۔ ہفت اقلیم چار حد۔ عالم عنصریات۔ شش جہات۔ جہات ستہ۔ شمال۔ جنوب۔ مشرق مغرب۔ تحت۔ فوق۔ مراد عالم۔ ترجمہ آپ نے دنیا کی چار دیواری یعنی ہفت اقلیم۔ عالم عنصریات اور جہات ستہ چھوڑ دیا۔ بیت روز شدہ الخ۔ ترجمہ دن آپ کی آمد کی وجہ رخصت طلب ہوا۔ کیونکہ اس کا نور آنحضرت کے نور کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہ رکھتا تھا۔ اور رات آپکی آمد کی وجہ سے وجد کرنے لگی۔ بیت دیدۂ اغیار الخ ترجمہ۔ جبکہ آپ نہایت تیزی سے نیند سے بیدار ہوئے تو اغیار (یعنی نامحرمان اسرار) گہری نیند میں غافل ہو گئے یعنی جب آپ معراج کو تشریف لے جا رہے تھے۔ تو تمام دنیا کے لوگوں پر جو نامحرم راز ہیں خواب غفلت طاری ہو چکی تھی۔ بیت۔ باتفس قالب الخ مرغ دل۔ مراد نفس ناطقہ۔ ترجمہ اس

شکارگاہ (دنیا) قفس وجود کے ساتھ آپ کا مرغ دل (نفس ناطقہ) آرامگاہ (عالم بالا) میں گیا یعنی مع جسم تشریف لے گئے۔ **بیت** پردہ برانداختہ الخ پردہ برانداختن پردہ اُٹھا دینا۔ خرقہ درانداختن۔ خرق والتیام قبول کیا۔ **ترجمہ** فرشتے پردہ اُٹھا کر ظاہر ہوئے اور آسمان نے خرق والتیام قبول کیا۔ **بیت** مرغ اکیش الخ سکتر لطیف تر۔ قلب۔ روح۔ **ترجمہ** آپ کا نفس ناطقہ آپ کے قفس وجود کو لے گیا اور آپ کا جسم روح سے بھی زیادہ لطیف ہو گیا۔ **بیت** گام بگام الخ **ترجمہ** اگرچہ آپ قدم بقدم حرکت کر رہے تھے لیکن ہر میل آپ کو تعظیم و احترام کے ساتھ دوسرے میل تک لیجاتا تھا۔ **بیت** چوں دو جہاں الخ **ترجمہ** چونکہ دونوں جہان آپ کے منتظر تھے۔ اس لئے سجدۂ تعظیم میں سر جھکائے ہوئے تھے۔ **بیت** پایش ازاں پایہ الخ **ترجمہ**۔ آپ کے قدم مبارک اس منزل میں کہ جس کی طرف آپ متوجہ تھے۔ ایک منزل نہیں بلکہ سینکڑوں منزلیں سامنے رکھتے تھے **بیت** رخش بلند اختر الخ۔ **ترجمہ** آپ نے اپنا بلند اقبال گھوڑا ڈال دیا۔ اور اپنے زین پوش کو موجودات کے کاندھے پر باندھ دیا۔ **بیت** ناف زمین بود الخ۔ زمین ناف۔ مکہ معظمہ **ترجمہ** مگر معظمہ کان تھا۔ اور آپ اس کے گوہر آسمان اس موتی کو اپنے سر کے تاج کے لئے لے گیا۔ **بیت** گوہر شب الخ **ترجمہ** گوہر شب چراغ کو اس تاریک رات میں گاؤ فلک (برج ثور) گاؤ زمین سے لے گئی۔ **بیت** اوستدہ الخ پیشکش۔ تحفہ ہدیہ۔ **ترجمہ**۔ آپ نے اس سفر کا تحفہ سرطان سے تاج اور جوزا سے پیٹی لے لی مطلب یہ ہے کہ آپ نے سرطان اور جوزا دونوں کی سیر کی۔ **بیت** خوشہ گزد الخ سنبل تر۔ زلفیں نبی صلعم۔ **ترجمہ** وہ خوشہ جو آپ نے اپنی بٹی ہوئی زلفوں سے بنایا اس نے برج سنبلہ کو برج اسد پر گرا دیا۔ برج سنبلہ کو خوشہ بھی کہتے ہیں۔ مطلب یہ کہ جب آپ برج سنبلہ میں پہنچے تو وہ آپ کی زلفوں سے رشک

کھاکر برج اسد پر گر پڑا۔ **بیت** تا شب اورا الخ ستارہ زہرہ کو شب سنج اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ شام سے صبح تک آسمان پر نمایاں رہتا ہے۔ **ترجمہ** رات کا اندازہ لگانے والی زہرہ ترازو (میزان) ہاتھ میں لئے ہوئے تھی تاکہ معلوم کرے کہ آپ کی شب معراج کا وزن (مرتبہ) کتنا ہے۔ **بیت**۔ ریختہ نوش الخ سبز ایک قسم کی گھاس ہے جو بچھو کے زہر کا تریاق ہے۔ عقرب نیلوفری سے مراد برج عقرب ہے۔ اور اسے منحوس سمجھا جاتا ہے۔ **ترجمہ** آپ نے اپنے سبز جیسی خاصیت والے سانس سے اس منحوس برج عقرب کی دُم (نیش کیونکہ عقرب کا نیش دُم میں ہوتا ہے) پر نوشدارو گرا دیا۔ **یعنی** آپ نے برج عقرب کی نحوست کو دور فرما دیا **بیت** چوں زکماں تیر الخ کمان سے مراد ابروئے مبارک آنحضرت۔ تیر شکر زخم وہ تیر جس کا زخم شکر کی طرح بامزہ اور گوارا ہو اور تیر سے مراد نگاہ آنحضرت۔ بز غالہ۔ بکری کا بچہ۔ برج جدی۔ **ترجمہ**۔ جب آپ نے اپنی کمان ابرو سے زخم گوارا لگانے والا تیر پھینکا تو آسمان کے دسترخوان کے بز غالہ کا پتہ زائل ہوگیا۔ **یعنی** جب آپ نے برج جدی کی طرف نگاہ کی تو اُس کی نحوست دور کردی۔ چونکہ گوشت کی بدمزگی کا باعث ہوتا ہے اس لئے اس کو دور کردینے سے مراد نحوست کا دور کرنا ہے۔ **بیت**۔ یوسف دلوی الخ **ترجمہ** آپ آفتاب کی طرح برج دلو کے یوسف اور پانی کے ڈول کی طرح برج حوت کے یونس بن گئے۔ برج دلو آفتاب کے عروج کا مقام ہے اور یوسف علیہ السلام ڈول ہی کے ذریعے کنوئیں سے نکلے تھے یعنی آپ برج دلو میں تشریف لے گئے۔ اور یونس علیہ السلام کا شکم ماہی میں قید رہنا مشہور عام ہے۔ **بیت** تا بہ حمل تخت الخ۔ برج حمل۔ آفتاب کا بیت الشرف ہے اور یہی زمانہ فصل بہار ہے۔ **ترجمہ** آپ نے ثریا کا تخت برج حمل میں لگایا اور پھولوں کا لشکر صحرا میں خیمہ زن ہوا۔ **یعنی** جب آپ برج حمل میں تشریف

نے گئے تو گویا آفتاب تھا۔ جو برج حمل میں آگیا اور دنیا میں بہار آگئی۔ بیت از گل آں الخ باغ رفیع بہشت یا عالم ملکوت۔ ربیع۔ فصل بہار۔ رُبع زمین۔ رُبع مسکوں یعنی تمام آباد زمین۔ روضہ۔ قطعۂ باغ۔ ترجمہ اس باغ رفیع کے چمن کے پھول (رسول صلعم) کی وجہ سے ربع مسکوں نے موسم بہار حاصل کیا تھا۔ بیت شب شدہ الخ ترجمہ رات (نورانیت کیوجہ سے) دن بن گئی واہ کیسا دن تھا۔ اور پھول (قوت نمو سے) سرو بن گیا۔ سبحان اللہ کیسی عجیب بہار تھی۔ بیت زاں گل الخ ترجمہ اس پھول اور اس سرو سے جو اس باغ میں تھے۔ آپ کی نرگس چشم مازاغ کا سرمہ رکھتی تھی گل سے رخسار آنحضرتؐ سرو سے قد اور نرگس سے چشم مبارک مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مازاغ البصر وماطغیٰ یعنی خدا تعالیٰ کے سوا آپ کو اور کسی طرف میلان نہ تھا۔ بیت عشر اوب الخ عشر۔ خراج۔ ترجمہ ساتوں آسمانوں سے آپنے خراج ادب طلب کیا۔ اور انبیا سے اپنی تشریف آوری کا عذر طلب کیا۔ یعنی انبیا نے آپ کی قدم رنجی کا عذر کیا۔ بیت ستر کواکب الخ ستر۔ پردہ۔ ترجمہ آپ کے قدم مبارک ستاروں کا پردہ پھاڑ رہے تھے۔ اور فرشتوں کے گروہ آپ کا جھنڈا اُٹھا کر چل رہے تھے۔ بیت ناف شب الخ ناف شب۔ نیم شب مشک لب۔ لب پُر کا خط۔ ترجمہ۔ نصف رات کا وقت آپ کے لبوں کے خط کی خوشبو سے پُر تھا۔ اور آپ کے گھوڑے کے سم نے چاند کا نعل گرادیا تھا۔ یعنی آپ کے گھوڑے کی تیز رفتاری نے چاند کو اس سریع السیری کے باوجود مات کردیا تھا۔ بیت در شب تاریک الخ بآں اتفاق سے مراد رسول کریم صلعم کی سواری کی برکت ہے۔ ترجمہ اس سبب سے تاریک رات میں براق کے پاؤں کی رفتار بجلی کی طرح تھی۔ بیت کبک وش الخ کبک وش بلحاظ خوشخرامی۔ باز کبوتر نما یعنی براق بلند پروازی میں باز کی طرح اور لطافت و پاکیزگی میں کبوتر کی مانند دکھائی

دیتا تھا۔ فاختہ رو۔ تیز روی کے لحاظ سے۔ فرّ ہمائی سے مراد رسول کریمؐ کی ذات کا دبدبہ شوکت ہے۔ جس کی وجہ سے یہ تمام خوبیاں براق میں جمع ہوگئیں۔ بیت صدرہ سدرہ الخ۔ صدرہ۔ واسکٹ۔ ترجمہ سدرۃ المنتہیٰ کی واسکٹ آپ کا پیرہن بنی ہوئی تھی اور عرش نے آپ کے دامن سے گریبان بنایا تھا یعنی رسول کریم صلعم سدرہ سے بھی اوپر تشریف لے گئے یہانتک کہ آپ کا دامن عرش پر گھسٹ رہا تھا۔ بیت چوں گل ازیں الخ پایہ فیروزہ فرش۔ آسمان۔ ساق عرش عرش کی پنڈلی۔ مراد عرش الٰہی۔ ترجمہ۔ آسمان کی سیڑھی سے پھول کی طرح آپ دست بدست عرش الٰہی تک پہنچ گئے۔ بیت ہمسفرانش الخ۔ سپر انداختند۔ عاجز ہونا۔ ہمسفر وہ فرشتے جو معراج کی رات آپ کے ہمراہ تھے۔ خصوصاً جبرئیلؑ۔ ترجمہ آپ کے ہمسفر عاجز رہ گئے اپنے بازوؤں کو توڑ ڈالا اور پر ڈال دیئے۔ یعنی اپنی حد معینہ پر ٹھہر گئے آگے نہ جا سکے۔ بیت پردہ نشینان الخ ترجمہ وہ فرشتے جو آپ کے ہمراہ تھے۔ اُنہوں نے آپ کے ہودج کو اکیلا چھوڑ دیا۔ بیت رفت بداں الخ ترجمہ۔ آپ اُس راستے سے تشریف لے گئے جہاں آپ کا کوئی ہمراہی نہ تھا حتیٰ کہ آپ کے ایک قدم کو دوسرے قدم کی خبر نہ تھی۔ بیت ہر کہ جز او الخ ترجمہ۔ آپ کے سوائے جو کوئی بھی تھا وہ اس راز کے دروازے پر ہی رہ گیا۔ آپ بھی خودی کی آمیزش سے پاک ہوگئے۔ یعنی خود آپ بھی بیخود ہوگئے۔ بیت برسر ہستی الخ موجودات کے سر پر آپ کے قدم مبارک کا تاج تھا۔ اور عرش بھی اس نعمت کا محتاج تھا۔ بیت چوں بہمہ الخ ہمہ صرف سے مراد موجودات۔ قلم درکشید۔ رد کر دیا۔ ترجمہ۔ جب آپ نے تمام مخلوقات پر قلم رد پھیر دیا تو عرش کے استر سے جھنڈا بلند کیا۔ یعنی تمام موجودات کو چھوڑ کر آپ عرش معلیٰ پر تشریف فرما ہوئے۔ بیت تا تن ہستی (دو شعر قطعہ بند) بُنہ۔ بنیاد۔ سامان۔ ترجمہ جبتک

جسم ہستی جان کی نفس شماری کرتا رہا۔ اس وقت تک تمام جانوں کے سردار (رسول اکرم صلعم) جسم سمیت راستہ طے کرتے رہے۔ جب عرش کا سامان ختم ہوگیا۔ تو دل و جان کا کام دل و جان کے سپرد ہوا۔ یعنی حد کائنات تک آپ جسم سمیت تشریف لے جاتے رہے۔ لیکن جب ورائے عرش پہنچے تو دل و جان کا مقصود حاصل ہوا۔ بیت دل بگہر خانہ الخ۔ دل سے مراد روح ہے۔ ترجمہ روح اپنے اصلی گہر خانے کی طرف چلی اور وہ کچھ دیکھا کہ خیال بھی اُس کو نہ پا سکا۔ بیت دیدہ کہ نور ازلی الخ ترجمہ جو آنکھ نور ازلی کی خواہاں ہو اُس کا سر دوسرے خیالات کی طرف نہیں جھکتا۔ یعنی وہ اور طرف متوجہ نہیں ہوتی۔ بیت راہِ قدم الخ پیش قدم در گرفت طے کرنا شروع کیا۔ ترجمہ آپ نے قدم کا راستہ طے کرنا شروع کیا اور درمیان سے مخلوقیت کا پردہ اُٹھا دیا۔ بیت کرد چورہ الخ ترجمہ جب انتہا سے زیادہ راستہ طے کر چکے تو طبیعت کے گریبان سے سر باہر نکال لیا یعنی جب آپ لامکان میں پہنچے تو مقتضیات بشری سے مبرا ہو گئے۔ بیت ہمتش از الخ ترجمہ آپ کی ہمت نہایت ہی روشن دلی کے باعث لامکان کی منزل میں پہنچ گئی۔ بیت غیرت ازاں الخ میانش گرفت حائل شد۔ عنان گرفتن۔ آگے بڑھنے سے مانع ہونا۔ ترجمہ عظمت و جلال الٰہی حائل ہوا اور حیرت عبودیت نے آپ کو اس گوشہ سے روک لیا۔ بیت رفت دلی الخ ترجمہ آپ تشریف لے گئے۔ لیکن (جانے کیلئے) پاؤں کو تکلیف دینے کی ضرورت نہ ہوئی۔ آپ نے جستجو کی لیکن جگہ کی قدر نہ تھی۔ بیت چوں سخن از خود الخ ترجمہ آپ سخن کی طرح خودی سے پورے طور پر نکل آئے۔ حتیٰ کہ آپ کے سخن نے قبولیت اور سلامتی پائی۔ بیت پردہ برانداختہ الخ پردہ برانداختن۔ پردہ اُٹھا دینا۔ ترجمہ۔ وصال کے ہاتھ نے خدائے تعالیٰ کی سرائے عظمت و جلالت کی تعظیم کے دروازے سے پردہ اُٹھا دیا۔ بیت۔ پائی شد آمد الخ

ترجمہ آمد و رفت کے پاؤں عاجز رہ گئے اور جان تجلیات الٰہی کے نظارے میں مصروف ہوئی۔ بیت آئت نوری الخ ترجمہ نور کا وہ نشان جو لازوال تھا آپ نے ایسی آنکھ سے دیکھا جس کا آپ کو گمان بھی نہ تھا۔ بیت مطلق ازانجا الخ ترجمہ آپ نے خدا کو دیکھا (کیونکہ خدا دیکھنے کے سزاوار ہے) مگر بے قید دیکھا کیونکہ پسندیدہ ہے۔ بیت دیدنش ازالخ ترجمہ نبیؐ کا اللہ تعالیٰ کو آنکھوں سے دیکھنا چھپانا نہیں چاہئے کیونکہ جو شخص دیکھنے کا قائل نہ ہو وہ اندھا ہے۔ بیت دیدن معبود الخ ترجمہ چونکہ خدا کا دیدار پسندیدہ ہے۔ میں ہزار بار کہتا ہوں کہ وہ دیدنی ہے۔ بیت دیدن آں الخ ترجمہ اس پردہ کا دیکھنا کسی جگہ کے ساتھ مقید نہ تھا اور اس راستے کا چلنا کسی وقت کا پابند نہ تھا۔ یعنی وہاں مکان و زمان کو دخل نہ تھا۔ بیت دیدن او الخ خدا کا دیدار بغیر عرض و جوہر کے ماورا ہے کیونکہ وہ عرض و جوہر سے بہت پرے ہے۔ یعنی عرض و جوہر سے منزہ ہے۔ بیت ہر کہ دراں الخ نظرگاہ۔ دیکھنے کا مقام۔ ترجمہ جس شخص نے بھی اس پردہ میں دیکھنے کا مقام پایا اس نے خدا کو مقید بہ جہات نہ سمجھنے کی وجہ سے راستہ پایا۔ بیت کفر بود الخ ترجمہ اس کے صفات کی نفی نہ کر کیونکہ یہ کفر ہے اور اس کو پابند جہات نہ سمجھ کیونکہ یہ جہالت ہے۔ بیت ہست ولیکن الخ ترجمہ وہ موجود ہے لیکن کسی جگہ پر مقید نہیں اور جو کوئی ایسا نہ ہو تو وہ خدا نہیں ہے۔ بیت دید محمدؐ نہ الخ ترجمہ محمدؐ نے خدا کو دیکھا لیکن کسی اور آنکھ سے نہیں بلکہ انہیں سر کی آنکھوں سے دیکھا بیت خورد شرابی الخ شراب سے مراد وہ اسرار ہیں جو شب معراج میں آنحضرتؐ کے دل پر وارد ہوئے۔ ترجمہ جو شراب اللہ تعالیٰ نے تیار کی وہ آپ نے پی اور اس کا ایک گھونٹ ہمارے دنوں میں ٹپکا دیا یعنی ان اسرار میں سے تھوڑے قلیل حصہ ہم امتیوں کو بھی مل گیا۔ بیت لطف ازل الخ ترجمہ خدائے تعالیٰ کا لطف

ہمیشہ آپ کا ہم نشین ہے۔ اللہ کی رحمت ناز بردار اور آپ نازنین ہیں۔ **بیت** لب بشکر الخ **ترجمہ** لب مبارک کو تبسم سے آراستہ کیا اور اپنی اُمت کیلئے دعا کی۔ **بیت** ہمتش از الخ **ترجمہ** آپ کی ہمت خزینۂ معرفت سے مالا مال ہوگئی اور آپ کے سارے مقاصد پورے ہوگئے **بیت** پشت قوی الخ **ترجمہ** آپ اس بارگاہِ ایزدی سے قوی پشت ہوکر (مدد پاکر) اس کارخانے یعنی (دنیا) کی طرف متوجہ ہوئے **بیت** زاں سفر الخ **ترجمہ** اس عشق کے سفر سے آپ ناز کرتے ہوئے واپس آئے۔ ایک لمحہ میں تشریف لے گئے اور پلٹ آئے **بیت** اے سخنت الخ۔ سخن سے مراد نعت ہے۔ **ترجمہ** اے (محمد صلعم) آپ کی نعت ہماری زبانوں کی مُہر ہے اور آپ کی خوشبو (محبت) ہماری جانوں کے لئے تریاق کا حکم رکھتی ہے۔ **بیت** دور سخنرا الخ **ترجمہ** اپنی سخاوت کے دور کو انتہا تک پہنچائیے اور خاتمۂ کلام نظامی تک پہنچائیے۔ یعنی میرے سخن کو وہ خوبی عطا فرمائیے کہ مجھ پر سخن کا خاتمہ ہو۔

نعت اوّل در حلم نبوی علیہ الصلوٰۃ والسّلام

شمسہ نہ (قطعہ بند) شمسہ۔ کلس مراد زینت۔ بالفتح انگشتری مراد زینت۔ ختم بمعنی خاتم مراد ختم کرنے والا۔ نہ مسند نو آسمان۔ فتراک۔ شکار بند۔ **ترجمہ** سات سیاروں والے نو آسمانوں کی زینت خاتم الانبیا اور پیغمبروں کی آرائش (یعنی) احمد مرسل کہ عقل آپ کے روبرو بمنزلہ خاک (بیقدر) ہے اور دونوں جہان آپ کے فتراک میں بندھے ہوئے ہیں۔ **بیت** تازہ ترین الخ صحرائی ناز۔ مراد از عالم لاہوت۔ دریائے راز سے مراد کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق (میں ایک مخفی خزانہ تھا میں نے خود کو پہچنوانا چاہا۔ پس میں نے مخلوقات کو پیدا کیا) **ترجمہ** آپ صحرائے ناز کے تازہ ترین سنبل اور دریائے راز کے مخصوص ترین موتی ہیں یعنی

ذات وصفات الٰہی کا بہترین مظہر ہیں۔ **بیت** سنبل او الخ۔ سنبلہ ایک برج ہے۔ گوہر سے مراد دندان مبارک۔ **ترجمہ** آپ کی زلف دن کو روشن کرنے والی سنبلہ ہے اور آپ کے دندان مبارک آفتاب کو زینت بخشنے والے ہیں۔ روز کنایہ ہے چہرۂ انور سے۔ **بیت** خندہ خوش الخ۔ شکر مراد لب مبارک۔ گوہر دندان مبارک خندہ خوش زدن۔ کھلکھلا کر ہنسنا۔ **ترجمہ** آپ کے لب مبارک اس لئے کبھی کھلکھلا کر نہیں ہنسے کہ کہیں آپ کے دندان مبارک موتیوں کو بے آب نہ کردیں۔ **بیت** چوں گہر او الخ۔ **ترجمہ** جب آپ کی ذات گرامی نے پتھر کے دل نہیں توڑا یعنی خندۂ خوش سے موتیوں کو بے آب نہیں کیا تو پتھر نے آپ کے دندان مبارک کو کیوں شہید کیا۔ جنگ احد میں رسول کریم صلعم کا ایک دانت شہید ہوگیا تھا اُس کی طرف اشارہ ہے۔ **بیت**۔ آرمی از آنجا (قطعہ بند) دُر سے مراد دنداں اور لعل سے لب مبارک۔ **ترجمہ**۔ ہاں وہ پتھر چونکہ سنگدل تھا اور سودا کی خشکی جوش پر تھی تو وہ پتھر کس طرح معجون مفرح کی طرف مائل ہوتا (جس سے اُس کی خشکی سودا دور ہوتی) اگر وہ موتی کو توڑنے اور لعل کو گھسنے والا نہ بنتا۔ **بیت** کرد جدا (قطعہ بند) دُرج دُرِ بہا مراد دہن مبارک۔ رہگزر۔ گوہر۔ دانتوں کی قطار۔ **ترجمہ** دشمن کے پتھر نے آپکے دانتوں کی لڑی میں سے ایک دانت الگ کردیا (تو یوں کہنا چاہئے) کہ تنگ ڈبے سے موتی نکل آیا اور پتھر سے موتی کا پیدا ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ یعنی چونکہ وہ دانت پتھر کے صدمے سے الگ ہوا تھا اس لئے کہتے ہیں کہ پتھر سے موتی کا پیدا ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں اور ظاہر ہے کہ پتھروں سے موتی نکلا کرتے ہیں۔ **بیت** سیم دیت (قطعہ بند) دیت خونبہا سیم۔ مراد دندانِ شکستہ۔ **ترجمہ** شاید پتھر کے لئے سیم (آپ کے دندان مبارک) دیت تھی کہ وہ پتھر آیا اور اس دہن تنگ کو زخمی کردیا۔ حالانکہ ہر وہ موتی جو ذات سنگ سے پیدا ہوتا ہے آپ کے لبوں کے

مقابلہ میں از قسم دندان بہا ہے۔ **بیت** گوہر سنگی الخ۔ **ترجمہ** پتھر سے نکلا ہوا موتی جسکی کان زمین ہے آپ کے گوہر دنداں کی دیت کس طرح ہوسکتا ہے۔ یعنی تمام دنیا کے موتی (جیسا کہ پہلے شعر میں کہہ آئے ہیں) آپ کے دندانِ مبارک کی دیت نہیں ہوسکتے **بیت** فتح بدنداں الخ۔ جاں کناں۔ بفتح کاف بمعنی کوشش کناں۔ دنداں کناں بضم کاف بمعنی عاجزی کرتے ہوئے۔ ازبن دنداں۔ برغبت تمام۔ **ترجمہ**۔ فتح آپ کے دانت کی دیت میں کوشش کرتی ہوئی آگئی اور برغبت تمام عاجزی کرنے لگی **یعنی** اس کے بعد کی تمام فتوحات جو آپ کو حاصل ہوئیں وہ گویا آپ کے دندانِ مبارک کی دیت تھیں **بیت** چوں دہن الخ **ترجمہ** آپ نے اپنے دہن مبارک کو پتھر کے صدمہ کی وجہ سے خون سے دھویا تو بخشش کا نام اپنے آپ پر درست کر لیا۔ **یعنی** باوجود اسقدر تکلیف پہنچنے کے آپ نے بددعا نہیں کی بلکہ فرمایا تو یہ اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون (خداوندا میری قوم کو ہدایت فرما کیونکہ یہ لوگ لاعلم ہیں) **بیت** ازبن دنداں الخ کم گرفتن۔ ترک کر دینا۔ فراموش کر دینا۔ حقیر و ناچیز سمجھنا۔ **ترجمہ**۔ برغبت دانت کو ترک کر دیا اور اسے (فتوحات کے) شکرانے کے طور پر دیدیا اور اس (شکست دنداں) کو حقیر سمجھا۔ **بیت** زار زوئے داشتہ الخ۔ دنداں از چیزے گذاشتن۔ ترک کر دینا۔ چیزے بدنداں داشتن۔ کنایہ۔ حرص کرنا۔ **ترجمہ**۔ آپ کے دل میں جو آرزو تھی آپ نے اُسے ترک کر دیا کیونکہ دو جہان میں سے آپ کو کسی چیز کی حرص نہ تھی۔ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلعم نے عتبہ بن ابی وقاص کے متعلق جسکے پتھر سے آپ کا دندان مبارک شہید ہوا تھا نذر مانی تھی کہ حصول فتح پر اُسے قتل کیا جائیگا۔ لیکن فتح کے بعد آپ نے اُسے معاف فرما دیا۔ **بیت** در صف نادر دو اطہر الخ **ترجمہ**۔ آپ کے لشکروں کے میدان جنگ کی صف میں آپ کا ہاتھ عَلَم تھا اور آپکی زبان خنجر۔ آپکے خنجر (یعنی زبان) نے دانت کو نثار کر دیا کیونکہ دندانہ دار خنجر اچھا

نہیں ہوتا۔ **بیت** ایں ہمہ گر الخ (اگر دشمن) آپ کے یہ تمام سلوک آپ کی بخششوں سمیت دیکھ لیں تو (دشمنی کے) کانٹے الگ پھینک دیں۔ اور (آپ کی محبت کے) پھولوں سے فائدہ اُٹھائیں۔ **بیت** باغ پر از گل الخ۔ گل سے مراد آنحضرت صلعم کے اوصاف اور باغ سے مراد آپ کی ذات بابرکات اور خار سے مراد کفار اور مُنافقین کی ایذادہی۔ مہرہ سے مراد زہر۔ مہرہ یعنی تریاق، دم بالفتح زہر۔ **ترجمہ**۔ باغ پھولوں سے بھرا پڑا ہے یہ کانٹوں کا ذکر کیا۔ اور ڈورا اُمردں سے پُرے سانپ کے زہر کا تذکرہ کیوں۔ **بیت** بادم بلبل الخ دم بمعنی آواز و نوا۔ طرف گرفتن۔ گوشہ گیری۔ **ترجمہ** نوائے بلبل کے ہوتے ہوئے باغ کا تماشہ اختیار کر اور مور کی دُم کے مقابلہ میں کوئے کو حقیر خیال کر۔ یعنی آنحضرت کے محامد بیان اور دشمنوں کے ذکر سے درگذر۔ **بیت** طبع نظامی کہ الخ **ترجمہ** نظامی کی طبیعت جو ایک تازہ پھول کی طرح ہے۔ آپ کے پھول پر ایک خوشنوا بلبل ہے یعنی نظامی آپ کا مدح گو ہے۔

نعت دوم در تازہ داشتن شریعت در جمہور طوائف

اے تن تو الخ۔ **ترجمہ** اے وہ کہ آپ کا جسم مبارک روح سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے اور آپکی روح روحی فداک کی پرورش یافتہ ہے۔ مطلب یہ کہ آپ کی روح پاک وہ پاکیزگی رکھتی ہے کہ تمام صحابہ اور مومنین ملائک آپ کے حق میں روحی فداک یا رسول اللہ (اے رسول اللہ میری جان آپ پر قربان) کہتے ہیں۔ **بیت** نقطہ گہ الخ۔ نقطہ گاہ۔ مقام نکتہ۔ خامہ بُر۔ بُرندہ خامہ۔ **ترجمہ**۔ آپ رحمت کے قلم کے نقطہ گاہ اور زحمت کے نقطے کے قلم کو قطع کرنے والے ہیں یعنی آپ منزل رحمت اور ماضیِ رحمت ہیں۔ **بیت** راہِ روانِ الخ۔ یاوگیان۔ گمراہان۔ **ترجمہ**۔ عرب کے

راہبروں کے لئے آپ ہی ماہِ ہدایت ہیں۔ اور عجم کے گم کردہ راہوں کے لئے آپ ہی بادشاہ ہیں۔ **بیت** رہ بتو یا بند الخ۔ **ترجمہ**۔ لوگ آپ ہی کی بدولت راہِ ہدایت پاتے ہیں حالانکہ آپ (بظاہر) رہنمائی نہیں کر رہے ہیں (کیونکہ وفات پا چکے ہیں۔) اور حالانکہ آپ گاؤں (یعنی دنیا) میں موجود نہیں ہیں۔ لیکن پھر بھی آپ ہی ہیں جو گاؤں کے سردار ہیں۔ **بیت** چوں تو کریماں الخ۔ رستی نان۔ تنہا جمع تن مراد لوگ دوسرا تنہا بمعنی معروف یعنی اکیلا۔ **ترجمہ** آپ جیسے کریم جو تماشائے حقیقت کرنے والے ہیں۔ وہ کئی آدمیوں کا کھانا تنہا نہیں کھاتے۔ **بیت** از سر آں الخ۔ زلہ۔ پس خوردہ۔ **ترجمہ**۔ جس دسترخوان پر آپ نے تر و تازہ خرما تناول فرمائے اس سے ہمارے لئے کیا پس خوردہ لائے ہیں۔ **بیت** لب بکشا الخ شکر خوزند۔ مراد فیض حاصل کریں۔ آب دہن مراد فصاحت۔ **ترجمہ** لبوں کو کھولئے تاکہ تمام لوگ ان سے شیرینی حاصل کریں اور آپ کی فصاحت سے تازہ خرما کھائیں۔ یعنی آپ گفتگو کریں تاکہ لوگ اس سے مستفید ہوں۔ **بیت** اے شب گیسوئے الخ سودا مراد عشق۔ **ترجمہ** اے وہ کہ آپ کے گیسوؤں کی رات (سیاہی) گویا نجات کا دن ہے اور آپ کے عشق کے آگ گویا آبحیات ہے۔ **بیت** عقل شدہ الخ **ترجمہ**۔ عقل آپ کے چہرے پر فریفتہ ہوگئی ہے۔ اور آپ کے گیسوئے مبارک عشاق کے اجکڑنے کے لئے زنجیر ہیں۔ **بیت** چرخ زطوق الخ **ترجمہ** آسمان آپ کی پیٹی کے حلقے کا ایک غلام ہے۔ اور صبح آپ کے خورشید جیسے چہرۂ انور کا ایک خندہ ہے یعنی آسمان جیسے مرتبے والے لاکھوں آپ کے غلام ہیں اور صبح کی درخشانی آپ کے چہرۂ مبارک کی نورانیت سے زیادہ نہیں۔ **بیت** عالم تر الخ تر دامن۔ گنہگار۔ خشک دامنی۔ پاکیزگی۔ نافِ زمیں۔ مکہ معظمہ۔ نافہ مشک۔ حجر اسود۔ بلحاظ سیاہی۔ **ترجمہ** گنہگار جہان نے پاکیزگی آپ سے ہی حاصل کی ہے۔ اور

کعبہ نے حجر اسود آپ ہی کی بدولت پایا ہے۔ **بیت** از اثر خاک الخ۔ آں قوم سے مراد صحابہ کرام۔ **ترجمہ**۔ اے مشکیں غبار والے آپ کے وجود کے اثر سے (یعنی آپکے فیضان تربیت سے) صحابۂ کبار کا وجود بھی مشکبار ہوگیا یعنی وہ بھی دوسروں کو مستفید کرنے کے لائق ہوگئے۔ **بیت** ناک تواز الخ۔ باد سلیماں۔ تخت سلیماں کیونکہ ان کا تخت ہوا پر اڑا کرتا تھا۔ **ترجمہ**۔ آپ کی خاک آستاں سلیمان سے بہتر ہے۔ آپ کے روضۂ مبارک کے متعلق میں کیا کہوں کہ وہ روضۂ رضواں (یعنی بہشت سے بھی بڑھ کر ہے۔ **بیت** کعبہ کہ سجادہ الخ سجادہ بمعنی جائے نماز۔ کعبے کو سجادہ اس لئے کہا ہے کہ رسول کریم صلعم چالیس سال تک کعبہ میں مشغول عبادت رہے۔ تکبیر سے مراد نماز۔ جلاب۔ گلاب اور شہد کا مرکب۔ **ترجمہ** کعبہ جو آپ کی تکبیر کا مصلی ہے وہ آپ کے چہرہ و لب مبارک کے شربت کا پیاسا ہے یعنی آپ کے دیدار کا مشتاق ہے۔ **بیت** تاج تو و تخت الخ **ترجمہ** جہان آپ کے لئے تاج و تخت دونوں چیزیں مہیا رکھتا ہے یعنی تخت تو زمین ہی اور آسمان آپ کا تاج ہے۔ **بیت** سایہ نداری الخ مشہور ہے کہ آپ کا سایہ نہ تھا۔ **ترجمہ**۔ آپ سایہ نہیں رکھتے کیونکہ آپ نور بزرگ ہیں۔ بلکہ آپ خود اللہ تعالےٰ کے نور کا سایہ ہیں۔ **بیت** چار علم الخ چار علم سے مراد چار تکبیریں نیز خلفائے اربعہ اور پنج وقتہ نماز پنجگانہ۔ **ترجمہ** چار تکبیریں آپ کی مسلمانی کے ارکان ہیں اور پانچ وقت کی نماز آپ کی بادشاہی کا نقارہ ہے۔ **بیت** خاک ذلیلاں الخ **ترجمہ**۔ ذلیل لوگوں کا وجود آپ کی بدولت گلشن فیض بن گیا ہے اور عزت والوں کی آنکھیں آپ کی بدولت روشن ہوگئی ہیں۔ **بیت** تا قدمت (قطعہ بند) دامن کشاں رفتن۔ ناز سے چلنا۔ **ترجمہ**۔ جب سے آپ کے قدم مبارک نے تاریک رات (یعنی شب معراج) میں آسمان پر خرام ناز کیا ہے۔ اس وقت سے اس

(آسمان) کا دامن آپ کی بدولت زر و جواہر سے پُر ہو گیا ہے اور اس کا پیراہن زرِ سودہ سے بھر گیا ہے۔ **بیت** در صدف صبح (قطعہ بند) **ترجمہ** صبح کی سیپی میں باد صبا آپ کی خوشبو کا غالیہ صفائی کے ہاتھوں سے تیار کرتی ہے۔ چنانچہ جہاں کہیں صبا پہنچی وہاں عنبر کے لشکر نے جھنڈے گاڑ دیئے یعنی اس مقام کو معطر کر دیا۔ **بیت** بوئی کزاں عنبر لرزاں دہی الخ عنبر لرزاں۔ گیسوئے مبارک۔ **ترجمہ** جو خوشبو کہ آپ اپنے ان دو گیسوؤں سے دیں اگر آپ دونوں جہان کے عوض میں بھی دیدیں تو سستی ہے۔ **بیت** سدہ زآرائش الخ زہ۔ جھالر۔ **ترجمہ** سدۃ المنتہیٰ آپ کے مسند کی آرائش کے لئے بمنزلہ جھالر کے ہے اور عرش آپکے محل میں کرسی رکھنے والا (یعنی چاکر) ہے۔ **بیت** روز رُخ تو الخ۔ صبح تاب۔ صبح کا روشن کرنے والا۔ آفتاب بمعنی چمک۔ **ترجمہ** جب آپ کا روئے صبح کو روشن کرتا ہے تو اس روشنی میں آفتاب ایک ذرّے کی مانند ہوتا ہے۔ **بیت** گر نہ صبح الخ آئینہ۔ آفتاب۔ مراد ذات نبی۔ **ترجمہ** اگر آفتاب صبح میں سے نکل نہیں آیا (یعنی اگر آپ کا ظہور دنیا میں نہیں ہے) تو آپ کے نور ہدایت کے آثار زمین پر کیوں موجود ہیں۔ **بیت** اے دو جہاں الخ۔ **ترجمہ** اے دو جہان آپ زمین کے نیچے کیوں ہیں۔ آپ خزانہ تو نہیں ہیں پھر خاک نشیں کیوں ہیں۔ **بیت** تا تو بخاک الخ۔ **ترجمہ** اے پاک خزانے جب سے آپ مدفون ہوئے ہیں اُسی وقت سے خزانہ کو زمین میں دفن کرنے کی رسم پڑ گئی ہے۔ **بیت** گنج تر افقر الخ **ترجمہ** آپ کے خزانۂ معرفت کے لئے آپ کا ویرانہ فقر ہی کافی اور آپ کی شمع کے لئے آپ کا سایہ ہی کافی پروانہ ہے۔ پہلے شعر میں کہتا ہے کہ آپ خزانہ نہیں ہیں یعنی دنیا کے زر و مال کی طرح نہیں ہیں جسے زمین محافظت کے لئے دفن کر دیتے ہیں۔ دوسرے شعر میں کہتا ہے۔ اے گنج پاک! اور اس خزانے سے علم و شریعت اور رحمت کا خزانہ مراد ہے۔ شمع سے کنایہ آپ کا وجود مبارک ہے۔

آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ یہ آپ کا معجزہ تھا اس کو اس طرح بیان کیا ہے کہ سایہ ایک پروانہ تھا جو آپ کے شمع رُخ پر قربان ہوگیا۔ **بیت** چرخ مقوس الخ مقوس خمیدہ۔ **ترجمہ** خمیدہ آسمان آپ کے راستے کا نشانہ ہے (یعنی پامال کردہ ہے) اور برج دلو کا حلقہ آپ کے چاہ کا رسن ہے **یعنی** آپ کے مراتب بلند میں سے پست ترین مرتبہ یہ ہے۔ دلوش میں ضمیر شین کا مرجع چرخ ہے۔ **بیت** ایں دو طرفدار الخ۔ دو طرفدار مراد مہر و ماہ۔ پیک۔ قاصد۔ طرفدار۔ حاکم۔ **ترجمہ** یہ دونوں سفید و سیاہ حاکم آپ کے قاصدانِ راہ میں سے (دو) قاصد ہیں۔ **بیت** عقل شفا جوئے الخ۔ غریب بمعنی نادر مراد محبوب۔ ماہ کو سفر ساز اس لئے کہا کہ ہمیشہ سیر میں ہے یا اہل سفر کے لئے بہت کچھ اطمینان اور تسکین کا باعث ہوتا ہے **ترجمہ** عقل جویائے شفا ہے اور اُس کے طبیب آپ ہی ہیں۔ اور چاند سفر کر رہا ہے اور اُس کے محبوب آپ ہی ہیں۔ **بیت** خیز و شب الخ **ترجمہ** اُٹھئے اور منتظر لوگوں کی رات کو دن کر دیجئے اور نظامی کی طبیعت کو طرب سے بھر دیجئے۔

نعت سوم در استدعاء جمال نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام

ای مدنی برقع الخ برقع بمعنی معروف یعنی وہ کپڑا جو سر سے پاؤں تک ساری جسم کو چھپا لیتا ہے برخلاف نقاب کہ وہ صرف چہرہ پوش ہوتا ہے۔ چونکہ آنحضرت صلعم کا جسم مطہر سرزمین مدینہ میں مدفون ہے اس لئے مدنی برقع کہا اور مکی نقاب، اس لئے کہ اکثر اہل عرب ڈھاٹا باندھے رہتے ہیں خصوصاً زمانۂ جنگ میں تاکہ دشمن پہچان نہ سکے۔ **ترجمہ** اے مدنی برقعے والے اور مکی نقاب والے آپ تو آفتاب ہیں پھر) آفتاب کب تک سایہ نشیں رہیگا **یعنی** آفتاب نورانی ہوتا ہے اور سایۂ ظلمانی میں قرار نہیں ٹھہر سکتا۔ دنیا تاریک ہے۔ جلد ظہور فرمایئے اور اسکو

روشن کیجئے۔ **بیت** گرمی از الخ **ترجمہ** اگر آپ ماہ ہیں تو اپنی تھوڑی سی محبت ہمارے لئے عمل میں لائیے۔ اور اگر آپ پھول ہیں تو اپنے دماغ کی تھوڑی سی خوشبو ہمیں بھی پہنچائیے۔ **یعنی** اپنے فیوض و برکات کا پرتو ہم پر بھی ڈالئے **بیت** منتظراں را الخ **ترجمہ** منتظروں کا دم لبوں پر آگیا ہے۔ اے وہ کہ ہماری فریاد آپ ہی سے ہے۔ ہماری فریاد کو پہنچئے۔ سوئے عجم الخ۔ زردہ۔ اسپ زرد رنگ اور زردہ روز سے مراد دن۔ شدیز اسپ سیاہ رنگ۔ شدیز شب سے مراد رات۔ **ترجمہ** (اپنی سواری) عجم کی طرف روان کیجئے اور عرب میں نہ ٹھہریئے یہ شب و روز کے سیاہ اور زرد گھوڑے حاضر ہیں۔ **یعنی** اپنے جمال جہاں آرا کا پرتو عجم میں ڈالئے۔ **بیت** ملک بیارائے الخ **ترجمہ** ملک کو آراستہ کیجئے اور جہان کو تازگی بخشئے۔ اور دونوں جہان (اپنے نام سے) پر آوازہ کر دیجئے۔ **بیت** سکہ توزن الخ۔ کم فارسی میں نفی کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ دم زدن۔ بمعنی خاموش ہو جانا۔ **ترجمہ** آپ اپنے نام کا سکہ جاری کیجئے تاکہ دیگر امرا نہ جاری کریں۔ آپ بادشاہی کیجئے تاکہ شاہانِ دنیا حقیر ہو جائیں اور آپ خطبہ پڑھیں تاکہ دوسرے خطیب خاموش ہو جائیں۔ **بیت** خاک تو بوی الخ **ترجمہ** آپ کے وجود مبارک (یا وطن) سے جہان میں ایک خوشبو پھیلائی۔ لیکن نفاق کی آندھی آئی اور اس خوشبو کو اڑا لے گئی۔ **بیت** بارکش ایں الخ **ترجمہ** مسند خلافت کو ان آرام طلب سلاطین سے چھین لیجئے اور ان نجس خطیبوں سے منبر کو پاک کر دیجئے۔ **بیت** خانۂ خولند الخ **ترجمہ** یہ سلاطین کے گھر ہیں جہان کو ان سے خالی کر دیجئے۔ اور انہیں عدم کے غلہ میں ڈال دیجئے۔ **بیت** کم کہن الخ **ترجمہ** روزینہ نہ دیجئے کیونکہ یہ بہت کھانے والے ہیں اور جاگیریں اوروں کو دیجئے کیونکہ یہ تیرے ہیں۔ **بیت** ما ہمہ جسیم الخ **ترجمہ** ہم سراپا جسم (بے روح) ہیں۔ آپ

جان بن جائیے۔ اور ہم تمام شیطان (گمراہ) ہیں آپ سلیمان (رہبر) بن جائیے۔
بیت شحنۂ تو ئی الخ ترجمہ۔ محافظ تو آپ ہیں پھر قافلۂ اُمت تنہا کیوں ہے
قلب لشکر تو آپ ہیں جھنڈا یہاں کیوں ہے۔ قاعدہ ہے کہ جھنڈا ہمیشہ قلب
فوج میں رہا کرتا ہے۔ یہاں مولانا نے ریاکار مولویوں کی قلعی کھولی ہے چنانچہ
اس شعر میں فرماتے ہیں کہ جب اسلامی لشکر کا قلب آپ ہیں تو پھر یہ اسلامی
نشانات ان واعظان بے عمل کے قبضے میں کیوں ہیں۔ چنانچہ اگلے شعر میں ان کی
حالت کا بیان ہے بیت ازطرفی الخ ترجمہ ایک طرف سے تو یہ (خلفاء)
دین میں رخنہ کرتے ہیں اور دوسری طرف سے (وہ سلاطین) گھات میں لگے ہوئے
ہیں۔ بیت یا علیؓ دراہ ترجمہ یا کسی علیؓ کو میدان کی صف میں بھیجئے کسی
عمرؓ کو شیطانوں کے سر پر بھیجئے یعنی ایک طرف سے تو علماء دین کی جڑیں
اکھاڑ رہے ہیں۔ اور دوسری طرف سے سلاطین۔ پس یا تو حضرت علیؓ کو جن کی
شان میں (لافتیٰ الا علی) ہے ان کی سرکوبی کے لئے بھیجیں یا حضرت عمرؓ کو
جن کے بارے میں (الشیطان یفر من ظل العمر) شیطان عمرؓ کے سایہ سے بھاگتا
ہے۔ وارد ہوا ہے مسلط فرما دیجئے تاکہ وہ ان شیطانوں کو تباہ و برباد کر دیں۔
بیت شب بسر ماہ الخ۔ ماہ یمانی۔ ماہ کامل کو کہتے ہیں کیونکہ چودھویں کا چاند
سمت الراس سے مائل بہ یمین ہوتا ہے۔ اور ماہ آپ کے رخسار پیشانی سے
سے استعارہ ہے۔ اور شب سے مراد آپکی زلفیں ہیں۔ بردیمانی۔ یعنی چادر یمنی
آنحضرت کا کفن کیونکہ آپ کو بردیمانی ہی کا کفن دیا گیا تھا۔ ترجمہ زلفوں کو رفع
انور پر بکھیر لیجئے اور چاند جیسے سر کو بردیمانی سے نکال لیجئے۔ بیت بادو سہ
دربند الخ۔ دربند۔ درپستہ یعنی گوشہ نشین عزلت۔ ترجمہ چند گوشہ نشینان
عزلت کے ساتھ مستعد جلوہ گری ہو جئے اور ان چند بخیلوں کو نقصان پہنچایئے

بیت پانصد و ہفتاد الخ۔ **ترجمہ**۔ پانسو ستر سال نیند کے لئے کافی ہیں۔ دن چڑھ آیا ہے جلد مجلس میں تشریف لائیے۔ پانسو ستر سال کنایہ ہے سنہ ہجری سے جو اس کتاب کی تصنیف کا زمانہ ہے۔ **بیت** خیزد بفرما الخ۔ دوسہ قندیل مراد آفتاب و ماہتاب وغیرہ۔ **ترجمہ** اُٹھئے اور اسرافیل کو حکم دیجئے کہ ان چند قندیلوں کو بجھادیں یعنی صور پھونکیں تاکہ قیامت برپا ہو جائے **بیت** خلوتی پردۂ الخ **ترجمہ** پردۂ اسرار الٰہی کے محرم بن جائیے۔ ہم سب غافل ہو گئے ہیں۔ آپ بیدار ہو جئے **بیت** ز آفت ایں الخ۔ **ترجمہ** اس فنا پذیر گھر (دنیا) کی آفتوں سے (بچانے کے لئے) بڑھئے اور تمام لوگوں کی دستگیری کیجئے۔ **بیت** ہر چہ رضائی الخ خواست۔ باز پرس۔ **ترجمہ**۔ جو کچھ آپ کی رضا ہے وہ سوائے راستی اور سچائی کے نہیں۔ اور کسی شخص کو آپ سے باز پرس کرنے کی مجال نہیں۔ **بیت** گر نظر الخ۔ **ترجمہ** اگر آپ عنایت کی نظر فرمائیں تو ساری مہمات کو پورا کردیں۔ **بیت** دائرہ بنای الخ **ترجمہ** آپنے ہاتھ کی اُنگلی کے اشارہ سے (تمام عالم کے گرد) ایک دائرہ کھینچئے کہ یہ میری اُمت ہے تاکہ آپ کی شفاعت سے تمام موجودات کی بخشش ہو جائے **بیت** با تو تصرف الخ۔ وقت کار سے مراد وقت حساب۔ مشتی غبار سے مراد انسان **ترجمہ**۔ آپ کے ہوتے ہوئے مواخذۂ گناہ کے وقت ان چند انسانوں کی بخشش کے لئے آپ کے کام میں کون دخل دے سکتا ہے یعنی آپ کے سوا اور کون شفاعت کی جرأت کر سکتا ہے۔ **بیت** از تو یکی الخ **ترجمہ** آپ کا ایک جلوہ دکھانا اور دونوں عالم کا بیخود ہو جانا یعنی آپکے جمالِ جہاں آرا ایک جلوے سے جن و بشر محو حیرت رہ جائیں گے **بیت** مغز نظامی الخ۔ **ترجمہ** نظامی کا مغز جو آپ کی خبر کا جویا ہے۔ آپ کے بالوں کی خوشبو سے زندہ دل ہے **بیت** از نفسی بوئی الخ **ترجمہ** ایک پھونک سے اسے وفا کی خوشبو عطا کیجئے۔ ایک فقیر کو ملک فریدوں بخش دیجئے۔

نعت چہارم در علو مرتبت نبوت محمد پیغمبران علیہم السلام

ای گہر تاج الخ۔ آزادگان۔ مراد سالکین۔ گوہر۔ ذات۔ زینت۔ ترجمہ اے پیغمبروں کے تاج کے موتی یعنی آرائش اور سالکین کی ذات کو تاج بزرگی دینے والے

بیت ہر چہ زبیگانہ الخ۔ بیگانہ وخیل۔ اپنے پرائے۔ مراد جملہ کافر و مومن یا آپ کے اپنے اُمتی۔ اور دوسرے تمام پیغمبروں کی اُمتیں۔ ترجمہ سب کے سب جتنے بھی اپنے پرائے ہیں اس دنیا میں آپ کے طفیلی ہیں۔ بمصداق (لولاک لما خلقت الافلاک)

بیت اوّل بیت الخ۔ اوّل بیت۔ پہلا گھر یا گھر کی بنیاد۔ اور بیت شعر کو بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ اس شعر میں صنعت ایہام پیدا ہوگئی ہے۔ ترجمہ اگرچہ دنیا آپ ہی کے نام سے قائم ہوئی ہے۔ لیکن آپ کا نام قافیے کی طرح آخر میں آیا ہے آنحضرتؐ کی ذات کی اولیت بمصداق (اوّل ما خلق اللہ نوری) اور قافیہ ہونا جس سے کنایہ ہے آخر میں ہونا بلحاظ ظہور۔ بیت ایں دہ ویراں الخ دہ ویران۔ دنیا۔ اشادت۔ حکم۔ ترجمہ جب اس ویران گاؤں کی طرف (اللہ تعالیٰ کی جانب سے) اشارہ ہوا تو آدمؑ اور آپ کی بدولت آباد ہوا۔ یعنی جب مشیت ایزدی میں دنیا کو پیدا کرنا منظور ہوا تو جسم کی حیثیت سے آدمؑ اور نور کی حیثیت سے پیغمبر علیہ السلام کو پیدا کر کے اس کی بنیاد ڈالی۔ بیت آنچہ بدو الخ۔ ترجمہ جس چیز سے گھر آراستہ ہو سکتا ہے وہ پہلے پانی اور اُس کے بعد اینٹ ہے یعنی جس طرح بغیر پانی کے اینٹ تیار اور گھر بن نہیں سکتا اسیطرح آنحضرت صلعم بمنزلہ پانی کے ہیں۔ اور آدم علیہ السلام بمنزلہ اینٹ کے کیوں کہ ان کا وجود بھی رسول کریم صلعم کی بدولت ظاہر ہوا۔ بیت آدم و نوحی نہ الخ ترجمہ آپ آدمؑ اور نوحؑ ہیں۔ نہیں بلکہ دونوں سے بہتر ہیں۔ اور دونوں کا ایک گروہ والا ہار ہیں۔ یعنی دونوں کے فضائل و کمالات

آپ کی ذات میں جمع ہیں۔ **بیت** آدم ازاں الخ **ترجمہ**۔ جب آدم علیہ السلام اس دانہ (کے کھانے) کی وجہ سے جو کہ ممتلی ہوا یعنی آدم گنہگار ہو گئے۔ تو اُن کے لئے توبہ خوشگوار گلقند بن گئی۔ **بیت** توبۂ دل الخ۔ چمن سے مراد آدمؑ کا وجود اور شین کا مرجع خود آدمؑ ہیں۔ **ترجمہ** آدمؑ کی دلی توبہ (کی قبولیت کا باعث) اُن کے وجود میں آپ کی محبت کی خوشبو کا ہونا ہے۔ اور آپ کے کوچے کی مٹی اُن کے لئے گلقند ہے۔ **بیت**۔ دل زتوا الخ **ترجمہ** جب آدم علیہ السلام کے دل نے آپ سے توبہ کی گلقند کھائی تو گلقند نے گلقند ہونے سے توبہ کر لی۔ کیونکہ وہ صفیہ کے لئے تو نافع ہو سکتی ہے۔ لیکن لغزش اور گناہ کے لئے کچھ مفید نہیں۔ **بیت** گوئی قبولی (قطعہ بند سیرۂ شعر) **ترجمہ** ازل میں "قبولیت" کو ایک گیند بنایا اور دلوں کے میدان کی صفت میں ڈال دیا یعنی خدائے تعالیٰ کے ہاں "قبولیت" کا حاصل کرنا بمنزلہ ایک گیند کے تھا جسے قضاء و قدر نے بنایا اور تمام انبیاء کے سامنے پھینک دیا کہ ہر ایک بازی لے جانے کی کوشش کرے۔ چنانچہ اشعار آئندہ میں یکے بعد دیگرے بڑے بڑے جلیل القدر انبیاء کی درماندگی کے اظہار کے بعد بتلایا ہے کہ تمام ان ہی لغزشوں کی وجہ سے "گوئی قبولیت" کو حاصل نہ کر سکے۔ ایک حضرت محمد صلعم ہی تھے جو اس کو لے جا سکے (۲) نوزخمہ۔ نوآموز۔ بمصداق (علّم آدم الاسما) **ترجمہ**۔ نوآموز آدمؑ بڑھے تاکہ اس گیند کو اپنی چوگان سے لیجائیں (۳) بارگی۔ سواری۔ مراد نفس امّارہ۔ **ترجمہ** لیکن جونہی آپ کا نفس امّارہ خوشۂ گندم (ممنوعہ) کے پیچھے گیا۔ گیند تو وہیں رہ گئی اور آپ گوشہ نشین ہو گئے۔ (۴) لب تشنہ مشتاق الخ **ترجمہ** نوحؑ نہایت مشتاق ہو کر اس دسترخوان کی طرف بڑھے لیکن چشمے کی راہ بھول گئے اور طوفان میں پہنچ گئے۔ یعنی آدمؑ کے بعد نوحؑ اس گوئی قبولیت کے حصول کے لئے بڑھے۔ لیکن اس وجہ سے کہ اُنہوں نے اپنے کافر بیٹے کے حق میں سفارش کی

جس کے جواب میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے عتاب ہوا۔ کہ (انہ لیس من اہلک) وہ تیرے اہل سے نہیں۔ اس سبب سے نوحؑ بھی گوئی قبولیت کو نہ لے جا سکے۔
(۵) تہمد۔ گھوارہ مراد وجود۔ ترجمہ جب ابراہیمؑ کی اس گیند کو لے جانے کی رائے ہوئی۔ ابھی انہوں نے آدھا ہی راستہ طے کیا تھا کہ دو تین جگہ پھسل گئے۔ یعنی ستاروں اور آفتاب و ماہتاب کو دیکھکر ہر ایک کو معبود سمجھا (۶) زیر۔ مدھم مراد گوئے قبولیت۔ ترجمہ چونکہ داؤد علیہ السلام کا دل تناسب نفس تھا۔ اس لئے وہ اس زیر کے لایق قصد ہی نہیں رکھتے تھے۔ یعنی داؤد علیہ السلام سے بھی لغزش ہوگئی کیونکہ انہوں نے ایک شخص کی بیوی کو ہتھیانا چاہا تھا۔ وہ بھی اس گوئی قبولیت کو نہ لیجا سکے۔ (۷) غیاب۔ کنوئیں کی تھاہ۔ ترجمہ یوسف علیہ السلام نے اس کنوئیں کی تھاہ نہ دیکھی اور بھولے سے بھی ڈول نہ لے گئے اور کوئی سرمایہ نہ پایا یعنی حضرت یوسفؑ بھی اس گوئی قبولیت کو نہ لیجا سکے۔ کیونکہ ان سے (ولقد ہمت بہ وھم بھا۔ الآیہ) کے مطابق لغزش سرزد ہوگئی (۸) کلاہ۔ سے مراد گوئی قبولیت ترجمہ۔ چونکہ سلیمان علیہ السلام اپنے مرتبہ کا لحاظ کرتے تھے۔ اس لئے کلاہ کو مملکت آلود نہیں کیا یعنی سلیمان علیہ السلام نے دعا کی (رب ھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی) خدایا مجھے ایسا ملک بخش جو میرے بعد کسی کو نصیب نہ ہو۔ چونکہ اسمیں جاہ طلبی اور ایک گونہ بخل کا شائبہ پایا جاتا ہے۔ جو کہ انبیا کی شان کے شایاں نہیں۔
(۹) سفر خشک۔ سفر غیر نافع۔ ترجمہ حضرت خضر علیہ السلام نے اس غیر نافع سفر سے عنان پھیر لی اور اپنے دامن کو آب حیات کے چشمے سے ملوث پایا یعنی خضر علیہ السلام بھی طول زندگی کی ہوس میں اس گوئی قبولیت کو چھوڑ کر آب حیات کے پیچھے پڑ گئے
(۱۰) ترجمہ۔ موسےٰؑ نے اس جام سے ہاتھ کو خالی دیکھا۔ اور شیشۂ صبر کو ازمی کے پہاڑ کے پائے پر توڑ دیا یعنی موسیٰؑ بھی اس گوئی قبولیت کے لیجانیسے قاصر رہے

کیونکہ آپ نے (ارنی انظر الیک) اے خدا مجھے اپنا دیدار دکھا) کہہ دیا۔ جس کے
کے جواب میں اُنہیں (لن ترانی) تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔ سُننا پڑا (۱۱) **ترجمہ**
مسیح علیہ السّلام نے اس دانہ کی طرف قصد ہی نہیں کیا۔ کیونکہ وہ اپنے ہی گھر سے
تہمت زدہ تھے! ایں دانہ سے مراد وہی "گوئی قبولیت" یعنی مسیحؑ کو چونکہ نصاریٰ
ابن اللہ کہتے تھے اس لئے اسی شرم کے باعث وہ بھی گوئے قبولیت نہ لیجا سکے۔
(۱۲) **ترجمہ**۔ اے بادشاہ (دوجہاں) آپ نے بھی قصد کیا اور اس کام پر سایہ ڈالا
یعنی آپ سے کوئی لغزش سرزد نہ ہوئی۔ چنانچہ آپ ہی گوئی قبولیت کو لیجا سکے
(۱۳) اس شعر میں ردیف بجائے رسید کے تو چاہیئے۔ **ترجمہ** اس نامہ پر
آپ کے عنوان کی مُہر ہوئی اور یہ خطبہ آپ کے عہد میں ختم ہوا یعنی جب آپ کی
ذات مبارک اس گوئی قبولیت کو لے گئی تو قبولیت کا شرف نامہ آپ کے نام نامی
کے ساتھ مخصوص ہوگیا۔ **بیت** خیز و بریں الخ۔ **ترجمہ** اُٹھئے اور اس آسمان پر
دورہ کیجئے۔ کیونکہ وہ کوئی کام نہیں کرتا۔ آپ ہی کچھ کیجئے۔ یعنی آسمان سے تو کچھ بن
نہیں آتی آپ اُٹھئے اور اُمت کی مشکلات کو حل کیجئے۔ **بیت** خط فلک الخ خطفلک
حدود فلک۔ **ترجمہ** آسمان کی حدود آپ کے میدان کا ایک خط ہے اور گوئی زمین
آپ کے چوگان کے خم میں ہے۔ **بیت** تا زعدم الخ۔ می تگ و می تاز۔ یعنی جو
کچھ آپ چاہیں کریں۔ **ترجمہ** جبتک عدم سے فنا کی گرد نہ اُٹھے۔ اُسوقت تک
آپ تگ و تاز کیجئے کہ تمام میدان آپ ہی کے لئے ہے۔ یعنی قیامت تک
آپ حکم فرماتے رہیں کہ آپ کی شریعت اُس وقت تک باقی رہنے والی ہے۔
بیت کیست فنا الخ۔ **ترجمہ** فنا کیا بلا ہے جو آپ کے جام سے پانی پی سکے
یا عدم سفلہ کیا حقیقت رکھتا ہے جو آپ کا نام لے۔ یعنی آپ کی شریعت پر عدم و
فنا کا بھی کوئی زور نہیں چل سکتا۔ **بیت** پائی عدم الخ **ترجمہ** عدم کے پاؤں کو عدم

ہی میں آوارہ کیجئے۔ اور فنا کے ہاتھ کو فنا کا کنگن پہنا دیجئے۔ یعنی عدم کو معدوم اور فنا کو فنا کر دیجئے۔ **بیت** اے نفست الخ۔ نفست۔ یعنی آپ کی گفتار۔ زبان بستگاں سے مراد حیوانات وجمادات۔ چنانچہ اونٹ اور پرندے آپ کیساتھ گفتگو کرتے۔ اور حیوانات وسنگریزے تسبیح کہتے۔ درخت سلام اور رسالت کا اعتراف کرتے تھے۔ **ترجمہ** اے کہ آپ کا کلام گنگ زبانوں کی گویائی کا باعث ہے اور جگر خستہ لوگوں کے سودا کا مرہم ہے۔ **بیت** عقل بشرع الخ **ترجمہ** عقل آپ کی شریعت کی بدولت دریائے مصیبت سے اپنی جان کی کشتی کو ساحل تک سلامت لے گئی یعنی آپ کی شریعت کی برکت سے اپنی کشتی کو ورطۂ حیرانی جہل سے باہر لے جاسکی۔ **بیت** قبلۂ نہ چرخ الخ عجرہ۔ خراج یا محصول۔ اور شش روزہ سے مراد جہان ہے۔ **ترجمہ** نو آسمان کا قبلہ آپ کے کوچے میں ہے۔ اور تمام جہان کا خراج آپ کے ایک بال میں یعنی فرشتوں کا قبلہ مقصود آپ کا کوچہ ہے۔ اور آپ کے ایک موئے مبارک کی قیمت تمام جہان کے محصول وخراج سے بڑھ کر ہے۔ **بیت** ملک چو مویت الخ۔ **ترجمہ** اگر آپکے سر سے ایک بال بھی کم ہو جائے تو تمام ملک دنیا آپ کے بالوں کی طرح درہم برہم ہو جائے۔ **بیت** باقلم از الخ بروں خواں۔ ظاہر داں۔ دروں داں۔ باطن داں قلم سے مراد تحریر۔ **ترجمہ** آپ تحریر سے زیادہ ظاہر داں اور سخن سے زیادہ باطن داں ہیں۔ **بیت** زاں نزد الخ۔ **ترجمہ** آپ کی انگلیوں نے اس لئے حروف پر پاؤں نہیں مارا یعنی تحریر نہیں کی تاکہ آپ کے حروف پر اعتراض نہ کیا جاسکے۔ یعنی عیب جیں کو انگشت نمائی کا موقع نہ مل سکے۔ **بیت** حرف ہمہ خلق مالخ **ترجمہ** تمام مخلوقات کے الفاظ انگشت رسیدہ (قابل اعتراض) بن گئے۔ فقط آپ ہی کے الفاظ اس انگشت نمائی سے محفوظ ہیں۔ **بیت** پست وشکر الخ پست۔ بالکسر

سستو۔ ترجمہ۔ آپ کے دروازے کا غبار بمنزلہ ستو اور شکر کے ہے اور آپ کے زبان و دنداں بمنزلہ پستہ و خرما کے ہیں۔ بیت یک کف پست الخ ترجمہ آپ کے ستوؤں کی ایک مٹھی صحرائے عشق میں عشق کے تماشائی کیلئے چالیس دن کا سامان ہے۔ یعنی آپ کے در دولت کی ایک مٹھی خاک ریاضت کیشوں کے چلے بھر کے لئے انہیں غذا سے مستغنی کر دینے کو کافی ہے۔ بیت تازہ ترین الخ ترجمہ آپ میرے لئے تازہ ترین نجات کی صبح ہیں۔ میں آپ کی خاک ہوں کہ آپ میرے لئے آب حیات ہیں۔ بیت۔ خاک تو خود الخ ترجمہ آپ کی خاک تو میری جان کے لئے بمنزلہ باغ کے ہے۔ اور آپکا روضۂ مبارک میرے لئے جانِ جہاں (معشوق) ہے۔ بیت۔ خاک تو در الخ ترجمہ آپ کی خاک آستاں یا خاک پاک میں (سرمے کے طور پر) نظامی کی آنکھ میں لگاؤں۔ اور آپکا زین پوش نظامی کے کاندھوں پر اٹھاؤں۔ بیت برسراں الخ ترجمہ میں اس روح پاک جیسے روضے پر ہوا کی طرح سے اٹھوں اور خاک کی طرح سے بیٹھوں۔ یعنی دیوانہ وار آپ کے روضۂ مبارک کا طواف کروں۔ بیت تا چو سراں۔ سراں۔ مومناں و زائراں۔ ترجمہ تاکہ جب بزرگ لوگ غالیہ تیار کریں۔ میری مٹی کو اپنے سر کا غالیہ بنائیں یعنی میں آپ کے روضۂ مبارک پر نثار ہو جاؤں کہ اس کے زائر جب سر دھونے کے لئے غالیہ تیار کریں تو میری مٹی کو احترام کے طور پر بجائے غالیہ استعمال کریں۔

در بازبست کتاب و ثنائی ملک فخرالدین بہرام شاہ

منکہ دریں (قطعہ بند) دائرۂ دہر بند۔ آسمان۔ شہر بند۔ مقید۔ ترجمہ میں جو اس محیط عالم دائرہ میں نقطۂ مرکز کی طرح مقید ہوگیا ہوں۔ مجھے چلنے کی طاقت نہیں۔ سایہ تو ہے لیکن یہاں کا سا دبدبہ نہیں ہے۔ **بیت** پائی فرو رفتہ الخ فرو رفتن۔ گڑ جانا ترجمہ میرے پاؤں اگرچہ اس سرزمین (گنجہ) میں گڑ گئے ہیں۔ لیکن میرے ہاتھ آسمان کے شکار بند میں ہیں۔ **یعنی** باوجودیکہ میں کسی معذوری سے ایک جگہ جا بیٹھا ہوں۔ لیکن علم و فضل میں میرا مرتبہ آسمان سے کہیں بلند ہے۔ **بیت** فرق بزیر الخ اس شعر میں مولانا اپنے مراقبے کا حال بیان فرماتے ہیں۔ ترجمہ اپنے سر کو پاؤں کے نیچے ڈالدیا اور گھٹنے کو قدم بنایا یعنی سر بزانو ہوکر مراقبے میں بیٹھا۔ **بیت** گشتہ زبس الخ ترجمہ۔ میرے چہرے کے نور کی زیادتی سے میرا سر زانو آئینۂ دل بنگیا۔ **بیت** منکہ بایں الخ ترجمہ میں نے جو کہ اس آئینہ کو دیکھنے میں مشغول تھا۔ آنکھوں کے آئینے کو پھینک دیا۔ **یعنی** ان ظاہر بیں آنکھوں کو بند کرلیا اور دل کی آنکھوں سے دیکھنے لگا۔ **بیت** تا ز کدام الخ ترجمہ تاکہ دیکھوں کہ کون سے آئینے سے مجھے روشنی حاصل ہوتی ہے۔ یا کونسی آگ سے مجھے گرمی و رونق نصیب ہوتی ہے **یعنی** کونسا شخص اس قابل ہے کہ میں اپنی اس کتاب کو اس کے نام پر معنون کروں۔ اور اس کی وجہ سے مجھے عزت و گرم بازاری نصیب ہو۔ **بیت** چوں نظر عقل الخ ترجمہ (اسی حالت فکر میں) جب عقل کی نظر نے درست رائے کے ساتھ تمام جہان کے گرد نہایت چستی و چالاکی سے ہاتھ پاؤں مارے۔ یعنی تلاش و جستجو کی۔ **بیت** دیدم ازاں الخ ترجمہ تو میں نے اس بلند رتبے سے جو میری ہمت میں تھا۔ ایک ولی نعمت مرتبہ بخشنے والے کو دیکھا یعنی مراقبے کی حالت میں عقل نے غور و خوض کے بعد مجھے

ایک ایسے شخص تک پہنچا دیا جو اس قابل تھا کہ یہ کتاب اُس کے نام سے منسوب ہو اور مراد اُس شخص سے بادشاہ ہے جس کی مدح آئندہ اشعار میں کی گئی ہے۔ **بیت** شاہ قوی طالع الخ۔ گلبن۔ درخت گل۔ روضۂ فیروزہ رنگ سے مراد آسمان ہے۔ **ترجمہ**۔ وہ بادشاہ جو صاحب بخت بلند اور کامیاب جنگ کرنے والا ہے۔ اور اس فیروزہ رنگ باغ (آسمان) کا درخت گل (باعث زینت) ہے۔ **بیت** خضر سکندر الخ ممدوح کو فیض رسانی اور رعیت پروری کی وجہ سے خضر اور سکندر سے تشبیہ دی ہے مجسطی علم ریاضی میں بطلیموس کی ایک کتاب ہے۔ رصد بند۔ اُس مقام کو کہتے ہیں جو حکما آثار سماوی اور ستاروں وغیرہ کے حالات معلوم کرنے کیلئے بناتے ہیں۔ قلب رسد بند سے امید گاہ اور مجسطی کشا سے مراد حلال مشکلات ہے۔ **بیت** آنکہ ز مقصود الخ **ترجمہ** وہ بادشاہ کہ مقصود موجودات میں سے پہلا مقصود وہی ہے۔ اور مقصود کی آیت اُسی پر نازل کی گئی ہے۔ یعنی تخلیق کائنات کے بہت سے مقاصد ہیں۔ لیکن سب سے اہم و اقدم مقصد بادشاہ کا پیدا کرنا ہے اور آیۂ مقصود الخ یعنی اِلَی اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ اُسی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ **بیت** شاہ فلک تاج الخ **ترجمہ** وہ آسمان کے تاج اور سلیمان کے سے نگینے والا (از روئے بلند مرتبگی) یعنی تمام جہان کے لئے فخر و مباہات ملک فخر الدین ہے۔ **بیت** نسبت داؤدی خود کردہ چست الخ۔ داؤدی۔ داؤدؑ سے منسوب ہونا کیونکہ ممدوح بنی اسرائیلی ہے۔ **ترجمہ** اس نے اپنے داؤد ہونے کی نسبت درست کر لی ہے۔ اور اب اُس کے شرف و بزرگی پر سلیمان کا نام صادق آتا ہے۔ یعنی جس طرح داؤدؑ آہن کو موم کر دیتے تھے۔ ممدوح نے بھی دشمنوں کے آہن دل کو موم کر دیا ہے۔ اور جیسے سلیمانؑ کے ہر چیز مطیع تھی ویسے ہی تمام دنیا ممدوح کے زیر نگین ہے۔ **بیت** رایت اسحٰقؑ۔ **ترجمہ**۔ اسحٰقؑ کا جھنڈا اُسی کی بدولت بلند ہے۔ اوّل تو اس کا مخالف کوئی ہے ہی نہیں لیکن اگر ہے بھی

تو وہ فرقۂ اسماعیلیہ ہے۔ **بیت** یکدلہ شش جہت الخ۔ یکدلہ۔ شجاع۔ شش جہت جہات ستہ مراد جہان۔ ہفتگاہ سے مراد ہفت اقلیم یا ہفت زمین۔ نہ دائرہ۔ نو آسمان یا عرش و کرسی سمیت۔ نقطہ مرکز۔ امر مسلم ہے کہ جبتک مرکز کا وجود متحقق نہ ہو دائرہ ثابت نہیں ہوسکتا۔ **ترجمہ** تمام جہان میں شجاعت میں یکتا اور نو آسمانوں کے دائرہ کا مرکز بہرام شاہ ہے۔ **بیت** آنکہ زبہرامی الخ۔ قوت و شجاعت بہرام گور۔ بہرام گور ایک بہت بڑا دلاور اور باشوکت و عظمت بادشاہ گذرا ہے گور۔ قبر۔ بہرہ۔ حصہ۔ **ترجمہ** وہ ذات کہ اظہار طاقت کے وقت اُس کی قوت و شجاعت سے بہرام گور کا حصہ قبر ہو **بیت** سرور شاہاں الخ۔ نامزد مشہور۔ **ترجمہ** قوت و توانائی میں تمام سلاطین زمانہ سے توانا تر اور عقلمندی و دانائی میں تمام جہان میں مشہور ہے۔ **بیت** خاص کن الخ **ترجمہ** علی العموم ملک جہاں کو اپنے لئے خاص کرنے والا آرمینیہ اور روم دونوں کا بادشاہ ہے۔ **بیت** سلطنت اورنگ الخ **ترجمہ** سلطنت اورنگ یعنی غلبہ و قوت اور مسند خلافت اُس کا تخت ہے۔ وہ روم اور ارمینیا پر قبضہ کرنے والا ہے **بیت** عالم و عادل تر الخ۔ **ترجمہ** تمام مخلوقات میں عالم اور عادل [illegible] تمام ارباب جود و سخا سے کہیں زیادہ احسان و کرم کرنے والا ہے۔ **بیت** دین فلک الخ **ترجمہ** دین بمنزلۂ آسمان اور اُس کی سلطنت بمنزلہ ستارہ ہے۔ ملک ایک سیپی ہے۔ اور ممدوح کے دروازہ کی خاک بمنزلہ موتی کے ہے۔ یعنی جس طرح آسمان کے لئے ستارے اور سیپی کے لئے موتی باعث زیب و زینت ہوتے ہیں اسیطرح ممدوح کی سلطنت اور اُس کی خاک آستاں دین اور ملک کے لئے باعث رونق و آبادی ہے۔ **بیت** چشمہ و دریاست الخ۔ مچھلی اور موتی کے لئے وہ علی الترتیب چشمہ اور دریا ہے (یعنی سرمایۂ آرام و راحت ہے) اور وہ ایسا چشمہ ہے جو خوشحال ہے اور ایسا دریا ہے جو لبریز رہتا ہے۔ یعنی مخلوق خدا کو اُسکی ذات سے

بے شمار منافع پہنچتے ہیں۔ **بیت** باکفش ایں الخ چشمہ سیماب ریز۔ آفتاب کو باعتبار افاضتِ نور کے کہتے ہیں۔ **ترجمہ** آفتاب ممدوح کی کفِ دست کے مقابلہ میں پارہ کی طرح بھاگا بھاگ چلا جاتا ہے۔ یعنی ممدوح کی سخاوت آفتاب سے بڑھ کر ہے۔ باوجودیکہ آفتاب کا فیضان تمام عالم کو پہنچتا ہے۔ **بیت** خندہ زناں الخ آفتاب کی لعل کش کمر سے مراد وہ لعل جو حرارت آفتاب سے پیدا ہوتے ہیں ممدوح کی پیٹی کے خالص لعل آفتاب کے لعل سے مرصع پیٹی پر ہنستے ہیں یعنی ممدوح کی پیٹی کے لعل زیادہ خالص اور درخشاں ہیں۔ **بیت** آفت ایں الخ پنجرہ لاجورد سے مراد آسمان۔ **ترجمہ** اس نیلگوں پنجرے (آسمان) کی ہر آفت اُسی شخص پر جھپٹتی ہے جو ممدوح سے پنجہ (مقابلہ) کرے یعنی اُس سے مقابلہ کرنیوالا کبھی آسمانی مصائب و نوائب سے محفوظ نہیں رہ سکتا یا یہ کہ ممدوح آسمان کے لئے آفت ہے کیونکہ آسمان ظالم ہے اور ممدوح ظالموں کا سرکوب جس کسی نے ممدوح سے فیض پایا وہ طاقت میں آسمان کے مقابل ہوگیا۔ **بیت** گوشِ فلک الخ **ترجمہ** اُس کے جرس کی آواز آسمان کے کان (کے پردے) پھاڑ دیتی ہے اور اُس کی روشن نفسی شیشہ کو توڑ ڈالتی ہے۔ **بیت** خوب سراں الخ **ترجمہ** یعنی ہرچند کہ سبزی آغاز و ابتدا میں خوب ہوتی ہے۔ لیکن ممدوح اُس سے بھی زیادہ خوب آغاز ہے۔ اور ہرچند کہ مردمی یعنی شجاعت و سخاوت کا انجام نہایت نیک ہے۔ لیکن ممدوح اس سے بھی زیادہ نیک انجام ہے۔ **بیت** جام سخارا الخ ممدوح آسمان کی طرح سخاوت کے جام کا ساقی ہے۔ خدا کرے کہ وہ زندہ و سلامت رہے۔ کیونکہ اربابِ سخا میں سے یہی ایک باقی رہ گیا ہے۔

اندرخطاب زمیں بوس شاہ فرماید

اے شرف گوہر الخ۔ ترجمہ۔ اے وہ کہ اولاد آدم کو تجھی سے شرف اور جہان کی آنکھ کو تیری بدولت روشنی حاصل ہے۔ یعنی انسان محض اس لئے اشرف المخلوقات ہے کہ تو بھی اُن میں شامل ہے۔ بیت چرخ کماں الخ نہ شکم سے مراد نو آسمان ہیں۔ آبستن۔ حاملہ۔ ترجمہ۔ یہ خمیدہ آسمان تیری ہی فتح کی تیاریاں کرنیوالا اور اس کے یہ نو پیٹ تیرے ایک راز کے حامل ہیں۔ بیت گوش دوماہی الخ دوماہی۔ سمک و سماک۔ صدف گوہر۔ ظاہر ہے کہ گوہر صدف ہی سے نکلتا ہے۔ نیز یہ کہ اگر دو کان نیچے اوپر اُلٹ کر رکھ دیئے جائیں تو صدف کی شکل بن جائے گی۔ ترجمہ تیرے اوپر اور نیچے کی دو مچھلیوں کے کان تیری تلوار کے گوہر کے لئے بمنزلہ صدف کے ہیں۔ بیت مہ کہ بشب الخ۔ چاند جو رات کے وقت (دفع تاریکی کے لئے اپنی روشنی کی) تلوار بلند کرتا ہے۔ تیری تلوار کے دھار کے مقابلہ میں سپر ڈالدیتا ہے۔ یعنی تیری تلوار کی ڈھال چاند سے بھی زیادہ چمکتی ہے سپر انداختن۔ عاجز آجانا بیت چشمۂ تیغ الخ تیری آب فرات جیسی (صاف اور چمکتی ہوئی) تلوار نے تیرے دشمنوں کے وجود سے آب زندگی گرادیا یعنی دشمنوں کا قلع قمع کردیا ہے۔ بیت ہر کہ بطوفان الخ ترجمہ۔ جو شخص تیرے طوفان (غضب) سے (غافل ہوکر) سو گیا۔ بالفرض اگر وہ نوح بھی ہوا تو اُسے بھی (تیرے غضب کا) پانی بہالے گیا بیت جام تو کیخسرو الخ۔ ترجمہ تیرا جام کیخسرو اور جمشید کے سے عقل و ہوش پیدا کرنے والا اور تیرا چراغ آفتاب کے پروانے کو مار ڈالنے والا ہے۔ یعنی تیری شمع کے روبرو آفتاب کا چراغ گل ہوجاتا ہے۔ بیت شیر دلی کن الخ پیل افگن۔ ہاتھی کو گرادینے والا۔ مراد بڑا بہادر۔ ترجمہ۔ آسمان ایسے بیابان (دنیا) کے بہادر و جوانمرد

لوگوں کے خوف سے گذر کر سب سے زیادہ تجھ سے ڈرتا ہے اس شعر میں دونوں مصرعوں میں ردیف ہ ہی است نہیں چاہئے۔ **بیت** آں دل الخ۔ ترجمہ میدان جنگ میں کس کا یہ دل گردہ ہے کہ تیرے مقابلہ میں قوت و شجاعت کا لاف مار سکے۔ **بیت** ہر چہ بزیر الخ۔ ازرق۔ نیلگوں۔ ترجمہ جو کچھ بھی اس نیلگوں آسمان کے نیچے موجود ہے اس پر تیرے تصرف کا ہاتھ آزاد ہے۔ یعنی جس طرح چاہے تو ان میں تصرف کر سکتا ہے۔ **بیت** دست نشاں الخ۔ دست۔ مسند۔ دست نشاں۔ اسم مفعول ترکیبی۔ یعنی مسند پر بٹھایا ہوا۔ چند بمعنی بعض۔ لیکن یہاں کثرت کے لئے ہے۔ ترجمہ تو نے بہت سے لوگوں کو مسند بزرگی پر بٹھلا دیا ہے لیکن تیری مسند پر بیٹھنے والا۔ (مثل وزیر دامیر) صرف فرشتہ ہی ہو سکتا ہے۔ یا یہ کہ تجھ سے افضل اور صدر نشین کرام کاتبین ہیں۔ **بیت** دور بتو حاتم الخ۔ ترجمہ۔ زمانہ نے تجھے اپنے وقت کا حاتم کہا اور ہوا تیرے در کی خاک کو بمنزلہ سلیمان سمجھتی ہے۔ **بیت** ایزد کو الخ۔ ترجمہ خدائے برتر جسنے تجھے جوانی اور ملک بخشا۔ ملک تیرے حوالہ کرنے کے بعد کہدیا کہ تو جان اور ملک۔ یعنی تجھے مختار مطلق بنا دیا۔ **بیت** خاک با قبال الخ۔ ترجمہ مٹی تیرے اقبال سے سونا اور زہر تیری یاد میں شکر بن جاتا ہے۔ **بیت** می کہ فریدوں الخ۔ رشتہ ضحاک۔ مار ضحاک۔ ضحاک ایک ظالم بادشاہ تھا جس کے کاندھوں پر دو سانپ تھے۔ جن کی غذا انسان کا بھیجا تھی۔ ضحاک نے یہ تدبیر کر رکھی تھی کہ ہر روز رعایا میں سے دو آدمیوں کے مغز ان کی بھینٹ چڑھاتا تھا۔ فریدوں نے اسے شکست دیکر مخلوق خدا کو اس کے ظلموں سے نجات دلوائی۔ ترجمہ فریدوں بھی تیرے ساتھ بیٹھکر شراب نہ پیئے (یعنی تیری صحبت میں سرمست و سرشار نہ ہو یا اپنے آپ کو تجھ سے سر بلند خیال کرے) تو اس کے کاندھوں پر مار ان ضحاک پیدا ہو جائیں۔ **بیت** می خور می الخ۔ ترجمہ تو شراب پیئے جا کیونکہ تجھے مطرب و ساقی دونوں میسر ہیں۔ تو غم کیوں کھاتا ہے

تجھے تو غیر فانی حکومت حاصل ہے۔ **بیت** ملک حفاظی الخ۔ **ترجمہ** تو ملک کی حفاظت کرنے والا اور بادشاہوں کی جائے پناہ ہے۔ تو صاحب تیغ بھی ہے اور صاحب تاج بھی یعنی شجاع بھی ہے اور بادشاہ بھی۔ **بیت** گرچہ بشمشیر الخ۔ صلابت۔ رعب و دبدبہ۔ **ترجمہ** اگرچہ اپنی پُر ہیبت تلوار کی مدد سے تو نے تاج و تخت حاصل کیا ہے۔ تخت گیر ہوا ہے (ہم تو مغرور نہیں بلکہ) **بیت** چوں خلفا کنی الخ۔ خلفا جمع خلف بفتحتین۔ لائق بیٹا۔ مراد یا خلفائے راشدین یا ممدوح کے آباؤ اجداد جو بادشاہ تھے۔ **ترجمہ** تو تو خلفا کی طرح خزانے نچھاور کرتا ہے۔ تاج بخشتا ہے اور تخت لے لیتا ہے یعنی کوئی ملک فتح کر کے پھر اُسی بادشاہ کو واپس دیدیتا ہے یہ تو تاج بخشی ہوئی اور چونکہ اب یہ مفتوح بادشاہ تیرے حلقہ بگوش اطاعت ہو گئے خود مختار اور مطلق العنان رہے اس طرح ان کا نصیب گویا تو نے چھین لیا۔ **بیت** ہست سر تیغ الخ **ترجمہ** تیری تلوار کا مرتبہ تاج سے بڑھ کر ہے۔ پھر تو بادشاہوں سے خراج کیوں نہ لے۔ **بیت** دولت آں الخ۔ **ترجمہ** یہ اُس سر کی خوش نصیبی ہے جس پر تیرا پاؤں ہو۔ اور وہ دل صاحب نصیب ہے جس میں تیری جگہ ہو۔ **بیت** سر کہ رسد الخ۔ پائی کند۔ پاؤں کا کام کرتا ہے۔ ہمائی کند۔ یعنی ہما کا کام کرتا ہے۔ **ترجمہ**۔ جو سر تیرے سامنے آتا ہے پاؤں کا کام کرنے لگتا ہے اور اُلو (جسے منحوس سمجھا جاتا ہے) تیرے عہد میں ہما کے سے کام کرنے لگتا ہے یعنی بڑے سے بڑے مغرور انسان کا سر بھی تیرے سامنے جھک جاتا ہے اور وہ سر کے بل تیرے پاس آتا ہے۔ اور تیرا عہد ایسا بابرکت ہے کہ اس نے اُلو جیسے منحوس جانور کی نہ صرف نحوست ہی کو دور کر دیا بلکہ اسکو ہما جیسا باسعادت بنا دیا۔ **بیت** عدل تو مصروف الخ۔ **ترجمہ** تیرا انصاف مہربانی کرنے میں مصروف ہے اور خود شکایت کو تجھ سے شکایت پیدا ہو گئی ہے۔ کہ تیرے انصاف کی وجہ سے

شکایت کی نوبت ہی نہیں پہنچتی۔ گویا اب شکایت کو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ بیت درسم رخت الخ ترجمہ تیرے گھوڑے کے سم میں جو زمین کے لئے بمنزلہ جڑ کے ہے (یعنی زمین کے لئے باعث استواری ہے) تیرا دشمن نعل کی طرح چوبیخا ہو گیا ہے گھوڑے کے نعل میں چار میخیں لگائی جاتی ہیں اور چار میخ اگلے زمانہ میں ایک قسم کی تعذیب تھی کہ مجرم کے دونوں ہاتھ اور پاؤں میں دیوار کے ساتھ میخوں سے جڑ دیتے تھے۔ یہاں چار میخ سے دشمنوں کی پامالی مراد ہے۔ بیت ہفت فلک الخ حقہ۔ ڈبیہ جس میں جواہر رکھتے ہیں۔ فنقہ۔ جھنڈے کا پھریرا۔ ترجمہ ساتوں آسمان تیری ذات کے مقابلہ میں ڈبیا ہیں اور آٹھوں بہشت تیرے (سلطانی) جھنڈے کے مقابلے میں ایک پھریرا ہیں یعنی کچھ حیثیت و وقعت نہیں رکھتے۔ بیت ہر کہ نہ در الخ۔ افسار۔ باگ ڈور۔ ترجمہ ہر وہ شخص جس کا سر تیرا مطیع نہ ہوا سکے سر پر اُس کا تاج ہی اُس کے لئے دیگ بن جاتا ہے۔ یعنی جو شخص تیرے حکم کی تعمیل نہیں کرتا اُس کے لئے خود اُس کا تاجِ سر ہی پھانسی کا پھندا یا اطاعت گذاری کے لئے باگ ڈور بن جاتا ہے۔ بیت در ہمہ فن الخ صاحب یکفن۔ کامل الفن ترجمہ تمام فنون میں تو کامل ہے۔ اور ایک ہی جسم میں تو دونوں جہان کی جان ہے۔ بیت گوش فلک را الخ۔ ترجمہ آسمان کے کان کو ادب سیکھنے والا بنا دے اور شمع سخن کو روشن کر دے۔ بیت خلعت گردوں الخ خلعت گردوں۔ آسمان کی طرح بلند مرتبت خلعت۔ ترجمہ فلک مرتبت خلعت اپنے ایک غلام (نظامی) کو بھیجے۔ اور قبولیت کی گیند، نظامی کو بھیجے یعنی قبولیت کا مرتبہ عنایت فرما۔ بیت گرچہ سخن فربہ الخ۔ سخن کی فربہی یہی ہے کہ اس میں تمام محاسن لفظی و معنوی موجود ہوں۔ لاغر سے مراد حقیر۔ ترجمہ اگرچہ میرا سخن نہایت بلند پایہ اور روح پرور ہے۔ لیکن جب تیرے دسترخوان پر پہنچتا ہے

تو نہایت ناچیز (ثابت) ہوتا ہے یعنی میرا سخن باوجود بلند پایگی ممدوح کی والا مرتبگی کے آگے ازبس حقیر ہے۔ **بیت** بے گہر و لعل الخ۔ بحر و کان سے خود اپنی طبع مراد ہے۔ لعل از دہاں۔ تحسین از لب۔ **ترجمہ** یہ دریا اور یہ کان لعل و گوہر سے خالی ہو گئے ہیں۔ ہاتھ سے جواہرات اور منہ سے لعل اس کو بخش دے **بیت** وانکہ حسود الخ۔ **ترجمہ** اور جو شخص کہ حاسد ہے اُسے بید ھڑک تیر کے پیکان سے لعل۔ اور تلوار سے جواہرات بخش۔ یعنی حاسد کو تیر و تلوار سے ہلاک کر دے **بیت** چوں فلکت الخ **ترجمہ** خدا کرے کہ تیرا نصیب آسمان کی طرح مبارک اور تیرے کام کا انجام پسندیدہ ہے۔ **بیت** ساختہ و سوختہ الخ۔ ساختہ اسم مفعول بنایا ہوا۔ یعنی باسر و سامان۔ **ترجمہ** تیری راہ میں (ایک تو) باسامان رہے اور (ایک) جلا بھنا۔ باسامان تو میں رہوں اور سوختہ تیرا دشمن۔ **بیت** فتح تو سرا الخ **ترجمہ** تیری فتح جھنڈے کی طرح سربلند اور تیرا دشمن قلم کی طرح سرنگوں رہے ۱۲

گفتار در مرتبۂ نظم این کتاب مستطاب

من کہ سرائندہ الخ۔ نوگل سے مراد مخزن اسرار۔ **ترجمہ** میں جو اس نئے پھول پر چہچہانے والا ہوں۔ دراصل نیری مدح کے باغ کی ایک خوشنوا بلبل ہوں۔ **بیت** در رہ عشقت الخ۔ **ترجمہ** میں تیرے عشق کے کوچے میں آواز لگا رہا ہوں اور تیری گلی کے سر پر گھنٹا بجا رہا ہوں یعنی تیرے عدل و انصاف کی منادی کر رہا ہوں۔ **بیت** عاریت کس الخ **ترجمہ**۔ میں نے کسی سے (کوئی مضمون یا شعر) مستعار نہیں لیا۔ بلکہ جو کچھ میرے دل نے کہا کہدے میں نے وہی کہا ہے یعنی میرے تمام مضامین طبعزاد ہیں **بیت** شعبدۂ تازہ الخ **ترجمہ** میں نے ایک نیا شعبدہ تیار کیا ہے اور ایک نئے سانچے سے ایک وجود ڈھالا ہے۔

بیت صبحدمی چند الخ۔ **ترجمہ** کئی صبحوں کو میں ادب سیکھتا رہا ہوں اور صبح کے پردۂ جادو کو سیتا رہا ہوں۔ یعنی جادو کی طرح پُر تاثیر کلام لکھا ہے۔ **بیت** پایۂ درویشی الخ **ترجمہ** اس میں درویشی اور بادشاہی دونوں کے مراتب کا ذکر ہے اور نورِ خداوندی کے بھی اس میں موجود ہیں۔ **بیت** بر شکر او الخ شکر سے مراد سخن۔ مگس بہ مصرع اوّل میں دُنی الطبع بدطینت شاعروں اور دوسرے مصرع میں خود مولانا کے سخن کے لذت یافتگان سے۔ **ترجمہ** اس کی شکر پر کوئی مکھی نہیں بیٹھی ہے اور نہ اس کی مکھی کسی کی شکر سے آلودہ ہوئی ہے۔ یعنی میرے مضامین بالکل اچھوتے ہیں۔ اور میرے سخن سے لذت یافتہ لوگ پھر کسی دوسرے کے کلام کو پسند نہیں کرتے۔ **بیت** نوحؑ دریں الخ بحر سے مراد یہ کتاب ہے۔ **ترجمہ** نوحؑ بھی اس دریا میں عاجز ہو جائیں اور خضرؑ اس چشمہ میں سبو کو توڑ دیں۔ یعنی اس کتاب کے مضامین کی روانی اور خیالات کی بلندی اگر نوحؑ بھی دیکھ لیں تو غرق حیرت ہو کر رہ جائیں۔ اور اگر خضرؑ دیکھ لیں تو آبِ حیات کو اس کے مقابلہ میں ہیچ اور بیکار سمجھیں۔ **بیت** بر ہمہ شاہاں الخ۔ **ترجمہ** میں نے اس زیب و زینت کے لئے تمام بادشاہوں کے نام پر قرعہ ڈالا۔ مگر فال میں تیرا ہی نام نکلا۔ **بیت** نامہ دو آمد الخ ناموس گاہ طبع۔ **ترجمہ** دو طبیعتوں سے دو کتابیں تیار ہوئیں اور دونوں دو بہرام شاہوں کے نام پر لکھی گئی ہیں۔ یعنی اس سے پہلے زلالی غزنوی نے ایک مثنوی بہرام شاہ کے نام پر لکھی اور اب میں یہ مثنوی تیرے نام پر لکھتا ہوں **بیت** آں زرے الخ **ترجمہ** اس نے (زلالی نے) پرانی کان کے سکے ڈھالے ہیں۔ لیکن یہ موتی نئے دریا سے پیدا ہوئے ہیں۔ **بیت** آں بدر آوردہ الخ اس نے (زلالی کی مثنوی نے) غزنی سے جھنڈا بلند کیا۔ اور اس نے (میری مثنوی نے) رومی سکے پر نقش لگا دیا۔ **بیت** گرچہ دراں الخ **ترجمہ** اگرچہ اس

سکے میں بھی سخن زر کی طرح (خالص) ہے لیکن میرا زر اور سکہ اس سے بہتر ہے یعنی ہر چند کہ زلالی کی مثنوی نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ لیکن مخزن اسرار کا پایہ اس سے بھی بلند تر ہے۔ **بیت** اگر کم ازاں الخ۔ بنہ و بار۔ ساز و سامان۔ **ترجمہ** اور اگر میرا ساز و سامان اس سے گھٹیا ہے (تب بھی کوئی مضایقہ نہیں) کیونکہ میرا خریدار اس کے خریدار سے بہتر ہے۔ **بیت** شیوہ غریب الخ۔ **ترجمہ**۔ اس (مثنوی) کا طریقہ نادر ہے۔ تو نہ قبول کرنے والا نہ بن یعنی اس کو قبول کرلے۔ اگر تو اس کا مرتبہ بڑھائیگا تو کوئی تعجب کی بات نہ ہوگی۔ **بیت** ایں سخن آراستہ ترالخ۔ **ترجمہ**۔ یہ کلام باغ کے بیل بوٹوں یعنی سبزۂ و گل سے زیادہ آراستہ ہے اور چراغ کی طرح کسی عاریتی واسطہ سے روشن نہیں ہوا۔ یعنی جس طرح چراغ سے چراغ روشن ہوتا ہے میرا کلام کسی دوسرے کا مرہون منت نہیں۔ **بیت** خوان ترا الخ۔ دو نوالہ سخن۔ کلام مختصر۔ **ترجمہ** میں نے تیرے دسترخوان پر یہ مختصر سا کلام چن دیا ہے کسی نے اس پر ہاتھ نہیں بڑھایا ہے۔ تو اس پر قبضہ کرلے۔ **بیت** اگر نمکش ہست الخ **ترجمہ** اگر اس میں کوئی لذت ہے تو نوشجان ہو جیو ورنہ خدا کرے کہ وہ تیری یاد سے محو ہو جائے۔ **بیت** با فلک آں الخ۔ **ترجمہ** جس رات تو آسمان (یا آسمان جیسے عالی مرتبت لوگوں) کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھے تو تھوڑی سی ہڈیاں میرے آگے بھی ڈال دے۔ یعنی مجھ پر بھی کرم فرما۔ **بیت** کآخر خلاف الخ۔ **ترجمہ** کہ آخر میں تیرا کتا ہونے کی شیخی مارتا ہوں۔ اور تیری بندگی کی منادی کر رہا ہوں۔ **بیت** از ملکانے الخ۔ **ترجمہ** ان تمام بادشاہوں میں سے جن میں میں نے وفا دیکھی۔ میں نے خود کو تیرے ساتھ وابستہ کرلینے کو پسند کیا ہے۔ **بیت** خدمتم آخر الخ **ترجمہ** (مجھے یقین ہے کہ) میری یہ خدمت گذاری آخر مرتبۂ وفا حاصل کرکے رہے گی۔ اور اس رشتے کا سرا (اسی خدمتگذاری کا) کسی نہ کسی مرتبے تک پہنچکر رہے گا۔

(یعنی مرتبۂ قبولیت پر پہنچے گا) **بیت** گرچہ بدیں (قطعہ بند) **ترجمہ**۔ اگرچہ اس درگاہ کی طرف آنے والوں یعنی شاعروں نے مدح و تعریف کرتے ہوئے توجہ کی ہے یعنی نئے نئے شاعر تیری مدح کے وسیلے سے دربار میں پہنچ رہے ہیں۔ **بیت** راہ روانی الخ۔ **ترجمہ** (لیکن) اس راستے کے چلنے والے (شاعر) اگر بات کو حقیقت کی راہ سے سنیں تو۔ **بیت** پیش نظامی الخ۔ **ترجمہ** نظامی کے سامنے مؤدب استادہ ہو جائیں کہ وہ کچھ اور ہی ہے یعنی کہیں بلند پایہ ہے۔ دوسرے کیا ہیں یعنی کہیں پست مرتبہ ہیں۔ **بیت** منکہ دریں الخ۔ **ترجمہ** میں جو کہ انہیں کی منزل میں ہوں یعنی منزل شاعری کو طے کر رہا ہوں۔ اُن سے کئی مقام آگے نکل آیا ہوں۔ **بیت** تیغ زالماس الخ۔ **ترجمہ** میں نے الماس زبان کی تلوار بنائی ہے جو کوئی میرے پیچھے آیا میں نے اُس کا سر اُڑا دیا۔ یعنی جس شخص نے میرا تتبع کرنا چاہا۔ میں نے اپنی زبان آوری اور زورِ سخن سے اُسے سرنگوں کر دیا۔ **بیت** گرچہ خود ایں الخ۔ **ترجمہ** اگرچہ خود یہ مرتبہ بھی بے ہمسری کا ہے۔ لیکن میری پاؤں ہنوز مزید ترقی کی فکر میں ہیں۔ **بیت** اوج بلند الخ۔ **ترجمہ** (تیری مدح کی) بلندی بہت اونچی ہے۔ اور میں اس پر پرواز کر رہا ہوں۔ ممکن ہے کہ اپنی اس ہمت کا ثمرہ حاصل کر لوں۔ **بیت** تا مگر از الخ۔ **ترجمہ**۔ شاید تیری روشن رائے کی مدد سے میں اُس جگہ سر رکھ سکوں جہاں تیرا پاؤں ہے۔ **بیت** گرد تو گردم الخ۔ **ترجمہ** میں تجھ پر نثار ہوتا ہوں تاکہ آسمان کے مرتبے تک پہنچ جاؤں۔ جبتک تو ہی مجھے (اس مرتبے تک) نہ پہنچائے میں کس طرح پہنچ سکتا ہوں۔ **بیت** بود بسیچم الخ۔ **ترجمہ** میرا ارادہ تھا کہ ان ہی دو ایک مہینوں میں بادشاہ کی زمین بوسی کے عہد کو تازہ کروں (یعنی حاضر ہو کر آستاں بوس ہوں) **بیت** گرچہ دریں حلقہ الخ (قطعہ بند) **ترجمہ**۔ اگرچہ اس حلقہ میں جسے قضا و قدر نے باہم متصل بنا دیا ہے۔ میرے باہر نکلنے کا راستہ

بند کردیا ہے بیت پیش تو از الخ۔ ترجمہ لیکن تیرے پاس ترقی درجات حاصل کرنے کیلئے میں پوست سے باہر ہوا جاتا تھا یعنی شوق پابوسی اور ترقی مرتبہ کی خواہش سے میں آپے سے باہر ہو رہا تھا۔ کیونکہ قضا و قدر نے بادشاہ تک میرے پہنچنے کے تمام وسائل اور ذرائع مسدود کر دیئے تھے۔ بیت باز چو دیدم الخ ترجمہ پھر جو میں نے غور سے دیکھا تو تمام راستہ موذیوں سے پُر تھا اور میرے آگے پیچھے خنجر اور تلواریں تھیں۔ بیت لیک دریں الخ ترجمہ لیکن میں اس شمشیر بند (مسلح) آسمان کے خطے میں باآواز بلند تیرے ہی نام کا خطبہ پڑھتا ہوں۔ بیت آب سخن الخ۔ ترجمہ۔ میں نے آب سخن تیرے دروازے پر چھڑک دیا ہے کیونکہ میں ایک پہاڑ ہوں جو اپنی جگہ پر جما ہوا ہوں۔ یعنی جس طرح پہاڑ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتا۔ اور اس کے چشموں سے دور دراز کی زمینیں سیراب ہوتی ہیں۔ اسیطرح میں خود چونکہ حاضر نہیں ہو سکا اس لئے اپنا کلام بھیج رہا ہوں۔ بیت ذرہ صفت الخ ترجمہ اے آفتاب میری دعائے صبحگاہی تیری درگاہ میں ذرے کی (دعا کی) طرح مقبول ہو۔ یعنی جس طرح ذرے کو آفتاب کی درگاہ سے قبولیت حاصل ہوتی ہے۔ اسیطرح مجھے تیری درگاہ سے حاصل ہو کہ میں ذرہ اور تو آفتاب ہے۔ بیت کشتہ دلم الخ۔ ترجمہ میرا دل تیرے (یعنی تیری مدح کے) موتی بکھیرنے والا دریا بنا ہوا ہے۔ اور میری جان کا موتی (خود جان) تیری پیٹی کو آراستہ کرنے والا ہے۔ یعنی تجھ سے متعلق ہو۔ بیت تا شب و روز الخ۔ ترجمہ جبتک دن اور رات کا وجود ہے (خدا کرے) تیری رات دن (جیسی روشن) بنی رہے اور تیری حکومت کا موتی (یعنی حکومت) گوہر شبچراغ بنا رہے۔ بیت ایں سریت ہست بہ نیک اختری الخ ترجمہ تیری یہ سرداری دنیوی تو بابخت و اقبال ہے (خدا کرے کہ) تیری سرداری اُخروی سرداری دنیوی سے بھی بہتر ہو

در فضیلت سخن و سخنور گوید

جنبش اوّل الخ ترجمہ پہلی جنبش جو قلم تقدیر کو ہوئی تو اُس نے پہلا حرف (کلمہ کن) کلام ہی کا ادا کیا۔ یعنی سخن کا وہ مرتبہ ہے کہ قلم کی سب سے پہلی جنبش میں اسی کا ذکر تھا۔ **بیت** پردۂ اوّل الخ ترجمہ (قضا و قدر نے) جب پہلا پردہ (چہرہ اسرار الٰہی) کے نور کے پردے سے اُٹھایا تو پہلا جلوہ سخن ہی سے تیار ہوا۔ پردۂ اوّل سے مراد کُنت کنزاً مخفیاً اور جلوۂ اوّل سے مراد اَلَستُ بربکم ہے **بیت** تا سخن آوازۂ الخ۔ ترجمہ جبتک دل نے سخن کی آواز نہ دی۔ اس وقت تک روح مجرد خود کو حوالۂ جسم کرنے پر رضامند نہ ہوئی۔ کہتے ہیں کہ جب آدم علیہ السّلام کا قالب تیار ہو چکا اور روح کو جسم میں داخل ہونے کا حکم ہوا۔ تو وہ بوجہ عدم مجانست جسم میں داخل نہ ہوتی تھی۔ فرشتوں نے بایمائے خداوندی نہایت خوش الحانی سے ذکر باری تعالیٰ شروع کیا۔ روح سخن سے وجد میں آکر جسم میں داخل ہوگئی۔ ظاہر ہے کہ وہ ذکر بھی سخن ہی تھا۔ **بیت** چوں قلم آمد الخ۔ ترجمہ جب قلم نے حرکت کرنا شروع کی تو جہان (اہل جہان) کی آنکھ کو سخن پر کھول دیا۔ **بیت** خط ہر اندیشہ الخ ترجمہ۔ ہر فکر اور خیال جو باندھا گیا۔ اس کی تحریر طائران سخن ہی کے پروں سے باندھی گئی۔ ظاہر ہے کہ ہر فکر اور خیال سخن ہی کے واسطہ سے ظہور میں آتا ہے۔ نیز کہ مرغ مضامین نفس دل سخ سخن ہی کے پروں سے اُڑتا ہے۔ **بیت** نیست دریں الخ۔ ترجمہ اس تازہ تر پرانی دنیا میں سخن سے بڑھ کر کوئی دقیقہ رس نہیں ہے۔ دنیا کو نوخیز محض اس کی زیب و زینت اور جاذب دل ہونے کی وجہ سے کہا ہے۔ اور کہنہ تو ہے ہی۔ **بیت** بے سخن آوازۂ۔ ترجمہ سخن کے بغیر جہان کو شہرت حاصل نہ ہوئی۔ یہ تمام باتیں (جو کہی جا چکی ہیں) لوگوں نے کہیں پھر بھی سخن کم نہ ہوا۔ **بیت** در لغت عشق الخ۔

ترجمہ محاورۂ عشق میں سخن ہماری جان ہے ہم تو ویرانے کھنڈر ہیں اور یہ سخن ہمارا ایوان ہے یعنی اگر سخن نہ ہو تو ہم ایک ویرانے کھنڈر کی طرح ہیں۔ دوسرا مصرع اس طرح چاہئے "ما طلسیم ایں سخن ایواں ماست" طلل۔ کھنڈر۔ **بیت** ۔ اوّل اندیشہ الخ۔ ترجمہ فکر کی ابتدا اور تعداد و شمار کی انتہا سخن ہی ہے۔ ایں سخن اینجا بدار۔ اس بات کو اسی طرح مان لے۔ **بیت** تاجوران تاجورش الخ۔ ترجمہ سلاطین تو اسے (سخن کو) بادشاہ کہتے ہیں اور دیگر داناؤں نے اسے دادگر کہا ہے۔ دوسرے مصرع میں آں دگرش کے بجائے داوگرش چاہئے۔ **بیت** گر بنوآئین (قطعہ بند) ترجمہ۔ کبھی تو نئے نئے طریقوں سے اس کے جھنڈے بلند کرتے ہیں۔ اور کبھی اسے نگاریں قلم سے لکھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جھنڈے کے پھریروں پر آیات اشعار اور مشہور مقولے طرح طرح سے آراستہ کرکے اور کبھی نہایت نفیس نفیس قلموں سے لکھتے ہیں۔ **بیت** اوز علم الخ۔ ترجمہ وہ (سخن) جھنڈے سے زیادہ فتح دکھلانے والا اور قلم سے زیادہ کشورکشا ہے۔ ظاہر ہے کہ بڑے بڑے سلاطین کے جھنڈے اور بڑے بڑے بلند پایہ لوگوں کی تحریریں وہ نتائج پیدا کرنے سے رہ جاتی ہیں جو بعض اوقات کسی شخص کے منہ سے ایک لفظ نکلے پر مترتب ہو جاتے ہیں۔ **بیت** گرچہ سخن خود الخ (یہ شعر آئندہ شعر سے قطعہ بند ہے) ترجمہ۔ اگرچہ سخن چند خیال پرست لوگوں کے سامنے اپنا جلوہ نہیں دکھاتا۔ لیکن ہم جو سخن ہی پر نظر لگائے بیٹھے ہیں۔ سخن ہی پہ مرتے ہیں اور سخن ہی سے جیتے ہیں۔ **بیت** سرد دماں الخ۔ سرد دم۔ افسردہ طبیعت۔ ترجمہ افسردہ طبیعتوں نے گرمی اسی سے حاصل کی۔ اور (راہ طلب کے) تیز رفتار لوگوں نے پانی اسی سے پایا یعنی سخن ہی سے ان کی تشنگی دور ہوئی۔ غرض شعرا اور فقرا دونوں لذت سخن سے متلذذ ہیں۔ **بیت** اوست دریں الخ۔ ایں دہ سے مراد دنیا

ترجمہ۔ اس (دنیا کے) گاؤں میں گاؤں سے زیادہ آباد سخن ہی ہے تر و تازہ ہے اور آسمان سے بھی زیادہ طویل العمر ہے۔ **بیت** رنگ ندارد الخ۔ نشان سے مراد مدح۔ ترجمہ وہ تمام تعریفیں جو اس (سخن) کی (شان میں) کی جائیں ان میں سے کوئی بھی اس کے رنگ کی نہیں۔ اور جیسا کہ وہ ہے کسی کی زبان سے ٹھیک طور پر بیان نہیں ہو سکتا۔ یعنی سخن کی خواہ کسی رنگ میں تعریف کی جائے۔ وہ ہر طرح کی توصیف کے دائرے سے باہر ہے۔ **بیت** تا سخن آنجا الخ ترجمہ دیکھو سخن (کا یہ مرتبہ ہے۔ کہ) جہاں (وہ) اپنا جھنڈا گاڑ دیتا ہے۔ وہاں کچھ بولنا اور کہنا (سخن کی تعریف اور توصیف میں) محض لغو ہوتا ہے۔ **بیت** گر نہ سخن الخ ترجمہ اگر سخن رشتۂ جاں کو نہ بٹتا تو جان اس سر رشتہ کو کہاں پا سکتی یعنی اگر سخن (لفظ کن) سے جان پیدا نہ ہوتی تو عالم جان وجود میں نہ آتا اور لذت سخن سے محروم رہ جاتا۔ **بیت** ملک طبیعت الخ۔ ترجمہ (شعرا نے) ملک طبیعت پر سخن ہی کے ذریعے سے قبضہ جمایا ہے اور شریعت پر بھی سخن ہی کی مہر لگائی ہے۔ یعنی ملک طبیعت پر انسان کی حکومت سخن ہی کے ذریعے سے ہے۔ اور شریعت مطہر کا خاتمہ بھی سخن پر ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی الخ۔ **بیت** کان سخن الخ (آئندہ شعر سے قطعہ بند ہے) ترجمہ کان نے اپنا راز اور ہمارا سخن دونوں چیزیں صراف عقل کے سامنے پیش کیں کہ اس تازہ سخن اور پرانے زر سے کون چیز بہتر ہے۔ صراف عقل نے فیصلہ دیا کہ سخن ہی بہتر ہے۔ **بیت** پیک سخن رہ الخ ترجمہ۔ قاصد سخن (خود سخن) نے اپنے راز یا اپنے سر کو (جو سین ہے) معلوم کرنا چاہا تو جس تہ کو وہ پہنچا اُسے اور کوئی شخص نہیں پہنچ سکتا یعنی خود سخن نے جب اپنی حقیقت پر غور کیا تو اپنے کو دنیا میں سب سے بلند مرتبہ پایا۔ **بیت** سیم سخن زن الخ ترجمہ سخن کی چاندی پر سکہ لگا کہ درم و دینار اس کے مقابلہ میں مٹی ہے۔ زر کیا بلا ہے

اس کے شکار بند میں بندھا ہوا ایک ہرن ہے۔ یعنی دینار و درم کے پیچھے نہ پڑ کہ وہ سخن کے پاؤں کی خاک کے برابر بھی نہیں۔ سخن میں بلند مرتبہ حاصل کر۔ زر خود بخود تیرے پیچھے چلا آئیگا جس طرح شکار بند سے شکار۔ **بیت** صدر نشیں تر الخ ترجمہ سخن سے بڑھکر اس دنیا میں اور کوئی مسند نشین نہیں۔ اس ملک کی حکومت فقط اسی کے لئے ہے۔ **بیت** ہر چہ نہ دل الخ جو سراپا دل نہیں بن گیا وہ سخن (کی حقیقت) سے بے خبر ہے۔ در اصل سخن کی شرح بیان سے باہر ہے یعنی سخن کی لذت کا لطف اہل دل ہی اُٹھا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ لذت الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی۔ **بیت** تا سخن است الخ۔ ترجمہ جبتک سخن موجود رہے (اور یہ ہمیشہ رہیگا) اُس وقت تک (خدا کرے) کہ سخن ہی کا دور دورہ رہے اور نظامی کا نام بھی سخن کی بدولت تازہ رہے +

اندر مرتبۂ نظم گوید

بیت ۔ چونکہ نسختہ الخ (آئندہ شعر سے قطعہ بند ہے) ترجمہ جبکہ ناسنجیدہ اور بغیر فکر و تامل کے کہا ہوا سخن (یعنی کلام نثر) نیک طینت اور پاک سرشت لوگوں کے نزدیک موتی کا سا مرتبہ رکھتا ہے۔ تو پھر اس نکتہ کو نگاہ رکھ اور دیکھ کہ فکر و تامل سے کہا ہوا نکتہ (یعنی کلام نظم) جو ساتھ ہی موزوں بھی ہو۔ کیا کچھ ہوگا۔ **بیت** ۔ قافیہ سنجاں الخ (آئندہ شعر سے قطعہ بند ہے) ترجمہ وہ شعرا جو سخن کہتے ہیں (موزوں کرتے ہیں) درحقیقت دونوں جہان کے خزانے سخن میں بھر دیتے ہیں خصوصاً وہ کنجی جو خزانۂ الٰہی کو کھول سکتی ہے وہ سخن موزوں کرنے والے کی زبان کے نیچے موجود ہے۔ ایک حدیث ہے ان اللہ کنوزاً تحت العرش مفاتیحہا السنۃ الشعراء والفصحا یعنی عرش کے نیچے خداوند تعالیٰ کے کئی خزانے ہیں جن کی کنجیاں شعرا اور فصحا کی زبانیں

ہیں۔ **بیت** آنکہ ترازوئے الخ۔ جس شخص نے ترازوئے سخن کو سیدھا اور راست کرلیا۔ اُس نے خوش نصیبوں کو اپنے سخن کے ذریعے سے مشہور جہاں بنادیا۔ ظاہر ہے کہ عالی مرتبہ شعرا جن لوگوں کی شان میں کچھ کہہ جاتے ہیں یا مدحیہ اشعار لکھ جاتے ہیں وہ اس ناپائدار دنیا میں بہت زمانہ تک یادگار رہتے ہیں۔ **بیت** بلبل عرشند الخ سخن پرور شعرا عرش کی بلبلیں ہیں (یعنی اسرار الٰہی کے نغمہ سرا ہیں) پھر وہ ان دوسرے (غیر شاعر) لوگوں سے کس طرح مشابہ ہو سکتے ہیں۔ **بیت** ز آتش فکرت الخ۔ ترجمہ جب آتش فکر سے پگھل جاتے ہیں تو پھر فرشتوں کے یگانے بن جاتے ہیں۔ (یعنی فرشتوں کے ہمسر ہو جاتے ہیں) **بیت** پردۂ رازے الخ۔ ترجمہ۔ وہ پردۂ راز جسے سخن پروری کہتے ہیں۔ وہ پیغمبری کے پردہ کا پرتو ہے یعنی شاعری بھی دراصل نبوت کی ایک شاخ ہے۔ **بیت** پیش و پس الخ۔ قلب وسط لشکر اور یہ بادشاہ یا سر لشکر کے ٹھیرنے کا مقام ہوتا ہے۔ صف کبریائے مراد ذات باری یا فرشتے۔ پیش سے مراد مقدمۂ لشکر اور پس سے ساقۂ لشکر ہے۔ ترجمہ صف کبریا کے قلب لشکر کا مقدمہ (اگلا حصہ) اور ساقہ (پچھلا حصہ) (یہی دو گروہ ہیں) ساقہ تو شعرا ہیں اور مقدمہ انبیا۔ یعنی یہی دو گروہ ہیں جو حقیقتاً مقرب بارگاہِ ایزدی ہو سکتے ہیں۔ اوّل مرتبے پر انبیا ہیں اور دوسرے درجے پر شعرا۔ **بیت** ایں دو نظر محرم الخ ترجمہ فقط یہی دو نظریں (انبیا اور شعرا کی) ایک دوست (خدا تعالیٰ) کی محرم راز ہیں بس انہیں کو اصل اور مغز سمجھ لے۔ باقی چھلکا اور فرع ہیں۔ یعنی موجودات کا بہترین عنصر یہی ہیں۔ باقی پھوک۔ **بیت** ہر رطبی کز الخ۔ رطب تازہ کھجور۔ مراد سخن۔ ترجمہ ہر وہ تازہ کھجور اس دسترخوان (شاعری) کی ہر تازہ کھجور (یعنی سخن) تازہ کھجور نہیں بلکہ جان کا ایک ٹکڑا ہے۔ یعنی وہ اس قابل ہے۔ کہ اُسے جان کی طرح عزیز رکھا جائے **بیت** جان تراشیدہ الخ۔ ترجمہ سخن وہ ہے کہ جان نے اُسے پھول کی چونچ

(زبان) سے تراشا ہے اور فکر و غور نے اُسے دل کے دانتوں سے چبایا ہے۔ (سخن خائیدہ۔ موثر اور عمدہ کلام کو اور اس کے برعکس بیہودہ اور ناسنجیدہ کو ناخائیدہ کہتے ہیں) یہ شعر پہلے شعر سے قطعہ بند ہے۔ ترجمہ وہ سخن جان کا ایک ٹکڑا ہے کیسی جان؟ جو زبان کی نوک سے تراشی گئی ہے اور غور و فکر نے اُسے موزوں کیا ہے۔ بیت چشمۂ حکمت الخ۔ ترجمہ حکمت کا سرچشمہ جس سے مراد سخندانی ہے ان چند حریص مدح گو شاعروں کی وجہ سے جو اپنی مدح کو ایک روٹی کے عوض بیچ ڈالتے ہیں بیقدر ہو گیا ہے۔ بیت آنکہ دریں پردہ الخ۔ ایں پردہ۔ سخن نوا۔ ساز و سامان۔ ایں حجرہ۔ (دنیا سرائے۔ عالم بالا جس کے مقابلہ میں دنیا ایک حجرہ سے زیادہ نہیں۔ ترجمہ ہر وہ شخص جسے اس پردہ (سخن) میں ساز و سامان حاصل ہے۔ اُس کے لئے اس حجرہ (دنیا) سے بڑھکر بھی ایک مکان ہے یعنی سخنور عالم بالا کی تجلیات اور مضامین عالی سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ بیت باسر زانوئے الخ (اگلے شعر سے قطعہ بند) ترجمہ (وہ شاعر جس کا ذکر اوپر کے شعر میں ہو چکا) ولایت (مملکت سخن) حاصل کرنے والے سر زانو کے ہوتے ہوئے ہر (کس و ناکس) کے آستانہ پر سر نہیں رکھدیتا۔ بلکہ جب وہ اپنے سر زانو کو دل کا پاؤں بنا لیتا ہے۔ تو دونوں جہان (کی دولت کے گلے) میں بانہیں ڈال لیتا ہے۔ یعنی شعرائے عالی مقام اگر کسی جگہ سر رکھتے ہیں۔ تو وہ اُن کا سر زانو ہوتا ہے کہ فکر شعر میں اکثر گھٹنے پر سر رکھے سوچتے رہتے ہیں۔ بیت آید فرقش الخ ترجمہ اور اس حالت فکر و تامل میں شاعر کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اُس کا سر قدموں کے سلام کو جھک جاتا ہے اور دائرے کی طرح سر اور پاؤں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ یعنی شدت فکر کے باعث سر جھک کر قدموں پر آرہتا ہے اور دونوں ملکر دائرے کی شکل پیدا ہو جاتی ہے۔ بیت درخم ایں الخ ترجمہ۔ یہ حلقہ یا دائرہ جس کو خوب چست کر کے تیار کرتا ہے۔ جب اسے توڑتا ہے

تو پھر اسے (سخن کو) درست کرتا ہے یعنی جسقدر وہ اپنے خمیدہ قد کو جسے وہ حالتِ فکر میں دائرہ صفت بنا چکا ہے توڑتا ہے اُسیقدر اُسے لطیف مضامین کے حصول سے درست وراست بناتا ہے۔ **بیت** گاہے ازیں الخ۔ حلقہ زانو قرار سے مراد خمیدہ قد۔ جو سر اور زانو کے ملنے سے دائرہ بن چکا ہے۔ حلقہ بگوش کسے دادن و انداختن۔ غلام بنا لینا۔ **ترجمہ** کبھی اس زانو پر ٹھہرنے والے حلقے سے آسمان کے کان میں ہزاروں حلقے (غلامی کے) ڈال دیتا ہے یعنی اسی حالت میں کبھی ایسے ایسے مضامین باندھتا ہے کہ آسمان ہزار جان سے حلقہ بگوش (غلام) بن جاتا ہے۔ **بیت** گاہ ازیں حقہ الخ۔ حقہ فیروزہ رنگ۔ فیروزی رنگ کا ڈبہ مراد آسمان۔ **ترجمہ**۔ اور کبھی اس فیروزی رنگ آسمان سے جس پر ایک ہی مہرہ (آفتاب) ہے (آفتاب جیسے) دس مضامین روشن نکال لاتا ہے۔ **بیت** چوں بسخن الخ۔ **ترجمہ** جب اُس کا مرکب فکر سخن کے میدان میں گرم رفتار ہوتا ہے۔ تو جان لبوں پر آجاتی ہے تاکہ اس (شاعر) کے ہونٹ چوم لے۔ یعنی ایسا دلفریب کلام کہتا ہے کہ اُس کے ہونٹ چومنے کیلئے جان لبوں پر آجاتی ہے۔ اس میں اُس مخلبت و کاوش کی طرف بھی اشارہ ہے جو تصنیف کلام میں شاعر کو اُٹھانا پڑتی ہے **بیت** از پے لعلے الخ لعلے میں یائے تعظیم ہے۔ **ترجمہ** ایک گرانمایہ موتی (سخن گرانقدر) کے لئے جسے وہ کان (طبیعت) سے نکالتا ہے۔ ساتوں آسمان کے انڈے میں سوراخ کر دیتا ہے۔ یعنی شاعر ایسا بلند مرتبہ سخن کہتا ہے کہ ساتوں آسمانوں کو سوراخ کر کے عرش تک پہنچ جاتا ہے۔ **بیت** نسبت فرزندی الخ۔ جست حاصل مصدر ہے ابنائے جست۔ تلاش و جستجو کے بیٹے۔ یعنی وہ شعر جن کے کلام میں آورد ہوتی ہے آمد نہیں ہوتی۔ بد طبع۔ فطری شاعر۔ دوسرے مصرع میں مدار کی جگہ نیاید چاہیئے اور جس طرح چاہے سخن کو موزوں کر سکے۔ نسبت فرزندی۔ شاگردی یا دامادی یا فرزندی

ترجمہ صاحبان تلاش وجویائی کی نسبت فرزندی۔ پدر طبع شاعر پر درست نہیں آتی یعنی فطری شاعر پر ایک متشاعر کی نسبت فرزندی درست نہیں ہوتی۔ **بیت**۔ خدمتش آرد الخ۔ **ترجمہ** یہ مدور آسمان اُس (فطری شاعر) کی خدمت کرتا ہے۔ اور پھر (دوسری مخلوقات کی) خدمتگذاری کی آفت سے مخلصی پالیتا ہے۔ یعنی آسمان ایسے شاعر کی خدمتگذاری کے بعد کسی اور کی خدمتگذاری کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ **بیت** ہم نفسش الخ نفس سے مراد سخن ہے۔ **ترجمہ** اُس کا نفس جانوں کے لئے مرہم اور اُس کا سخن زبانوں کے لئے مُہر ہے یعنی معترضوں کی زبانِ اعتراض بند ہوجاتی ہے۔ کیونکہ اُس کے کلام پر اعتراض کی گنجائش ہی نہیں ہوتی۔ **بیت** ہر کہ نگارندۂ الخ۔ ایں پیکر سے مراد ہے اُس قسم کا شعر جس کا ذکر اوپر کے اشعار میں ہوا۔ **ترجمہ** جو شخص اس قسم کی تصویر کا آراستہ کرنے اور لکھنے والا ہے اُس کے سخن سے چمٹ جا کیونکہ وہ سخن پرور ہے۔ **بیت** مشتری سحر الخ مشتری ایک ستارہ کا نام جسے قاضیٔ فلک بھی کہتے ہیں۔ **ترجمہ** میں اُسے جادو سخن قاضی فلک کہونگا۔ زُہرہ۔ ایک ستارہ ہے نیز ایک عورت کا نام جس پر بابل کے دو فرشتہ سیرت انسان ہاروت وماروت فریفتہ ہوگئے۔ **بیت** ایں بُنہ کا ہنگ الخ **ترجمہ** یہ سامان (سامان سخن جو) شہسوران سخن کا ارادہ رکھتا ہے یعنی اکابران سخن تک پہنچنا چاہتا ہے) اس نے نعمت خوارانِ سخن کے دسترخوان کا مرتبہ حاصل کیا ہے۔ **بیت** رائے مرا کیں الخ کسے ذ بجا بردن۔ بیخود کردینا اور بیقدر بنادینا۔ **ترجمہ** اس بات نے میری رائے کو کچھ بیخود بنادیا۔ کہ سخن کی آبرو سخن آرا (یعنی طمع کے لئے سخن کو آراستہ کرنے والا) شاعر لے جاتا ہے۔ **بیت** میوۂ دل الخ۔ میوۂ دل۔ کلام بفحوائے الکلام ثمرۃ الفواد۔ **ترجمہ** وہ میوۂ دل جو جان کے عوض دیتے ہیں۔ اُس کی آبرو کہاں رہ سکتی ہے۔ جبکہ یہ طمع شعرا سے ایک

روٹی کے بدلے دے ڈالنے پر آمادہ ہوں۔ **بیت** اے فلک از دستِ الخ۔ **ترجمہ** اے آسمان یہ چند لوگ جو آمادۂ سخن گوئی ہیں تیرے ہاتھ سے کس طرح بچے ہوئے ہیں یعنی یہ بوالہوس شاعر ہلاک کیوں نہیں ہوجاتے۔ **بیت** کار شد از دست۔ **ترجمہ** کار سخن ہاتھ سے نکل کر پاؤں پر آرہا یعنی بلند مرتبگی سے پستی کی طرف مائل ہوگیا۔ کار سخن سے اس گروہ (پستی) کو طول دے۔ یعنی یہ طماع شاعر سخن کے لئے داغ بدنمائی ہیں۔ ان کو ہلاک کردے۔ **بیت** سیم کشانی الخ۔ سیم کش۔ طمعکار۔ زرمردہ ہیچکارہ۔ سکہ خوبی۔ **ترجمہ** طمع کاروں نے جو ہیچکارہ ہیں اس کام (شاعری) کا سکہ زر کے عوض میں کھودیا ہے۔ **بیت** ہر کہ بزر نکتہ الخ۔ **ترجمہ** جس نے دن جیسا روشن ایک نکتہ سونے کے عوض میں دیدیا۔ اُس نے پتھر لے لیا۔ لعل شب چراغ دے دیا۔ **بیت** لاجرم ایں الخ۔ **ترجمہ**۔ اسی واسطے یہ جماعت (شعرائے طمعکار) جو (اپنے زعم باطل میں) بلند مرتبہ اور دانا تر ہے۔ ہر چند کہ وہ بظاہر بلند مرتبہ ہو۔ درحقیقت پست ترین مخلوقات ہے۔ **بیت** آنکہ سرش الخ۔ زرکش۔ دستار زرتار۔ **ترجمہ** وہ شخص جس کا سر زرتار پگڑی پہنتا ہے۔ آخر کار وہ آہنی خنجر کا لقمہ چکھتا ہے۔ یعنی اُس کا انجام ہلاکت ہے۔ **بیت** وانکہ الخ۔ **ترجمہ** وہ شخص جس نے پارے کی طرح (بیقرارانہ وحریصانہ) (یا یہ کہ اسے سونے کا عاشق کہتے ہیں) زر کا غم کھایا وہ چاندی بن گیا۔ اور (ٹکسال میں) نجر کے ہتھوڑے نہ کھائے۔ **بیت**۔ چوں سخنت الخ۔ مگستاں۔ مکھیوں کا مقام۔ **ترجمہ** اگر تیرا سخن شہد کی طرح شیریں ہوچکا ہے۔ تو اسے ارزاں نہ کر۔ اور شہد سخن کو مگستاں نہ بنا۔ **بیت** تا ندہندت الخ **ترجمہ** جبتک خود تجھے نہ دیں خواہ دوا جیسی مفید چیز ہی کیوں نہ ہو ہرگز نہ لے۔ اور جبتک تجھ سے دریافت نہ کریں (یعنی خواہش نہ کریں) خواہ دعا ہی کیوں نہ ہو ہرگز نہ کہہ۔ یعنی بغیر خواہش کے دعا بھی کسی کے لئے نہ کر کہ مبادا وہ اس سے

یہ سمجھے کہ اس سے تو کچھ لینا چاہتا ہے۔ **بیت** تا نکند شرع الخ۔ **ترجمہ** جب تک شریعت تجھے مشہور نہ کردے (یعنی تکمیل شریعت کے بغیر) اسوقت تک تو شعر کی طرف ہرگز منسوب نہ ہو۔ **بیت** شعر ترا صدر الخ۔ **ترجمہ** شعر ہی تجھے صدر نشینی دلائیگا۔ اور ملک معانی کی سلطنت تیرے حوالے کردیگا۔ **بیت** شعر تو از الخ۔ **ترجمہ** تکمیل شریعت کی بدولت تیرا شعر اس مرتبے پر پہنچ جائے گا کہ تیری بیٹی کاپرتو (نور) برج جوزا تک پہنچیگا۔ **بیت** شعر برآرد الخ **ترجمہ** شعر تجھے امارت وسرداری میں مشہور کردیگا۔ کیونکہ شعرا کلام کے سردار اور امیر ہوتے ہیں۔ **بیت** چونکہ فلک از الخ۔ از پائی نشستن۔ جد وجہد سے باز رہنا۔ چوں فلک۔ یعنی جس طرح آسمان آرام نہیں کرتا بلکہ ہر وقت گردش میں لگا رہتا ہے۔ **ترجمہ**۔ آسمان کی طرح تمہیں بھی جدوجہد کرنا چاہیئے تاکہ آسمان جیسا (بلند مرتبہ) سخن حاصل کرسکو۔ **بیت** بر صفت شمع الخ۔ **ترجمہ** شمع کی طرح سرنگوں رہ۔ دن کے وقت مردہ اور رات کو زندہ۔ یعنی شمع کی طرح دن کو خاموش اور رات کو فکر سخن میں شب زندہ دار بن جا۔ **بیت** چوں تگ اندیشہ الخ **ترجمہ** جب فکر کی دوڑ تیز ہوجاتی ہے تو آسمان کی تندروش نرم پڑ جاتی ہے۔ یعنی گرمئ فکر آسمان کی تندروی کو بھی مائل بہ نرمی کردیتی ہے۔ **بیت** ہر چہ ازاں الخ **ترجمہ**۔ سخن کی بدولت جو کچھ بھی عزت وشہرت ہو اگر تو اسے قبول نہ کرے تو (قضا وقدر) اس سے بہتر (مضامین) تجھے دینگے۔ **بیت**۔ سینہ مکن الخ۔ **ترجمہ** اگر موتی جیسا قیمتی سخن بھی حاصل کرلے تو بھی اکڑ کر نہ چل۔ بلکہ جو (سخن یا مضمون) تیرے سینے میں موجود ہے اس سے زیادہ بہتر کی تلاش و جستجو کر۔ **بیت** بہ کہ سخن دیر الخ۔ دیر پسند۔ وہ سخن جو کچھ غور وفکر کے بعد پسند آئے۔ **ترجمہ**۔ بہتر یہ ہے کہ تو ایسا سخن کہے جسے فکر نے دیر میں اور سوچ بچار

بچار کے بعد پسند کیا ہو۔ تاکہ (اس طرح) تو آسمان سے بھی بلند مرتبہ سخن موزوں کر سکے
بیت ہر کہ علم بر سر الخ۔ تگ بردن۔ مرادف گوئے بردن یعنی بازی لے جانا
ترجمہ ہر جو شخص اس راہ پر اپنا جھنڈا لے گیا۔ وہ سورج اور چاند دونوں سے سبقت
لے گیا۔ یعنی جو شخص حقیقی معنوں میں سر منزل سخن پر پہنچ گیا۔ وہ روشنی میں آفتاب سے
اور تیزئی رفتار میں ماہتاب سے بازی لے گیا۔ **بیت** گر نفسش الخ **ترجمہ**
(مرتبہ سخنوری پر پہنچنے کے بعد) اگر اس کے نفس نے گرم روی (فکر عمیق) نہ بھی کی۔ تو
بھی ایک گھڑی کے لئے اس کو گرم روی سے باز نہ رکھا۔ کیونکہ اس کی طبیعت
میں مشق و مزاولت سخن کی وجہ سے ایسا ملکہ پیدا ہو چکا ہے کہ مضامین عالی بکثرت
اور بے کوشش بلیغ مل جاتے ہیں۔ **بیت** گر تگ فکرت الخ۔ **ترجمہ** اگرچہ فکر کی
دوڑ نہایت تیز تھی (بلندی میں) آسمان پر بھی سبقت لے گئی مگر وہ پھر بھی فرسندہ
تھی اور یہ انتہائے بلند مرتبگی کی دلیل ہے۔ **بیت** بارگی از شہپر الخ۔ **ترجمہ**
اس نے جبرئیل کے شہپر کی سواری بنائی اور اسرافیل کے بازو کا پنکھا بنایا۔
یعنی وہ بلند پرواز شاعر جبرئیل کے پروں سے اڑتا ہے اور اسرافیل کے پر اسکے
لئے بمنزلہ بادزن کے ہوتے ہیں۔ **بیت** پے سپر کس الخ۔ رشتہ۔ کاتا ہوا مراد
کلام۔ **ترجمہ** اس کھیت کو کسی کے پاؤں تلے پامال نہ کر اور اس رشتہ کو ہاتھ سے نہ
چھوڑ بلکہ کھینچے رکھ۔ یعنی سر رشتۂ سخن کو قابو میں رکھ کہ ہر کس و ناکس کے نزدیک
پامال نہ ہوتا پھرے۔ **بیت** سفرہ ز انجیر الخ۔ انجیر مراد کلام۔ **ترجمہ** اگر تمام پرندے
انجیر خوار ہی ہوتے تو دسترخوان انجیروں سے صفر کی طرح خالی رہ جاتا۔ شعر ماسبق کی
تائید میں ہے۔ **بیت** منکہ دریں الخ۔ مصیب۔ ٹھیک نشانہ پر تیر مارنے والا۔
میں جو اس شیوۂ سخن میں درست انداز ہوں۔ میں قابل دید ہوں۔ کیونکہ میں عجائبات
زمانہ میں سے ہوں۔ **بیت** شعر بمن صومعہ الخ۔ صومعہ عبادت خانہ۔ صومعہ نیاد۔ زاہد

مضطبہ۔ شرابخانہ۔ ترجمہ شعر میری بدولت زاہدانہ ہوگیا۔ اور شاعری نے شرابخانہ سے نجات پائی۔ یعنی میرا کلام دیگر شعرا کی طرح رندانہ نہیں بلکہ زہد و عبادت کا مرقع ہے۔ (جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ) **بیت** زاہد و راہب الخ ترجمہ زاہد اور راہب سب میری طرف دوڑ آئے اور گدڑی اور جنیئو کو اُتار پھینکا۔ **بیت** سرخ گل و غنچہ الخ ترجمہ ہر چند کہ میں سرخ اور شگفتہ پھول ہوں (یعنی ہر چند کہ مرتبۂ کمال پر پہنچ چکا ہوں۔ لیکن پھر بھی غنچہ کی طرح ہوں (یعنی ترقی کی قابلیت رکھتا ہوں) اور ابھی تک بادِ شمالی (فیض ربانی) کا منتظر۔ **بیت** گر بنمایم الخ۔ ترجمہ اگر میں اپنا تازہ کلام دکھلاؤں تو اس کی شہرت کو صور قیامت بنادوں یعنی جس طرح صور قیامت کی آواز ہر جگہ پہنچ جائیگی۔ اسیطرح میرا شہرہ بھی دور دور ہو جائیگا۔ **بیت** ہر کہ وجود الخ ترجمہ ہر موجود خواہ وہ نیا ہو یا پُرانا (جوان ہو یا بوڑھا) مجھ جادو سخن پر فریفتہ ہو جائے۔ **بیت** صنعت من الخ۔ ترجمہ میری صنعت (شعر گوئی) نے خود جادو کو بے صبر و بیقرار کر دیا ہے اور میرا جادو (شعر) ایسا افسوں ہے جو فرشتوں کو بھی فریب دے سکتا ہے یعنی میرا سخن سحر و افسوں سے بھی بڑھکر موثر ہے۔ **بیت** بابلِ من الخ۔ چونکہ مولانا اپنے سخن کو جادو کہہ چکے ہیں اس لئے اب اس کے مناسبات بیان کرتے ہیں۔ ترجمہ میرا بابل (بابل جادو کے لئے مشہور رہا ہے) ہاروت کو (رشک سے) جلا ڈالنے والا گنجہ ہے (مولانا نظامی کا وطن گنجہ ہے) اور میری زہرہ (یعنی فکر) ستاروں کا دل روشن کرنے والی ہے۔ **بیت** زہرہ ایں منطقہ الخ۔ منطقہ۔ وہ دائرہ فرضی جس پر آسمان کے بارہ برج واقع ہیں۔ زہرہ کے لئے برج میزان خانۂ عروج ہے۔ منطق۔ گفتگو۔ اس شعر میں منطقہ سے مخزن اسرار اور زہرہ سے اس مثنوی کے مضامین مراد ہیں۔ ترجمہ۔ اس منطقہ کی زہرہ میزانی (خانہ عروج میں) ہے اسی لئے اس کی گفتگو روحانی ہے۔ **بیت** سحر حلالم الخ

سحر حلال۔ موثر کلام کو کہتے ہیں۔ کہ وہ جادو کی طرح حرام تو نہیں لیکن تاثیر میں جادو سے کسی طرح کم نہیں۔ سحری قوت۔ قوت سحری یعنی صبح کی غذا۔ مراد صبح کے وقت کا کہا ہوا کلام۔ ترجمہ میرا صبح کا کہا ہوا کلام سحر حلال بن گیا۔ اور نسخۂ ہاروت (افسوں و جادو) کو محو و مسوخ کر دینے والا ہو گیا۔ بیت شکل نظامی کہ الخ۔ جانور۔ جاندار مراد زندہ۔ شکل سے مراد جسم۔ خیال۔ سخن۔ ترجمہ نظامی کا وجود جو دراصل میرا خیال ہے وہ میرے سحر حلال ہی سے زندہ ہے +

گفتار در باز جستن دل

چوں سپر الخ۔ آب۔ آسمان سپر۔ زمین۔ ترجمہ جب آفتاب کے غروب ہونے نے زمین سے کہا کہ اپنے سایہ کو آسمان پر پھیلا دے (لتغوائے اللیل ظل الارض) تو بیت گشت جہاں الخ۔ معصفری۔ سرخ و زرد سپر۔ جرم آفتاب۔ ترجمہ جہاں اس (آفتاب) کے سانس سے بھی (کہ اس کے غروب کی حالت گویا نزع کا عالم تھا) تنگ تر ہو رہا تھا اور جرم آفتاب سے زیادہ سرخ و زرد ہو گیا تھا۔ یعنی دنیا پر اندھیرا چھانے کو تھا۔ ظاہر ہے کہ غروب کے وقت آفتاب اور دھوپ سرخ و زرد ہو جاتی ہے۔ بیت باسپر افگندن الخ۔ ترجمہ اس کے سپر ڈالتے ہی اُسی کے لشکر (ستاروں) نے اس کا سر اُتارنے کے ارادے سے تلواریں کھینچ لیں۔ یعنی آفتاب کے غروب ہوتے ہی ستارے نمودار ہو گئے۔ بیت گاؤ کہ خرمہرہ الخ خرمہرہ۔ گھونگا۔ کوڑی۔ ترجمہ وہ نادیہ بیل یا گائے جس کے گلے میں (زیب و زینت کیلئے) لوگ پہلے کوڑیوں وغیرہ کے ہار ڈالتے ہیں۔ جب وہ بوڑھی ہو جاتی ہے تو سب اُس کے ذبح کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں یعنی ستاروں کا جو خود آفتاب کے لشکری تھے اپنے سردار کے قتل پر آمادہ ہو جانا بالکل ایسا

ہی ہے جیساکہ نادیہ بیل کہ اوّل توہم اُس کو کوڑیوں اور گھونگوں وغیرہ سے آراستہ رکھتے ہیں مگر جب وہ بالکل از کار رفتہ اور بوڑھا ہو جائے تو خود ہم جو اس کے مالک ہیں اس کے ذبح پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ **بیت** طفل شب آہیختہ الخ۔ زنگلۂ روز۔ سے مراد آفتاب۔ دایہ سے کنایہ ہے آسمان۔ چونکہ آغاز شب ہے۔ اس لئے اُسے طفل سے استعارہ کیا ہے۔ **ترجمہ** طفل شب نے جب (لاڈ میں آکر) دایۂ فلک پر ہاتھ بڑھایا تو اس (فلک) نے آفتاب کا گھنگھرو اُس کے پاؤں میں باندھ دیا۔ ظاہر ہے کہ آفتاب وقتِ غروب اسیطرح معلوم ہوتا ہے جیسے کسی کے پاؤں میں گھنگھرو۔ **بیت** از پئے سودا الخ۔ **ترجمہ** اندیشناک رات نے اپنے سودا کے علاج کے لئے زمین سے معجون مفرح تیار کی۔ قاعدہ ہے کہ سودائی کو مفرح زعفرانی دیا کرتے ہیں تاکہ جوش سودا کم ہو جائے۔ رات کی تاریکی اس کے سودا کی علامت تھی۔ اس لئے اس نے پہلے ہی سے زمین سے جو شفق کی وجہ سے زرد رنگ ہو رہی تھی معجون زعفرانی تیار کر لی اور جب شفق بھی غروب ہو گئی تو یوں کہنا چاہئے کہ رات نے اس زعفرانی معجون کو نگل لیا۔ **بیت** خاک شدہ الخ۔ **ترجمہ** زمین اُس کے لئے مسیحا دم یعنی زندگی بخش اور اسکی آتش سودا بجھ گئی **بیت** شربت وربخور الخ۔ **ترجمہ** دوا اور بیمار نے باہم موافقت کی اور یہ رات کا گھر سودا کی تاریکی سے خالی ہو گیا۔ **بیت** ریختہ ربخور الخ۔ **ترجمہ** بیمار نے پھر اطشت خون ڈالا اور سرتاپا سیاہ رنگ ہو گیا **بیت** زنگ رومی الخ۔ **ترجمہ** اس کا اندرونی (یعنی سیاہ) رنگ ظاہر ہو گیا اور قضائے کہ پیاکہ منجملہ کفاتھی **بیت** ہر نفسی از الخ **ترجمہ**۔ ہر گھڑی رات کا باز یگر ایک نہ ایک تعبدہ یا تماشہ دکھلاتا رہا (ظہور و غروب ستارگان) سے مراد ہے) **بیت** گہ قصب ماہ الخ۔ **ترجمہ** کبھی (اس باز یگر شب نے) ماہ (آسمان) کو پھولوں (ستاروں) سے آراستہ کیا۔ اور کبھی زہرہ کی دف کو (ستاروں) سے درم بکھیرنے والا (روشن) بنا دیا۔ **بیت** من بچنیں شب الخ **ترجمہ** میں

ایسی رات میں جس میں کوئی چراغ روشن نہ تھا (یعنی بالکل تاریک تھی) چمن کی بلبل بنا ہوا تھا جس میں کوئی کوا نہ تھا۔ یعنی بیگانے کا دخل نہ تھا۔ **بیت** خونِ جگر الخ ترجمہ میں نے جگر کا خون سخن کے ساتھ ملا دیا۔ اور آبِ جگر سے آگ بھڑکا دی یعنی خونِ جگر پی پی کر نہایت محنت اور کاوش سے شعر کہے اور اپنے جگر میں گرمیٔ فکر سے ایک آگ لگا دی۔ **بیت** با سخنم چوں الخ۔ ترجمہ جب سخن کے ساتھ میری چند باتیں ہوئیں تو ناگہاں اپنے فکر کی بیکسی کا خیال دامنگیر ہوا۔ یعنی ان کیفیاتِ واردہ کو جب میں نے معرضِ تحریر میں لانا چاہا تو اندیشے کی بے کسی مانع ہوئی اور وہ کیفیتیں بیان میں نہ آسکیں۔ **بیت** ہاتفِ خلوت الخ ترجمہ ہاتفِ غیب نے مجھے آواز دی کہ ایسا قرض لے جسے ادا بھی کر سکے یعنی ایسی فکر کر جسے بیان بھی کر سکے۔ **بیت** آب دریں الخ۔ آب۔ ہستی۔ آتش۔ تیزیٔ فکر و طبیعت۔ باد۔ ہوا و ہوس۔ خاک۔ وجود جسم۔ ترجمہ تیری اس گرمیٔ فکر میں افسردگی کیوں ہے اور ہوا و ہوس تیرے وجود کو کیوں کھینچے لئے جا رہی ہے۔ یعنی تو خواہشاتِ نفسانی کے پیچھے کیوں کھنچا چلا جا رہا ہے۔ **بیت** خاک تب آزندہ الخ۔ ترجمہ اس کاہلی پیدا کرنے والے وجود کو حوالۂ تابوت کر دے (فنا کر دے) اور اپنی یاقوت جیسے دل کو چمکتی ہوئی آگ بخش۔ **بیت** تیر میفگن الخ۔ ترجمہ تیر نہ مار کہ تیری ہی رائے نشانہ بنیگی۔ اور کوڑے نہ لگا کہ تیرا ہی پاؤں گھوڑا ہے۔ یعنی بے غور و تامل جو منہ میں آئے بے اندازہ تیر کی طرح پھینکتا نہ چلا جا۔ کہ غیر موزوں اور ناہموار ہونیکی صورت میں تیرا ہی کلام طعنہ زنی کا مورد ہوگا۔ **بیت** غافل ازیں بیش الخ۔ ترجمہ اب اس سے زیادہ غافل ہو کر نہ بیٹھنا چاہئے بلکہ اگر تجھے کچھ بھی آب حاصل ہے تو اُسے دروازۂ دل پر گرا دے (دل سے تضرع زاری کر) **بیت** در خم ایں خم الخ۔ ترجمہ۔ اس مٹکے کے خم (آسمان) میں جو نیلگوں ہے۔ قصۂ دل بیان کر کہ وہی

عمدہ سرود ہے۔ بیت دور شو از الخ۔ ترجمہ اور ان لٹیرے حواسوں سے دوری اختیار کر لے۔ کیونکہ تیری منزلِ مقصود سے دل ہی واقف ہے۔ اس لئے اسی سے آشنائی کر لے۔ بیت عرش پرانے الخ۔ دوسرے مصرعہ میں مرجع دل ہے ترجمہ وہ عرش پرواز لوگ جو جسم کی قید سے آزاد ہو چکے ہیں۔ انہوں نے اس (دل) پر شہپر جبرئیل باندھ لیا ہے۔ یعنی ریاضت نفس کی وجہ سے ان میں وہ قوت پیدا ہو گئی ہے کہ وہ فرشتوں کے پروں سے اڑتے ہیں بیت وانکہ عناں الخ ترجمہ اور جن لوگوں نے اپنی باگ دونوں جہان سے موڑ لی ہے۔ انہوں نے دل کی گدائی (صفائی) سے غذا حاصل کی ہے۔ بیت دیدہ وگوش الخ۔ ترجمہ (یہ ظاہری) آنکھ اور کان دو نو مدعا سے زیادہ ہیں۔ اور صرف باہر کے پردوں کے لئے کار آمد ہو سکتے ہیں۔ بیت۔ پنبہ در آگندہ الخ ترجمہ تیرے کان پھول کی طرح روئی سے اٹے ہوئے ہیں۔ اور تیری نرگس جیسی آنکھ تیری عقل کا آبلہ ہے۔ یعنی یہ ظاہری آنکھ اور کان رموز و اسرار حقیقی کے معلوم کرنے میں ممد و معاون تو کجا مانع ہیں۔ بیت نرگس و گل را الخ۔ ترجمہ اے وہ کہ نرگس اور گل بھی تیری وجہ سے داغ (رشک میں گرفتار ہیں)۔ تو اپنے اس باغ وجود میں نرگس اور گل (آنکھ اور کان) کی پرستش کر رہا ہے۔ بیت دیدہ کہ آئینہ الخ۔ آنکھ جو ہر نا اہل کا آئینہ ہے۔ اس کی رونق صرف آب جوانی تک ہے۔ یعنی آنکھ کا حسن صرف عہد جوانی تک ہے۔ بیت طبع کہ باعقل الخ (اگلے شعر سے قطعہ بند) ترجمہ طبیعت یا مزاج جو عقل کی رہنما ہے وہ چالیس سال کے گذرنے کی منتظر ہے۔ جونہیں کہ یہ چالیس تک پہنچ جاتی ہے۔ اس کا سفر خرچ (قوت دل) بڑھ جاتا ہے۔ یعنی حقیقی بلوغت چالیس سال کے بعد ہی ہوتی ہے چنانچہ آنحضرت کو بھی چالیس سال کی عمر کے بعد ہی مرتبۂ نبوت عطا ہوا۔

بیت یارکنوں بایدت الخ ترجمہ اب تجھے ایک رفیق (دل) چاہیئے (اسے تلاش کر) اور بیہودہ گوئی نہ کر۔ اور اب تو چالیس سال والا سبق پڑھ۔ یعنی عبادت و ریاضت میں مشغول ہو جانا چاہیئے کہ بڑھاپے میں یہی درس موزوں و مناسب ہے۔ **بیت** دست برآور الخ۔ ترجمہ ہاتھ بڑھا (یعنی آمادۂ کار ہو جا) اپنے وجود ہی میں اس کا علاج تلاش کر۔ اور دل کے اس غم کے لئے غمخوار دل کی جستجو کر۔ دردمند دل پیدا کر۔ **بیت** غم مخور البتہ چو الخ ترجمہ لیکن جب تجھے یہ غمخوار (دل) نصیب ہے تو پھر غم نہ کھا۔ اور اگر تجھے یہ یار میسر ہے تو پھر غم کی گردن کو توڑ ڈال یعنی غم کو فراموش کر دے۔ **بیت** ہر نفسے را الخ۔ ترجمہ ہر اُس شخص کے لئے جو مغلوب غم ہو چکا ہے اُس کے لئے دوستوں کی دوستی ہی زبردست امداد و اعانت ہو سکتی ہے۔ **بیت** چوں نفسے الخ۔ ترجمہ جب دو شخصوں (دوستوں) کا ایک دوسرے سے ملکر دم تازہ ہو جاتا ہے تو اُس ایک گھڑی کی راحت سے سیکڑوں غم مٹ جاتے ہیں۔ ترجمہ صبح نخستیں چو الخ۔ ترجمہ جب صبح کاذب ظاہر ہوتی ہے تو (صبح صادق) ستاروں کو بھگا دیتی ہے۔ **بیت** پیشتریں صبح الخ ترجمہ اگر پچھلی صبح پہلی صبح کی مدد کو نہ پہنچے تو پہلی صبح ذلیل و رسوا ہو جائے۔ **بیت** از تو نیاید الخ پہلے مصرع میں بتو بر کی جگہ بنوا اور دوسرے مصرع میں کار کی جگہ یار پڑھیئے۔ ترجمہ۔ تجھ سے کوئی کام بھی سرانجام نہ ہو سکیگا۔ کسی رفیق کی تلاش کر کہ اس یار سے وہ کام ہو سکیگا۔ **بیت** اگرچہ ہمہ الخ ترجمہ۔ ہر چند کہ تمام دنیا کی حکومت بھی کچھ خوار و ذلیل چیز نہیں ہے۔ لیکن جب غور سے دیکھتا ہوں تو یار سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ **بیت**۔ ہست زیاری الخ۔ ترجمہ۔ سب کے لئے کسی نہ کسی دوست کا ہونا لابدی ہے۔ اور پھر خصوصاً ایسا دوست جو (مصائب میں) معین ہو سکے۔

بیت ایں دو سہ پارے الخ۔ خشک سے مراد مروت سے عاری۔ حلقہ در۔ دروازے کی کنڈی۔ اسے شعرائے عجم نامحرم سے استعارہ کیا کرتے ہیں۔ تر۔ آلودہ بغرض بر در دروازہ کے باہر یعنی نامحرم ہیں۔ **ترجمہ** یہ چند ایک دوست جو تو رکھتا ہے خود غرض ہیں۔ اور دروازہ کی کنڈی سے بھی زیادہ ناآشنائے دوستی اور بے مروت ہیں (چند دوستوں سے مراد حواس خمسہ بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ اسرار حقیقی تک نہیں پہنچ سکتے) **بیت** دست در آویز الخ۔ **ترجمہ** دل کے شکار بند میں چنگل مار۔ اگر تو دل کی راہ میں خاک ہو جائیگا تو یہی تیرے لئے عزت ہے۔ **بیت** چوں ملک العرش الخ (آئندہ شعر داد بہ ترتیب الخ اور زیں دو ہم آغوش الخ سے قطعہ بند) **ترجمہ**۔ جب بادشاہِ عرش (خداوند کریم) نے جہان کو پیدا کیا اور جسم و روح کی مملکت خلق فرمائی تو اپنے کرم کی ترکیب سے اسی کرم کی ریزش سے جسم و جان کو باہم آمیزش دیدی (اپنی بخشش سے جسم و جان میں تعلق پیدا کر دیا) ان دو ہم آغوشوں سے دل کا ظہور ہوا یعنی وہ فرزند خلف جو خلافت کے مرتبے پر پہنچ گیا۔ **بیت** دل کہ بدو الخ اکرش۔ وہ شخص جس کی ماں اور باپ دو مختلف قوموں سے ہوں۔ **ترجمہ**۔ دل جسکے نام پر بادشاہی کا خطبہ (پڑھا جاتا) ہے وہ روح اور جسم کی اولاد ہے (کہ انہیں کے ملنے سے پیدا ہوا ہے) **بیت** نورا دیمت الخ۔ ادیم۔ کچا چمڑا۔ ادہوڑی۔ یہاں جسم مراد ہے۔ سہیل۔ ایک چھوٹا ستارہ جو یمن میں طلوع ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کے طلوع ہونے پر کچے چمڑے اور کھالیں باہر لٹکا دیتے ہیں۔ ان میں سہیل کی تاثیر سے خود بخود رنگ اور خوشبو پیدا ہو جاتی ہے۔ **ترجمہ** تیرے جسم کا نور اور رونق اُسی کے سہیل (یعنی خود اسی) سے ہے۔ بلکہ جسم و جان دونوں اُسی کے طفیل ہیں۔ اگرچہ دل جسم و جان کی آمیزش کے بعد وجود میں آیا۔ لیکن اب جسم اور روح دونوں کی بقا دل کی صلاح و بقا پر منحصر ہے۔ **بیت**۔ چوں سخن دل۔ **ترجمہ** جب دل (کی تعریف)

کا ذکر میرے دماغ تک پہنچا۔ تو میرے مغز کا روغن چراغ (چراغ عقل) تک پہنچگیا یعنی جب میں نے دل کی تعریف کی باتیں کہیں اور سُنیں۔ تو میری عقل روشن ہوگئی۔ **بیت** گوشش دراں الخ۔ اُس مجلس میں میں نے زبان کو کان بنادیا یعنی خاموش ہوگیا اور دل کو ہالقِ جان کا نشانہ بنادیا۔ **بیت** چرب زباں الخ چرب زباں۔ تیز زبان۔ فربہی۔ سرمایۂ نصیحت۔ **ترجمہ** اس سرمایۂ پند و نصیحت کی وجہ سے میں نہایت تیز زبان ہوگیا۔ اور میری طبیعت غم سے خالی اور خوشی سے پُر ہوگئی۔ **بیت** ریختم از چشمۂ الخ چشمۂ گرم سے مراد جگر اور آبِ سرد سے آنسو **ترجمہ** میں نے جگر کے گرم چشمے سے سرد آنسو بہائے۔ کیونکہ آتشِ دل نے میرے وجود کو گرم کردیا تھا۔ **بیت** دست برآوردم الخ۔ دست بند۔ قید۔ بیکاری **ترجمہ**۔ میں نے خود کو اُس قید سے چھڑالیا۔ اس حال میں کہ راہزن (سستی) عاجز تھے اور میں زبردست۔ **بیت** یک تگ ازاں الخ۔ دو منزل سے مراد دماغ و فکر۔ **ترجمہ** ایک ہی قدم میں اُس راہ کی دو منزلیں طے کرگیا۔ یہانتک کہ پھر ایک ہی دوڑ میں دل کے دروازے تک پہنچ گیا۔ تگ پہلے مصرع میں بمعنی قدم اور دوسرے میں بمعنی دوڑ۔ **بیت** من سوئے دل الخ **ترجمہ** میں دل کی طرف چلا اور جان لبوں کی طرف۔ گویا آدھی رات میں میری آدھی عمر گذر گئی یعنی حصول دل کے لئے جو مراقبہ و ریاضت میں آدھی گذری۔ اس میں اسقدر محنت و مشقت برداشت کرنا پڑی کہ گویا آدھی عمر گذر گئی ہو (کہ محنت و غم کا وقت نہایت طویل معلوم ہوتا ہے۔ **بیت** بردرِ مقصورۂ الخ۔ مقصورہ۔ چھوٹا سا محل۔ حجرہ۔ مقصورہ روحانی۔ عالمِ روح۔ **ترجمہ** (دل) کے روحانی حجرے کے دروازے پر میرا خمیدہ قد گیند بنا ہوا تھا۔ یعنی عالم مراقبہ میں میرا قد جھک کر گیند کی طرح ہوگیا **بیت** گوئے پرست آمدہ الخ **ترجمہ** میرا چوگان (قامت خمیدہ) گیند پرست بن گیا۔

(یعنی میرا قد مراقبے کی حالت میں خمیدہ رہنے کو پسند کرنے لگا) اور دل کا دامن میرا گریبان بن گیا یعنی حالت مراقبہ میں سر جھک کر پہلوئے دل میں آرہتا ہے۔ تو گویا دل کا دامن سر کے لئے بمنزلہ گریبان کے ہوگیا۔ **بیت** پائے زسر ساختہ الخ۔ ترجمہ میں نے سر کو پاؤں اور پاؤں کو سر بنالیا اور گیند اور چوگان کی طرح (یعنی گول مول) بن گیا۔ **بیت** کارمن ازدست الخ۔ ترجمہ میرا کام ہاتھ سے نکل گیا اور میں بیخود ہوگیا۔ میں نے ایک (دل) سے سیکڑوں (کیفیتیں) دیکھیں۔ اور پھر اُن میں سے ہر ایک (کیفیتوں کے برابر بن گئی **بیت** ہمسفران جاہل الخ ترجمہ میرے رفیق سفر (راہ سے) ناواقف اور میں ناتجربہ کار مسافر (کیونکہ اس سے پہلے یہ سفر کبھی درپیش نہ ہوا تھا) اس لئے میری مسافرت میری بیکسی کی وجہ سے اور بھی تلخ ہوگئی تھی۔ رفیق سفر سے مراد حواس خمسہ یعنی حواس اس راہ حقیقت سے ناآشنائے محض تھے اور وہ یہاں بالکل بیکار ثابت ہوئے۔ **بیت** رونہ کزاں الخ۔ نہ تو مجھ میں اتنی طاقت تھی کہ اس دروازہ سے گذر جاؤں نہ یہ مجال کہ اندر داخل ہو جاؤں یا پلٹ ہی آؤں۔ **بیت** چونکہ دراں الخ۔ نقب سے مراد وہ فکر جو گنجینۂ اسرار الٰہی کی سرمایہ دار ہو۔ ترجمہ جب اُن اسرار الٰہی کے فکر میں میری زبان بند ہوگئی۔ تو عشق (طلب صادق) نے نقیبانہ آکر میری باگ تھام لی۔ **بیت** بردر آالخ۔ ترجمہ (اور کہا) دروازہ پر حاضر ہو جا کہ اس دروازہ کے اسرار کا میں ہی محرم ہوں اور تیرے لئے میں اپنا سر تن سے جُدا کردونگا۔ **بیت** حلقہ زدم الخ۔ ترجمہ میں نے کنڈی کھٹکھٹائی۔ کہا اس وقت کون ہے؟ میں نے کہا ایک آدمی ہے بشرطیکہ آپ اجازت دیں۔ **بیت** پیش رواں پردہ الخ۔ پردہ برانداختند۔ یعنی مقتضیات بشری کا پردہ اُٹھادیا (بشریت سے منزہ کردیا) اور جسم کے پردہ کو چھوڑ دیا (جسمیت کو الگ کردیا۔ **بیت** از حرم خاصہ۔ اُس مکان کی خاص ترین چاردیواری سے آواز آئی کہ اے نظامی آجا۔

بیت خاص تریں محرم الخ۔ **ترجمہ** میں اُس دروازے (اسرار باطنی) کا خاص الخاص محرم بن گیا۔ دل نے کہا کہ اندر آجا۔ چنانچہ میں اور اندر چلا گیا۔ **بیت** بارگہی یافتم الخ **ترجمہ**۔ میں نے ایک روشن بارگاہ دیکھی۔ کہ نظرِ بد اُس کے دیکھنے سے سلی ہوئی تھی (یعنی اس بارگاہ پر نظر بد کوئی اثر نہ ڈال سکتی تھی) **بیت** ہفت خلیفہ الخ ہفت خلیفہ (۱) دل (۲) پھیپھڑا (۳) جگر (۴) پتہ (۵) معدہ (۶) تلی (۷) گردہ۔ اشعار آئندہ میں ان میں سے ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ ذکر ہوگا۔ ہفت حکایت۔ لطائف سبعہ۔ صوفیا کے سات مدارج کہ اُن میں سے ہر ایک علیحدہ مرتبہ ہے۔ در یک افسانہ یعنی دل کے ایک بیان میں حاصل ہو گئے۔ ظاہر ہے کہ لطائف سبعہ کے انکشاف کے بعد کل کا نچوڑ ایک ہی ہوتا ہے۔ **ترجمہ** (میں نے اُس بارگاہِ باطن میں دیکھا کہ) سات خلیفے ایک ہی مکان میں بیٹھے تھے۔ اور سات حکایتیں ایک ہی افسانے میں بیان کردی گئی تھیں (اس طرح کہ ایک دوسری سے مربوط تھیں۔ اور ان سب کا مآل ایک ہی تھا) **بیت** ملکی ازاں بیش الخ۔ **ترجمہ** (وہ بارگاہ جو میں نے دیکھی وہ) ایک ملک تھا۔ ملک آسمان سے زیادہ وسیع۔ زہے نصیب اُس جسم کے جو اُس کی خاک ہو۔ **بیت** در نفس آباد الخ۔ نفس آباد۔ مراد سینہ۔ نیم سوز۔ نیم گرم۔ **ترجمہ** نیم گرم سانس کے نفس آباد (سینہ) میں بادشاہِ نیم روز مسند نشین ہو گیا۔ شہ نیم روز سے مراد دل۔ یعنی دل کو مسند نشیں دیکھا۔ **بیت** سرخ سواری الخ۔ **ترجمہ** ایک سرخ سوار (جگر) مؤدب اس کے سامنے کھڑا تھا اور ایک سرخ قبا (پھیپھڑا) اُس کا خیر اندیش تھا۔ **بیت**۔ تلخ جوانے الخ۔ یزکی میں یائے نسبتی ہے۔ یزک محافظ دستہ مقدمۃ الجیش۔ **ترجمہ** ایک تند خو جوان (پتا) شکار میں سب سے آگے تھا اور اُس سے ذرا پیچھے ایک کالا بچھو پینے والا (تلی) تھا۔ **بیت** قصد کمیں کردہ الخ **ترجمہ** ایک کمند افگن (معدہ) گھات لگائے بیٹھا تھا۔ اور ایک روئیں تن (کانسی

کے جسم والا یعنی گردہ) چاندی (چربی) کی زرہ پہنے تھا۔ **بیت** ایں ہمہ پروانہ الخ ترجمہ یہ تمام (یعنی جگر۔ پھیپھڑا۔ پتہ۔ تلی۔ معدہ۔ گردہ) پروانہ بنے ہوئے تھے اور دل بمنزلہ شمع کے تھا۔ یہ سب کے سب پریشان حال تھے اور دل مطمئن۔ **بیت** من بقناعت ترجمہ میں صبر و سکون کے ساتھ دل کا مہمان بنا اور تحفہ کے طور پر جان بادشاہِ دل کے نذر کردی۔ **بیت** چوں علم لشکر الخ ترجمہ جب میں نے دل کے لشکر کا جھنڈا پالیا (یعنی دل کے لشکر کے پاس پہنچ گیا) تو پھر جہان والوں کی طرف سے میں نے اپنا منہ موڑ لیا (تمام خیالات دنیوی سے یکسو ہوگیا) **بیت** دل بزباں الخ۔ ترجمہ دل نے زبان سے کہا کہ اے بے زبان (اے خاموش) مرغ (معانی) کی تلاش کر اور آشیانہ (الفاظ) کو چھوڑ دے یعنی طلب معانی کر الفاظ کی ٹیپ ٹاپ سے درگزر۔ کہ معنی ہی اصل مقصود ہیں۔ الفاظ تو آشیانے کی طرح خس و خاشاک سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ **بیت** آتش من الخ۔ ترجمہ (دل نے کہا) میری آگ اس دھوئیں (الفاظ و عبارات) کی محرم نہیں اور یہ تازہ جگر (خونِ جگر پی پی کر کہا ہوا سخن) رکھا ہوا نہیں۔ نمک سود وہ گوشت جسے نمک لگا کر خشک کرتے اور محفوظ رکھتے ہیں۔ **بیت** بے نمکاں را الخ ترجمہ بد مذاقوں کو تو جگر دیتا ہے یعنی اُن کے لئے جگر کاوی کرتا ہے اور زر اور موتیوں کا خزانہ دیتا ہے۔ **بیت** سایہ ام الخ۔ ترجمہ (دل نے کہا) میرا سایہ سرو (کے سائے) سے بھی زیادہ پابرجا ہے۔ اور میرا مرتبہ اس سے بھی کچھ بڑھ چڑھ کر ہے۔ **بیت** گنج و در الخ۔ ترجمہ میں خزانہ ہوں۔ لیکن قارون کی جیب میں نہیں ہوں (کہ میرا فیض دوسروں تک نہ پہنچے) اگرچہ (بظاہر) میں تیرے ساتھ نہیں ہوں۔ لیکن (حقیقت میں) تجھ سے جدا بھی نہیں ہوں۔ **بیت** مرغِ لبم الخ۔ ترجمہ۔ اُس کی (دل کی) اس گرما گرم گفتگو سے میرے مرغ لب نے شرم کے مارے اپنی زبان کے پر جھاڑ دیئے (یعنی لب ساکت ہوگئے) **بیت** ساختم از شرم الخ۔ ترجمہ میں نے شرم کے

مارے سر جھکا لیا۔ اور ادب کے کانوں میں غلامی کا حلقہ پہنا دیا۔ **بیت** چونکہ ندیدم الخ
ترجمہ جب میں نے ریاضت کے سوا کوئی چارہ نہ دیکھا تو اس آقائے دل سے
میں نے ریاضت سیکھ لی **بیت** خواجۂ دل الخ ترجمہ اس آقائے دل نے میری
عہد الست کو پھر تازہ کر دیا اور نظامی کے نام کو آسمان کی طرح مشہور کر دیا۔

خلوتِ اوّل در پروردنِ دل و صفت آں باز گوید

بیت رایض من چوں الخ۔ رائض بمعنی چابک سوار یہاں مراد دل۔ گرہ۔ بچہ اسپ
ترجمہ میرے چابک سوار (دل) نے جب مجھے ادب سکھانا شروع کیا تو مجھے
ان نو آسمانوں کے گرہ سے آزاد کر دیا۔ یعنی جب دل میرا ادب آموز بنا تو اس نے میرے
نفس امارہ کی کجی کو اس طرح دور کر دیا کہ میں ان نو آسمانوں کی غلامی سے رہا ہو گیا۔
بیت گرچہ گرہ در الخ۔ ترجمہ اگرچہ اس (دل) کا کام گرہ در گرہ (سخت مشکلات
میں الجھا ہوا تھا لیکن پھر بھی اس نے (استقلال اور پامردی کی وجہ سے) اس
سر رشتۂ (تعلیم) سے قدم نہ اٹھایا (ہر چند نفس امارہ کی اصلاح کا کام طرح طرح کی مشکلات
سے پُر تھا۔ لیکن دل نے ان مشکلات کی وجہ سے تعلیم سے جی نہ چرایا) **بیت** تا سر
ایں الخ ترجمہ یہانتک کہ اس رشتہ کا سرا اس حد تک پہنچ گیا۔ کہ وہ گرہ اس سے
ناپید ہو گئی یعنی دل نے اس عقدہ کو ریاضت سے حل کر لیا۔ اور نفس امارہ کی اصلاح
ہو گئی۔ **بیت** خواجہ مع القصہ الخ۔ ترجمہ غرضکہ وہ خواجہ (دل) جو ہماری قید میں ہے
ہر چند کہ وہ خدا نہیں۔ لیکن ہمارا آقا ضرور ہے۔ **بیت** شحنۂ راہ الخ۔ ترجمہ وہ دونوں
جہان میں میرا یاسبان ہے ورنہ اسے میری جان کی پروا کیوں ہے؟ **بیت**
گرچہ بے ساز الخ۔ ترجمہ اگرچہ وہ مجھ سے بہت زیادہ موافقت نہیں رکھتا لیکن پھر بھی
اپنی شفقت مجھ سے دریغ نہیں رکھتا۔ **بیت** گشت چو من الخ ترجمہ جب وہ مجھ

جیسے بے ادب کا غلام (خدمتِ اُستادی بجالانے والا) بن گیا۔ تو اُس ادب سکھلانے والے نے مجھے اپنا مطیع کر لیا۔ **بیت** کز جو منے الخ۔ سر بہ زمیت نبرد۔ نفرت نہ کی۔ ترجمہ کیونکہ اُس نے مجھ جیسے (آلودۂ گناہ) سے نفرت نہ کی اور مجھ خاکی یا میرے خاکی وجود کی ہم نشینی کو غنیمت سمجھا۔ **بیت** روزے ازیں الخ۔ ازیں مصر۔ زلیخا پناہ سے مراد سینہ۔ ترجمہ ایک روز دل سینہ سے اس طرح نکل آیا جس طرح یوسف کنوئیں سے **بیت** چشم شب الخ۔ ترجمہ جب (قضا و قدر نے) رات کی آنکھ کو نیند (کے غلبہ کی وجہ سے) سی دیا یعنی رات ہوگئی اور صبح کی آنکھ اور چراغ (آفتاب) کو روشن کر دیا یعنی گویا رات تھکی ماندی تھی۔ کہ نیند کے غلبہ کی وجہ سے سو گئی۔ اور آفتاب بیدار ہو گیا نکل آیا۔ **بیت** خواجہ گریباں الخ۔ خواجہ سے مراد خواجۂ دل۔ چراغ۔ عقل۔ ترجمہ خواجۂ دل نے عقل کا دامن تھام لیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر ایک باغ (باغ معرفت) کے گوشہ میں لے چلا۔ **بیت** دامنم از خار الخ۔ ترجمہ میرا دامن غم کے کانٹوں سے چھوٹ گیا اور گریبان تک (خوشی کے) پھولوں سے بھر گیا۔ **بیت** من چو لبِ لالہ الخ۔ ترجمہ۔ میں گل لالہ کی پنکھڑیوں کی طرح شگفتہ ہو گیا۔ اور (مستی مسرت کے باعث) پھول کی طرح اپنے کپڑوں کو سینکڑوں جگہ سے پھاڑ ڈالا۔ **بیت** لالہ دلِ خویش الخ ترجمہ لالہ نے اپنا دل (سیاہی جو سوختگی کی علامت ہے۔ اور گلِ لالہ کے عین وسط میں جسے اُس کا دل کہنا چاہئے) میری جان کے حوالے کر دیا۔ اور پھول نے اپنی پیٹی (جو مستعدی کی علامت ہے) میری کمر کو دیدی۔ یعنی لالہ کی سی سوختگی عشق اور پھول کی سی مستعدی کہ وہ ہر وقت کمر بستہ ہے مجھ میں پیدا ہو گئی۔ **بیت** گہ چو مے آلودہ الخ۔ ترجمہ کبھی تو میں شراب کی طرح سے خون آلودہ ہو گیا۔ اور کبھی پھول کی طرح پوست سے باہر نکل آیا۔ یعنی بیخود ہو گیا۔ اس سے مراقبے کی کیفیت کا تلون بیان کرنا مقصود ہے۔ **بیت** گل بگل و شاخ الخ۔ ترجمہ (اُس باغ میں) اب میں

ایک پھول سے دوسرے پھول تک اور ایک شاخ سے دوسری شاخ تک پہنچ رہا تھا تاکہ آب (آب حیات یعنی جلوہ گاہ محبوب حقیقی) تک پہنچ جاؤں۔ بیت تا علم عشق الخ۔ ترجمہ یہاں تک کہ عشق کا جھنڈا ایسے مقام تک پہنچ گیا کہ ایک جانب سے وفا کی خوشبو آنے لگی۔ بوئے وفا سے مراد قرب یار۔ بیت نکتہ نوازے الخ ترجمہ (وہ بوئے وفا کیا تھی) فصیح زبان سے ایک نکتہ نواز نے دم عیسیٰ کی طرح مجھے زندہ کر دیا۔ یعنی معشوق حقیقی کی طرف سے عالم مراقبہ میں میرے کان میں ایک آواز آئی جس سے میرے دل میں حقیقی زندگی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ بیت زد بزمیں تخت الخ۔ عاری۔ ہو د ج۔ زد کا فاعل خواجہ ہے جو اشعار ماسبق میں مذکور ہے۔ ترجمہ (خواجہ دل نے) میری سواری کے تخت کو زمین پر ٹھہرا دیا اور میری سواری کی تیز سرعت رفتار کو صبا کے حوالے کر دیا۔ یعنی میری رفتار جو بغایت تیز تھی مجھ سے چھین کر صبا کے حوالے کر دی۔ بیت گفت فرود آئے الخ۔ ترجمہ اُس آب (زندگی بخش) پر کشتی کی طرح بن گیا (ہمہ تن شیوۂ تسلیم اختیار کر لیا) اُس باغ بہشتی کا ساکن بن گیا۔ بیت آب رواں الخ۔ ترجمہ پانی بہہ رہا تھا۔ میں اُتر آیا اور پیاسا اُس چشمۂ (معرفت) کے کنارے پہنچا۔ بیت چشمۂ افروختہ تر از خضر سبزہ۔ ترجمہ وہ چشمہ آفتاب سے بھی زیادہ روشن تھا اور خضر نے اُس جیسا چشمہ خواب میں بھی نہ دیکھا ہو۔ بیت خواب گہے بود الخ ترجمہ اُس کا سمن زار خوابگاہ بنا ہوا تھا۔ اور اُس کی نرگس بیمار (مستی کی وجہ سے) سوئی ہوئی تھی بیت دائرہ خط الخ۔ ترجمہ وہ ایسا دائرہ تھا کہ خط آسمان (خود آسمان) اُس کا مقام تھا (یعنی آسمان سے بھی بلند مرتبہ تھا) اور وہ ایسی خوشبو تھی کہ خوشبوئے بہشت بھی اُس کی غلام تھی۔ بیت گل بگریباں الخ ترجمہ گھاس کے گریبان میں پھول لگے ہوئے تھے۔ اور کانٹا بھی دامن گل کو پاؤں کے نیچے کھینچ رہا تھا۔

بیت آہو در و باد الخ۔ ترجمہ (یوں کہنا چاہئے کہ) اُس سبزہ زار میں پھول کو ہرن نے اپنا نافہ اور کانٹے کو لومڑی نے اپنی پوستین نرم دے رکھی تھی۔ یعنی پھول نافہ کی طرح خوشبودار اور کانٹے لومڑی کی پوستین کی مثل نرم بے آزار تھے۔ **بیت** طوطی ازاں الخ۔ ترجمہ طوطی اُس پھول کی وجہ سے جو شگفتہ ہو رہا تھا اُس کی سبزی پر پریشان (فریفتہ اور قربان) ہو رہی تھی۔ یعنی وجد کر رہی تھی۔ **بیت** تازہ گیا الخ۔ ترجمہ تازہ گھاس شکر جیسا دودھ ہاتھ میں لئے ہوئے تھی (ایسا کہ) ہرنوں نے اُس کی شیرینی کی وجہ سے کلیلیں کر رہے تھے (یعنی) گھاس پر نہایت لطیف دودھ جیسی سفید شبنم کے قطرے پڑے تھے۔ اور اس سے مسرور ہو کر ہرنوں کے بچے اِدھر اُدھر کلیلیں کرتے پھرتے تھے۔ **بیت** جلوہ گر از الخ۔ شمال۔ بالفتح۔ باد شمال بکسر شین۔ حجلہ۔ دُلہن کا خلوتخانہ۔ حجلۂ گل سے مراد ٹہنی۔ ترجمہ باد شمال پھولوں کی شاخوں سے نمودار تھی اور ہرن گھاس کی ٹہنیوں سے پھول توڑ رہے (بے پروائی سے ادھر اُدھر دوڑتے پھرتے تھے) **بیت** خیری و سورنش الخ۔ خیری۔ گلخیرو۔ سوری۔ سرخ رنگ کا ایک پھول۔ اشہب۔ ہر سیاہ رنگ کی چیز جس میں سفیدی ملی ہو۔ یہ لفظ عنبر کے رنگ کی تعریف میں بہت استعمال ہوتا ہے۔ اور عنبر اشہب عنبر کی ایک قسم ہے۔ ترجمہ گلخیرو۔ گل سوری باہم مِل جُل گئے تھے اور عنبر اشہب کا پنکھا بنے ہوئے تھے یعنی دونوں ملکر عنبر اشہب کی سی خوشبو دے رہے تھے **بیت** سرمہ بیندہ الخ۔ نماش۔ یعنی اُس باغ کی نشوونما نرگس کی طرح دیکھنے والوں کے لئے سرمہ (موجب زیادتی بینائی) تھی۔ اور اُس کی گھاس زمرد کی طرح اعمی (غم) کے لئے سوزن تھی (کہ غم کی آنکھیں اُس سے سل جاتی تھیں اور وہ اندھا ہو جاتا تھا۔ **بیت**۔ قافلہ زن الخ۔ قافلہ زن۔ قافلہ کو لوٹنے والے۔ چنبلی اور گلاب ملکر قافلۂ (عقل و ہوش) کو لوٹ رہے تھے۔ اور قمری اور بلبل باہم قافیہ سنجی کر رہی تھیں۔

(نغمہ سرائی میں مشغول تھیں) **بیت** سوسن یکروزہ الخ۔ **ترجمہ**۔ عیسےٰ کی زبان (کے اثر) والی (زندگی بخش) ایک دن کی سوسن نے صبح کے وقت موسےٰ کے ہاتھ (ید بیضا) کا پتہ دے رہی تھی۔ یعنی سوسن جسے کھلے ہوئے ابھی ایک دن ہوا تھا صبح کے وقت ید بیضا کی طرح چمک رہی تھی۔ **بیت** فاختہ فریاد کناں الخ۔ فاختہ گوں نیلگوں۔ **ترجمہ** فاختہ نے صبح کے وقت فریاد کرتے کرتے آسمان کو اپنی آہوں (کے دھوئیں) سے نیلگوں کر دیا تھا (فاختہ کو سرو کا عاشق باندھتے ہیں) **بیت** بادنوسندہ الخ **ترجمہ** ہوا پھول کی سرگذشت بید مشک کی پتیوں پر امید کے ہاتھ سے لکھ رہی تھی۔ **بیت** گہ بسلام سمن الخ۔ بہار۔ عموماً ہر پھول اور خصوصاً گل نارنج۔ **ترجمہ** کبھی تو گل بہار سمن کو سلام کرنے آتا تھا۔ اور کبھی گلہائے گلاب شکر گذاری کے لئے کانٹے کے پاس آتے تھے۔ یعنی ہوا کے جھونکوں سے گل بہار گل سمن پر اور پھول کانٹوں پر جھک جھک جاتے تھے۔ گویا گل سمن گل بہار کا شکریہ ادا کرتا تھا کہ گل بہار اور بہار میں جو پھولوں کی شگفتگی کا باعث ہوتی ہے۔ مناسبت ہے۔ اور پھول کانٹوں کا شکریہ ادا کرتے تھے۔ گویا اُن ہی کے ناخنوں کی گرہ کشائی سے یہ کھل سکے ہیں۔ **بیت** ترک سمن الخ **ترجمہ** ترک سمن (خود سمن) صحرا میں خیمہ لگائے تھا (گویا) چاند برج ثریا (حمل یا ثور) سے طلوع ہوا تھا **بیت** لالہ آتش الخ **ترجمہ** راز کے آتشکدے میں آیا ہوا لالہ ہندو مغ کی طرح نماز میں جھکا ہوا تھا۔ یعنی سرخ لالہ جسے اُس کی سرخی کی وجہ سے آتشکدۂ عشق کا راز دار قرار دیا ہے۔ وہ بھی ہوا کی وجہ سے جھک جھک کر اظہار نیاز کر رہا تھا۔ **بیت** ہندوک لالہ الخ۔ ہندوک میں کاف تصغیر ہے۔ لالہ کو ہندو اس لئے کہتے ہیں۔ کہ باطن میں سیاہی رکھتا ہے سہل عرب۔ سہلؓ ابن سعد صحابی رسول اللہ جو نہایت عابد تھے۔ سہیل ایک ستارہ ہے۔ اسے یمانی اس لئے کہتے ہیں کہ پہلے یمن میں طلوع ہوتا ہے۔ لالہ کو اس کی خمیدگی

کی وجہ سے سہیل چمن سے تشبیہ دی ہے۔ ترجمہ (گویا) ہندوے لالہ (یعنی خود لالہ) سہل عرب تھا اور ترکِ سمن (خود سمن) سہیلِ یمن۔ بیت آب زمزمی الخ۔ قاقم ایک جانور جس کی کھال غایت درجہ سفید اور ملائم ہوتی ہے۔ سنجاب۔ ایک خاکستری رنگ کا جانور جس کی کھال سے پوستین بناتے ہیں۔ اور اُس کی کھال کو بھی سنجاب کہتے ہیں۔ یہاں پانی کو نرمی و لطافت کی وجہ سے قاقم ابر سبزۂ زیرِ آب کو سنجاب سے تشبیہ دی ہے۔ ترجمہ پانی کو گرمی کی وجہ سے قاقم کی طرح دکھائی دے رہا تھا۔ سنجاب (سبزہ زیرِ آب) کو گھسنے والا (اُس کی بالائی سطح سے چھو کر چلنے والا) قاقم کیسا عجیب معلوم ہوتا ہے۔ بیت روزن باغ الخ۔ ترجمہ باغ کے روزنوں نے سرخ اور زرد نقوش (گلہائے رنگا رنگ) سے نیلم پنجرے بنائے تھے یعنی شاخوں اور پھولوں کے درمیان چھن چھن کر جو روشنی زمین پر پڑ رہی تھی وہ لاجورد کے پنجرے معلوم ہوتے تھے۔ بیت شاخ زنور الخ۔ ترجمہ شاخیں آسمان کے نور سے ملکر اپنے سائے کے قدموں پر درم بکھیر رہی تھیں یعنی آسمان کا نور شاخوں پر پڑ رہا تھا۔ اور شاخوں کا سایہ زمین پر۔ لیکن اُس سائے میں نور کی وجہ سے چھن چھن کر درم کی طرح گول گول نشانات زمین پر پڑ رہے تھے۔ بیت سایہ سخن الخ۔ ترجمہ سایہ آفتاب کے لبوں سے باتیں کر رہا تھا۔ اور ریت کے ذرات پانی کی تسبیح (پانی کے چلنے کا شور۔ یا خود اُس کی روانی) سے زندہ ہو رہے تھے۔ ظاہر ہے کہ درختوں کے سائے اور آفتاب کی روشنی میں کسقدر قرب واتصال ہوتا ہے کہ گویا سایہ لبِ آفتاب سے باتیں کرتا ہے۔ بیت نسترن از بوسۂ الخ۔ نسترن نرم ہوتی ہے اور اُس کے مقابلہ میں سنبل سخت و درشت چونکہ ہوا کی وجہ سے نسترن سنبل پر اور سنبل نسترن پر گر رہی تھی اس لئے کہتے ہیں کہ۔ ترجمہ نسترن سنبل کے بوسوں سے سنبل اور غنچہ کی پلک (وہ نوک جو غنچے میں

کانٹے کی طرح اُبھری ہوتی ہے) سے پھول کے لب زخمی ہو رہے تھے۔ بیت ترکش خبری الخ۔ ترجمہ گلنجر کا ترکش کانٹوں کے تیروں سے خالی تھا۔ اسلئے کبھی تو (کھل کر) وہ ڈھال (کی شکل اختیار کر) لیتا۔ اور کبھی پناہ مانگنے لگتا (کبھی پنکھڑیاں گر جانے کی وجہ سے ایک ریشہ باقی رہ جاتا۔ ہندوستان میں قاعدہ تھا کہ پناہ لینے والا شخص منہ میں تنکا لیکر حاضر ہوتا تھا جو عجز کی علامت سمجھی جاتی تھی) بیت سحر زدہ بید الخ۔ سحر زدہ۔ وہ شخص جس پر جادو کیا گیا ہو۔ ترجمہ سحر زدہ بید کا جسم کانپ رہا تھا۔ اور لالہ کی انگیٹھی اُس کو دھونی دے رہی تھی (بید ہوا سے اسیطرح لہرا رہا تھا جس طرح کوئی مسحور اور سرخ رنگ لالہ جس کی شکل انگیٹھی جیسی اور جس کی سرخی آگ سے مشابہت رکھتی ہے۔ گویا اُس پر سے سحر کا اثر زائل کرنے کیلئے بخور دے رہا تھا) بیت۔ خواست پریدن الخ۔ ترجمہ غایت چستی و چالاکی کی وجہ سے باغ اُڑا ہی چاہتا تھا۔ اور سمن نزاکت کی وجہ سے ٹپکا ہی چاہتی تھی۔ بیت نے بشکر خندہ الخ۔ ترجمہ نے شکر خندہ کے لئے اپنے سے باہر ہو رہی تھی اور پھول کا زیرہ خون آلودہ لعل کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔ بیت آں گل خودرائے الخ۔ گل خودرائے۔ گل نافرمان۔ خودرو۔ بغیر بوئے اُگنے والا۔ ترجمہ ایک وہ گل نافرمان تھا۔ جو خود بخود اُگ آیا تھا اور ہوا اُس کے سانس (خوشبو) سے سخنگو تھی یعنی ہوا گل نافرمان کی خوشبو ہر جگہ پہنچا رہی تھی۔ بیت سبز ترا زالخ۔ ترجمہ ترنج کے پتوں سے بھی زیادہ سبز آسمان اس وقت تاریخ پرست بن رہا تھا۔ یعنی اُس باغ کے تاریخ طراوت و تازگی اور سبزی میں آسمان سے بڑھ چڑھ کر تھے کہ آسمان بھی ان کی پرستش کر رہا تھا۔ بیت چوں فلک الخ۔ ترجمہ وہ جگہ (باغ) آسمان کی طرح نقش سے آراستہ تھی اور سبزے نے تمام جنگل کو سجا رکھا تھا۔ بیت ہر گرہ از رشتہ الخ۔ گرہ سے مراد پھول۔ سبزخواں سے مراد وہی باغ۔ ترجمہ اُس سبز

دسترخوان کی ہر ایک گرہ زمین کی جان اور آسمان کا دل تھی یعنی زمین اور آسمان دونوں کی نظروں میں قابل محبت تھی کیونکہ زمین سبزہ اور آسمان کی گردش سے اسکا ظہور ہوا تھا۔ گویا آسمان اسکا باپ اور زمین اسکی ماں تھی **بیت** اختر سرسبز الخ۔ ترجمہ (آسمان کے) سرسبزی دیکھنے والے ستارے نے صبح کیوقت زمین سے کہا کہ (خدا کرے) تیرا سر (سطح) سبز رہے (یعنی تو سرسبز رہے۔ **بیت** یا ملک آنجا الخ۔ ترجمہ یا فرشتہ (جبریلؑ) وہاں سے گذرا تھا۔ اور اپنے سجادہ کے ذریعے سے وہاں سبزہ گرو رکھ دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب جبریلؑ فرعون کی غرقابی کے وقت آئے۔ تو سامری نے اُن کے گھوڑے کے پاؤں تلے کی زمین کو سبز ہوتے دیکھا۔ اور وہاں سے مٹی اُٹھا کر بنی اسرائیل کو گمراہ کیا۔ کہ سونے کا بچھڑا بنا کر اُس مٹی کو اُس کے حلق میں اُتار دیا۔ جس سے وہ بولنے لگا۔ اور بنی اسرائیل اُس کی پرستش کرنے لگے۔ غرض معلوم ہوا کہ جبریلؑ کے پاؤں کی برکت سے زمین سبز ہو جاتی ہے۔ مولانا نے اُس باغ کی سبزی کی وجہ یہ قرار دی کہ شاید وہاں جبریلؑ نے اپنا مصلّٰے بچھا دیا تھا۔ اور باغ کی سبزی اُس کی برکت کی وجہ سے تھی۔ **بیت** چشمہ درخشندہ الخ۔ ترجمہ (باغ) کا چشمہ حور کی آنکھ سے بھی زیادہ چمکتا ہوا تھا۔ یہانتک کہ اُس (چشمہ) نے آفتاب کے چشمے سے بھی نور لے لیا تھا۔ یعنی اُس کی روشنی آفتاب کو بھی ماند کر رہی تھی۔ **بیت** سبزہ بداں چشمہ الخ ترجمہ سبزہ نے اُس چشمہ پر وضو کیا (پھر) وضو کا شکرانہ ادا کیا اور فارغ ہو گیا۔ یعنی چشمے پر بھی سبزہ اُگ رہا تھا۔ اُس کا پانی سے تر بتر ہونا گویا وضو کرنا اور پانی کی رَو میں اُس کا جھک جھک جانا گویا نماز تحیۃ الوضو (وضو کا شکرانہ) ادا کرنا تھا۔ **بیت** مرغ زگل الخ۔ مُرغ سے مراد بلبل۔ اور گل کو سلیمانؑ سے اس حیثیت سے تشبیہ دی ہے کہ تختۂ گل اُسی طرح معلوم ہوتا ہے جس طرح تخت سلیمانؑ ہوا پر۔ سلیمانؑ سے مراد معشوق حقیقی یا شاہد مقصود۔ ترجمہ بلبل نے پھول سے سلیمان کی خوشبو سونگھی۔

اسی واسطے اُس نے نالۂ داؤدی (دردناک آواز) نکالنا شروع کر دیا۔ **بیت** چنگل درّاج الخ
درّاج۔ تیتر۔ تدرو۔ چکور جو سرو کا عاشق ہے۔ **ترجمہ** درّاج کے چنگل نے تدرو کے
خون کے لئے سرو کے پاؤں کے گرد زنجیر پہنا دی تھی یعنی درّاج جو سرو کے گرد نمناک
زمین پر پھرتا تھا۔ اُس کے پاؤں کے نشانات زمین پر سرو کے گرد اگرد ایسے معلوم
ہوتے تھے۔ جیسے زنجیر۔ اور اُس زنجیر ڈالنے کی وجہ یہ کہ وہ تدرو کا خون کیا چاہتا تھا
یا یہ کہ سرو سے تدرو کے خون کا بدلہ لیا چاہتا تھا۔ **بیت** محضر منشور الخ۔ منشور نویسان باغ
طائران چمن۔ خون۔ قتل۔ **ترجمہ** باغ کے فرمان نویسوں کا محضر کوّے کے قتل کے لئے
بُلبل کا فتویٰ بن گیا۔ یعنی باغ میں بُلبل تو موجود تھی۔ لیکن کوّے منحوس کا نام و نشان
تک نہ تھا۔ گویا وہ طائرانِ چمن کی درخواست پر بلبل کے فتوے سے قتل کر دیا گیا
تھا۔ **بیت** بوم کزاں بوم الخ۔ پہلے بوم کے معنی اُلّو اور دوسرے کے زمین۔ **ترجمہ**
اُلّو کہ اس سرزمین سے اُس کا وجود منحوس نکل چکا تھا (نکال دیا گیا تھا) اُس کے باطن
کا بھید (اس کی نحوست و شومی) اُس کے سر کے لئے قضا بن گئی۔ یعنی اُلّو بھی
وہاں موجود نہ تھا۔ اور اُس کی عدم موجودگی کی وجہ محض اُس کی نحوست و ویرانی تھی۔ کہ ایسی
باسعادت جگہ میں اُس شوم کا کیا کام۔ غرضکہ وہاں نحوست کا نام و نشان تک نہ تھا۔
بیت بادِ یمانی الخ۔ نسیم کو سہیل اور زمین کو کیمخت یعنی کچا چمڑا قرار دیا ہے۔ جس طرح
سہیل کے طلوع سے کچے چمڑے میں رنگ پیدا ہو جاتا ہے اور خوشبو آجاتی ہے۔
اسیطرح نسیم اور بادِ یمانی نے ملکر زمین کو رنگ دیدیا تھا۔ یعنی سرسبز و شاداب کر دیا تھا
بیت لالہ بہ تعجیل الخ۔ **ترجمہ** چونکہ لالہ نہایت تیزی سے دوڑا تھا اس لئے دل کی
گرمی کی وجہ سے اُسے خفقان ہو گیا۔ لالہ تمام پھولوں سے پہلے کھلتا ہے چنانچہ اسے
مقدمۂ بہار بھی کہتے ہیں۔ تو گویا لالہ بھاگم بھاگ آیا تھا کہ باغ میں تمام پھولوں سے
پہلے پہنچ جائے۔ لیکن گرمیٔ دل کی وجہ سے خفقانی ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ خفقانی کا رنگ

سُرخ سیاہی مائل ہوتا ہے۔ اور یہی رنگ لالے کا ہے۔ سارا پھول سُرخ اور درمیان میں سے سیاہ۔ **بیت** سایۂ شمشاد الخ۔ شمائل پرست۔ صورت پرست۔ **ترجمہ** (اپنی) صورت کی پرستش کرنے والے شمشاد کے سایہ نے لالہ کے دل کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ یعنی شمشاد کا سایہ بہت ہی گھنا تھا لیکن وہ اور سیاہی کے حصول کے لئے لالہ کے دل (اُس زردۂ سیاہ یا اُس کے درمیانی سیاہ حصّے) کی طرف ہاتھ بڑھادیا **بیت** ناخن سیمیں الخ۔ ناخن۔ پتیاں۔ **ترجمہ** صبح جیسی سفید رنگ سمن کی چاندی جیسی شفّاف پتیوں نے رات کے ناخنۂ گل کو بالکل دور کردیا تھا۔ یعنی ستارے گویا رات کی آنکھ میں ناخونہ تھے۔ جنہیں سمن کی سفید پتیوں نے چھیل ڈالا۔ یا ستارے شرم کے مارے غائب ہوگئے۔ ناخونہ آنکھ کی ایک بیماری کا نام ہے۔ **بیت** صبح کہ شُد الخ۔ **ترجمہ** صبح جو (آفتاب کی شعاعوں کی وجہ سے) زرّیں رسن یوسف بن رہی تھی۔ وہ یاسمن کے زنخداں میں کنواں بنا رہی تھی (یعنی شعاعیں یاسمن کے پھول کی گہرائی میں پڑ رہی تھیں) **بیت** زر قصب الخ۔ **ترجمہ** زمین یہودیوں کی طرح دھانی لباس پہنے تھی۔ کیونکہ پانی نے موسیٰؑ کی طرح (معجزہ) ید بیضا دکھلادیا تھا۔ یہودیوں کا امتیازی لباس زرد یا دھانی ہے۔ گویا صاف و شفّاف پانی ید بیضا تھا۔ اسی وجہ سے زمین سبز و زرد بن گئی تھی۔ گویا معجزۂ ید بیضا دیکھکر ملّت موسوی (سبز پوشی) اختیار کر چکی تھی۔ **بیت** خاک بآں آب الخ۔ **ترجمہ** زمین نے اُس پانی سے اپنا علاج کیا یعنی جو کچھ نگل گئی تھی اُسے اُگل دیا۔ **بیت** نور سحر یافتہ الخ۔ **ترجمہ** نور سحر نے ایک فراخ میدان پایا تھا اور شاخ نے سایہ روی (سایہ میں چلنا) صبا کے سپرد کردی تھی یعنی صبا شاخوں کے نیچے لہک رہی تھی۔ **بیت** ابر گزیدہ الخ۔ **ترجمہ** بادل نے سورج کے ہونٹ میں کاٹ لیا تھا اور ہوا نے بید کے سر میں کنگھی کردی تھی۔ یعنی آفتاب کے ایک کنارے کے آگے ابر چھایا ہوا تھا اور ہوا بید کی پتیوں میں سے اس طرح گذرتی

گویا اس کی زلفوں میں کنگھی کر رہی تھی۔ **بیت** سایۂ ونور الخ۔ **ترجمہ** روشنی اور سایہ (دونوں) شاخوں کی حرکت سے چشمہ کے کنارے ناچ رہے تھے۔ **بیت** عود شد الخ **ترجمہ** جو کانٹا بھی اس باغ میں موجود تھا وہ عود (کی طرح خوشبودار) تھا۔۔۔۔ اور پھول کی آگ (سرخی) اُس عود (خار) کے لئے انگیٹھی تھی۔ **بیت** گردن گل الخ۔ **ترجمہ** پھول کی گردن بلبل کا منبر اور بنفشہ کی زلف پھول کی پٹی بنی ہوئی تھی۔ یعنی بلبل پھول پر بیٹھی نغمہ سرائی کر رہی تھی۔ گویا ایک خطیب جو منبر پر بیٹھا وعظ کہہ رہا ہو۔ **بیت** مرغ زداؤد الخ۔ **ترجمہ** (اُس باغ کے) طائر داؤدؑ سے بھی زیادہ خوش آواز۔ اور (وہاں کے) پھول نظامی (کی شیریں سخنی) سے بھی زیادہ شیریں انداز تھے۔

ثمرہ خلوت اوّل

بیت باد نقاب الخ۔ **ترجمہ** ہوا (تائید ربّانی) نے (معشوق کے چہرے کے) ایک طرف سے نقاب اُٹھا دیا اور خواجہ (دل) نے نہایت جلدی سے عاشقی اختیار کر لی یعنی شاہد حقیقی کا جلوہ نظر آیا۔ اور دل اُس کو دیکھتے ہی عاشق ہو گیا۔ **بیت** گل نغنے دید الخ۔ گل نفس۔ پھول کی طرح خوشبودار سانس والا۔ مراد معشوق حقیقی۔ شکر خندہ۔ پیاری ہنسی ہنسنے والا یا در شکر خندہ یعنی شکر خند کی حالت میں۔ نفس افگندہ شرمندہ کر دیا۔۔۔ ظاہر ہے کہ صاف و شفاف چیز پھونک سے مکدر ہو جایا کرتی ہے۔ **ترجمہ** (دل نے) ایک شکر خندہ کرنے والے گل نفس کو دیکھا (وہ ایسا حسین تھا) کہ گل و شکر کو بھی شرمندہ کر رہا تھا۔ **بیت** فتنۂ از ماہ الخ۔ قصب مصرعۂ اوّل میں ریشم کی ایک قسم۔ اور مصرعۂ دوم میں بمعنی کتان۔ خرمن مہ۔ ہالہ۔ **ترجمہ** وہ معشوق ایک فتنہ تھا جو چاند جیسا منوّر لباس زیب تن کئے ہوئے تھا (گویا چاندہی کو لباس بنا لیا تھا۔ اور (اس نے) ہالے کو (اُسیطرح) جلا دیا تھا جس طرح چاند کتان کو (جلا دیتا ہے) مشہور ہے کہ

چاندنی میں کتاں تار تار ہو کر بکھر جاتا ہے۔ **بیت** تا کمر از زلف الخ۔ ترجمہ اُس کی زلفیں کمر تک بل کھائے ہوئے تھیں۔ اور (وہ) سر سے پاؤں تک (ہمہ تن) ملاحت ہی ملاحت تھا۔ **بیت** دیدن او چوں الخ۔ ترجمہ چونکہ اُس کا دیدار لذت بخش تھا۔ جس نے بھی اُسے دیکھا۔ آنسو بہائے یعنی جس نے اُسے دیکھا عاشق ہو گیا اور بیتاب ہو کر آنسو بہانے لگا۔ **بیت**۔ طوطی باغ الخ۔ طوقدار غبغب دار۔ ترجمہ باغ کی طوطی (باوجودیکہ بڑی شیریں گفتار ہوتی ہے) اُس کی شیریں کلامی سے شرمسار تھی۔ اور جس طرح طوطی کے گلے میں گنٹھا ہوتا ہے۔ اسی طرح اُس کی زنخداں (ٹھوڑی) کے گرد غبغب تھا۔ **بیت** زاں زنخ الخ کش۔ پہلو۔ ترجمہ۔ وہ گول ٹھوڑی جو خوشنما نارنج کی مانند تھی۔ اُس کے تربنج جیسے گول اور سیمیں چاہِ غبغب کو پہلو میں لئے ہوئے تھی یعنی ٹھوڑی کے ساتھ گول اور چاندی کی طرح چمکتا ہوا چاہِ غبغب بھی موجود تھا۔ **بیت** مست نوازے الخ مست نواز۔ عاشق نواز۔ ترجمہ باغ کے پھول کی طرح وہ عاشق نواز اور دوستوں کی شراب کی طرح توبہ شکن تھا ؎ بد بلا ہیں یہ حریفانِ قدیم۔ بے پلائے ہوئے کب مانتے ہیں۔ **بیت** لب طبری وار الخ۔ طبری ایک پہلوان کا نام۔ طبرخوں۔ تبر۔ طبرزد۔ کوزہ مصری **ترجمہ** اس کے لبوں نے جو طبری پہلوان کی طرح تبر ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔ اُس تبر سے کوزہ مصری کے مغز کو توڑ دیا تھا۔ یعنی وہ لب شیریں گفتاری اور عذائی میں کوزہ قند پر فوقیت رکھتے تھے۔ **بیت** سرخ گلی الخ **ترجمہ** وہ معشوق (رنگت کی سرخی اور نزاکت کی وجہ سے) سرخ پھول تھا (سبزہ کے لحاظ سے) گنے سے زیادہ تر و تازہ و شاداب (شیرینی گفتار کے لحاظ سے) خالص اور خشک قند (آبداری اور لطافت کی حیثیت سے) تر جلاب تھا (جلاب۔ شہد اور گلاب کا مرکب) **بیت** خال چو عود الخ **ترجمہ** اس کا عود جیسا (سیاہ) خال جو (عاشقوں کے) جگر کو جلانے والا تھا۔ وہ دن (رخسار تاباں) کی سپیدی میں غالبہ ملس رہا تھا۔ **بیت** در غم آں الخ۔ غم عشق۔ ترجمہ

اُس خال سیاہ کے عشق میں چاند کا تمام چہرہ سیاہ ہو رہا تھا۔ یعنی وہ سیاہ سے داغ جو چاند میں نظر آتے ہیں وہ اسی خال کے عشق میں پیدا ہو گئے ہیں۔ **بیت** زاں بُنہ دل الخ۔ بُنہ۔ سامان و اسباب۔ بُنہ دل سے مراد خود وہ دل ہیں جو اُس کے در پر پڑے ہوئے تھے۔ **ترجمہ** اُن دلوں کے ہجوم کی وجہ سے جو میلوں تک پھیلے ہوئے تھے۔ راستہ اُس کے دہن کی میدان کی طرح تنگ ہو رہا تھا۔ یعنی عشاق کے دلوں کا اسقدر انبوہ تھا کہ وہ میلوں تک پھیلے ہوئے تھے اور اُن کی وجہ سے اُس تک پہنچنے کا راستہ نہیں ملتا تھا۔ راستہ کی تنگی کو دہن سے تشبیہ دیکر دہن کی تنگی کا اظہار کیا ہے۔ **بیت** جزع ز خورشید الخ۔ جزع۔ مُہرۂ سلیمانی جو سفید و سیاہ ہوتا ہے یہاں مراد آنکھ۔ **ترجمہ** (اُس معشوق کی) آنکھ سورج سے زیادہ جگر سوز تھی اور ہونٹ چاند سے زیادہ شب افروز۔ **بیت** زاں دل سختش الخ۔ **ترجمہ** اُس کے سخت (بیرحم) دل کے باعث جو جگر خوار اور حوصلہ قرسا تھا۔ میرے حوصلے پر میرا دل ٹکڑے ہو رہا تھا **بیت** لب بہ سخن الخ۔ **ترجمہ** (اُس کے) لب سخن میں خندہ۔ شکر خوری میں (بیاری ہنسی میں) چہرہ دعا میں غمزہ جادوگری میں مصروف تھا۔ **بیت** بستہ چو حقہ الخ۔ حقہ۔ ڈبہ مہرہ دار منہ کو باعتبار دانتوں کے مہرہ دار کہا ہے۔ **ترجمہ** اُس کا مہروں والا منہ ڈبے کی طرح بند تھا (اور) ایک مُہرہ کے بقدر راستہ رہ گیا تھا (اُس کی تنگیٔ دہن کا یہ عالم تھا۔ کہ اُس کی فراخی ایک مہرۂ دنداں سے زیادہ نہ تھی) **بیت** عشق چو آں مہرہ دید الخ۔ **ترجمہ** عشق نے جب اُس ڈبے (دہن) اور اُس مُہرہ (دنداں) کو دیکھا تو ہوش جاتے رہے اور چادر سمیٹ لی۔ **بیت** کیسۂ صورت الخ **ترجمہ** میری کمر سے صورت کے کیسے (صورت پرستی) کو کھولدیا اور جسم کا طوق میری جان کے گلے سے اُتار لیا۔ یعنی عشق کی حالت یہاں تک پہنچی۔ کہ اسباب ظاہری کا خیال چھوڑ کر میں قید وجود سے بھی آزاد ہو گیا۔ یعنی مجھ پر کیفیت بیخودی طاری ہو گئی۔ **بیت** کار من از الخ۔ **ترجمہ**

اب میرا کام (دیدار کا) میری طاقت سے باہر ہو گیا (یعنی تاب دیدار نہ رہی) اور آبجیات (ذوق لذت کی کیفیت) میری ٹھوری سے بھی گذر گیا (لذت دیدار میں بالکل غرق ہو گیا) **بیت** عقل ہر بیت گرما الخ دیو دیدہ اور پری دیدہ شخص یعنی جس پر دیو یا پری کا سایہ ہو جائے دیوانہ ہو جایا کرتا ہے۔ دیو دید یعنی دیوانی ہو گئی۔ عزیمت گر۔ افسوں خواں۔ نقرہ۔ چاندی۔ مراد نرمی کیونکہ چاندی بہ نسبت لوہے کے نرم ہوتی ہے۔ **ترجمہ** ہماری افسوں خواں عقل بھی دیوانی ہو گئی اور اس کام کی نرمی و آسانی سخت مشکل ہو گئی یعنی عقل بھی وہاں کام نہ دے سکی۔ **بیت** جاں کہ بشادی الخ۔ ترجمہ جان جو نہایت خوشی سے دل کے غموں کی متحمل ہوا کرتی تھی۔ اب وہ چشمۂ خورشید (دل) کو کیچڑ میں پھنسا رہی تھی (جان بھی اس آڑے وقت میں دل کا غم برداشت کرنے کے ناقابل تھی) **بیت** مونس و غمخوار الخ۔ ترجمہ غمزدہ شخص کا غمخوار خود اُس کا غم ہی ہو سکتا ہے (جس طرح شراب سے بیہوش ہو جانے والا شخص کا علاج شراب ہی ہوا کرتی ہے۔ **بیت** اے تپش ناصیت الخ۔ ترجمہ۔ اے وہ (اس کتاب کے پڑھنے والے) کہ میرے داغ غمخواری کے لئے تیری پیشانی میں تڑپ ہے تو میرے سبزے اور باغ (کی حقیقت) سے (جس کا اشعار ماسبق میں ذکر ہو چکا ہے) بے خبر ہے۔ **بیت** سبزہ فلک بود الخ۔ ترجمہ سبزہ (سے میری مراد) آسمان تھا۔ اور اس کی رونق نظر تھی۔ باغ سے مراد صبح کا وقت تھا اور آنسو اُس باغ کی نہر تھے **بیت** وانکہ رُخش الخ۔ ترجمہ وہ ذات جس کا چہرہ وہاں پردہ نشین خاص تھا سورۂ اخلاص جس میں توحید باری کا ذکر ہے۔ کا آئینہ تھا۔ **بیت** لبسکہ سرم الخ ترجمہ میرا سر (حالت مراقبہ میں) دیر تک زانو پر پڑا رہا۔ تب جا کر کہیں یہ سررشتہ ہاتھ آیا۔ **بیت** ایں سفر الخ۔ ترجمہ۔ میں نے یہ سفر از روئے یقین طے کیا ہے۔ (یعنی بے شائبۂ شک و ریب) تو بھی اس طرح چل جس طرح میں چلا ہوں۔ **بیت** محرم

ایں پردہ الخ۔ ترجمہ تو ہرگز اس راز کا محرم نہیں ہے۔ نظامی کا کام نظامی ہی کے سپرد کردے۔ یعنی محرمِ راز ہونا صرف نظامی ہی کا کام ہے لہذا یہ کام اُسی کے حوالہ کردے۔

خلوت دوم

بیت خواجہ یکے الخ۔ ترجمہ خواجہ (دل) ایک مرتبہ کسی ہمجنس کی آرزو میں نکلا اور چند ہمجنسوں سے ہمکلام ہوا۔ **بیت** یافت شبے الخ۔ ترجمہ اُس نے صبح جیسی آراستہ ایک رات پائی اور آرزوؤں کو دعا سے طلب کیا۔ **بیت**۔ مجلسے افروختہ الخ۔ ترجمہ نو بہار کی طرح وہ ایک پُر رونق محفل تھی۔ اور زمانہ سے زیادہ آسودہ حال عشرت تھی۔ **بیت** بوئے بخور الخ۔ ترجمہ اُس کے روشن سانس کی دھونی کی خوشبو یوسف اور اُس کے کُرتے کی شرح بیان کر رہی تھی۔ یعنی جس طرح حضرت یوسفؑ کے پیرہن میں خوشبو تھی کہ مصر سے کنعان بھیجا گیا اور وہاں حضرت یعقوبؑ نے اس میں یوسفؑ کی خوشبو سونگھ لی۔ اسی طرح اس محفل کے بخور کی خوشبو دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ **بیت** شحنۂ شب الخ۔ شحنۂ شب۔ یعنی خود غب غبحنہ وعس ہر دو بمعنی کوتوال۔ ترجمہ رات کے محافظ نے کوتوال کا خون کر دیا تھا۔ یعنی ایسی امن و امان کی رات تھی کہ کوتوال کی ضرورت ہی نہ رہی تھی۔ اور اُس کی (شب کی) شیرینی (فیض) پر مکھیوں (طالبانِ فیض) کے پَر جھڑ گئے تھے۔ یعنی اُس مجلس سے فیضیاب ہونے کے لئے طالبانِ فیض ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ **بیت** پردہ شناسان الخ۔ پردہ شناس اہل عرفان۔ یہاں راگ کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ پردہ نشین۔ پردۂ غیب کے پوشیدہ اسرار۔ ترجمہ اہل عرفان عجیب عجیب راگ الاپ رہے تھے۔ اور پردہ نشین عجیب عجیب وفاؤں (کے اظہار) میں مصروف تھے۔ **بیت** پائے سہیل از الخ۔

سہیل ستارۂ سہیل ۔ پائے سہیل ۔ شعاع سہیل ۔ نطع ادیم ۔ ادھوڑی یا چمڑے کا فرش ۔ یہاں مراد زمین ۔ دُرِ یتیم ۔ قطرات شبنم ۔ ترجمہ (۱) سہیل کی شعاعیں اپنی پرتو افشانی سے شبنم کے قطروں کو لعل کی سی سرخی بخش رہی تھیں ۔ بیت شمع جگر چوں الخ ۔ شمع جگر یعنی خود جگر ۔ جگر شمع سے مراد آتش دل ۔ یعنی دل ۔ دلِ آتش آگ کا وسط ۔ فروخت ۔ افروخت ۔ ترجمہ جگر بتی کی طرح جل رہا تھا اور دل آگ کے وسط کی طرح (کہ وہاں آگ کا سب سے زیادہ زور ہوتا ہے) بھڑک رہا تھا ۔ بیت درطبق مجمر الخ ۔ ترجمہ مجلس کو روشن کرنے والی انگیٹھی کی تھالی میں عود توشکر سے موافقت کر رہا تھا (شکر کی سی مرغوبیت کا سامان رکھتا تھا) اور شکر عود کو جلا رہی تھی ۔ یعنی عود رشک کے مارے جل رہا تھا ۔ بیت شیشہ زگل آب الخ ۔ دستار چہ شمع ۔ شعلۂ شمع ۔ زر ۔ وہ چنگاریاں جو شمع کا گل جھاڑتے وقت گرتی تھیں یا اُسکی روشنی جو پھیل رہی تھی وہ گویا زر تھا ۔ گل آب ۔ اضافتِ مقلوب ۔ یعنی آبِ گل عرقِ گل ۔ جسے گلاب کہتے ہیں ۔ ترجمہ شیشہ گلاب سے موتی بکھیر رہا تھا ۔ اور شمع اپنے شعلہ سے زر افشانی کر رہی تھی ۔ بیت از پئے نُقل الخ ۔ نُقل ۔ وہ چیز جو شراب کے بعد کھاتے ہیں ۔ ترجمہ نقل کے لئے اُس بوسہ خیز (جسے دیکھکر خود بخود بوسہ کی خواہش پیدا ہو) معشوق کی آنکھ اور مُنہ شکر اور بادام بکھیر رہے تھے یعنی اُسکی آنکھیں بادام کی طرح اور اُس کے ہونٹ شکر جیسے تھے ۔ بیت شکر و بادام الخ ترجمہ اُسکے ہونٹ اور آنکھیں ایک دوسرے سے نکتے بیان کر رہے تھے (گویا) زہرہ اور مرّیخ باہم عشقبازی کر رہے تھے ۔ زہرہ سے کنایہ لب ۔ اور مرّیخ سے مراد ہیں آنکھیں ۔ بیت وعدہ بدروازۂ الخ ۔ ترجمہ (وصل کا) وعدہ کانوں کے دروازے تک آرہا تھا ۔ اور ہنسی آبِ حیات کی گدائی کے لئے آرہی تھی ۔ یعنی لب مصروف خندہ تھے ۔ بیت نیفۂ روباہ الخ ۔ نیفۂ روباہ ۔ لومڑی کی وہ کھال جو اس مجلس میں فرش کے طور پر بچھی ہوئی تھی ۔

پلنگ شیر۔ یعنی اُس مجلس میں ہر چیز مستی خیز اور مستی زا تھی۔ یہانتک کہ لومڑی جو انتہا درجہ کی بزدل مشہور ہے۔ اُس کی کھال بھی مستی کی وجہ سے شیر کو زیر کر رہی تھی۔ ناوۂ آہو معشوق کی زلفیں۔ شیر۔ عاشق۔ ترجمہ۔ روباہ کی پوستین (جو اُس مجلس میں بچھی تھی اُس نے شیر کو بھی مات کر دیا تھا۔ اور معشوق کی زلفیں (بڑے بڑے قوی دل) عشاق کے لئے زنجیر بنی ہوئی تھی۔ **بیت** یار گریباں کش الخ ترجمہ عشاق کے گریبان کھینچنے والا اور پھر بھی اپنا بچانے والا محبوب دامن رقص میں اپنی آستین سے موتی بکھیر رہا تھا۔ یعنی وہ رقص کر رہا تھا۔ اور اس حالت میں اُس کے ساعد سیمیں اپنی چمک دمک سے گوہر افشانی کر رہے تھے اور اگر یار بغیر اضافت کے ہو۔ تو ترجمہ یوں ہوگا۔ کہ معشوق عشاق کے گریبان کھینچ رہا تھا (یا گریبان کھینچنے کا سبب بن رہا تھا۔ کہ عشاق اُسے دیکھکر گریبان چاک کر رہے تھے) اور خود دامن بچائے ہوئے تھا۔ **بیت** شمع چو ساقی الخ ترجمہ شمع ساقی کی طرح شراب کا پیالہ ہاتھ میں لئے ہوئے تھی (شمع کی روشنی بھی شراب کی طرح مستی آفریں تھی) شمع کا لگن شراب (نور شمع) سے پُر تھا اور پرانے مدہوش (مرے) پڑے تھے۔ **بیت** خواب چو پروانہ الخ۔ ترجمہ نیند بھی پروانے کی طرح پر ڈال چکی تھی۔ اور شمع شکرانے کے لئے (کہ اُسے محفل میں یار ملا) سرنگوں تھی (یا سر کو فدا کر دیا تھا۔ کہ جل رہی تھی) **بیت** پردگی زہرہ الخ۔ ترجمہ پردہ نشیں زہرا نے (جسے رقاصۂ فلک کہتے ہیں) اُس بزم خوب میں نہایت سرعت سے اپنے مضراب کو ایک عجیب انداز سے توڑ ڈالا یعنی اُس مجلس کی مستی سے زہرہ بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہی۔ **بیت** خوب ربایندہ الخ۔ ترجمہ نیند نے دماغ سے داغ (بے خوابی) دور کر دیا تھا۔ اور ایک چراغ (دل) دوسرے چراغ (دل) سے روشنی حاصل کر رہا تھا۔ تمام

دل ایک دوسرے سے کسبِ ضیا کر رہے تھے۔ **بیت** نُزل فرستندہ الخ۔ نُزل۔ ہدیہ تحفہ۔ کھانا جو مہمان کے لئے بھیجتے ہیں۔ ترجمہ ہر گھڑی ایک دل دوسرے دل کو۔ ایک جسم دوسرے جسم کو اور ایک جان دوسری جان کو تحفہ (نوید معرفت) پہنچا رہی تھی۔ **بیت** گفتی ازاں الخ۔ ترجمہ وہ حجرہ (بزم) جو آراستہ کیا ہوا تھا۔ گویا وہاں سے عدم کے سامان کو عدم ہی میں ڈالدیا گیا تھا (یعنی فنا کو وہاں دخل نہ تھا) **بیت** مرغ طرب نامہ الخ۔ ترجمہ خوشی کے طائر (خود خوشی) نے اپنے پروں پر نامۂ طرب باندھ لیا اور اسقدر اُڑنے لگا کہ ثریا کے مرغ کے ساتوں پروں کو توڑ ڈالا (زمین سے لیکر آسمان تک خوشی ہی خوشی تھی۔ ہفت پر سے مراد ثریا کے سات ستارے) **بیت** آتشِ مرغ سحر الخ۔ باب زن۔ وہ سیخ جس پر کباب بھونتے ہیں۔ آب زن تسکین دینے والا۔ مرغ سحر۔ خود سحر۔ آتش بمعنی شوق۔ ترجمہ صبح کے پرندے کا شوق سیخ پر سے خوش نمک لوگوں کے جگر کے لئے تسکین کا سامان کر رہا تھا۔ یعنی جس طرح مُرغ کے بھننے کی بُو سے مُنہ میں پانی بھر آتا ہے۔ اوسیطرح مقربانِ درگاہِ الٰہی کو صبح کے وقت فیض کے نزول سے لذت حاصل ہوتی ہے۔ **بیت** مرغ گرانخواب الخ۔ ترجمہ مرغ صبح کے وقت سے زیادہ گرانخواب تھا۔ اور آسمان کے پاؤں چاند کے ہاتھ سے بھی زیادہ بندھے ہوئے تھے (صبح کا وقت خواب آور ہے اور مرغ صبح کے وقت بولتا ہے۔ لیکن اُس رات وہ بھی اُس شب کی کیفیتوں کیوجہ سے گراں خواب تھا اور بولا نہیں) **بیت** حلقۂ در پردہ الخ۔ ترجمہ اُس دروازے کی کنڈی بیگانوں (ناواقفانِ اسرارِ الٰہی) کے لئے پردہ تھی (اور اُسی حلقۂ در کو میں زلف پری کہتا ہوں) وہ زلف عشاق کے لئے بمنزلہ زنجیر کے تھی۔ **بیت**۔ در خم آں حلقہ الخ۔ ترجمہ اُس حلقۂ زنجیر (زلف) میں مشتری کا دل انگشتری کے حلقے سے بھی تنگ تر تھا۔ **بیت** تا ختن آورد الخ۔ اُفتادگان سے مراد گرفتارانِ محبت۔ ترجمہ

عشاق کے دلوں پر پریزادوں (کیفیاتِ وارداتِ غیبی) نے پریوں کی طرح چھاپا مارا تھا
بیت بر در دل الخ۔ سمن سے مراد تجلیات غیب۔ **ترجمہ** دل کے دروازے پر
تجلیات غیبی کا پرتو پڑ رہا تھا اور کانٹوں (مانع تجلیات) کو پلکوں سے اُٹھا دیا
گیا تھا۔ یعنی انوار الٰہی اور تجلیات معشوق حقیقی کے لئے کوئی رکاوٹ نہ تھی۔
بیت میوۂ دل نیشکر الخ۔ **ترجمہ** اُن کے رُخسار کا نیشکر دل کے لئے میوہ اور اُن کا
ناروں جیسا قد جان کے لئے درختِ گل تھا (کیونکہ جان کو اُسی سے خوشبو حاصل
ہوتی تھی) **بیت** فندقۂ از شکر الخ۔ فندق۔ بیر کے برابر سرخ رنگ کا ایک میوہ۔ پستہ
مراد دہن۔ عناب رنگ۔ سرخ لب بلحاظ لب۔ **ترجمہ** (معشوق کے) شکر (لب)
اور بادام (آنکھوں) سے فندق بھی تنگ آیا تھا۔ یعنی معشوق کے لب و چشم فندق سے
زیادہ سرخ اور خوبصورت تھے۔ اور خط عناب کے رنگ والے پستہ (دہن) سے بھی
زیادہ سبز تھا۔ یا یہ کہ اُس کا سبزۂ خط عناب رنگ پستہ دہن سے تنگ آیا تھا کہ دہن
زیادہ خوبصورت تھا خط سے اور خط زیادہ خوبصورت تھا دہن سے۔ کسی کو کسی پر تفوق
نہیں دیا جا سکتا۔ **بیت** در شبِ خط الخ۔ خط سے خط کی سیاہی مراد ہے۔ بابلی میں
یائے نسبت ہے۔ یعنی بابل سے نسبت رکھنے والی مراد زہرہ۔ بابلی غمزہ سے مراد
غمزہ۔ ہندوئے خال۔ چونکہ خال سیاہ ہوتا ہے اس لئے اُسے ہندو کہتے ہیں۔
ترجمہ اُس کے غمزہ کی زہرہ (غمزہ) اور سیاہ خال نے خط کی سیاہی میں سحر حلال
تیار کر دیا تھا اُس کے غمزہ اور خال نے عشاق کو خط کی سیاہی کے ذریعے سے
مسحور کر دیا تھا **بیت** ہر نفس از غمزۂ الخ۔ **ترجمہ** ہر لحظہ ایسے غمزے اور خال کی وجہ سے
سارا عالم بابل اور ہندوستان بن رہا تھا۔ ہندوستان میں لفظ کی رعایت ہے۔ **بیت**
چوں نظرے چند الخ۔ **ترجمہ** جب چند پسندیدہ نظریں ہو چکیں۔ تو دل بھی آنکھوں
کی زیارت کے لئے آیا (کیونکہ وہ دیدارِ محبوب سے مشرف ہو چکی تھیں)۔ **بیت** غمزہ

زباں تیرا الخ۔ ترجمہ غمزہ سانپ کے نیش سے بھی زیادہ تیز زبان تھا۔ اور زلفیں سانپ کے حلقے سے بھی زیادہ گرہگیر تھیں۔ بیت شست کرشمہ الخ۔ کرشمہ چشم وابرو کے اشارہ کو کہتے ہیں۔ ترجمہ۔ کرشمہ کا چلّہ جب کمان پر چڑھا (کمانِ ابرو پر) تو ابھی اُس نے تیر پھینکا بھی نہ تھا۔ کہ وہ کارگر ہوگیا (اس سے پہلے کہ معشوق کی نگاہ پوری طرح سے عشاق پر پڑتی۔ وہ اپنا کام کر گئی۔ بیت بادِ مسیح از نفس الخ۔ بادِ مسیح۔ کلام جاں بخش۔ نفس سے مراد خوشبو۔ گل سے مراد لبِ معشوق۔ ترجمہ وہ جاں بخش کلام جو معشوق کے پھول جیسے نازک لبوں سے نکلا۔ وہ گویا آبِ حیات تھا۔ جو پھول کے منہ سے ٹپک پڑا۔ بیت گل چو سمن غالیہ الخ۔ ترجمہ پھول (رخسار) سمن کی طرح شانوں پر غالیہ (زلفیں) لئے ہوئے تھا۔ اور چاند بھی آسمان کی طرح غاشیہ بر دوش (غلام) تھا (رخسار پر زلفیں لٹک رہی تھیں۔ چاند بھی اُس کا حلقہ بگوش تھا اور آسمان بھی) بیت چوں رخ ولب الخ۔ ترجمہ۔ جب اُس کے لب ورخ نے شکر وبادام بکھیرے۔ تو پھول حمایت (حاصل کرنے) کے لئے شکر کے پاس دوڑ گیا (یعنی جب اُس محبوب کے شکر جیسے رخسار اور بادام جیسے لبوں کو پھول نے دیکھا۔ تو اپنے کو بے آبرو اور ذلیل پایا اور پناہ لینے کو شکر کے پاس بھاگ گیا) بیت ہر نظرے جانِ الخ۔ بتخالہ۔ چھالا۔ ترجمہ اُس کی ہر نظر ایک جہان کی جان تھی۔ اور اُس کی پلکوں کا ہر خار جان کے لئے باعثِ آزار تھا (گویا وہ تیر نشتر تھے) بیت زلفِ سیہ براہ الخ۔ سیم سفید سے مراد رخسار۔ ترجمہ سیاہ زلفیں سفید چہرے پر (ایسی معلوم دیتی تھیں جیسے بید مشک کے پتوں پر مشک چھڑکا ہوا ہو۔ بیت غبغب سیمیں الخ۔ ترجمہ اُس کا چاندی کا سا غبغب جو پانی کی پیٹی باندھے ہوئے تھا (موجِ آب کی طرح چمکدار اور شفاف تھی) وہ آفتاب کی گرمی سے دھنک کی کیفیت دکھلا رہا تھا۔ بیت زلفِ براہیم الخ۔

آیندہ شعر سے قطعہ بند۔ ترجمہ اُس کی زلفیں ابراہیمؑ تھیں اور چہرہ آگ جلانے والا (بلحاظ سُرخی) اُس کی آنکھیں اسمٰعیلؑ تھیں اور پلکیں خنجر۔ اُس دستۂ نازبو (زلفوں) سے آگ بن رہی تھی۔ اور اس ہنستی ہوئی نرگس سے خنجر بن رہا تھا۔ پہلے شعر میں زلفوں کو ابراہیمؑ سے تشبیہ دی ہے کہ وہ آگ میں ڈالے گئے تھے۔ اور زلفیں سرخ آگ جیسے چہرہ پر پراگندہ ہو رہی ہیں۔ گویا اُس آگ میں جل رہی ہیں۔ آنکھوں کو اسمٰعیل سے تشبیہ دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ابراہیمؑ انہیں ذبح کرنے کو لیگئے تھے۔ اور انہوں نے اُن کے حلق پر چھری رکھدی تھی۔ گویا آنکھیں اسمٰعیلؑ تھے جو پلکوں کے خنجر کے نیچے پڑے ہوئے تھے۔ دوسرے شعر میں چہرے پر بکھری ہوئی زلفوں کو خوشبو کی حیثیت سے دستۂ نازبو قرار دیکر آگ جلانے کا ایندھن ٹھیرایا ہے۔ گویا چہرے کی سُرخی جسے آگ کہا تھا۔ اُنہیں کی وجہ سے جل رہی تھی اور اُس کی ہنستی ہوئی آنکھیں اور پلکیں خنجر بنی ہوئی تھیں۔ **بیت** بوسہ چو مے الخ۔ ترجمہ۔ بوسہ شراب کی طرح افگندگی (مستی یا تواضع) کا سرمایہ تھا۔ اور لب مسیحا کی طرح زندگی کا سبب تھے۔ یعنی زندگی بخش تھے **بیت** خوے برخش الخ۔ ترجمہ پسینہ (کے قطرات) اُس کے چہرے پر نسرین کے پھول معلوم ہوتے تھے۔ گویا چاند کا (چہرہ) عقد ثریا (بلحاظ قطرات عرق) بنا ہوا تھا۔ **بیت** بازشدہ گوئے الخ۔ گوئے گریبان۔ تکمۂ گریبان۔ ترجمہ (گویا وہ پسینہ کے قطرے) گریبان حور کے تکمے تھے۔ جو کھل گئے ہوں (یا یوں کہنا چاہئے۔ کہ) خطِ سحر (صبح جیسے روشن چہرہ) نے نور کی تحریر یا دستخط حاصل کئے تھے یعنی اُس کا رُخسارہ سفیدۂ سحر کی طرح روشن اور پسینہ کے قطرے نور کے دستخط تھے۔ **بیت** ہمتِ خاصان الخ۔ ترجمہ خاص لوگوں کی ہمت اور عام لوگوں کا دل اُس نوبہار سرسام کے مریضوں کی طرح فریفتہ تھا **بیت** غمزہ منادی الخ۔ منادی ندا کرنے والا۔ ترجمہ چونکہ منہ بند تھا اس لئے غمزہ پکار رہا تھا۔ اور چونکہ زبان بند تھی۔ اس لئے آنکھ باتیں کر رہی تھی یعنی زبان و دہن سے

تو وہ چُپ تھا۔ لیکن اُس کا غمزہ اور آنکھیں مصروف کار تھے۔ **بیت** مئے چو گل آرائش الخ۔ اقلیم سے مراد وہی بزم ہے۔ **ترجمہ** شراب پھول کی طرح یا پھول جیسی شراب زینتِ محفل تھی اور جامِ نرگس کی طرح (کہ وہ سفید و زرد ہوتی ہے) یا نرگس جیسا جام چاندی اور سونے کا بنا ہوا تھا۔ **بیت** عقل دراں دائرہ الخ۔ **ترجمہ** اُس دائرۂ مجلس میں عقل بھی بیخود ہو کر رہ گئی اور آخر کار صبر **بیت** در دہن از خندہ الخ

ترجمہ (وہاں خوشی کی اتنی کثرت تھی کہ عشاق کے) دہن میں ہنسی کی وجہ سے (سانس لینے کا) راستہ ہی نہ تھا۔ اس لئے خود طاقت کو بھی آہ کرنے کی طاقت نہ تھی۔ **بیت** صبر بسے زیر الخ۔ آہنگ پہلے مصرعہ میں بمعنی قصد و ارادہ اور دوسرے میں اونچا سُر۔ زیر۔ نیچا سُر۔ **ترجمہ** صبر بہت سے نئے نئے سُروں کا قصد رکھتا تھا۔ اور فتنہ دو بلند راگ الاپنے کے خیال میں تھا یعنی صبر مغلوب ہوتا چلا جاتا تھا اور فتنۂ عشق غالب۔ **بیت** یافتہ در نغمۂ الخ۔ **ترجمہ** ساز نغمۂ داؤدی میں (داؤد جیسے لحن میں) محمود کا قصہ ایاز کے کانوں تک پہنچا رہا تھا۔ یعنی عشاق کے دلوں کی تڑپ اور بیقراری اور ان کی کیفیت معشوق کے سامنے بیان کر رہا تھا۔ **بیت** شعر نظامی الخ **ترجمہ** نظامی کے اشعار شکر افشانی کر رہے تھے۔ اور غزلخواں غزالوں (معشوقوں) کا ورد بن رہے تھے۔ یعنی محبوبانِ خوش آواز نظامی کے اشعار گا رہے تھے۔

ثمرۂ خلوت دوم

بیت عمر براں الخ۔ **ترجمہ** اُس ازل کے بُنے ہوئے فرش پر عمر کا جو کچھ کھویا گیا تھا۔ عمر نے اُس کا بدل پا لیا تھا۔ یعنی اُس مجلس کی برکت اور خوشی سے گویا گذشتہ عمر پھر واپس آگئی۔ **بیت** تنگ دل از خندۂ الخ۔ **ترجمہ** شکر ترکوں (معشوقوں) کے خندہ کی وجہ سے تنگ ہو رہی تھی (خندہ شکر سے زیادہ شیریں تھا)

اور نظر آہوؤں کی آنکھ کا سرمہ چھینے لیتی تھی۔ **بیت** دیدہ دراں الخ۔ سجدہ۔ مشاہدہ
ترجمہ آنکھیں اُس سجدہ میں درود پڑھ رہی تھیں۔ اور کان اُس نامہ میں سلام پہنچا
رہے تھے۔ **بیت** ترک قصب پوش الخ۔ **ترجمہ** میرے کتاں پوش معشوق
نے اُس مجلس میں چاند کی مانند میرے دل کو کتاں کی طرح پارہ پارہ کر دیا تھا
بیت مہ کہ بشب دست افشاندن۔ رقص کرنا۔ **ترجمہ** چاند جسنے
رات بھر دست افشانی کی تھی (رات بھر چمکتا رہا تھا) شام سے لیکر صبح تک
اُس مجلس میں موجود رہا تھا۔ **بیت** ناوک غمزہ الخ۔ **ترجمہ** اگر غمزہ تیر ذرا اور پست
ہو جاتا تو جان زمین بوسی کے برابر ہو جاتی۔ یعنی اگر وہ تیر غمزہ کو کمان ابرو پر چڑھاتا تو
جان اُس کی پیشوائی کے لئے زمین کے برابر ہو جاتی۔ یعنی عشاق کو نشانہ بنا کر زمین پر
گرا دیتا۔ **بیت** شمع زنورش الخ۔ **ترجمہ** اُس کے نور کی وجہ سے شمع کی پلکیں بھی
آنسوؤں سے پُر تھیں اور چراغ کی آنکھ میں بھی رشک کی وجہ چھالے پڑ گئے تھے
بیت ہر ستمے کو الخ۔ **ترجمہ** ہر ستم جو اُس نے از راہ جفا شروع کیا۔ دل نے تبرک
کے طور پر اُسے وفا کے عوض میں لے لیا۔ **بیت** آں مہ نو الخ۔ **ترجمہ** وہ ماہ نو
(نو خیز معشوق) جو نور کی پٹی باندھے ہوئے تھا۔ وہ اپنے ماہ نو (چہرہ) کو عشاق سے
دور رکھتا تھا۔ کسی کی طرف نظر اُٹھا کر نہ دیکھتا تھا۔ **بیت** شیفتۂ شیفتۂ الخ **ترجمہ**
وہ اپنے عاشق کا عاشق تھا کہ اگر میری طرف سے ایک رغبت ہوتی تھی۔ تو اُس کی
طرف سے دس رغبتوں سے زیادہ ہوتی تھیں۔ **بیت** گہ شدے او سبزۂ الخ۔ **ترجمہ**
کبھی وہ سبزہ ہوتا تھا اور میں پانی کی نہر۔ اور کبھی وہ گاذر (دھوبی) ہوتا تھا اور میں آفتاب
ظاہر ہے کہ جس طرح پانی سبزہ کی شادابی اور آفتاب گاذر کے کام یعنی دُھلے ہوئے
کپڑوں کی خوشنمائی کا باعث ہے۔ اسی طرح عاشق معشوق کی شہرت حسن و جمال
کا باعث ہوتا ہے۔ **بیت** دل بہ تمنا الخ۔ **ترجمہ** دل اس تمنا میں تھا۔ کہ اگر دن ہماری

۴ **بیت** زاں آں الخ۔ **ترجمہ** ان تازہ خبروں سے جن کو اس رات میں برخوردار ہوا تھا ان سے اسوقت اگر میں کسیقدر واقف
بھی تھا تو اب ناواقف ہوں یعنی جو لذت کہ اس بات نہ جاننے میں تھی وہ اس بات کے جاننے میں نہیں ہے

شب کا پردہ سوزنہ ہوتا تو بھلا دن کا ہرج ہی کیا تھا۔ یعنی ہمیشہ رات ہی رہتی اور دن نہ چڑھتا۔ **بیت** امشب اگر جفت الخ۔ ترجمہ آج کی رات کو اگر سلامتی حاصل ہو جاتی تو گویا وہ قیامت کی صبح کے ہمنفس ہوتی۔ **بیت** روشنی آں شب الخ ترجمہ اُس آفتاب جیسی (روشن بلحاظ تجلیات وانوار غیبی) رات کو روشنی کو میں بہت ڈھونڈتا ہوں۔ مگر خواب میں بھی نہیں دیکھتا۔ **بیت** جز بچناں شب الخ شب خوش کردن۔ رات کو سونے کے لئے رخصت طلب کرنا۔ ترجمہ ایسی رات کے سوا مجھے کوئی زیادہ اچھی خوشی نہیں ہوسکتی جب سے اُس رات نے مجھے الوداع کہا ہے۔ میری کوئی رات بھی تو خوشی سے نہیں گذری۔ **بیت** زاں ہمہ شب الخ۔ ترجمہ اسی وجہ سے میں رات بھر آہ و نالہ کرتا ہوں۔ شاید کسی رات میں اُس رات کا کوئی تدارک کرسکوں۔ **بیت** روز سفید آں الخ۔ ترجمہ وہ روز روشن تھا سیاہ رات نہ تھی۔ وہ رات تو تھی لیکن شب معراج کی سی رات تھی۔ **بیت** ہر چہ بصد عمر الخ۔ ترجمہ جو کچھ کسی کے سیکڑوں عمروں (کی کوشش) کے بعد پایا ہو۔ وہ اُس رات ایک ہم نفس (دل) نے ایک لمحہ میں حاصل کرلیا تھا۔ **بیت** ماہ کہ بر لعل الخ۔ ترجمہ چاند جو (ہمیشہ) آسمان کے لعل (آفتاب) کے لئے کان کنی کرتا ہے (دراصل) رات بھر اُسی رات کے غم میں جان کنی کرتا ہے۔ یعنی چاند بھی اُسی شب کی تلاش میں ہمیشہ سرگردان ہے۔ **بیت** روز کہ شب الخ۔ ترجمہ دن جس کا مذہب ہی رات سے دشمنی کرنا ہے۔ وہ بھی ویسی ہی ایک رات کی تلاش میں ہے۔ **بیت** من شدہ فارغ الخ۔ ترجمہ میں (لذت مراقبۂ شب سے) فارغ ہوگیا۔ کیونکہ سحر کے راستے سے صبح تلوار مارتی ہوئی آگئی یعنی دن نکل آیا۔ **بیت** آتش خورشید الخ ترجمہ آفتاب کی حرارت نے میری پلکوں سے میرے محل میں پانی (کی ندیاں) بہادیں۔ آب سے مراد آنسو اور ایوان سے مراد جسم یا آنکھیں۔ یعنی آفتاب کے نکلتے ہی اُس شب کی حسرت میں میری آنکھوں سے

آنسو بہنے لگے۔ بیت ابر باغ آمدہ الخ۔ ترجمہ ابر کھیلتا ہوا باغ میں آگیا۔ اور آفتاب جیسے (گناہ کے داغ سے پاک) کپڑوں کو دھویا۔ یعنی میری آنکھوں سے آنسو اُمڈ اُمڈ کر تمام کپڑوں کو تر بتر کر رہے تھے۔ باغ سے مراد باغ وجود ہے۔ بیت حوضہ کہ آں الخ ترجمہ وہ حوض جو اُس چشمۂ خورشید نے تیار کیا۔ اُس نے مجھ اور تجھ جیسے کتنے ہی لوگوں کے سُبو توڑ ڈالے یعنی ظہور آفتاب نے ہماری اُمیدوں کو توڑ دیا۔ حوضہ سے مراد رخسار محبوب۔ بیت جرم ستارہ زدہ الخ۔ جرم ستارہ سے مراد قطرات عرق یعنی پسینہ کی بوندیں۔ سیم ناب۔ خالص چاندی مراد رخسار محبوب۔ زرد طلا۔ کنایہ ہے افشاں سے اور آفتاب۔ چہرہ۔ ترجمہ رخسار محبوب پر پسینہ کے قطرے ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے چاندی پر ستارے ٹانک دئے ہوں۔ اور پیشانی پر افشاں ایسی معلوم ہوتی تھی جس طرح آفتاب پر طلا کاری کی ہوئی ہو۔ بیت صبح گراں خواب الخ ترجمہ گراں خواب صبح نہایت تیزی سے بیدار ہو گئی اور خونریزی (عشاق) کیلئے خنجر ہاتھ میں لے لیا۔ بیت من زمصافش الخ۔ ترجمہ میں اُس کے مقابلہ سے عاجز آگیا۔ اور اُس کے خنجر (شعاع صبح) کے آگے اپنی جان کو ڈھال بنا دیا۔ بیت از پئے جانم الخ۔ ترجمہ (یوں کہنا چاہئے کہ) میری جان لینے کے قصد سے صبح۔ نہر (تاریکی) سے نکل آئی۔ اور اُس نے ایک پیاسے مشتاق (انوار غیبی) کو مار کر پُل اُس کے لئے توڑ ڈالا (یعنی دریائے حیرت میں ڈبو دیا) بیت بانگ برآمد الخ مکافات عوض۔ بدلہ۔ ترجمہ میرے ویران دل سے آواز نکلی کہ اے صبح میرا (میری وفاداری کا) یہی بدلہ ہے۔ بیت پیشترک زیں الخ ترجمہ اس سے ذرا پہلے جو میں کوئی (غمخوار) رکھتا تھا۔ وہ بہت سی شب افروز شمعیں تھیں (یعنی ہمصحبتان باطن) بیت آں شب و آں الخ۔ ترجمہ۔ اب جبکہ میرے لئے وہ شب اور وہ شمع نہ رہی۔ تو پھر کیا فائدہ۔ اور وہ اس طرح نیست ہو گئے۔ کہ گویا کبھی تھے ہی نہیں۔ بیت نیش دراں زن الخ۔

ترجمہ (اے سحر) نیش تو اُس شخص کے مار جس نے تجھ سے فائدہ اُٹھایا ہو پشیم کشیدن پریشان کردن۔ پنبہ کردن پریشان کرنا۔ اور اُس شخص کو پریشان کر جس نے تجھے پریشان کیا ہو۔ **بیت** خام کشی کن الخ۔ **ترجمہ** (اگر تجھے مارنا ہی ہے تو) کسی خام کو مار اس کا مارنا مناسب بھی ہے ورنہ جلے ہوئے کو جلانا تو کوئی بات ہی نہیں۔ **بیت** صبح چو در گریہ الخ۔ **ترجمہ** جب صبح نے میری آہ وزاری کو دیکھا۔ تو میری محبت اور ہمدردی میں شفق کی طرح خون روئی۔ **بیت** سوختہ شد خرمن الخ۔ **ترجمہ** میرے غم سے دن کا خرمن جل گیا اور آفتاب کا چشمہ میرے آنسوؤں سے ٹھٹھر گیا **بیت** باہمہ زہرم الخ۔ **ترجمہ** باوجود ہمہ تن زہر ہونے کے آسمان نے مجھے اُمید دلائی اور مار شب نے مجھے خورشید کا مُہرہ دیا یعنی باوجودیکہ آسمان کی گردش سے وہ رات جاتی رہی تھی۔ پھر بھی مجھے اُس کے میسّر ہونے کی تسلّی تھی۔ اور زہر فراق کے لئے جو مجھے اُس کی وجہ سے لاحق ہو رہا تھا۔ مجھے آفتاب کا مہرہ بخشا کیونکہ سانپ کے ڈسے ہوئے کے لئے مہرہ مفید ہوتا ہے (گویا آفتاب بھی ایک قسم کی تسلّی کا باعث تھا) **بیت** چوں انشراز الخ۔ **ترجمہ** جب میں نے نور سحر کا نشان پالیا تو پھر جہان والوں سے مُنہ پھیر لیا (یعنی اُس کی خوشی میں ایک عالم سے بے نیاز ہو گیا۔ **بیت** ہر کہ دریں الخ۔ مہد۔ گہوارہ۔ مہد رواں سے مراد آسمان۔ **ترجمہ** جس کسی نے بھی اس چلنے والے جھولے میں راستہ پایا (یعنی جو کوئی فلک پرواز ہوا) اکثر صبح کے نور سے ہی پایا (یعنی جس کسی نے بھی کوئی مرتبہ روحانی حاصل کیا۔ وہ سحر خیزی ہی کی بدولت حاصل ہوا) **بیت** اے زخجالت الخ۔ **ترجمہ** اے (مخاطب) وہ شخص کہ تیری تمام راتیں شرمندگی کی وجہ سے تیرے خوشی کے دنوں کی بدولت روسیاہ ہیں (یعنی تو نے عمر کے دن خوش عیشی میں گذار دیئے۔ اس لئے اب تیری راتیں بے نور ہیں) **بیت** منکہ ازاں شب الخ۔ **ترجمہ** میں نے جو اُس رات

کی تعریف کی ہے۔ وہ تعریف ازروئے معرفت کی ہے۔ **بیت** شب صفت پردہ الخ ترجمہ رات تنہائی کے پردہ کی تعریف ہے (یعنی شب سے میری مراد تنہائی اور خلوت کا حاصل ہوتا ہے) اور اس رات کی شمع بصیرت کا موتی ہے (تنہائی ہو اور پھر بصیرت حاصل ہو) **بیت** عود و گلاب الخ ترجمہ وہ عود اور گلاب جسے وہاں آراستہ کیا گیا تھا وہ چند خستہ دلوں کے آنسو اور آہیں تھیں (عود سے مراد آہیں اور گلاب سے مراد آنسو) **بیت** واں ہمہ خوبی الخ۔ ترجمہ اور وہ تمام خوبی جو اُس مسند پر موجود تھی، وہ شب قدر جیسی مبارک خیالات کا نور تھا (اُس مجلس میں جو خوبصورتی کے لوازم بیان کئے گئے تھے اُن سے پاکیزہ خیالات مراد تھے) **بیت** محرم آں پردہ الخ۔ پردۂ زنگار خورد۔ زنگ کھایا ہوا۔ پردہ یعنی آسمان بلحاظ سبزی و کہنگی۔ ترجمہ اس آسمان کے نیچے اُس زنگ کو دور کر دینے والے پردہ (خلوت نشینی) سے کون واقف ہے۔ **بیت** صبح کہ پروانگی الخ۔ ترجمہ صبح جس نے پروانہ بننا سیکھا ہے۔ وہ بھی اُس شمع سے زیادہ خوبی کے ساتھ نہیں جلی (صبح کو آفتاب کا پروانہ قرار دیا ہے اور پھر بلحاظ روشنی اور سفیدی کے اُسے شمع سے بھی نسبت دی ہے۔ لیکن اُس صبح جیسی کوئی صبح روشن نہیں ہوئی۔ کہ اس میں تجلیات کا ظہور ہو رہا تھا) **بیت** گوش کزاں الخ۔ ترجمہ کوشش کر تاکہ تجھے اُس شمع کا داغ نصیب ہو جائے (ویسی ہی صبح تجھے بھی حاصل ہو جائے) تاکہ تو بھی نظامی کی طرح چراغ معرفت تک پہنچ جائے

مقالۂ اوّل در خلقتِ آدمؑ و اوصافِ آنحضرت صلعم

بیت اوّل کیں عشق (قطعہ بند) الخ۔ ترجمہ (انسان سے) پہلے جبکہ یہ عشق پرستی نہ تھی اور عالم عدم میں ہستی کا ذکر نہ تھا۔ **بیت** مقبلے از کتم الخ۔ ترجمہ عدم کے پردے سے ایک اقبالمند (آدم) وجود میں آیا۔ وہ عالم وجود کی طرف آیا اور دروازۂ وجود کھولدیا یعنی آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور پھر مخلوقات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ **بیت**

بازپسیں طفل الخ پہلے مصرعہ کی نثر یوں ہوگی طفل بازپسیں پریزادگاں۔ ترجمہ نبی جان کے بعد کا لڑکا اور آدم زادوں میں سب سے پہلا کہتے ہیں کہ انسان سے پہلے دنیا میں جن و پری تھے اور اُن کے بعد انسان پیدا ہوا۔ **بیت** آں بخلافت الخ۔ ترجمہ اُنہوں نے اپنے جھنڈے کو خلافت سے آراستہ کیا۔ اور جھنڈے کی طرح گرے اور پھر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ خلافت سے جھنڈے کو آراستہ کرنے سے یہ مراد ہے کہ انہیں خلافتِ خداوندی عطا ہوئی۔ جھنڈے کی طرح گرنے سے مراد اُن کی لغزش یعنی گیہوں کا دانہ کھالینا اور بہشت سے نکالا جانا ہے۔ اور پھر اُٹھنا یعنی توبہ کا قبول ہونا۔ **بیت** علّم آدم صفت الخ۔ ترجمہ "علّم آدم" اُن کی پاک صفت ہے۔ اور "خمر طینت" اُن کے وجود کا شرف ہے۔ علّم آدم الاسماء کلّھا۔ خدا تعالیٰ نے آدمؑ کو تمام چیزوں کے نام سکھا دیئے اور خمرت طینت ادم بیدی اربعین صباحاً۔ (میں نے آدم علیہ السّلام کی مٹی کو اپنے ہاتھوں سے چالیس دن تک خمیر کیا) **بیت** آں بگہر ہم الخ۔ ترجمہ وہ اپنی ذات میں صاحبِ کدورت بھی تھے اور صاحبِ صفا بھی (چنانچہ صفی اللہ ان کا لقب ہے) وہ کسوٹی بھی تھے۔ سونا بھی تھے۔ اور صرّاف بھی۔ کدر باعتبار جسمانیت صفے باعتبار روحانیت۔ کسوٹی اس لحاظ سے کہ فرشتوں کو اُن کے ذریعے سے پرکھا گیا۔ زر اخلاق کی پاکیزگی کے لحاظ سے اور صرّاف اس اعتبار سے کہ وہ نیک و بد۔ کھرے کھوٹے میں عقل سلیم کے ذریعہ تمیز کر سکتے ہیں۔ **بیت** شاہد فتنہ افلاکیاں الخ۔ فتنہ آزمایش میں ڈالنے والا۔ نوخط۔ زیبا۔ ترجمہ وہ آسمان والوں (فرشتوں) کو آزمائش میں ڈالنے والا معشوق تھا۔ اور زمین والوں کا آئینہ اور یگانہ محبوب تھا۔ آئینہ خاکیاں۔ باعتبار ظہورِ انابت و خشیت الٰہی۔ کہ انسان کا جمال عجز و انکسار ہی میں ہے۔ **بیت** پارۂ او ساعدے الخ ترجمہ اُن کا کنگن (معرفت و حکمت) جان کے لئے زینت ہے۔ اور اُنکی کلائی

ساتوں آسمانوں کا کنگن پہنے تھی یعنی ساتوں آسمان بھی اُن کی خدمت و آسائش کے لئے پیدا ہوئے تھے۔ **بیت** آں زدو الخ۔ **ترجمہ** وہ دو گھواروں (جسم و روح) سے تیار ہوئے۔ اور دو گوہروں (وہی خاک اور روح مراد ہے) کے مغز کو باہم ملا دیا۔ یا دو گوہروں کا مغز ملا ہوا تھا۔ **بیت** پیشکش خلقت الخ۔ زندانیاں سے مراد دیگر انسان مقید عدم ہونے کے۔ پیشکش۔ اول و تحفہ۔ **ترجمہ** مجوسان عدم کا تحفہ اور روحانیوں (فرشتوں) کے ساقی اور محتسب۔ ساقی بلحاظ فیض رسانی اسمار آموزی اور محتسب بمعنی مواخذہ کرنے والا کیونکہ ابلیس کی سزا کا باعث ہوئے۔ دوسرے مصرع میں محتسب و ساقی پڑھنا زیادہ مناسب ہے۔ **بیت** سر حد خدمت الخ۔ بازار سے مراد ذات۔ بکری۔ اچھوتی۔ یہاں رحمت کو اس لئے باکرہ قرار دیا ہے کہ وہ پہلے پہل آدم علیہ السلام پر ہی نازل ہوئی۔ **ترجمہ** اُن کی ذات بندگی کی سرحد تھی (یعنی اُنہوں نے عبادت کو انتہا تک پہنچا دیا تھا کہ اُس سے بڑھکر نہیں ہو سکتی۔ اس لئے) باکرۂ رحمت اُن کے کام (نکاح) میں آگئی۔ رحمت کا اُن پر نزول ہوا۔ **بیت** طفل چہل روزہ الخ۔ آدم علیہ السلام کو طفل چہل روزہ اس آیۃ خمرت طینت آدم بیدی اربعین صباحا کی وجہ سے قرار دیا ہے۔ **ترجمہ** وہ توتلی زبان والا چالیس دن کا بچہ (ایسا تھا کہ) چالیس سالہ بوڑھا شیطان بھی اُس سے درس لے۔ **بیت** خوب خط عشق الخ۔ خوب خط۔ خوشنویس۔ نبشت خط۔ **ترجمہ** وہ خط عشق کا خوشنویس تھا اور گویا وہ درخت گلاب تھا جو بہشت سے آیا تھا۔ **بیت** نورے ازاں دیدہ الخ **ترجمہ** وہ اُس آنکھ کا نور تھے جو سب سے زیادہ بینا ہے۔ اور اُس شاخ (لامکان) کے پرند تھے جو سب سے زیادہ بلند ہے۔ **بیت** زوشدہ مرغان الخ۔ **ترجمہ** طائران فلک بھی اُس سے دانہ چیں تھے (فرشتے بھی اُن سے فیض حاصل کرتے تھے) اسی وجہ سے تمام سر بسجود ہو گئے۔ **بیت** داں بیکے دانہ الخ۔ **ترجمہ** اور اُنہوں (آدم)

نے ازراہ بخشش ایک دانہ کے عوض اپنے لباس اور اپنی آرائش وزینت کو بھی اُتار پھینکا۔ یعنی آدم علیہ السّلام کا دانہ گندم کو کھانا دوسرے لوگوں پر ایک قسم کا کرم تھا۔ کہ انسانی مراتب کی بلندی و بزرگی درحقیقت جنّت سے نکلنے پر ہوئی اور خود آدمؑ کو بھی اسکی بدولت درجۂ "صفی اللہ" حاصل ہوا۔ **بیت** آمدہ در دام الخ۔ **ترجمہ** وہ ایسے دانے کے جال میں آگئے جو شکرانے کے اندازہ سے کمتر تھا۔ یعنی حقیر دانے کو کھا لیا۔ **بیت** زاں بدعاہا الخ۔ **ترجمہ** اس لئے وہ دعاؤں کے بعد وجود میں آگے۔ اور تمام عالم فرشتگان سجدے میں گر پڑا۔ **بیت** بر در آں الخ۔ شوریدہ۔ ابلیس۔ **ترجمہ** اس کے دروازہ پر جو سر آنکھ کا قبلہ تھا ایک شوریدہ سر کا سجدہ خطا ہوگیا (یعنی شیطان نے سجدہ نہ کیا) **بیت** گشت گل افشاں الخ۔ گل افشانی۔ دے کا مرجع آدمؑ۔ **ترجمہ** آٹھوں بہشت سے آدمؑ کی گل افشانی سب کے لئے تو گلبرگ تھی لیکن ابلیس کے لئے داغ تھی۔ یعنی آپ پر نزول برکات سب کے لئے باعث مسرت تھا۔ لیکن ابلیس کے لئے باعث رنج وملال تھا۔ **بیت** بے تو نشاطیش الخ۔ ارم سے ذات وجود آدمؑ **ترجمہ** (اے مخلوق) تیرے بغیر ان کو وجود میں کوئی خوشی نہ تھی۔ اور اُن کی ذات میں ایک لمحہ کے لئے بھی سکون نہ تھا (ہر وقت تولد اولاد کے لئے بیقرار رہتے) **بیت** طاقت آں کارکیائی الخ۔ طاقت سے صبر مراد ہے۔ کارکیائی بمعنی ریاست وحکومت۔ **ترجمہ** وہ (تیرے بغیر) اُس فرمانروائی کے لئے صبر وضبط نہ رکھتے تھے۔ کیونکہ وہ تیرے غم سے آزاد نہ تھے۔ مصرع ثانی اس طرح چاہیئے۔ کز غم کار تو رہائی نداشت۔ **بیت** ز آرزوئے ما الخ۔ **ترجمہ** ہماری آرزو میں جو اُن کے دل میں نئی نئی پیدا ہوئی تھی۔ دانہ گندم کا کھانا اُن کے لئے جو برابر تھا (اس خواہش میں کہ اولاد پیدا ہو اُنہوں نے غلطی سے گیہوں کھالیا۔ اور اس شوق کے غلبہ میں اُسے ایک معمولی بات سمجھے۔ **بیت** گرمئی گندم الخ **ترجمہ** گیہوں کی گرمی نے اُن کے جگر کو گرما دیا۔ اور دانہ گندم کے وسط کی طرح اور دو پارہ

ہو گئے۔ **بیت** او کہ چو گندم الخ (آئندہ شعر سے قطعہ بند) **ترجمہ** وہ جو گندم کی طرح بے سروپا تھے (گندم کا بے سروپا ہونا ظاہر ہے۔ اور آدم علیہ السلام کی بے سروپائی اُن کی بے سروسامانی ہے) سوائے زمین کے (جو گندم کے اُگنے کی جگہ ہے) اور بجز پتھر کے (جو گندم پیسنے کا آلہ ہے) وہ اور کوئی سامان نہ رکھتے تھے۔ جبتک قضاوقدر نے (اُنہیں بہشت سے زمین پر) نہ پھینکدیا۔ اُس وقت تک وہ اُمید سے آزاد نہ ہوئے (زمین پر اُترنے کے وقت تک وہ برابر اولاد کی تمنّا اور امید میں رہے) اور جبتک قضاوقدر نے اُنہیں (گندم کی طرح) پیسا نہیں اُس وقت تک وہ بامراد نہ ہوئے (گندم کی روسفیدی آٹا بننا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ پس کر ہی اس کا آٹا بنتا ہے۔ اور آدمؑ کی روسفیدی اپنے مقصد میں کامیابی تھی۔ اور ان کا ٹوٹنا زمین پر آکر آزمائش و ابتلا میں گرفتار رہنا تھا) **بیت** گندم گوں گشتہ الخ۔ **ترجمہ** آپ کا پوست گھاس کی طرح گندم گوں ہو گیا (غم و تکلیف سے زرد پڑ گیا) اور آسمان کی طرح اُس دانے کے کھا لینے کی وجہ سے اُبھر گیا (یعنی بعد قبول توبہ۔ **بیت** چوں جو و گندم الخ خاک آزما۔ مساح زمین۔ **ترجمہ** اے گندم دکھائی دینے والے جَو (دغاباز۔ مکّار) تیرے غم میں آدمؑ گندم اور جَو کی طرح خاک آزما ہوئے۔ **بیت** خوردن آں الخ۔ نامردم نالائق۔ **ترجمہ**۔ اُس نالائق گندم کے کھا لینے نے آپ کو گندم کے دل کی طرح ننگا کر دیا۔ یعنی جس طرح گندم کا شگاف ننگا ہوتا ہے اسی طرح آپ دانہ کھا لینے پر برہنہ ہو گئے۔ اور کپڑے اُتر گئے۔ **بیت** آں ہمہ خواری الخ۔ یکدلی۔ محبت۔ بدخواہ شیطان **ترجمہ** وہ تمام خواری جو آپ نے دشمن کی طرف سے اُٹھائی (اس کی وجہ یہی تھی کہ) گندم کی محبت نے آپکو راستہ سے بھٹکا دیا تھا۔ **بیت** گندم سخت از الخ۔ **ترجمہ** گندم افسردہ جگر ہونے کی وجہ سے سخت ہے (اس لئے) اُس کا کھانا بھی مردہ دلی کا سرمایہ ہے **بیت** اے بتو سرشتہ الخ (آئندہ شعر سے قطعہ بند) **ترجمہ**

ترجمہ اے وہ کہ تیری وجہ سے اُن کی (آدمؑ) جان کا سررشتہ گم ہوگیا۔ اور اے وہ کہ دانۂ گندم ہی تیرا جال بنا (تو گندم کھانے ہی کی وجہ سے گرفتار ہوا) گندم نے تیرا خون پینے کی تیاری کرلی ہے کہ وہ سر سے پاؤں تک مُنہ کھولے ہوئے ہے شگاف گندم کو اس کا منہ قرار دیا ہے۔ **بیت** قرص جویں الخ۔ ترجمہ جو کی روٹی توڑ (کھا) اور صبر کر۔ خبردار کہیں آدمؑ کو فریب دینے والا گیہوں نہ کھا یعنی جو۔ **بیت** نیک دلی پیر والخ۔ ترجمہ تو تو نیکدل ہے۔ شیطان کا پیرو نہ بن۔ اور تو تو امیر کا شیر ہے دربان کا کتا نہ بن (یعنی تجھے تو اعلیٰ مرتبہ دیا گیا ہے تو پستی کی طرف مائل نہ ہو۔ **بیت** چرک نشاید الخ۔ ترجمہ اُس وقت تک تیرے وجود سے (گناہ کی) آلودگی نہ دھوئی جائے گی۔ جبتک تو آدمؑ کی طرح سچی توبہ نہ کریگا۔ **بیت** عذر نہ آنرا الخ۔ ترجمہ اگر کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو اُس کے لئے (خدا تعالیٰ سے) معذرت (توبہ) کر۔ کیونکہ آدمؑ اسی عذر (توبہ) کی بدولت مرتبے تک پہنچے (توبہ کے بعد خدا نے اُنہیں پھر برگزیدہ کیا) **بیت** چوں زپئے دانہ الخ۔ ترجمہ جب وہ دانے کے خواہشمند ہوئے۔ تو زمین کی اس کھیتی کے کاشتکار بن گئے۔ **بیت** او کہ دریں دانہ الخ۔ ترجمہ وہ (آدمؑ) کہ اُنہوں نے اس دانے کے لئے خام طمع کی۔ اُنہوں نے خود کو اس جال میں گرفتار کرلیا۔ این دام۔ دنیا۔ افگندہ مغلوب یعنی مغلوب دنیا ہوگئے۔ **بیت** آب رساندایں الخ۔ آب۔ سرسبزی وشادابی۔ گل پروردہ جسم آدمؑ ترجمہ (اُنہوں نے) اپنے وجود کو جو پروردۂ خداوندی تھا سبز وشاداب بنالیا۔ اور سراندیب (لنکا) میں خیمہ لگالیا کیونکہ آدم علیہ السّلام بہشت سے سراندیپ میں پھینکے گئے تھے۔ اور حوّا علیہا السّلام عدن میں۔ سبز وشاداب بنالیا یعنی توبہ سے پھر مرتبہ بلند مل گیا۔ **بیت** از پئے خجلت الخ۔ ترجمہ شرمندگی کے باعث منفعل ہوکر وہاں (لنکا) بھاگ گئے اور اس پہاڑ پر بہت پانی بہایا (یعنی بہت

روئے) **بیت** ۔ رتے از نیل الخ۔ **ترجمہ** مدت تک اس مٹکے جیسے آسمان کے نیل سے ہندوستان میں نیل سازی کا پیشہ کرتے رہے (نیلگوں آسمان کے نیچے سراندیپ میں جو سرحد ہندوستان ہے نیل سازی کرتے ہیں یعنی روتے رہے اور توبہ و استغفار کرتے رہے) **بیت** چوں کفش از الخ۔ **ترجمہ** جب آپ کے ہاتھ آسمان کے نیل سے (یعنی آلایش معصیت سے جو بہشت میں کی تھی) دُھل گئی تو آپ کے قدموں کے نیچے سے نیل پیدا ہوگیا (حُسن تعلیل کے طور پر نیل کے پیدا ہونے کی وجہ یہ قرار دی ہے کہ آدمؑ کے نیلگوں آنسو جہاں گرے تھے وہاں نیل پیدا ہوگیا) **بیت** ترکِ خطائی الخ۔ **ترجمہ** وہ ترک خطائی یعنی چاند کی مثل بن گئے۔ اور گناہ کی زلف (سیاہی) کو کلاہ کے نیچے کر لیا (چھپالیا کیونکہ رونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اُسے معاف کر دیا) **بیت** چوں دلش از الخ۔ **ترجمہ** جب اُن کے دل کو توبہ سے لطافت حاصل ہوگئی تو ملکِ دنیا کے خلیفہ ہو گئے۔ **بیت** تخم وفا در الخ۔ **ترجمہ** اُنہوں نے عدل کی زمین میں وفا کا بیج بویا۔ اور اُس کھیتی کا کچھ موقومہ حصہ ہمارے لئے بھی مقرر کر دیا یعنی ہمیں بھی وفا کا کچھ حصہ مل گیا۔ **بیت** ہر چہ بدو خازن الخ۔ حجرۂ شش در۔ چھ دروازوں والا حجرہ مراد دنیا بلحاظ شش جہت۔ **ترجمہ**۔ جنت کے خزانچی نے جو کچھ آپ کو دیا وہ سب آپ نے اس دنیا میں رکھ دیا۔ **بیت** برخوردازیں الخ۔ **ترجمہ** تو اس سرمایہ سے فائدہ اُٹھا۔ کیونکہ اسکا نفع تیرے ہی لئے ہے۔ اس کا بونا تو اُن (آدمؑ) کے ذمہ تھا اور کاٹنا تیرے ذمہ یعنی یہ تمام محنت و مشقت وہ تیرے ہی لئے کر گئے جس طرح کہ **بیت** نالۂ عود از الخ از بمعنی برائے۔ نالۂ عود۔ وہ آواز جو عود جلتے وقت پیدا ہوتی ہے۔ **ترجمہ** عود کا نالہ انگیٹھی کو خوشبودار کرنے کے لئے ہے اور گدھے کی محنت کشی بالان ڈالنے والے شخص کے لئے ہے۔ **بیت** کار تراہے الخ۔ **ترجمہ** چونکہ تیرے کام (رزق رسانی) کو قضاو قدر نے

تیری عدم موجودگی میں آراستہ کیا ہے۔ اس لئے تجھے لطف وعنایت سے نامزد کیا ہے۔ یعنی تجھ پر خاص مہربانی فرمائی گئی ہے۔ **بیت** کشتیٔ گل باش الخ ترجمہ موج بہار کی طرح لطافت اور پسندیدگی میں) پھولوں کی کشتی بن جا۔ خبردار! کانٹے کی طرح باغ میں لنگر انداز نہ ہو جانا (نرم اور پسندیدہ اخلاق بن تاکہ لوگ پسند کریں۔ نہ کہ تند خو اور تلخ مزاج کہ لوگ تنگ آجائیں) **بیت** راہ بدل شو الخ — ترجمہ جب تو نے خزاں دیکھ لی (یعنی پیری آگئی) تو پھر دل کی طرف چل کیونکہ اُس وقت پانی سر سے گذر جاتا ہے۔ اور جان میں آگ لگ جاتی ہے۔ یعنی (جب بڑھاپے کی خزاں آجائے۔ تو پھر ضرور دل کی صفائی کی طرف متوجہ ہو جانا چاہیئے پہلے مصرع میں بریدی کے بجائے بدیزی چاہیئے۔ **بیت** صورت شیری الخ ترجمہ تو ظاہر میں تو شیر کی طرح ہے لیکن تیرا دل شیر جیسا نہیں ہے۔ اگرچہ تیرے پاس دل ہے مگر اُس میں جرأت نہیں ہے۔ **بیت** شیر تواں بست الخ۔ ترجمہ مکان کی نقش کاری میں بھی شیر بنا سکتے ہیں۔ لیکن (وہ ایسا ہی شیر ہوتا ہے کہ) سیکڑوں لکڑیاں مارنے کے بعد بھی وہ اپنی جگہ سے جنبش نہیں کرتا۔ **بیت** خلعت افلاک الخ ترجمہ آسمان کا خلعت بلندی وسرفرازی) تجھے زیب نہیں دیتی۔ تو خاکی ہے اور بجز خاک کے تیرے لئے اور کوئی چیز زیبا نہیں۔ **بیت** طالع کارت الخ۔ زبونی۔ عجز وانکسار۔ ترجمہ تیرے کام کی خوش طالعی عجز وانکسار ہی میں ہے۔ اور دل کا حاصل ہونا یا دل کی تقویت کمی میں ہے اور زیادتی میں غم ہے۔ یعنی جسقدر سر میں زیادتی ہوتی جائیگی اُسی نسبت سے غم بڑھتا چلا جائیگا۔ **بیت** ورنہ چرا کرد الخ۔ شہر کشائے۔ شہروں کو فتح کرنے والا۔ مراد شجاع وجوانمرد۔ شہر بند۔ مقید۔ پہلے شعر میں جو دعوے کیا ہے یہ شعر اس کی دلیل ہے۔ ترجمہ ورنہ بلند آسمان نے تجھ جیسے شجاع وبہادر کو مقید کیوں کر دیا ہے۔ یعنی اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ جسقدر آزادی اور سرسامان

کی زیادتی ہوگی۔ اُسیقدر غم زیادہ ہوگا۔ بیت دائرۂ کروار الخ۔ ترجمہ دائرہ کی طرح ہر وقت کمر بستہ رہ۔ تو آسمان کے قبضہ میں ہے اس کے ساتھ تندی و برابری نہ کر۔ بیت تیز تگی شیوۂ الخ ترجمہ تیز رفتاری آگ کی خصلت ہے اور تو خاکی ہے لہذا آہستہ چل کہ تو رفتار سے رہ نہ جائے۔ بیت آب صفت باش الخ۔ ترجمہ پانی کی سی خاصیت والا بن جا اور نہایت نرمی سے چل کیونکہ ہلکا پانی گراں قیمت ہوتا ہے۔ بیت گوہر تن در الخ۔ ترجمہ وجود کے موتی کو لوگوں نے لاغری ہی میں پایا ہے۔ اور جان کی قیمت سبکروحی ہی میں حاصل کی ہے۔ بیت باد سبک روح الخ ترجمہ۔ ہلکی پھلکی ہوا سیر کرتی پھرتی ہے اور تو کوہ قاف سے بھی زیادہ گراں جان ہے یعنی تو جگہ سے حرکت ہی نہیں کرتا۔ اس لئے تجھے سیر کہاں حاصل ہو سکتی ہے بیت گر نہ فریبندۂ الخ۔ ترجمہ اگر تو کانٹوں کی طرح رنگ گل کا فریفتہ نہیں ہے تو پھر گل بنفشہ کی طرح اپنی طرف ہر وقت متوجہ نہ رہ۔ یعنی خود بینی نہ کر۔ بیت خانۂ مصقل الخ۔ ترجمہ ہر جگہ تیری توجہ صیقل شدہ گھر کی طرف ہے (تو ہمیشہ کسی آراستہ و پیراستہ گھر کی فکر میں لگا رہتا ہے) اسی وجہ سے تیری آنکھیں خود تیری طرف لگی ہوئی ہیں۔ ظاہر ہے کہ صیقل شدہ چیز سے چہرہ نظر آسکتا ہے۔ بیت گرچہ پرستندۂ الخ (آئندہ شعر سے مطلع بند) ترجمہ خواہ تو ہر خط و خال کا پرستار بن جائے اور خواہ تو صبح کی طرح ہر ایک سے الگ ہو جائے (کہ صبح کے ستارے وغیرہ تمام غروب ہو جاتے ہیں اور صبح مجرد رہ جاتی ہے) پھر بھی تو اپنا عاشق اور صورت پرست ہی رہیگا۔ اسی لئے تو تو آسمان کی طرح آئینہ ہاتھ میں لئے ہوئے ہے (آئینہ سپہر سے مراد آفتاب) بیت گر تو چو سنگی الخ۔ ترجمہ اگرچہ تو پتھر جیسا (بے حس) بن جائے پھر بھی تجھے ایک نہ ایک دن غم کی لذت چکھنا پڑیگی اور ان بے نمکوں (دنیاداروں) سے تجھے جدا ہونا پڑیگا۔ بیت ظلم رہا کن الخ۔ ترجمہ ظلم چھوڑ دے اور وفا کی طرف دوڑ (ارے نادان!)

مخلوقات کیا بلا ہے ؟ خدا کی طرف دوڑ۔ **بیت** نیکی او بین الخ۔ ترجمہ اُس (خدا) کی نیکی دیکھ اور اُسی پر عمل پیرا ہو (تخلقو باخلاق اللہ کی طرف اشارہ ہے) اور اپنی بدی کا اعتراف کر۔ **بیت** چوں تو خجل الخ۔ ترجمہ جب تو ایک منفعل شخص کیطرح زندگی بسر کریگا تو خدا کی رحمت تجھ پر فضل کریگی ۔

داستان بادشاہ آمرزش خواہ از نا اُمیدی

بیت دادگرے دید الخ۔ ترجمہ ایک عادل بادشاہ نے اپنی رائے صائب سے ایک ظالم کو خواب میں دیکھا۔ **بیت** گفت خدا با چو تو الخ۔ ترجمہ (داد گر نے پوچھا کہ تجھ جیسے ظالم کے ساتھ خدا نے کیسا سلوک کیا۔ اور اُن مظالم کے دنوں نے تیری اس رات (مرنے کے بعد) میں کیا عمل کیا۔ **بیت** گفت چو من الخ۔ آئندہ شعر سے قطعہ بند۔ ترجمہ (ظالم) نے جواب دیا۔ کہ جب میری زندگی ختم ہونے آئی تو میں نے تمام کائنات کا بغور ملاحظہ کیا۔ کہ آیا آج کون میری رہنمائی کرنیوالا ہے یا خدا کے واسطے کون مجھ پر نظر عنایت کرنے والا ہے (لیکن میں نے دیکھا کہ) **بیت** در دل کس الخ۔ ترجمہ کسی شخص کے دل میں بھی میری ہمدردی نہ تھی۔ اور کسی کو مجھ پر عنایت کا گمان بھی نہ تھا (اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ) **بیت** لرزہ بر اُفتاد الخ ترجمہ میں بید کی طرح (خوف سے) لرزنے لگا اور شرمندہ و مایوس ہوگیا۔ **بیت** طرح بغرقاب الخ۔ ترجمہ میں نے یاس میں غرق ہونے کی ٹھہرائی (یعنی مخلوق سے بالکل ناامید ہوکر) اور خدا تعالیٰ کی بخشش پر بھروسا کر لیا (اور کہا) **بیت** کاے من میکیں الخ ترجمہ کہ اے وہ ذات کہ میں بیکس و بیچارہ تجھ سے منفعل ہوں۔ خجل ہونے والوں کو معاف کردے اور بخشدے۔ **بیت** گرچہ زفرمان الخ ترجمہ اگرچہ میں نے تیری نافرمانی کی ہے۔ لیکن تو مجھے رد نہ فرما۔ کیونکہ میں سب کے ہاں سے

رد ہو چکا ہوں۔ **بیت** یا ادب من الخ۔ **ترجمہ** یا تو اب مجھے آگ کے شعلوں سے سزا دے یا تمام لوگوں (کے خیال) کے خلاف سلوک کر یعنی بخشدے۔ **بیت** چوں خجلم دید الخ۔ **ترجمہ** جب (خدا نے) مجھے امداد کرنے والوں سے شرمندہ دیکھا (کسی کو میرا مددگار نہ پایا) تو اُس بیکسوں کے یاور نے (خود ہی) میری یاوری کی۔ **بیت** فیض کرم را الخ۔ **ترجمہ** میری باتوں (یعنی الحاح وتضرع) نے بخشش خداوندی کے فیض میں اثر کیا۔ اور اُس نے (فیض کرم نے) میرے (گناہوں کے) بوجھ کو پھینک دیا۔ اور مجھے (افتادگی سے) اُٹھالیا۔ **بیت** ہر نفسی کاں الخ۔ **ترجمہ** ہر وہ سانس جو انفعال کے ساتھ نکلے وہ شور قیامت (یعنی مصائب قیامت) کا بھی محافظ ہو سکتا ہے (یعنی گناہوں پر پشیمانی قیامت کی پریشانی سے نجات دلا سکتی ہے۔ **بیت** جملہ نفسہائے الخ۔ باد سنج۔ ہوا کو تولنے والا یعنی لغو و بیکار کام کرنے والا۔ کیل۔ پیمانہ۔ وزن۔ **ترجمہ** اے بیہودہ کردار شخص تیری تمام زندگی (کہ وہ مجموعۂ انفاس ہے) نقصان کا پیمانہ ہے۔ اور رنج کی ترازو (یعنی تو اپنی عمر میں سوائے رنج اور نقصان کے اور کچھ حاصل نہیں کرتا) **بیت** کیل زیاں الخ۔ **ترجمہ** تو خیال کرلے کہ تیری زندگی کے سال اور ہستی نقصان کا پیمانہ بن چکے اور ان سالوں اور مہینوں کو ختم شدہ فرض کرلے۔ **بیت** ماند ترازوئے الخ۔ **ترجمہ** تیری زندگی کی ترازو جواہرات (حاصل زندگی) اور موتیوں (معرفت الٰہی) سے خالی رہ گئی ہے۔ تیرا پیمانۂ معرفت تو خالی ہے اور پیمانہ عمر بھر چکا ہے۔ **بیت** سنگ زمیں الخ۔ سنگ زمیں۔ جواہر۔ سنگ ترازو۔ پاسنگ۔ مہرۂ گل۔ مٹی کا مہرہ۔ مراد چاندی سونے کے مالا وغیرہ **ترجمہ** زمین کے پتھر کو اپنی اس ترازوئے وقار و عزت کا پاسنگ بھی نہ بنا۔ اور ان مٹی کے مہروں کو مہرۂ بازو نہ بنا یعنی مائل بہ دنیا نہ ہو۔ **بیت** یکدرم است الخ۔ **ترجمہ** وہ محض ایک درم (یعنی نہایت حقیر و ذلیل چیز ہے) جس کا تو غلام بنا ہوا ہے اور وہ محض

ایک سانس ہے جس کی بدولت تو زندہ ہے۔ **بیت** ہر چہ دریں الخ۔ **ترجمہ** اس پردہ (دنیا) میں جو کچھ حاصل کرتا ہے اُسے دے ڈال۔ خود نہ لے۔ بلکہ جہاں تک ہو سکے دے ہی دے۔ **بیت** تا بود آں الخ۔ **ترجمہ** تاکہ جب بہتری کا دن ہو (یعنی قیامت کا دن آجائے) تو تیری گردن (لوگوں کے احسان سے) آزاد ہو اور تیری کمر (حق طلبوں کے ہاتھ سے) خالی ہو۔ **بیت** دامن یتیماں الخ۔ **ترجمہ** تیرا دامن یتیموں کا قرض نہ بن جائے۔ یعنی قیامت کے دن تیرا دامن یتیموں کے ہاتھ میں نہ ہو) اور تیری گردن بوڑھی (بیوہ) عورتوں کی زیر بار نہ ہو (یعنی یتیموں اور بیواؤں کا مال ناحق نہ کھا جا) **بیت** بازہل ایں الخ۔ **ترجمہ** اس فرش (دنیا) کو جو پرانا ہو چکا ہے چھوڑ دے۔ اور اپنے اس آلودۂ گناہ دامن کو دور کر دے۔ **بیت**۔ یا چو غریباں الخ **ترجمہ** یا تو مسافروں کی طرح سفر آخرت کے لئے زادِ راہ ساتھ لے (نیک اعمال کر) اور یا نظامی کی طرح جہان سے کنارہ کش ہو جا۔

مقالۂ دوم در محافظت عدل و انصاف و نگاہداشتنِ خلق

بیت اے ملک جاوراں الخ (انسان سے مخاطب ہے) **ترجمہ** اے وہ کہ تیری رائے تمام جانداروں کی بادشاہ ہے۔ اور اے وہ کہ تیرا پاؤں (یعنی پایہ و مرتبہ) بادشاہوں کے لئے (بمنزلہ) موتی ہے۔ **بیت** گر ملکی خانہ الخ۔ **ترجمہ** اگر تو بادشاہ ہے تو شاہی محل کی تلاش کر۔ اور اگر تو موتی ہے (ذات و صفات میں تو خزانۂ (معرفت) خداوندی کی جستجو کر۔ **بیت** زاں سوئے عالم کہ الخ۔ آنسوئے عالم سے مراد عالم لاہوت۔ **ترجمہ** اُس جہان کی طرف کہ اس میں (سوائے معرفت) اور کوئی راستہ ہی نہیں ہے میرے اور تیرے (یعنی بنی نوع انسان) کے سوا کوئی واقف ہی نہیں ہے۔ **بیت** زاں ازلی نور الخ۔ **ترجمہ** اُس ازلی نور

(روح) سے جسے قضاو قدر نے پرورش کیا ہے۔ تجھ میں کچھ زیادہ ہی نظر کی ہے (تجھے بہ نسبت دوسرے لوگوں کے اُس کا زیادہ حصہ ملا ہے) **بیت** نقد عزیزی الخ۔ عزیز سلاطین مصر کا خطاب تھا یعنی معنی عزت والا۔ **ترجمہ** تو بذات خود عزیز (عزت والا اور بادشاہِ وقت) ہے اور تمام جہان تیرا شہر ہے بلکہ خود جہان ہی از سرتا پا تیرے لئے ہے (بفحوائے ھوالذی سخر لکم ما فی السموٰات و ما فی الارض جمیعاً ط) **بیت** ملک بدیں کار الخ۔ **ترجمہ** اس فرمانروائی کے ساتھ ملک تیرے ہی لئے ہے۔ سربلندی و تفاخر (اس بات پر کہ تجھے ایسا ملک ملا ہے) بھی تجھے زیبا ہے **بیت** دور توزیں الخ۔ **ترجمہ** تیری حکومت اس دائرہ (دُنیا) سے بھی آگے ہے اور تیرا مرتبہ دونوں جہان سے بڑھکر ہے۔ **بیت** آئینہ دار از الخ۔ آئینہ سحر۔ آفتاب **ترجمہ** صبح اسی لئے آئینہ دار بنی ہوئی ہے تاکہ شاید تو اُس میں اپنا چہرہ دیکھ کر (اپنی قدر بلند اور مرتبۂ اعلیٰ سے واقف ہوجائے) **بیت** جنبش ایں مہد الخ مہد سے مراد آسمان ہے۔ محراب تست۔ اس اعتبار سے کہ مخلوقات کا قبلۂ حاجات ہے۔ کہ بوقتِ دعا اوپر کو ہاتھ اُٹھاتے ہیں۔ طفل رہی۔ غلام بچہ۔ **ترجمہ** اس گہوارہ کی حرکت جو تیری محراب عبادت ہے اور یہ غلام بچہ تیری خوش جوانی کے لئے ہے۔ **بیت** مرغ گلی عیسیٰ الخ۔ **ترجمہ** ہر چند کہ تو مٹی کا پرندہ ہے۔ لیکن جانوں کے لئے عیسیٰ بھی تو ہی ہے۔ تجھ جیسا اگر کوئی ہوسکتا ہے تو وہ خود تو ہی ہے۔ **بیت** سینۂ خورشید الخ۔ **ترجمہ**۔ آفتاب کا سینہ جو آگ یا محبت سے پُر ہے۔ وہ تیرا چہرہ دیکھتا رہتا ہے۔ اسی واسطے خوش دل ہے (وہ بھی تیرے عشاق میں سے ہے) **بیت** مہ کہ شود کاستہ الخ۔ **ترجمہ** چاند جو گھٹ کر تیرے بال کی طرح باریک ہوجاتا ہے (ہلال بن جاتا ہے) وہ بھی جب تیرا چہرہ دیکھتا ہے۔ تو (خوشی سے) ہنسنے لگتا ہے۔ یعنی اُس کا نور بڑھتا ہے۔ **بیت**

عالم خوش خور الخ۔ عالم خوش خور۔ دنیا میں خوشی خوشی گذار دے۔ ترجمہ دنیا میں اچھی طرح بسر کرلے کہ تو کسی سے کم نہیں ہے۔ اور رنج وغم نہ کھا تو دنیا کا غلام تو نہیں۔ بیت باہمہ چوں خاک الخ۔ ترجمہ سب کے آگے زمین کی مٹی کی طرح پست (عاجز ومنکر) رہ اور سب سے ہوا کی طرح خالی ہاتھ رہ (یعنی کسی سے کوئی توقع نہ رکھ) بیت خاک تنہی بہ الخ۔ ترجمہ خاک اکیلی ہی اچھی ہوتی ہے نہ کہ (ہوا سے) ملی ہوئی۔ کیونکہ وہ خاک جو اڑا کرتی ہے وہ دھول ہوتی ہے (یعنی باعث آزار مخلوقات ہوتی ہے) بیت دل بہ خدا برا الخ۔ ترجمہ خدا سے دل لگا اور خوش رہ۔ اس سے الگ اور اس سے بڑھ کر اور کوئی سلطنت نہیں ہوسکتی۔ بیت گو خبر دیں الخ۔ ترجمہ ہر چند کہ دین اور دیانت کہیں ہم کہاں اور امانت کہاں (یعنی ہم دین سے بالکل غافل ہیں اور امانت ازلی یعنی خلافت الٰہی کی مطلق خبر گیری نہیں کرتے۔ بیت دل بہ خدا برنہ الخ۔ ترجمہ خدا سے دل لگا اور پھر بے غم ہوکر جی اور نیک وبد عالم سے بے خطر رہ۔ بیت آں دل کز الخ۔ ترجمہ وہ دل جس میں (قضا وقدر نے) دینداری کا کچھ اثر دیدیا ہے اُسے اُس جہان کی (عالم لامکان کی) خبر دیدی ہے۔ بیت چارۂ دیں ساز الخ ترجمہ دنیا تو تجھے حاصل ہی ہے حصول دین کی تدبیر کر۔ وہ (دین) بھی تجھے حاصل ہوجائے۔ بیت دیں چو بدنیا الخ۔ ترجمہ جب دنیا دیکر تو دین کو لے سکتا ہے تو پھر شیطان کے امر ونہی کو نہ سُننا چاہئے۔ بیت میرود از الخ۔ کہربا سے مراد دین۔ ترجمہ اس کہربا کے جوہر کا ایک جو وزن ایک من کیمیا کی قیمت پر بکتا ہے (یعنی دین اگر جَو کے برابر حاصل ہوجائے تو وہ من بھر کیمیا سے زیادہ قیمتی ہے) بیت سنگ بیند از الخ۔ ترجمہ پتھروں (مال دنیوی) کو پھینک دے اور موتی لیلے (دنیا دیکر دین لے لے) زمین کی مٹی کو ترک کردے۔ اور سونا (دین) حاصل کرلے۔

بیت آنکہ ترا توشہ الخ۔ **ترجمہ** وہ جو تجھے تیرے لئے توشۂ آخرت مہیا کرتا ہے۔ وہ تجھ سے ایک مانگتا ہے۔ اور اس کے عوض میں دس دیتا ہے (یعنی خدا تعالیٰ جس نے تجھے مالِ دنیا عطا فرمایا ہے۔ وہ ایک نیکی کے عوض تجھے دس دینے کا وعدہ فرماتا ہے بفحوائے من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا) **بیت** بہتر ازاں مایہ الخ۔ **ترجمہ** اس سے بڑھکر تیرے سرمائے کو (گراں قیمت پر) لینے والا کوئی نہیں۔ پھر نفع حاصل کرلے کیونکہ (اس سودے میں) تجھے کوئی نقصان نہیں ہے۔ **بیت** کار تو پروردن الخ **ترجمہ** (قضا و قدر نے) دین کی پرورش تیرا کام مقرر کیا ہے۔ اور داوگر لوگوں نے اسی طریق پر عمل کیا ہے۔ **بیت** داوگری مصلحت الخ۔ **ترجمہ** داوگری مصلحت اندیشی کا نام ہے۔ اور اس قید علایق سے نجات پانا یہی (دین) کی زیادتی (ترقی) ہے دوسرے مصرع میں ایں قوم کے بجائے ازیں بند چاہئے۔ **بیت** شہر و سپہ را الخ۔ **ترجمہ** اگر تو شہر و لشکر کا خیر خواہ ہوگا تو سارا شہر اور لشکری تیرے بہی خواہ بن جائیں گے۔ **بیت** خانہ بر ملک الخ۔ **ترجمہ** ظلم ملک کو خانہ برباد کرنے والا ہے اور کسی کو نہ ستانا یہی باقی رہنے والی سلطنت ہے۔ **بیت** عاقبتے ہست ترا الخ۔ **ترجمہ** ہر چیز کی طرح تیرا بھی ایک انجام ہے (لہذا تجھے لازم ہے کہ) اس انجام سے پہلے ہی اپنے افعال پر نظر ڈال اور انجام کو سوچ۔ **بیت** راحت مردم طلب الخ۔ **ترجمہ** لوگوں کے لئے آرام و آسائش کی جستجو کر۔ یہ ایذا رسانی کیسی؟ اس کام (آزار رسانی) سے ندامت کے سوا اور کیا حاصل ہوگا۔ **بیت** مست شدہ عقل الخ۔ **ترجمہ** تیری عقل تو میٹھی نیند میں غافل سو رہی ہے۔ اس لئے تیری تدبیر کی کشتی گرداب میں پھنس گئی ہے۔ پہلے مصرع میں خواب و خور کے بجائے خواب در چاہئے۔ **بیت** ملک ضعیفاں الخ **ترجمہ** (کمزوروں اور یتیموں کا مال بظلم کھا لینے سے سوائے عذاب کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ اس لئے) کمزوروں کے ملک کو حاصل کیا ہوا ہی سمجھ لے (فرض

کرلے کہ تجھے مل گیا۔ پھر حاصل؟) اور یتیموں کے مال کو ظلم سے کھالیا ہو اہی فرض کرلے
بیت روز قیامت کہ الخ۔ **ترجمہ** قیامت کے دن جب انصاف ہوگا تجھے شرم نہیں
آتی کہ اس وقت تو کیا عذر پیش کریگا۔ دوسرے مصرع میں عذر بیاور کے بجائے
شرم نداری بہتر ہے۔ **بیت** روی بدیں کن الخ۔ **ترجمہ** دین کی طرف متوجہ ہو
کیونکہ وہی پشت پناہ ہے۔ اور آفتاب کی طرف پیٹھ پھیرلے کہ اُس کی طرف توجہ کرنا
(مسلک) زردشتی ہے۔ (زردشت کے پیرو آفتاب پرست ہیں۔ مراد یہ کہ دین کے
کے سوا ہر طرف سے منہ موڑلے۔ خواہ وہ آفتاب جیسی روشن اور نافع چیز ہی کیوں
نہ ہو) **بیت** لعبت زرنیخ شد الخ۔ زرنیخ۔ ہڑتال۔ لعبت زرنیخ۔ وہ پارچہ کہ غیثے کی
طرح بناکر اور اُس پر ہڑتال لگاکر حیض والی عورتیں استعمال کرتی ہیں۔ گوئے زرد
سے مراد خورشید۔ **ترجمہ** یہ زرد رنگ کی گیند ہڑتال کی گڑیا ہے۔ اس لئے تو
حیض والی عورت کی طرح لتہ حیض کے پیچھے نہ بھاگا پھر۔ **بیت** ہر چہ دریں پردہ الخ
نہ میخ۔ ساتوں سیارے اور قطب شمالی اور قطب جنوبی لہذا پردۂ نہ میخی سے مراد
آسمان اور دنیا۔ **ترجمہ** جو کچھ بھی اس نو میخ والے پردے میں موجود ہے وہ اسی
ہڑتال کی گڑیا کا کھیل ہے (دنیا کی ہر چیز ناقابل التفات ہے) **بیت** باد دو دم الخ
ترجمہ مسیح کی طرح دماغ سے اُس پر پھونک ماردے۔ اور اپنے روغن (خلاصۂ عمر) کو
اس چراغ میں (جل جانے) سے بچالے۔ **بیت** چند چو پروانہ الخ۔ **ترجمہ** یہ پروانے
کی طرح سے پر جھاڑنا اور چراغ کے سامنے عاجز ہونا کبتک۔ **بیت** پارہ کن ایں الخ
عیسیٰ گرائے۔ عیسیٰ خرام۔ پردۂ عیسیٰ گردے۔ آسمان۔ وجہ شبہ مسیح کی سیاحت ہے۔
اس عیسیٰ خرام پردے (آسمان) کو پھاڑ دے (ترک کردے) تاکہ خود تیرے پاؤں
میں عیسیٰ کے سے پر پیدا ہوجائیں اور تو اُڑکر آسمان پر پہنچ جائے یعنی ترک دنیا
کے بعد ہی مرتبہ بلند میسر ہوسکتا ہے۔ **بیت** ہر کہ چو عیسیٰ الخ۔ **ترجمہ** جس نے

بھی عیسیٰ کی طرح رگِ جاں کو پکڑ لیا (نفسِ ناطقہ کی تکمیل کرلی) اس نے دنیا میں انصاف کے ساتھ کام کیا۔ **بیت** رسم ستم نیست الخ۔ **ترجمہ** جہانداری ستم کا طریقہ نہیں (یعنی ستم سے جہانداری نہیں ہوسکتی)۔ ملک داری صرف انصاف ہی سے ہوسکتی ہے۔ **بیت** ہر چہ نہ عدلست الخ۔ **ترجمہ** ہر وہ چیز جس میں عدل نہیں۔ وہ تجھے کیا فائدہ دیگی۔ اور ہر وہ بات جس میں انصاف نہیں (بلکہ ظلم ہے) وہ تجھے برباد کردیگی۔ **بیت** عدل بشیریست الخ۔ **ترجمہ** عدل ایک ایسا خوشخبری دینے والا ہے جو عقل (سلیم) کا خوش کرنے والا ہے۔ اور حکومت کے کارخانے کا آباد کرنے والا ہے۔ **بیت** مملکت از عدل الخ۔ **ترجمہ** حکومت انصاف ہی سے استوار ہوا کرتی ہے۔ تیرا کام تیرے انصاف ہی سے مستحکم ہوگا۔

حکایت نوشیرواں عادل با وزیر

بیت صید کناں مرکب الخ۔ **ترجمہ** (ایک مرتبہ) شکار کرتے کرتے نوشیرواں کا گھوڑا شاہی لشکر سے دور نکل گیا۔ **بیت** مونس خسرو الخ۔ **ترجمہ** صرف وزیر ہی بادشاہ کا رفیق (رہگیا) تھا یعنی ایک بادشاہ تھا اور دوسرا وزیر تیسرا کوئی نہ تھا۔ **بیت** شاہ دراں الخ۔ **ترجمہ** بادشاہ نے اُس شکار ملنے والی جگہ میں ایک گاؤں دیکھا جو دشمن کے دل کی طرح اُجاڑ تھا۔ **بیت** تنگ دو مرغ الخ۔ وہاں دو پرند ایک دوسرے کے نزدیک بیٹھے تھے۔ اور اُن کے دل سے بھی زیادہ اُنکا قافیہ تنگ تھا یعنی بالکل متصل بازو سے بازو ملائے بیٹھے تھے۔ لطف یہ ہے کہ لفظ مرغ قافیہ نہیں رکھتا۔ مراد یہ کہ ان دونوں کے درمیان جگہ چھوٹی ہوئی نہ تھی۔ ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے۔ **بیت** گفت بہ دستور الخ **ترجمہ** (نوشیرواں نے) وزیر سے پوچھا کہ یہ کیا باتیں کررہے ہیں۔ اور یہ کیا آواز ہے۔ جو دونو ملکر نکال رہے ہیں۔ **بیت** گفت

وزیر الخ۔ ترجمہ وزیر نے کہا۔ اے بادشاہ عالم اگر آپ اس سے سبق حاصل کریں تو عرض کروں۔ بیت ایں دو نوا از پئے الخ۔ ترجمہ یہ دونوں آوازیں خوشی کی ہیں۔ یہ میاں بیوی بننے کا خطبہ ہے (یعنی منگنی ہو رہی ہے) بیت دخترے ایں مرغ الخ۔ ترجمہ اس پرندہ نے اُس دوسرے پرندہ کو اپنی لڑکی دی ہے۔ اور کل صبح اُس سے بری مانگتا ہے۔ شیر بہادر زیور نقدی اور سامان جو شوہر کی طرف سے قبل از نکاح دُلہن کے ہاں بھیجا جاتا ہے۔ بیت کیں دہ ویراں الخ۔ ترجمہ (اور کہتا ہے) کہ ایک تو یہ ویرانہ گاؤں ہمارے لئے چھوڑ دو۔ اور ایسے ہی چند اور بھی ہمارے حوالے کرو۔ بیت واں دگرش الخ۔ ترجمہ اور وہ دوسرا اس سے کہتا ہے۔ کہ اس سے بالکل بیفکر ہو جا۔ بادشاہ کا ظلم دیکھ اور اس کی پروانہ کر بیت گر ملک انیست الخ۔ ترجمہ اگر یہی بادشاہ رہا تو کچھ زیادہ مدت نہ گذریگی کہ میں تجھے ایسے لاکھوں ویران گاؤں دیدونگا۔ بیت در ملک ایں الخ۔ ترجمہ اس نکتے کے بادشاہ کے دل پر ایسا اثر کیا کہ اُس نے ایک آہ کی اور رونے لگا بیت دست بسر بر زد الخ۔ ترجمہ سر پیٹنے لگا۔ اور کچھ دیر تک روتا رہا۔ ظلم کا نتیجہ سوائے رونے کے اور کیا ہو سکتا ہے (مصرع ثانی منقولہ مصنف ہے) بیت زیں ستم انگشت الخ۔ ترجمہ اس ظلم کے باعث (رنج و افسوس کے مارے) اُنگلی دانتوں میں دبالی اور کہا۔ کہ اللہ رے ظلم! پرندوں تک اس کا اثر پہنچا۔ بیت جورِ نگر کز الخ۔ ترجمہ اس ظلم کو تو دیکھو کہ ان انسانوں کے ستم کے باعث مرغوں مرغیوں کے بجائے اُلو بول رہے ہیں۔ بیت اے منِ غافل الخ۔ ترجمہ افسوس! میں غافل ہو کر دنیا پرست بن گیا۔ بہتر ہے کہ میں اس کام (یعنی دنیا) کو ترک کر دوں۔ بیت مالِ کساں الخ۔ ترجمہ کبتک میں لوگوں کا مال زبردستی چھینتا رہوں گا مرنے اور معاملات قبر سے میں غافل ہوں۔ دوسرے مصرع میں غافلم چاہیئے۔

بیت تاکے وکے الخ۔ **ترجمہ** کہانتک میں دست درازی کرتا رہونگا۔ دیکھو تو میں اپنے سر سے کس قسم کا کھیل کھیل رہا ہوں (یعنی سر پر کیسے کیسے گناہوں کا بار ڈال رہا ہوں) **بیت** ملک مراداد بداں کردگار الخ۔ **ترجمہ** خدا نے تو مجھے ملک اس لئے دیا تھا کہ میں کوئی بیکار کام نہ کروں۔ **بیت** منکہ مسم را الخ۔ **ترجمہ** میں کہ میرے مس وجود پر (قضاوقدر نے) سونے کا ملمع کر دیا ہے۔ ایسے کام کرتا ہوں جن کے کرنیکا خدا نے حکم نہیں دیا۔ **بیت** نام خود از الخ۔ **ترجمہ** میں کیوں اپنا نام ظلم سے بدنام کروں۔ افسوس! میں جو ظلم کرتا ہوں خود اپنے اوپر کرتا ہوں۔ **بیت** بہتر ازیں در دلم الخ۔ **ترجمہ** بہتر یہ ہے کہ اب ان امور سے دل میں شرمندہ ہوں اور خود اپنے سے یا خدا سے شرماؤں۔ **بیت** ظلم شد امروز الخ۔ **ترجمہ** آج ظلم میری لئے ایک تماشا بنا ہوا ہے (تفریح کے طور پر ظلم کرتا ہوں) میری فردائے قیامت کی رسوائی پر وائے ہو۔ **بیت** سوختنی شد الخ۔ **ترجمہ** میرا ناکارہ جسم جلا دینے کے قابل ہے۔ اور اسی رنج میں میرا دل اندر سے جلتا ہے۔ دوسرے مصرع میں دلم بر دلم کے بجائے درونِ دلم چاہئے۔ **بیت** چند غبار الخ۔ **ترجمہ** ظلم کا غبار آخر کب تک اڑاتا رہونگا اور اپنی آبروریزی اور دوسروں کی خونریزی کبتک کرتا رہونگا۔ **بیت** روز قیامت الخ۔ **ترجمہ** قیامت کے دن مجھ سے اس ظلم کے متعلق اچھی طرح باز پرس کریں گے۔ **بیت** شرم زدہ الخ۔ **ترجمہ** میں کبتک نادم ہوکر شرمندہ بیٹھا رہونگا۔ میں سنگدل ہوں۔ پھر تنگدل کیوں نہ ہوں **بیت** نیک نگر چند الخ۔ **ترجمہ** غور تو کرو اگر میں اسی خجالت کو قیامت کے دن ساتھ لے گیا تو میں کسقدر ملامتیں برداشت کرونگا۔ **بیت** بار منست ایں الخ۔ **ترجمہ** یہ جو میری سواری ہے۔ دراصل یہی میرا بوجھ ہے (بارِ گناہ ہے) میرا علاج تو صرف عاجزی و فروتنی ہی کے دروازہ پر ہوسکتا ہے۔ **بیت** زیں گرو گنج الخ آئندہ شعر سے قطعہ بند۔

ترجمہ ان بیشمار خزانوں میں سے سام اور فریدوں کیا لے گئے؟ تو پھر میں اس حکومت سے جو کہ (اس وقت میرے قبضہ میں) ہے۔ آخر کار کیا حاصل کر سکونگا۔ **بیت** شاہ وراں بارہ الخ۔ **ترجمہ** بادشاہ اس معاملہ میں اسقدر سرگرم ہوا کہ اُس کے سانس (کی گرمی) سے گھوڑے کے نعل بھی نرم ہو گئے۔ **بیت** چونکہ بہ شکر الخ **ترجمہ** جب وہ اپنے لشکرگاہ اور لشکر کے جھنڈوں میں پہنچا تو (اسقدر نرم ہو چکا تھا کہ) سارے ملک میں اُس کی مہربانی اور عنایت کی ہوا پہنچ گئی۔ **بیت** حالی ازیں خطہ الخ **ترجمہ** فوراً اُس علاقہ سے قلم اُٹھالیا (یعنی محصول معاف کر دیا) اور حکومت کا بُرا طریقہ اور ستم کارویہ موقوف کر دیا۔ **بیت** داد بگستر الخ۔ **ترجمہ** اس نے عدل گستری کی اور ظلم سے دستبردار ہو گیا۔ اور (اپنی زندگی کے) آخری لمحہ تک اس طریقہ سے نہ پھرا۔ **بیت** بعد بسے گردش الخ۔ **ترجمہ** وہ مر چکا ہے لیکن اُس کے عدل کی شہرت آسمان کی بہت سی آزمائش کرنے والی گردشوں کے بعد بھی قائم ہے۔ **بیت** عاقبتے نیک الخ۔ **ترجمہ** آخر کار اُس کا خاتمہ بالخیر ہوا (قاعدہ ہی ہے۔ کہ) جو شخص عدل کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے (یعنی عدل کرتا ہے) وہ کامیاب ہوتا ہے۔ **بیت** عمر بہ خوشنودی الخ۔ **ترجمہ** تو اپنی زندگی لوگوں کی دلجوئی میں بسر کر دے تاکہ خدا تجھ سے خوش ہو جائے۔ **بیت** سایہ خورشید الخ۔ **ترجمہ** آفتاب پر سوار ہونے والوں (یعنی فقراء اولیاء اللہ صبح خیزی کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ آفتاب اُنکا مطیع و منقاد ہوتا ہے) کا سایہ طلب کر (اُن کے زیر سایہ آجا) اپنے لئے تکلیف لیکن دوستوں کے لئے راحت طلب کر (خود تکلیف اُٹھا کر دوسروں کو راحت پہنچا) **بیت** دردستانی الخ۔ **ترجمہ** اوروں کے دُکھ درد کو اپنے اوپر لے لے (یا دوسروں کے ظلم برداشت کر) اور اُن کی چارہ سازی کر تاکہ قضاؤ قدر۔ تجھے مرتبۂ حکومت پر پہنچادیں **بیت** گرم شو از مہر الخ۔ **ترجمہ** محبت میں سرگرم اور عداوت میں دل سرد ہو جا۔

اور چاند اور سورج کی طرح جوانمرد (نفع رساں) بن جا۔ **بیت** ہرکہ بہ نیکی الخ۔ **ترجمہ** جس شخص نے نیکی کے ساتھ کام کا سرانجام کیا اُس کی نیکی آخر اُسی کی طرف لوٹ آئی یعنی نیکی کا بدلہ نیک ملا۔ **بیت** گنبد گردندہ الخ۔ **ترجمہ** قیاس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گھومنے والا آسمان نیکی و بدی (کرنے) کا حق شناس ہے یعنی جزاء سزا اعمال کی نیکی و بدی کے مطابق ملتی ہے۔ **بیت** حاصلِ دنیا چوالخ **ترجمہ** جبکہ حاصلِ دنیا صرف ایک ساعت ہے (تو پھر مناسب یہی ہے کہ تو) خداتعالیٰ کی فرمانبرداری کر کیونکہ طاعتِ خداوندی ہی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔ **بیت** طاعت کن الخ۔ **ترجمہ** طاعت الٰہی بجالا اور گناہ سے مُنہ موڑ لے تاکہ تجھے شرمساروں کی طرح عذرخواہ نہ ہونا پڑے۔ **بیت** عذر میار الخ۔ **ترجمہ** عذر پیش نہ کر کیونکہ قضاوقدر تجھ سے کوئی حیلہ بہانہ (سننا) نہیں چاہتے۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ تجھ سے عمل چاہتے ہیں۔ **بیت** گربہ سخن الخ۔ **ترجمہ** اگر محض باتیں بنانے سے کام نکل جاتا تو نظامی کا کام آسمان (کے مرتبہ) پر پہنچ جاتا۔

مقالہ سوم در اختلاف و انقلاب و حدوث و اختلال امور دنیا

بیت یک نفس اے الخ۔ دامن کش۔ ناز سے چلنے والا۔ آستین بر چیزے افشاندن۔ کسی چیز کو ترک کر دینا۔ **ترجمہ** اے نازک خراموں کے سردار! تمام عالم کو ترک کر دے۔ **بیت** رنج مشو راحت الخ۔ **ترجمہ** (کسی کے لئے باعثِ) رنج نہ بن بلکہ دردرسیدہ لوگوں کے لئے راحت بن جا۔ اور گھڑی بھر کے لئے (ریاست و حکومت کے) تکبر تزک و احتشام سے علیحدہ ہو جا۔ حکم چو برالخ۔ چونکہ حکم مآل اندیشی پر لگایا جاتا ہے لہذا یہ تزک و احتشام درویشی و فقیری کا غلام ہے۔ **بیت** ملک سلیمان الخ **ترجمہ** سلیمان کا جیسا ملک نہ مانگ کیونکہ وہ ایک غبار ہے۔ ملک تو جیوں کا تیوں

موجود ہے۔ لیکن سلیمانؑ کہاں ہیں؟ **بیت** حجلہ ہا نست الخ۔ حجلہ۔ دُلہن کا چھپر کھٹ
ترجمہ حجلہ بھی وہی ہے جسے عذرا نے تیار کیا تھا اور بزم بھی وہی ہے جہاں
وامق بیٹھا کرتا تھا (وامق و عذرا عرب کے مشہور عاشق و معشوق تھے) **بیت** حجلہ و
بزم اینک الخ۔ **ترجمہ** لیکن حجلہ اور بزم اب دونوں خالی ہو چکے ہیں اور وامق و
عذرا دونوں مر چکے ہیں۔ وامق میں ضمیر تثنیہ کا مرجع بزم ہے۔ **بیت** سال جہاں
گرچہ الخ۔ **ترجمہ** اگرچہ جہان نے بہت سے سال طے کر ڈالے۔ لیکن اسمیں
سر مُو فرق نہیں آیا۔ **بیت** ما کہ جوانی الخ۔ **ترجمہ** ہم کہ جنہوں نے اپنی جوانی
جہان کی نذر کر دی ہے۔ بوڑھے کیوں ہو گئے ہیں۔ **بیت** خاک ہماں خصم الخ
ترجمہ زمین بھی وہی زبردست دشمن (موجود) ہے۔ اور وہی ہلاک کرنیوالا ظالم آسمان
بھی موجود ہے۔ **بیت** سام کہ سیمرغ الخ۔ **ترجمہ** سام جس کے بیٹے کو سیمرغ
نے لیلیا تھا خود جوان تھا۔ اگرچہ اُس کا لڑکا بوڑھا تھا (یہی حالت زمانہ کی ہے۔ کہ خود
تو جوان ہے، مگر اس کی اولاد یعنی انسان و حیوان سب بوڑھے ہیں (سام کا قصہ اس
طرح ہے کہ جب سام کے ہاں زال پیدا ہوا تو اس کے بال سفید تھے۔ سام نے لوگوں کی
ہنسی کے خوف سے یا نحوست کے خیال سے زال کو ایک پہاڑ پر پھینکدیا اور سیمرغ
اُسے گوشت کا ٹکڑا سمجھکر اُٹھا لیگیا۔ لیکن کھایا نہیں بلکہ اپنے بچوں کے ساتھ پرورش
کیا) **بیت** دولت گیتی الخ۔ **ترجمہ** کون دولت و دنیا کی آرزو کرے۔ اس نے
کس کے ساتھ وفا کی جو ہم سے کریگی۔ **بیت** خاک شد آنکس الخ۔ **ترجمہ**
جو کوئی شخص بھی اس زمین پر جیا۔ وہ آخر خاک ہو گیا۔ زمین کیا جانے کہ اس خاک
(وجودِ انسان۔ یا خود زمین) میں کیا کچھ ہے۔ **بیت** ہر ورقے چہرۂ الخ **ترجمہ** ہر پتہ کسی
شریف انسان کا چہرہ ہے۔ اور ہر قدم (کے نیچے) کسی شاہزادے کا سر ہے۔ کسی
استاد کا شعر ہے ؎ گر گیا آخر لباس لالہ و گل میں ظہور ؎ خاک میں ملتا نہیں خونِ شہیدانِ کمال

بیت گنبد گردندہ الخ۔ **ترجمہ** یہ گھومنے والا گنبد (یعنی آسمان) جو ہمیشہ رہنے والا نہیں یہ تیرے خلاف کے سوا اور کسی طرف مائل ہونے والا نہیں ہے (یعنی ہمیشہ تیرے برخلاف ہی کام کریگا) **بیت** کہ ملک الخ۔ **ترجمہ** کبھی تو تجھے تمام جانداروں کا بادشاہ بنا دیتا ہے (انسان بنا دیتا ہے) اور کبھی تجھے کمہاروں کی مٹی بنا دیتا ہے (فنا کر مٹی میں ملا دیتا ہے۔ اسی خیال کو لیکر ایک شاعر کہتا ہے) ؎

لبِ جاں بخش کے بوسے لینگے خاک میں ملکے　　پس مرون بنائے جائینگے ساغر مے گل کے

بیت ہست دریں الخ۔ فرش سے مراد دنیا۔ دو رنگ۔ بلحاظ روز و شب یا انقلاباتِ زمانہ کہ زندگی اور موت۔ تنگی اور فراخی دونوں ہیں۔ **ترجمہ** اس دو رنگی دنیا میں ہر شخص (اس دنیا کے) کام سے عاجز آگیا ہے۔ **بیت** گفت گرو ہے الخ آئندہ شعر سے قطعہ بند۔ **ترجمہ** جو گروہ جنگل میں رہتا ہے وہ کہتا ہے۔ کہ مزے سے تو وہ ہیں۔ جو دریا میں رہتے ہیں۔ اور وہ جو دریا کی محنت و مشقت برداشت کرتا ہے وہ (بیابان کے لئے) بیقرار رہتا ہے۔ کہ جنگل بیابان اچھا ہے۔ **بیت** آدمی از حادثہ الخ **ترجمہ** آدمی حوادثِ دنیا سے بے فکر نہیں ہو سکتے اور تری و خشکی دونو جگہ (حوادث سے) محفوظ نہیں۔ **بیت** فرض شد ایں الخ۔ **ترجمہ** اب اس قافلے (وجود) کا (دنیا سے) اُٹھا لینا۔ اس سرو سامان سے گذر جانا اور اس کو چھوڑ دینا فرض ہو گیا ہے۔ **بیت** ہر کہ دریں حلقہ الخ۔ حلقہ سے مراد آسمان۔ **ترجمہ** جو شخص اس دنیا میں پھنس گیا وہ شہر سے نکالا ہوا اور عاجز ہے۔ **بیت** راہ روے را الخ۔ **ترجمہ** جس مسافر دنیا کو (کارکنانِ قضا و قدر) امان دیتے ہیں پہلے اُسے دور سے عدم دکھلاتے ہیں یعنی صرف ایسے ہی لوگ حقیقی راحت حاصل کر سکتے ہیں جو بفحوائے موتوا قبل ان تموتو اپنی زندگی ہی میں مر جاتے ہیں۔ **بیت** ملک رہا کن الخ۔ **ترجمہ**۔ ملک (دنیا) کو چھوڑ دے کہ یہ تجھے مغرور کر دیگا۔ اس سایہ (ملک) کی تاریکی تجھے کیا نور دے گی؟

بیت عمر بہا زیچہ الخ۔ **ترجمہ** تو عمر کو کھیل کود میں بسر کر رہا ہے۔ اور حد سے متجاوز ہو رہا ہے۔ دوسرے مصرع میں بازی کے بجائے پائے بہتر ہے۔ **بیت** گردش ایں گنبد الخ۔ **ترجمہ** اس بازیچہ دکھائی دینے والے آسمان کی گردش نے یہ تاخیر کھیل کی خاطر نہیں اختیار کی ہے۔ **بیت** پیشتر از الخ۔ **ترجمہ** عقلمندی کے مرتبہ پر پہنچنے سے پہلے (سن بلوغ سے قبل) ایک غفلت بیخبری تھی۔ اس بیخبری کا کیا کہنا۔ **بیت** چوں نظر عقل الخ۔ **ترجمہ** جب عقل کی نظر غایت کو پہنچ گئی (یعنی چالیس سال کی عمر میں) تو خوشی کی دولت نہایت کو پہنچ گئی۔ (یعنی خوشی ختم ہو گئی) **بیت** غافل بودن الخ **ترجمہ** (اب) غافل رہنا عقلمندی نہیں بلکہ غفلت از قسم جنون ہے۔ **بیت** غافل منشیں۔ **ترجمہ** غافل نہ بیٹھ ورق کو ہی چھیلتا رہ (یعنی کسی کام میں مشغول رہ) اگر تجھے لکھنا نہیں تو (بھی) غافل نہ بیٹھ بلکہ) قلم ہی تراشتے جا۔ **بیت** سر مکش از الخ۔ **ترجمہ** اہل دل (اولیا اللہ) کی خدمتگذاری سے منہ نہ موڑ اور مقبول بندوں کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑ۔ **بیت** خاک کہ ہم الخ۔ **ترجمہ** وہ مٹی جو پھول کی ہم نشینی اختیار کر لیتی ہے سنبل کے دامن میں غالیہ ڈال دیتی ہے۔ گل سے مراد وہ مٹی ہے جو پھولوں میں بسائی جاتی ہے اور سر دھونے کے کام آتی ہے۔ مولانا آزاد نے اپنی "سیر ایران" میں اسکا ذکر کیا ہے۔ اور سنبل سے مراد زلف ہے۔ حاصل شعر یہ کہ پھولوں کی ہم نشینی سے مٹی ایسی خوشبودار ہو جاتی ہے کہ وہ زلفوں کو خوشبودار کر دیتی ہے۔ یہی وہ مٹی ہے جس کا سعدی علیہ الرحمۃ نے اپنے مشہور قطعہ میں حوالہ دیا ہے۔ گلے خوشبوئے در حمام روزے الخ **بیت** ہر کہ کند صحبت الخ۔ **ترجمہ** جو شخص اچھی صحبت اختیار کرتا ہے ضرور وہ صحبت نیک کسی دن اس کے کام آتی ہے۔ روزیش میں ضمیر شین۔ **بیت** صحبت نیکاں الخ۔ **ترجمہ** نیک لوگوں کی صحبت دنیا سے بہت دور ہو چکی ہے۔ گویا شہد کا دسترخوان بھڑوں کا

چشمہ بن گیا ہے۔ **بیت** دور نگر کز الخ۔ **ترجمہ** ذرا اس زمانہ کو دیکھو کہ کمینہ پن کے باعث آدمی آدمی سے بھاگتا ہے۔ **بیت** معرفت از الخ۔ **ترجمہ** (قضا و قدر نے) محبت و شناسائی انسان سے سلب کر لی بلکہ خود آدمیوں ہی کو (جن پر آدمی کا صحیح اطلاق ہو سکتا ہے) دنیا سے اُٹھا لیا۔ **بیت** چوں ملک الخ۔ **ترجمہ** اب جبکہ ملک سلیمانؑ کی حکومت سے خالی ہے۔ اب آدمی وہی ہے جو پری ہے۔ اب چونکہ دنیا کا انتظام خلل پذیر ہو چکا ہے۔ اس لئے آدمی بھی پریوں کی طرح غائب ہو گئے ہیں۔ **بیت** بانفس ہر الخ۔ **ترجمہ** جس شخص سے مجھے ملنے کا اتفاق ہوا اُس سے ملنے پر مجھے کہنا پڑا اور معلوم ہو گیا کہ) مصلحت یہی تھی۔ کہ میں بھاگ جاتا (یعنی اُس سے نہ ملتا)۔ **بیت** سایہ کس الخ۔ **ترجمہ** کسی شخص کا سایہ بھی ہما کی طرح دبدبہ والا نہیں اور کسی شخص کی ہم نشینی سے مجھے وفا کی بو نہ آئی۔ **بیت** تخم ادب چیست الخ۔ **ترجمہ** ادب کا بیج کیا ہے وفا کی تخم ریزی کرنا اور پھر وفا کا حق کیا ہے۔ اُس کی حفاظت کرنا۔ **بیت** بزرگاں دانہ الخ۔ **ترجمہ** (کیونکہ) کاشتکار جو اُس دانہ کی پرورش کرتے ہیں۔ ایک دن ایسا آتا ہے کہ وہ اُس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں (اسی طرح تخم وفا بھی کام آئیگا) **بیت** روز قیامت کہ الخ۔ قطعہ بند۔ **ترجمہ** قیامت کے دن جب ہر ایک کو حصہ دینگے (نیکوں کو نیکی اور بدوں کو بدی کا) تو صحرا (ریگستان) کو بھی میدان حشر میں لائیں گے (اور کہیں گے) کہ اے خاموش لوگوں (یعنی مظلوموں) کے خون سے جگر آلود اور اے خستہ دلوں کے جگر کا خون پینے والے ریگ تو تو موجود ہی ہے۔ لیکن آبحیات کہاں ہے۔ جنگل تو تو ہے فیض دریا کہاں ہے (یعنی ریگستان سے کہا جائیگا کہ تجھ میں لوگوں کا خون بہایا جاتا تھا اور وہ خون تیرے دروں میں سرایت کئے ہوئے ہے کیوں نہ تجھے بھی سزا دی جائے۔ ریت فریاد کریگی کہ میں خود لوگوں کا خون ہوتے دیکھکر اُن کی محبت و ہمدردی میں خونِ جگر پیتی رہی ہوں۔ میرے قتل کا سامان نہ کرو۔ کیونکہ

میں نے کوئی خون نہیں کیا۔ ریگ ریختن۔ قاعدہ تھا کہ کسی کو قتل کرتے وقت ایک چمڑا بچھا لیتے تھے اور اُس پر ریت ڈال دیتے تھے تاکہ مقتول کا خون اُس میں جذب ہو جائے ادھر اُدھر نہ بہے۔ لہٰذا ریگ ریختن کنایہ ہے آمادۂ قتل ہونے سے۔ اس شعر میں ریگ زدہ کی جگہ ریگ زند چاہئے۔ بلکہ میں نے تو اپنے دسترخوان پر نمک بچھا رکھا تھا۔ تاکہ میں چند لوگوں (کے جگر سے آمیزش حاصل کر سکوں۔ نمک میں ابہام ہے یعنی میں نے حاجیوں کی لذت کا سامان بہم پہنچایا تھا۔ یا خود اپنے ذرات کو بمنزلہ نمک کے کر دیا تھا۔ کہ اُن کے شوق اور لذت سے مجھے بھی کچھ حصہ مل جائے) (اور میں اس لئے نمک ریزی کر رہا تھا) تاکہ میں غیر تمند لوگوں سے ہم آغوش ہو کر حوروں کے کنگن کا محرم بن جاؤں (نیک لوگوں کے طفیل سے میں بھی بہشت میں پہنچ جاؤں **بیت** حکم چو بر حکم پرستش کنند الخ۔ حکم پرستش میں ضمیر شین کا مرجع ریگ ہے۔ **ترجمہ** جب اُس پر ایک فرمانبردار ہونے کا حکم لگا دیں گے تو بہشت (کی حوروں) کی پازیب سے اُسے طرب انگیز کر دیں گے (ریگ کے عذرات سُنکر جب اُس پر فرمانبردار ہونے کا حکم لگا دیا جائیگا تو اُسے بہشت کی مٹی سے ملا دیا جائیگا۔ جہاں اُس پر حوروں کے پاؤں پڑیں گے۔ حاصل یہ کہ نیک صحبت کا نیک انجام ہوتا ہے۔

حکایت حضرت سلیمان علیہ السّلام

بیت روزے ز از آنجا الخ۔ بادِ سلیمان سے تخت سلیمانؑ مراد ہے۔ چراغ سے مراد ولی کامل۔ **ترجمہ** ایک دن جبکہ (آپ کو امورِ سلطنت سے) فراغت حاصل ہوئی۔ تو سلیمانؑ کا تخت ایک درویش کے پاس پہنچا۔ **بیت** مملکتش رخت الخ۔ مملکت کلمہ تعظیم مثل جناب۔ **ترجمہ** (گویا) آپ کی مملکت نے صحرا میں ڈیرا ڈال دیا (تختۂ مینا سے مراد آسمان) اور اس تختۂ مینا پر تخت بچھا دیا۔ یعنی تخت سلیمان پرواز میں آیا۔ **بیت** دید

بنوعے کہ الخ۔ **ترجمہ** آپ نے اُس بنجر میدان میں ایک بوڑھے کسان کو ایسی حالت میں دیکھا۔ کہ آپ کا دل تازہ ہو گیا۔ **بیت** خانہ زمشتے الخ۔ **ترجمہ** تھوڑے سے غلّہ سے (جو اُس کے پاس تھا) اُس نے اپنے گھر کو خالی کر دیا تھا۔ اور عدم کے غلّہ داں (یعنی زمین بنجر) میں ڈالدیا تھا۔ **بیت** دانہ فشاں گشتہ الخ۔ **ترجمہ** اُس نے ہر گوشہ میں دانے بکھیر دیئے تھے۔ اور اُس کے ہر دانہ سے ایک خوشہ اُگ آیا تھا **بیت** پردۂ آں دانہ الخ۔ **ترجمہ** اُس دانہ کے پردہ نے جسے دہقان نے کھول دیا تھا۔ سلیمانؑ کی شیریں زبانی کو کھول دیا۔ یعنی اُس کا دانہ بونا سلیمانؑ کی گفتگو کا سبب بنا) **بیت** گفت جوانمرد الخ۔ **ترجمہ** (سلیمانؑ نے) کہا۔ اے بوڑھے! جب تیرے پاس اتنا غلّہ تھا۔ تو تجھے اس کو کھا لینا چاہیئے تھا۔ **بیت** دام نہ الخ۔ **ترجمہ** تو کوئی جال نہیں ہے۔ پھر دانے نہ بکھیر (کہ دانے تو دام میں بکھیرے جاتے ہیں) تاکہ پرندوں کو گرفتار کیا جا سکے۔ اور تیری یہ غرض ہی نہیں) دیکھنا! (اس کا جواب دینے میں) مجھ جیسے شخص سے زبان درازی نہ کرنا۔ مُرغ زبانی۔ زبان درازی۔ **بیت** بیل نداری الخ۔ بیل۔ پھاوڑا۔ **ترجمہ** جب تیرے پاس (زمین کھودنے کے لئے) پھاوڑا ہی نہیں ہے۔ تو پھر جنگل کی مٹی کو نہ کھود۔ جب تیرے پاس پانی نہیں ہے تو دہقان کی طرح جگر نہ جلا۔ **بیت** تا کہ بسیراب الخ۔ آیندہ شعر سے قطعہ بند۔ **ترجمہ** ہم جو سیراب زمین میں تخم ریزی کرتے ہیں (اُس میں بھی جو کچھ ہم بوتے ہیں۔ اُس سے کیا فائدہ اُٹھاتے ہیں؟ (یعنی کچھ نہیں) جو تو اس دانہ سوز کھیت سے جو پیاسا ہے۔ اور جسے پانی نہیں ملتا۔ کیا حاصل کر سکیگا۔ **بیت** پیر بدو گفت الخ۔ **ترجمہ** بوڑھے نے اُن سے کہا کہ میری بات سے بُرا نہ مانیئے (اصل بات یہ ہے) کہ میں زمین اور پانی کی پرورش سے فارغ ہوں۔ **بیت** با تر و با خشک الخ۔ **ترجمہ** مجھے خشکی و تری سے کوئی واسطہ نہیں۔ دانہ ڈالنا میرا کام ہے۔ اور اُس کی پرورش کرنا خدا کا کام۔

بیت آب من اینک الخ۔ **ترجمہ** میرا پانی تو یہ میری پیٹھ کا پسینہ ہے۔ اور میرا پھاوڑا یہ میری انگلیوں کے سرے ہیں۔ **بیت** نیست غم ملک الخ۔ **ترجمہ** مجھے ملک و ولایت کا کوئی غم نہیں۔ بلکہ جبتک زندہ ہوں یہ دانہ ہی میرے لئے کافی ہے۔ **بیت** آنکہ بشارت الخ۔ **ترجمہ** وہ ذات (خدائے تعالیٰ) جو مجھے اپنی طرف سے خوشخبری دیتی ہے۔ وہ ایک دانہ سے مجھے سات (یعنی بیشمار) دانے عنایت فرماتا ہے۔ **بیت** دانہ بانباری الخ۔ **ترجمہ** شیطان کی شرکت میں دانہ نہ بو۔ تاکہ ایک دانہ سے سات سو دانہ کا پھل لگ جائے (یعنی جوتنے اور آبیاری وغیرہ اسباب ظاہری پر بھروسہ کرکے دانہ بونا گویا شرک ہے۔ اس لئے خدا پر توکل کرکے بونا چاہئے) **بیت** دانۂ شائستہ الخ۔ **ترجمہ** سب سے پہلے دانا اچھا ہونا چاہئے تاکہ خوشہ کی گرہیں اچھی طرح سے پھلیں پھولیں۔ **بیت** ہر نظرے را الخ **ترجمہ** جس صاحب نظر کے دل کو قضا و قدر نے نورِ توفیق سے روشن کر دیا ہے۔ اُس کا لباس (علم) اُس کے جسم (فہم و فراست) کے مطابق قطع کیا ہے۔ **بیت** رخت مسیحا **ترجمہ** (کیونکہ) ہر گدھا مسیح کا سر و سامان نہیں اُٹھا سکتا۔ اور ہر سر حکومت و سلطنت کا محرم نہیں ہوتا۔ **بیت** بحر بصد رود الخ **ترجمہ** سمندر (اپنے اندر) سیکڑوں دریاؤں (کے گرنے) کے باوجود ساکن ہے۔ لیکن ندی ایک ہی سیلاب میں شور مچانا شروع کر دیتی ہے۔ یعنی ہر شخص کا حوصلہ اتنا وسیع نہیں ہوتا کہ وہ حامل اسرارِ معرفت الٰہی ہو سکے) **بیت** ہست دریں الخ۔ **ترجمہ** اس نیلگوں دائرہ (آسمان) میں ہر انسان کا مرتبہ اُس کے اندازہ کے مطابق ہے۔ **بیت** دولتی باید الخ **ترجمہ** دولتمند شخص کو صاحب صبر و سکون ہونا چاہئے۔ تاکہ وہ ذرا سے بوجھ سے تنگ نہ ہو جائے۔ **بیت** ہر نفسے حوصلہ الخ۔ **ترجمہ** ہر شخص ناز برداری کا حوصلہ نہیں رکھتا اور ہر پیٹ رازِ معرفت کا حامل نہیں ہو سکتا۔ **بیت** ناز نعیم کہ الخ۔

ترجمہ میں یہ بات تکبّر سے نہیں کہتا کیونکہ یہ خامی ہے (مگر واقعہ یہ ہے کہ) ناز برداری صرف نظامی ہی کا کام ہے۔

مقالۂ چہارم در حُسن رعایت بادشاہ در حق رعیّت

بیت اے سپر افگندہ الخ۔ پیغولہ۔ گوشہ۔ **ترجمہ** اے مردانگی سے عاجز اور اے وہ کہ تیرا شغل گوشۂ بیگانگی ہے اتیرے اعمال جوانمردی اور آدمیت سے دور ہیں۔ **بیت** غرّہ بہ ملکی الخ۔ **ترجمہ** تو ایسے ملک پر (مغرور ہے) جس کو بقا نہیں۔ اور تو ایسی عمر پر خوش ہے جو بیوفا ہے۔ **بیت** چرخ نہ محضر الخ۔ **ترجمہ** تو آسمان تو نہیں (کہ ہمیشہ بحروی پر مائل رہے) نیکی کی محفل کو دوست رکھ۔ اور اس بلند آسمان سے ہمیشہ ڈرتا رہ۔ **بیت** پے سپر جرعہ مئے خوارگاں الخ۔ پے سپر پائمال۔ مئے خوارگاں سے مراد عیّاش اور دنیا کی لذت کے طالب۔ دست خوش مغلوب معتقد مسخرہ۔ **ترجمہ** (تیری تو یہ حالت ہے۔ کہ تو) دنیا طلبوں کی شراب کے ایک گھونٹ کے لئے پائمال ہو رہا ہے۔ اور کواکب کی چال سے مغلوب ہو رہا ہے (یعنی سیاروں کی تاثیرات کا معتقد ہے) **بیت** مصحف و شمشیر الخ۔ **ترجمہ** تو نے تلوار اور قرآن دونوں کو چھوڑ رکھا ہے۔ اور اس کے عوض جام و صراحی مقرر کر لئے ہیں۔ **بیت** آئینہ و شانہ الخ۔ **ترجمہ** کنگھی اور آئینہ ہاتھ میں لیکر خود آرا عورت کی طرح زلفوں کی آرائش میں مشغول ہے۔ **بیت** رابعہ با ہفتاد من الخ۔ رابعۂ بصری۔ عارفۂ مشہور۔ ہفتاد من۔ آٹھوان۔ آں ہفت مرد سے مراد اصحاب کہف جن کی تعداد سات تھی۔ آٹھویں سے مراد سگ اصحاب کہف۔ یہاں مطلق کتّا مراد ہے۔ **ترجمہ** دیکھ کہ رابعہ بصری نے سات مردوں کے اُس آٹھویں کے لئے (یعنی ایک کتّے کے لئے) اپنی زلفوں کے ساتھ کیا کیا۔ اور رابعہ بصری نے جنگل میں ایک دفعہ ایک پیاسے کتّے کو

دیکھا۔ اپنی ٹوپی کا ڈول بنایا اور زلفوں کی رسّی۔ اور کنوئیں سے پانی نکالکر کتے کو پلایا)
بیت اے ہنر از الخ۔ **ترجمہ** اے وہ کہ ہنر تیری مردانگی سے شرمندہ ہے۔
بوڑھی عورت کے ہنر (یعنی خوبی اخلاق) سے شرم کر۔ پیر زن سے مراد رابعہ بصری۔
بیت چند کنی دعوئ الخ۔ **ترجمہ** تو کبتک جوانمردی کا دعوئ کرتا رہیگا۔ لاف زنی
کم کر کہ تو تو ایک عورت سے بھی کم ہے۔ **بیت** گردنِ عقل الخ۔ **ترجمہ** عقل کی گردن
ہنر سے آزاد نہیں ہے (عقل ہنر کی محتاج ہے) اور اُس کے لئے انصاف سے
بڑھ کر کوئی ہنر نہیں ہے۔ **بیت** غازہ شد دا الخ۔ غازہ و خال۔ دونوں سے مراد
داد۔ **ترجمہ** یہ آب (ہنر تیرے چہرے کے لئے) غازہ ہے۔ مگر افسوس کہ تیرے
وجود کی نہر میں یہ موجود نہیں ہے۔ یہ تل بہت پیارا ہے۔ مگر افسوس کہ یہ تیرے چہرے
پر نہیں۔ **بیت** جز گہر نیک الخ۔ **ترجمہ** نیکوئی کے سوا اور کوئی بات نہ ظاہر کرنی
چاہیئے) اس سرمایۂ منفعت سے بہت کچھ نفع اُٹھا سکتے ہیں۔ اس شعر میں بھی مایہ سود
سے مراد وہی داد ہے۔ **بیت** نیست مبارک الخ۔ **ترجمہ** ظلم کرنا کسی طرح مبارک
نہیں۔ بلکہ یہ تو اپنی آبروریزی اور لوگوں کا خون بہانا ہے۔ **بیت** رفت بسے دعوئ الخ
ترجمہ اس سے پہلے بھی بہت سے دعوے کئے گئے تاکہ شاید چند صاحبدل فراہم
ہوجائیں (بڑے بڑے سلاطین نے کوششیں کیں۔ کہ چند صاحب ہمت اشخاص
فراہم ہوجائیں۔ مگر نہ ہوسکے) **بیت** دادکن از الخ۔ **ترجمہ** انصاف کر اور لوگوں کی
دعا (یعنی مظلوموں کی بددعا) سے ڈر اور کسی کے آدھی رات کی فریاد کے تیر سے خوف
کر۔ **بیت** ہمت از انجا الخ۔ ہمت۔ دعا۔ نظرہا بمعنی کارہا۔ **ترجمہ** چونکہ دعا بہت
سے کام کرسکتی ہے۔ اس لئے اُسے حقیر نہ سمجھ کیونکہ وہ بہت کچھ اثر کرتی ہے۔ **بیت**
ہمت آلودہ الخ۔ **ترجمہ** اُن ایک دوگناہ سے آلودہ شخصوں کی دعا نے تجھے معلوم ہے
کہ محمود کے ساتھ کیا کچھ کیا؟ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب سلطان محمود غزنوی

نے سومنات کا مندر برباد کر دیا تو ایک برہمن اس نیت سے عبادت کے لئے خلوت نشین ہوا کہ بادشاہ مرجائے۔ غرضکہ کامل طبیبوں کے علاج کے باوجود بادشاہ دن بدن کمزور اور دُبلا ہوتا گیا اور کوئی دوا فائدہ نہ کرتی تھی۔ وزیر نے علم نجوم سے یہ حقیقت معلوم کر لی اور مشہور کر دیا کہ بادشاہ مرگیا۔ برہمن نے جب یہ خبر سُنی تو حجرہ سے نکل آیا۔ کیونکہ اُسکا مقصد تو اسیقدر تھا کہ بادشاہ مرجائے۔ اس کے بعد علاج و دوا سودمند ثابت ہوئی اور بادشاہ نے صحت پائی۔ **بیت** ہمت چندیں الخ۔ نفس بے غبار۔ یعنی کدورتِ کفر سے پاک۔ **ترجمہ** پھر تو ہی سوچ کہ مصیبت کیوقت اتنے بے گناہ لوگوں کی دعا تیرے ساتھ کیا کچھ نہ کریگی۔ یعنی جب ایک گنہگار برہمن کی دعا غیر موثر نہ رہی تو اُن ہزارہا بندگان خدا کی دعائیں کس طرح اثر نہ کرینگی۔ جو ایک خدا کے ماننے والے اور آلودگی شرک سے پاک ہیں) **بیت** راہ روانے الخ۔ کشف بسکون شین۔ توجہ باطنی۔ کشف۔ بفتح شین۔ آبی جانور جسے بچھوا کہتے ہیں۔ یہ خشکی میں انڈے دیتا ہے۔ اور خود پانی میں بیٹھکر توجہ کرتا ہے کہ میں انڈوں پر بیٹھا ہوں کچھ مدت کے بعد انڈوں سے بچے نکل آتے ہیں۔ **ترجمہ** وہ راہِ معرفت کے طے کرنے والے جو فرشتوں کی طرح (مبارک قدم) ہیں۔ وہ کشف و شہود میں بچھوئے سے تو کسی طرح کم نہیں۔ **بیت** تیغ ستم دور کن الخ۔ **ترجمہ** اُن کے راستے سے ظلم کی تلوار علیحدہ کر دے تاکہ تو اُن کا صبح کا تیر (آہِ سحری یا بددعا) نہ کھا بیٹھے **بیت** داد گری شرط الخ۔ **ترجمہ** دادگستری ہی فرمانروائی کی شرط ہے (ملک صرف انصاف کی بدولت قایم رہ سکتا ہے) لیکن دنیا کا قاعدہ دیکھو۔ کہ ظلم ہے (لیکن دنیاوالوں نے ستمگاری کو ہی شرطِ جہانداری بنا رکھا ہے) **بیت** ہر کہ دریں خانہ الخ۔ **ترجمہ**۔ جس نے اس گھر (دنیا) میں ایک رات انصاف کیا (یعنی ذرا سا بھی انصاف کیا) اُس نے اپنا کل کا گھر (یعنی آخرت) آباد کر لیا۔

حکایت پیر زنے کہ عنان سنجر شاہ گرفتہ بود

بیت پیر زنے راستے الخ۔ **ترجمہ** ایک بڑھیا پر کچھ ظلم ہوا۔ اُس نے سلطان سنجر کا دامن پکڑ لیا۔ **بیت** کاے ملک آزرم الخ۔ آزرم۔ مہربانی۔ انصاف وغیرہ **ترجمہ** (اور کہا) کہ اے بادشاہ! میں نے تیرا انصاف بہت کم دیکھا ہے (یعنی نہیں دیکھا) بلکہ تمام عمر یا تمام سال میں تیرے ظلم ہی دیکھتی رہی ہوں **بیت** شحنۂ مست آمدہ الخ۔ **ترجمہ** ایک مشٹنڈا کوتوال میرے کوچے میں آگھسا اور میرے مُنہ پر کئی ٹھوکریں ماریں۔ **بیت** بے گناہ از خانہ الخ۔ **ترجمہ** بے خطا مجھے گھر سے نکال دیا اور میری چوٹی کھینچتا ہوا مجھے گلی میں لے آیا۔ **بیت** در ستم آباد الخ۔ **ترجمہ**۔ اُس ظلم کے مقام میں اُس نے مجھے ذرا مہلت نہ دی اور میرے دل و جان پر ستم کی مُہر لگا دی (یعنی مجھ پر سخت ظلم کیا) **بیت** گفت فلاں نیم شب الخ۔ **ترجمہ** اور اُس نے کہا کہ اے بڑی عورت! بتلا۔ کہ فلاں آدھی رات کے وقت تیری گلی میں فلاں شخص کو کس نے مارڈالا تھا **بیت** خانۂ من جُست الخ۔ **ترجمہ** میرے گھر کی تلاشی لی کہ خونی کہاں ہے اے بادشاہ! (ذرا انصاف کر اور خود ہی بتلا کہ) اس سے بڑھ کر ظلم اور کہاں ہوتا ہے؟۔ **بیت** شحنۂ بدمست الخ۔ **ترجمہ** وہ مشٹنڈا کوتوال جو خود خون کرتا ہے وہ ایک بوڑھی عورت سے کیوں جھگڑتا ہے۔ **بیت** طبل زناں دخل الخ۔ **ترجمہ** مُلک کی آمدنی اور خراج تو نقارہ بجاتے ہوئے بادشاہ لے جاویں لیکن گناہ کے بدلے میں (بغیر تحقیق کے) بوڑھی عورت پکڑی جائے۔ **بیت** آنکہ دریں ظلم الخ۔ **ترجمہ** وہ شخص (وہی کوتوال) جس نے اس ظلم کو روا رکھا ہے (در اصل) اُس نے میرا پردہ اور تیرا انصاف اُٹھا دیا ہے (میری پردہ دری کی ہے اور

تیرے عدل کو بٹہ لگایا ہے) **بیت** کوفتہ شد سینہ الخ۔ **ترجمہ** میرا زخمی سینہ پاش پاش ہوگیا ہے۔ میں اور میری روح بالکل ملیامیٹ ہوگئی ہے۔ **بیت** گر نہ دہی داد من الخ۔ **ترجمہ** اے بادشاہ اگر تو میرا انصاف نہیں کریگا تو قیامت کے دن تیرا بھی یہی حشر ہوگا۔ **بیت** داوری و داد الخ۔ **ترجمہ** (تو نام کو تو بادشاہ ہے لیکن) مجھے تیرے انصاف کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔ میں نہیں دیکھتی۔ کہ تو قیامت کے دن اس ظلم (کے نتیجے) سے آزاد رہ سکے۔ **بیت** از ملکان قوت الخ۔ **ترجمہ** بادشاہوں سے تو (رعایا کو) قوت اور مدد ملا کرتی ہے۔ لیکن دیکھ کہ تیری طرف سے ہمیں کیا کیا دقتیں اُٹھانی پڑی ہیں۔ **بیت** مال یتیماں ستدن داد نیست الخ۔ **ترجمہ** یتیموں کا مال چھین لینا انصاف نہیں۔ اس عادت کو چھوڑ دے کہ بزرگ ایسا نہیں کرتے۔ **بیت** بر پلۂ پیر زناں الخ۔ پلہ پہلے مصرع میں بفتح اوّل و ثانی بمعنی مالِ حقیر و قلیل اور پلہ دوسرے مصرع میں بضم اوّل و فتح ثانی بمعنی سفید بال۔ **ترجمہ** بوڑھی عورتوں کے حقیر مال کی طمع نہ کر۔ اور ایک بوڑھی عورت کے سفید بالوں سے شرم کر۔ **بیت** بندۂ دعوائے شاہی کنی الخ۔ **ترجمہ** تو تو (ظلم کا) غلام ہے اور بادشاہی کا دعویٰ کرتا ہے۔ جب تو تباہی پھیلا رہا ہے تو تو بادشاہ نہیں ہوسکتا۔ **بیت** شاہ کہ ترتیب الخ۔ **ترجمہ** جو بادشاہ کہ ملک کو آراستہ کرنا چاہتا ہے۔ وہ پاسبانی اور حفاظت کے ساتھ رعیت پر حکومت کرتا ہے۔ **بیت** باہمہ سر برا الخ **ترجمہ** تاکہ سب لوگ اُس کے آگے سر تسلیم جھکا دیں۔ اور دل و جان سے اُس کی دوستی اختیار کرلیں۔ **بیت** عالمے را زیر الخ۔ **ترجمہ** تو نے ایک جہان کو درہم برہم کر رکھا ہے جب سے تو (بادشاہ ہوا ہے) آخر تو نے کونسا ہنر کیا ہے۔ **بیت** دولت ترکاں الخ۔ **ترجمہ** ترکوں کی حکومت کو جو عروج حاصل ہوا تو اس لئے کہ اُنہوں نے انصاف پسندی کے ساتھ ملک گیری کی۔ **بیت** چونکہ تو بیداد الخ۔ **ترجمہ**

چونکہ تو ظلم کی پرورش کر رہا ہے اس لئے تو ترک نہیں بلکہ ایک لٹیرا ہندو ہے **بیت** مسکن شہری الخ۔ **ترجمہ** شہر تیرے ظلم کی وجہ سے ویرانہ ہو گیا۔ اور دہقان کے کھلیان میں تیری وجہ سے غلہ کا ایک دانہ نہیں رہا (سب لٹ گیا) **بیت** زآمدن مرگ الخ۔ **ترجمہ** موت کے آنے کا خیال کر۔ جبتک تجھے قدرت حاصل ہے (اپنے لئے عدل وانصاف کا) کوئی قلعہ بنالے۔ **بیت** عدل تو قندیل الخ۔ **ترجمہ** تیرا انصاف تیرے لئے رات کا روشن کرنے والا چراغ ہے اور تیرا آج کا دن (یعنی فرصت امروزہ) فردائے قیامت تیرا مونس ہوگا۔ **بیت** پیر زناں را الخ۔ **ترجمہ** بوڑھی عورتوں کو اپنی (اچھی) باتوں سے خوش رکھ۔ اور بوڑھی عورتوں کی (یعنی میری) یہ نصیحت یاد رکھ۔ **بیت** دست بدار از الخ۔ پانچ۔ تیر مراد تیر آہ۔ **ترجمہ** عاجزوں (پر ظلم) کرنے سے اپنا ہاتھ روک لے تاکہ تو ان غم رسیدہ لوگوں کے تیر آہ سے محفوظ رہے۔ **بیت** چند زنی تیر الخ۔ گوشۂ بے توشہ۔ قبر۔ **ترجمہ** تو کب تک ہر طرف (ظلم کے) تیر برساتا رہیگا۔ کیا تو گوشۂ قبر سے غافل ہے۔ **بیت** فتح جہاں را الخ۔ **ترجمہ** تو تو جہان کی کشائش کے لئے کنجی ہے۔ تو ظلم کے لئے تو پیدا نہیں ہوا۔ **بیت** شاہ بداں کہ الخ۔ **ترجمہ** تو بادشاہ تب ہی کہلائیگا کہ ظلم نہ کرے۔ اور اگر دوسرے لوگ زخم پہنچائیں تو تو مرہم رکھے۔ **بیت** رسم ضعیفاں الخ۔ **ترجمہ** کمزوروں اور ضعیفوں کا طریقہ ہی یہ ہو جائے۔ کہ وہ تجھ پر ناز کریں اور تیرا دستور یہ ہونا چاہئے کہ تو لوگوں پر نوازش کرے۔ **بیت** گوش بدروازہ الخ۔ **ترجمہ** لوگوں کی سانسوں کے دروازے (منہ) پر کان لگائے رکھ (مظلوموں کی فریاد سننے کیلئے ہر وقت مستعد رہ) اور چند گوشہ نشین فقرا کی حفاظت کر (فقرا کی حفاظت اس لئے کہ وہ تجھے انصاف کا راستہ بتلاتے رہیں یا یہ کہ یہ فقرا ہی مظلوم ہیں۔ انہیں ظلم سے محفوظ رکھ)

بیت سنجر کا قلیم اہا۔ **ترجمہ** سنجر جس نے خراسان کا ملک لے لیا تھا اُس نے اپنا بہت نقصان کیا کہ (اُس بڑھیا کی) بات کو معمولی سمجھا۔ **بیت** داد دریں دور اہا **ترجمہ**۔ اس زمانہ میں انصاف جڑ سے کھود کر پھینکدیا گیا ہے (انصاف نہیں رہا۔ گویا کہ) اُس نے سیمرغ کے پروں میں اپنا وطن بنالیا ہے (جس طرح سیمرغ بے نشان ہے اسیطرح انصاف ناپید ہے) **بیت** شرم دریں طارم اہا مطبق۔ طبق۔ برطبق۔ تو برتو۔ **ترجمہ** اس نیلگوں چھت (آسمان) میں شرم نہیں رہی۔ اور اس پرت دار زمین میں آبرو نہیں رہی۔ **بیت** خیز نظامی زجا اہا **ترجمہ** نظامی اُٹھ اور حد سے زیادہ گریہ کر اور اپنے دلِ خون شدہ پر خون کے آنسو بہا

مقالۂ پنجم در صفتِ بشری و صفتِ پیری

بیت روزِ خوش عمر اہا۔ روز خوش عمر۔ جوانی۔ شب۔ پیری خوش رسید۔ بہ تعجیل رسید۔ **ترجمہ** عمر کا پسندیدہ دن سرعت کے ساتھ رات میں تبدیل ہوگیا خاک ہوا میں منتشر ہونے لگی۔ اور پانی آگ سے متصل ہے (یعنی زوال قریب آپہنچا) **بیت** صبح بر آمد چہ اہا۔ **ترجمہ** (پیری کی) صبح نکل آئی۔ تو نیند میں کیوں سرشار ہو رہا ہے کہ آفتاب دیوار سے ڈھل چکا ہے (غروب ہونے کو ہے یعنی موت قریب ہے۔ آفتاب سے مراد عمر اور نیند سے مراد غفلت) **بیت** بگذر ازیں پے اہا پے۔ جستجو و خیال۔ **ترجمہ** اس جستجو سے جس سے مراد جہانگیری ہے باز آ (یہاں پہنچکر حکومت کی خواہش نہ کرنا چاہئے) اس پر جوانی کا حکم نہ لگا۔ یہ تو بڑھاپا ہے۔ (جہانگیری اور سلطنت تو صرف جوانی میں ہی زیبا ہے۔ بڑھاپا اس کے شایاں نہیں) **بیت** خشک شد آں دل اہا۔ **ترجمہ** وہ دل جو (جوانی میں) غمِ عشق سے زخمی تھا (بڑھاپے میں) خشک ہوگیا۔ کیونکہ اب اس کو وہ لذت حاصل نہیں ہے۔

جو اس سے پہلے (حاصل) تھی۔ **بیت** شیفتہ شد عقل الخ۔ **ترجمہ** اب عقل دیوانی اور رائے تباہ ہو چکی ہے۔ ہاتھ چھالے کی مانند ہیں اور پاؤں سوج گئے ہیں۔ یعنی ہاتھ پاؤں اب کسی کام کے نہیں رہے۔ **بیت** باتو زمیں را الخ۔ **ترجمہ** زمین کو تجھ پر مہربانی اور بخشش کرنیکا خیال ہے (یعنی محبت کے ساتھ تجھے آغوش میں لے لینا چاہتی ہے) اس لئے تو تعلقات دنیا سے الگ ہٹ جا۔ کیونکہ راحت و آسائش اسی میں ہے۔ **بیت** نیست دریں پاکی الخ۔ **ترجمہ**۔ آسودگی دوم بمعنی علیحدگی و بے تعلقی اور اول بمعنی آسائش و راحت۔ اس پاکی و آلودگی میں (یعنی پیری میں کیونکہ پیری پاکی اور آلودگی کا برزخ ہے) علائق دنیوی سے علیحدہ ہو جانا راحت و آسائش سے بہتر ہے۔ **بیت** چشمۂ مہتاب تو الخ۔ چشمۂ مہتاب سے مراد دل اور لالۂ سیراب سے رخسار۔ بڑھاپے میں دل کا جوش و ولولے اور رخساروں کی سرخی باقی نہیں رہتی۔ **ترجمہ** تیرا چشمۂ مہتاب (دل) ٹھہر گیا ہے۔ اور تیرا لالۂ شاداب (رخسار) زرد ہو گیا ہے۔ **بیت** موئے ہویت الخ۔ حبش کے باشندے چونکہ سیاہ رنگ ہوتے ہیں اس لئے کالے بالوں کو حبش سے استعارہ کیا ہے اور طراز چونکہ حسینوں کے لئے مشہور ہے اور گوری رنگت لازمۂ حسن ہے لہٰذا سفید بالوں کو طراز سے استعارہ کیا ہے۔ زنگی سیاہ رنگ اور رومی گورے چٹے ہوتے ہیں اس لئے زنگی و رومی سے یا تو سیاہ و سفید بالوں سے کنایہ ہے یا امراض و فتور جسمانی مراد ہیں جو عالم پیری میں سر سے پاؤں تک آدمی کو لاحق حال ہوتے ہیں۔ **ترجمہ** سیاہ سے لیکر سفید تک تیرا ہر بال ایسا معلوم ہوتا ہے گویا حبشی و رومی آپس میں گتھے ہوئے ہیں۔ یعنی سر سے پاؤں تک امراض تجھے گھیرے ہوئے ہیں۔ **بیت** پیر دو موئے کہ الخ۔ **ترجمہ** یہ دو رنگ کے بالوں والا بوڑھا کہ اس سے مراد تیری زندگی کے دن رات ہیں۔ یہ جوانی کے زمانہ میں تجھے ادب سکھلانیوالا ہے

بیت کز تو جواں تر الخ۔ **ترجمہ** (اور وہ زمانہ تجھ سے کہتا ہے) کہ تجھ سے بڑھ کر کتنے ہی جوان اس دنیا میں گذر چکے ہیں جو اسی فکر میں تھے کہ وہ بوڑھے ہوں (لیکن) **بیت** پردۂ گل باد الخ۔ **ترجمہ** اُس کے پھول کے پردے کو بادِ خزاں لیگئی بڑھاپا آیا اور اُس کی جوانی کو لے گیا۔ پردۂ گل سے مراد سُرخی رخسار جو علامت شباب ہے۔ پردۂ گل کی جگہ ایک نسخہ "برگ گلشن" بھی ہے۔

بیت عیب جوانی نہ الخ۔ **ترجمہ** عہد جوانی میں عیب کسی شمار میں نہیں ہوتا۔ بلکہ یوں کہتے ہیں کہ "پیری وصد عیب" یعنی اگر جوانی کی حالت میں کوئی غلطی ہوجائے تو مقتضائے جوانی سمجھکر اس سے درگذر کی جاتی ہے۔ لیکن اگر بڑھاپے میں کوئی غلطی ہوجائے تو ہر ایک طعن وتشنیع پر اُتر آتا ہے۔ اور جھٹ کہہ دیتے ہیں کہ "پیری وصد عیب"۔ **بیت** دولت اگر دولت الخ۔ **ترجمہ** خواہ جمشید بادشاہ کی سی سلطنت بھی کیوں نہ میسّر ہوجائے پھر بھی بالوں کا سفید ہوجانا نا اُمیدی کی علامت ہے (اگر جمشید جیسی سلطنت بھی حاصل ہوجائے۔ تب بھی بڑھاپے اور اسکے بعد اُس کے لازمی نتیجہ موت کا کوئی علاج نہیں) **بیت** ملک جوانی الخ۔ **ترجمہ** جوانی اور خوبصورتی کا ملک کسے حاصل ہے۔ خدایا! جب یہ مجھے حاصل نہیں ہے تو پھر کس کو حاصل ہے۔ یعنی جب مجھے حاصل نہیں تو پھر اگر کسی کو حاصل بھی ہے تو مجھے کیا۔ **بیت** رفت جوانی الخ۔ **ترجمہ** جوانی غفلت میں گذر گئی (یہ) افسوس کا مقام ہے (اس پر) افسوس کرنا چاہیئے۔ **بیت** گمشدہ ہر کہ الخ۔ **ترجمہ** جس شخص کی گمشدہ چیز یوسف جیسی عزیز ہو۔ اُس شئے کا گم ہونا (حقیقت میں) افسوس کا مقام ہے (جوانی ایک یوسف تھا جو گم ہوگیا۔ اس گمشدگی پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے) **بیت** فارغی از قدر جوانی الخ۔ **ترجمہ** تو جوانی کا مرتبہ نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے۔ جبتک تو بوڑھا نہ ہوگا (اُس وقت تک) نہیں جان سکتا کہ وہ کیا

(نعمت) ہے۔ **بیت** گرچہ جوانی ہمہ اخ۔ **ترجمہ** اگرچہ جوانی سراپا آگ ہے پھر بھی بڑھاپا ناگوار اور جوانی مرغوب ہے۔ **بیت** شاہد باغ است اخ۔ **ترجمہ** جوان درخت باغ کے لئے باعثِ زینت ہوتا ہے۔ لیکن جب بوڑھا ہوجاتا ہے تو (بیکار سمجھ کر) باغبان اُسے کاٹ ڈالتا ہے۔ **بیت** شاخ تر از اخ **ترجمہ** ہری ٹہنی نئے پھول کے لئے آغوش ہوتی ہے (پھول اس سے پیدا ہوتا ہے) لیکن خشک ایندھن صرف خاکستر بنانے (جلانے) کیلئے ہوتا ہے **بیت** موئے سیہ اخ۔ **ترجمہ** کالے بال سر کے لئے غالیہ (باعث زینت) ہوتے ہیں (جس طرح سے) سیاہ پتھر (کسوٹی جس پر صراف سونے کو پرکھتے ہیں۔ سیاہ رنگ کی ہوتی ہے) ہی زر کو پرکھنے کا کام دیتا ہے۔ **بیت**

موئے سپید از اجل آرد پیام پشت خم از مرگ رساند سلام

ترجمہ سفید بال موت کا پیغام لاتے ہیں اور جھکی ہوئی پیٹھ موت کا سلام پہنچاتی ہے۔ قاعدہ ہے کہ سلام کے لئے آدمی قدرے خمیدہ ہوجاتا ہے۔ **بیت** عہد جوانی بسر اخ۔ **ترجمہ** جوانی کا زمانہ گذر چکا۔ اب (غفلت کی نیند) نہ سو رات گئی اور یہ صبح نمودار ہوئی۔ **بیت** آتشِ طبع تو اخ۔ **ترجمہ** تیری گرمیٔ طبع نے جب کافور کھالیا۔ تو پھر اُس نے تیرے مشک کو بھی کافور بنادیا (کافور کی تاثیر چونکہ ٹھنڈی ہوتی ہے۔ اس لئے کافور کھانے کا نتیجہ گویا آتشِ طبع کا سرد ہوجاتا ہے نیز یہ کہ کافور کا رنگ سفید ہوتا ہے اور پیری میں بھی بال سفید ہوجاتے ہیں۔ اس لئے مشک سے مراد یا گرمیٔ مزاج یا بالوں کی سیاہی بصورت اوّل کافور کردے پہنی ہونگے کہ گرمیٔ مزاج کو دور کردیا اور دوسری صورت میں یہ کہ بالوں کی سیاہی کو سفیدی سے بدل دیا) **بیت** تا چو عروساں اخ۔ **ترجمہ** آخر کبتک تو درختوں کی دلہن کی طرح کبھی ریشمی لباس پہنتا رہیگا اور کبھی ٹاٹ۔ **بیت** چونکہ ہوا سرد اخ

ترجمہ جبکہ ہوا ایک دو ماہ کے لئے سرد ہو جاتی ہے تو وہ سیاہ بادلوں سے سفید برف بناتی ہے (یعنی اس دنیا میں جب سرد ہوا چلتی ہے تو وہ سیاہ بادلوں کو سفید برف بنا کر برسا دیتی ہے۔ پھر تجھ پر وہ کیوں اثر نہ ڈالیگی۔ خواہ تو کتنے ہی لباس پہنکر اپنے کو محفوظ رکھنا چاہے۔ **بیت** رنگ خرایں الخ رنگ خر۔ خریدار۔ رنگ **ترجمہ**۔ یہ نیلگوں کرہ (آسمان) رنگ کا خریدار (مشتاق) ہے اسی لئے یہ علمائے نے رنگریزی کا پیشہ اختیار کر لیا ہے۔ **بیت** گازری از رنگ الخ۔ گازر۔ دھوبی۔ **ترجمہ** گازری اور رنگ زری میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے۔ (کیونکہ دونوں کپڑے کو صاف اور روشن کر دیتے ہیں) اسیواسطے مسیحا اور خورشید کا گھر ایک ہے۔ آفتاب آسمان چہارم پر ہے اور مسیح بھی آسمان چہارم پر ہیں **بیت** گازر کاری الخ۔ **ترجمہ** گازر کاری تو پانی کا کام ہے (کہ وہ میل کو دور کرتا ہے) اور رنگ زری چاند کا پیشہ ہے (کیونکہ چاند کی روشنی ہی سے پھلوں میں رنگ پیدا ہوتا ہے) **بیت** چوں شب وچوں روز الخ۔ **ترجمہ** دن اور رات کی طرح دورنگی اختیار نہ کر۔ شکل رومیوں کی سی (جو بڑھاپے کی وجہ سے سفید ہے) اور دل زنگیوں کی طرح (سیاہ) نہ رکھ۔ **بیت** چونکہ ہوا را جوئے الخ **ترجمہ** چونکہ ہوا کو ایک جَو کے برابر بھی رنگ حاصل نہیں ہے۔ اسی واسطے تمام ہوا کا وزن ایک جَو کے برابر بھی نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ ہوا چونکہ رنگ سے عاری ہے اسیواسطے اتنی لطیف ہے۔ اگر وہ بھی پابند رنگ ہوتی۔ تو اُسے یہ لطافت حاصل نہ ہوتی) **بیت** تا پے ایں رومی الخ۔ **ترجمہ** جب تک اس رومی وزنگی (یعنی روز وشب مراد زمانہ) کی فکر تجھے لاحق ہے۔ اُس وقت تک ظالم اور جاہل ہونے کا داغ برابر (تیری پیشانی پر) لگا رہیگا۔ **بیت** در کمر کوہ زخوئے دورنگ + پشت در دست میان پلنگ۔ پلنگ چیتا۔ جس کا

رنگ زرد اور اس پر سیاہ دھاریاں ہوتی ہیں۔ اور اس کی کمر بہت پتلی ہوتی ہے کمر کے پتلے ہونے کی وجہ سے اسکو پشت دریدہ کہا ہے۔ ترجمہ اپنی دورنگی طبع کے باعث پہاڑوں میں چیتے کی کمر شق ہے۔ **بیت** داری ازیں خوئے الخ۔ ترجمہ تو اپنی اسی مخالف (عقل) رائے کی وجہ سے گرمیوں میں سینکڑوں کپڑوں کے پہننے کا ارادہ رکھتا ہے اور سردی میں ایک بھی نہیں۔ **بیت** آں خورد آں پوشش الخ ترجمہ شیر اور چیتے کی طرح وہی کھانا اور پہن۔ جسے تو تمام سال حاصل کر سکے **بیت** تا شکمے نان الخ۔ ترجمہ جبتک تیرے پاس پیٹ بھر روٹی اور منہ بھر پانی موجود ہے اُس وقت تک ہر پیالہ پر اپنے ہاتھ کو چمچہ نہ بنا (ہر ایک کے سامنے دست سوال دراز نہ کر) **بیت** نان اگر آتش الخ۔ ترجمہ اگر روٹی تیری (بھوک کی) آگ کو نہ بجھا سکے۔ تو پانی اور گھاس تجھ سے کس نے چھین لئے ہیں (اگر روٹی پیٹ بھر کر کھانے کو نہ ملے۔ تو کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے گھاس کھا لینا بہتر ہے) **بیت** بہ کہ خوری چوں الخ۔ ترجمہ یہ بہتر ہے کہ تو بیلے کے گدھے کی طرح گھاس کھالے بہ نسبت اس کے کہ (دنیا کے) کتوں کی روٹی مانگتا پھرے۔ **بیت** آتش ایں خاک الخ۔ خم سے مراد آسمان۔ بادگرد۔ فضول گھومنے والا۔ ترجمہ اس زمین اور اس بیہودہ گردش کرنے والے آسمان کی حرارت و گرمی اُس وقت تک روٹی نہیں دیتی۔ جبتک کہ انسان کی آبرو نہ لے لے **بیت** گرنہ دریں دخمہ الخ۔ آیندہ شعر سے قطعہ بند۔ زندانیاں سے مراد اہل دنیا کہ دنیا ایک قید خانہ ہے۔ ترجمہ اگر دنیا والوں کے اس قبرستان (سینہ یا پیٹ) میں سے روحانی لوگوں کی آگ (معرفت و محبت) بجھ نہیں گئی ہے۔ تو یوسف جاں (خود جان) بھیڑیئے کے سے سانس والا اور گرگ خواں شیر کیوں بنی ہوئی ہے (اگر دنیا میں محبت و معرفت کا کہیں نام بھی ہے تو یہ ظلم و جفا کیسے؟) **بیت** از پئے

مشتے جو الخ۔ **ترجمہ** تھوڑے سے گیہوں دکھائی دینے والے جَوؤں کے پیچھے دل کے دانے کو جو اور گندم کی طرح نہ پیس۔ **بیت** نان خویش از الخ۔ **ترجمہ** پانی کی طرح اپنے سینے سے ہی شور باہتیا کر (خونِ جگر) پی اور آگ کی طرح اپنے ہی دل کے کباب بنالے (دل کو جلا۔ لیکن کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلا) **بیت** خاک بخور زنان الخ۔ **ترجمہ** مٹی کھالے لیکن بخیلوں کی روٹی نہ کھا (بلکہ اگر ان کی ہو تو) خاک کو بھی رکھدے۔ اور ذلیل لوگوں کے زخم نہ کھا (کہ وہ تجھے طعنہ دیں) **بیت** بہ کہ بکاری بکنی الخ۔ دست خوش کے کئی معنی ہیں مگر یہاں مشق اور قدرت مراد ہے۔ **ترجمہ**۔ بہتر یہ ہے کہ تو کسی کام میں مشق بہم پہنچائے تاکہ تجھے کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہ کرنا پڑے۔ **بیت** بردل ودستے ہمہ الخ **ترجمہ** تمام لوگوں کے ہاتھ اور دل پر کانٹے لگادے اور خاموش ہو کر نہ بیٹھ۔ کوئی کام کرتا رہ (یعنی کسی سے مدد نہ لے۔ بلکہ خود کام کر)

حکایت پیرِ خشت زنِ باجوان بوالفضول

بیت درطرفِ شام الخ۔ **ترجمہ** ملک شام کی طرف ایک بوڑھا رہتا تھا۔ جو پری کی طرح لوگوں سے دور رہتا تھا۔ **بیت** پیرہن خود الخ۔ **ترجمہ** گھاس پھوس سے اپنا لباس بنتا۔ اینٹیں پکاتا۔ اور اُن (کے ذریعے) سے روزی حاصل کرتا تھا۔ **بیت** تیغ زناں چوں الخ۔ تیغ زناں سے مراد بڑے بڑے مجاہدانِ نفس امارہ۔ **ترجمہ** بڑے بڑے مجاہد جب مرتے تو قبر میں اُن اینٹوں کی سپر بناتے (خدا کے عذاب سے بچنے کے لئے۔ مراد یہ ہے کہ بڑے بڑے بزرگ لوگ اس کی خواہش کرتے کہ مرنے کے بعد اُن کی قبر میں وہ اینٹیں رکھی جائیں کہ اُن کی برکت سے وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہ سکیں) **بیت** ہر کہ جزآں خشت الخ۔ **ترجمہ** (خیال یہ تھا کہ) جس شخص کا

نقاب (قبر میں) اُن اینٹوں کے سوا اور کسی چیز کا نہ ہوتا (اُنہیں اینٹوں کا ہوتا) ہرچند کہ وہ گنہگار بھی ہوتا پھر بھی اُسے عذاب نہ ہوتا۔ **بیت**۔ پیر یکے روز الخ۔ **ترجمہ** بوڑھا ایک دن اسی کاروبار میں کام بڑھانے کے خیال میں مصروف تھا **بیت** آمد از انجا الخ۔ **ترجمہ** کہ ناگاہ وہاں ایک خوبصورت جوان آگیا اور باتیں کرنے لگا **بیت** کیں چہ زبونی الخ۔ **ترجمہ** یہ کیسی بُری بات اور کیسی ذلت ہے۔ مٹی کا کام؟ یہ تو کمینے لوگوں کا پیشہ ہے۔ **بیت** خیز و مزن الخ۔ **ترجمہ** اٹھ اور زمین کی ڈھال پر تلوار نہ مار (زمین کو کھود کھود کر اینٹیں نہ بنا) کہ قضا و قدر تجھ سے ایک روٹی دریغ نہ کریں گے (تجھے یہ کام کئے بغیر بھی روٹی مل رہیگی) **بیت** قالب این خشت الخ **ترجمہ** ان اینٹوں کے سانچے کو جلا ڈال اور دوسرے سانچے سے نئی اینٹیں بنا (اس طرزِ معاش کو بدل دے) **بیت** چند کلوخے الخ۔ **ترجمہ** تو تکلف سے کب تک اینٹیں بنائے جائیگا۔ اور پانی اور مٹی میں کبتک تصرف کرتا رہے گا۔ **بیت** خویشتن از جملہ الخ۔ **ترجمہ** تو خود کو منجملہ دیگر بوڑھوں کے سمجھ اور جوانوں کا کام جوانوں کے حوالہ کردے۔ **بیت** پیر بدو گفت الخ۔ **ترجمہ** بوڑھے نے اُس سے کہا کہ غصہ نہ کر۔ اس کام سے درگذر کر اور غصے نہ ہو۔ **بیت** خشت زدن الخ۔ **ترجمہ** اینٹیں بنانا بوڑھوں (تجربہ کاروں) کا کام ہے اور بوجھ اُٹھانا قیدیوں کا کام ہے (احسان کا بوجھ اُٹھانا مفت خور نالائقوں کا کام ہے) **بیت** دست بدیں پیشہ الخ۔ **ترجمہ** میں نے اس پیشہ میں جو مجھے حاصل ہے۔ اس لئے ہاتھ ڈالا تاکہ کسی دن تیرے سامنے مجھے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے۔ **بیت** دست خوش کس نیم الخ۔ دست خوش۔ مغلوب۔ دست رنج۔ اُجرت و مزدوری۔ **ترجمہ** میں خزانہ کے لئے کسی کا دستِ نگر نہیں ہوں اور میں محنت و مزدوری کی وجہ سے قناعت اختیار کئے ہوئے ہوں۔ **بیت** از پئے این رزق الخ۔ **ترجمہ** اس رزق (کے کمانے)

کی وجہ سے مجھ پر عتاب نہ کر۔ اور اگر ایسا (رزق) نہ ہو۔ تو اُسے مجھ پر حلال نہ کر (یعنی محنت کرنے کے سوا کسی اور طریق سے کمائے ہوئے رزق کو میرے لئے جائز نہ سمجھ (کہ میں اس کے لئے آمادہ نہیں ہوں) **بیت** از سخنِ پیر الخ۔ **ترجمہ** بوڑھے کی بات سُنکر اُس کا ملامت کرنے والا (وہ نوجوان) روتا ہوا وہاں سے چلا گیا **بیت** چند نظامی درِ الخ۔ **ترجمہ** اے نظامی تو کبتک دنیا کا دروازہ کھٹکھٹاتا رہیگا (کب تک دنیا طلب کرتا رہیگا) اُٹھ اور اگر تجھے دروازہ کھٹکھٹانا ہی ہے تو دین کا دروازہ کھٹکھٹا (دین کا طالب بن جا)

مقالۂ ششم در اعتبار موجودات

بیت نعبت بازے الخ۔ **ترجمہ** اس پردہ (آسمان) کے پیچھے کوئی پُتلی گر موجود ہے۔ ورنہ اُس (آسمان) پر یہ تمام پُتلیاں کس نے بنا دی ہیں (یعنی کوئی ذات ایسی ضرور موجود ہے۔ ورنہ یہ ستارے اور سیارے کس طرح بن گئے) **بیت** دیدۂ دل محرم الخ۔ **ترجمہ** دل کی آنکھوں کو اس پردے کا محرم بنالے۔ پھر پھر دیکھ کہ اس پردے سے کیا راز ظاہر ہوتا ہے۔ **بیت** کز لیس ایں الخ۔ **ترجمہ** کہ اس زنگاری پردہ کے پیچھے بیشمار لٹیرے موجود ہیں (کیسے کیسے ستارے موجود ہیں) **بیت** گوہر چشم الخ۔ **ترجمہ** (وہ ایسے ہیں کہ) اپنی آنکھوں کے موتی کو نورِ ادب سے روشن کئے ہوئے ہیں اور خدمتگذاری کی پیٹی پر اُنہوں نے اپنا دل سی دیا ہے (دل سے خدمتگذاری کرتے ہیں) **بیت** ہیچ بریں نقطہ الخ۔ نقطہ پرکار سے مراد زمین ہے۔ کہ آسمان کے مقابلے میں یہ ایک نقطہ سے زیادہ نہیں ہے۔ **ترجمہ** پرکار کے اس نقطہ پر کوئی چیز بھی تو ایسی موجود نہیں جو اس دائرے کے خط کی طرف سے کام میں نہ لگی ہوئی ہو۔ **بیت** ایں دو سہ مرکب الخ۔ **ترجمہ** یہ چند

گھوڑے جو سواری کے لئے تیار کئے گئے ہیں۔ یہ ہمارے ہی لئے خدمتگار بنائے گئے ہیں (مرکب سے مراد آسمان جو کہ ہر وقت گردش میں لگے ہوئے ہیں۔ **بیت** پیشتر از جنبش الخ۔ آئندہ شعر سے قطعہ بند۔ تازگاں۔ دوڑنے والے مراد آسمان **ترجمہ** ان دوڑنے والوں کی حرکت سے پہلے جو ہیں تو نوسفر لیکن اس کیساتھ ہی کہن آوازہ ہیں۔ کیا ہم نے عشق کا مرتبہ (بلند) نہیں کیا۔ اور کیا عشق کی نعمت ہم نے نہیں کھائی (یعنی نوسفر اس اعتبار سے کہ ان کی خلقت بفحوائے اول ما خلق اللہ نوری ہم سے بعد کی ہے) **بیت** در دو جہاں الخ۔ **ترجمہ** دونوں جہان میں (قضا و قدر نے) عیب و ہنر مقرر کر دیئے ہیں۔ اور (اے انسان) یہ دونوں تیرے فسکار بند سے باندھ دیئے ہیں۔ **بیت** نیست جہاں را الخ۔ آئندہ شعر سے قطعہ بند **ترجمہ** جہان کے لئے تجھ سا اور کوئی ہمخانہ نہیں ہے۔ اور مرغ زمین کے لئے تجھ سے بہتر کوئی دانہ نہیں ہے (جس طرح مرغ دانہ کو کھا جاتا ہے۔ اسیطرح زمین تجھے نگل جاتی ہے) اس طبیعت کے زخمی کر دینے والے مرغ (زمین) سے کنارہ کشی اختیار کر۔ اور اس مرغ (زمین) پر سیمرغ کی طرح (گوشہ نشین اور گمنام) زندگی بسر کر **بیت** مرغ قفس بر الخ۔ **ترجمہ** قفس عنصری کا لیجانے والا پرندہ (نفس ناطقہ) جو تیرے لئے بمنزلہ مسیحا کے ہے۔ اگرچہ وہ بحسب ظاہر تجھ سے نیچے ہے (تیرے جسم میں ہے) لیکن وہ تجھ سے بلند مرتبہ ہے۔ **بیت** یا ز قفس چنگل الخ۔ **ترجمہ** یا تو اس پنجرے سے اُس کا پنجہ الگ کر دے (نفس ناطقہ کو جسم سے الگ کر دے اور فنا ہو جا) یا اپنے پنجرے کو اُسی کے حوالے کر دے (اُس کا مطیع ہو جا اور ریاضات و عبادت میں مشغول) **بیت** تا چو بُنہ سوئے الخ۔ **ترجمہ** تاکہ جب وہ عالم علوی کی طرف اپنا سامان لے جائے (یعنی خود سفر کرے) تو تجھے اپنے پروں کے نیچے (اپنی حفاظت میں) لے جاوے۔ **بیت** چوں گذرے زیں الخ۔ **ترجمہ** جب

تو خاک کی ان چند دہلیزوں (طبقات زمین یا تعلقات دنیا) سے گذر جائیگا۔ تو پھر تیری تختی (تیری ذات) کو خودی سے اچھی طرح دھودیں گے (تجرد اختیار کرنے پر ہی تو خودی سے آزاد ہو سکتا ہے) **بیت** ختم سفیدی الخ۔ **ترجمہ** پھر تو سفیدی و سیاہی کا خاتمہ بن جائیگا (کہ سفیدئ روز اور سیاہئ شب تو اس دنیا کے مناسبات ہیں۔ عالم علوی سے انہیں کیا واسطہ) اور خدائے تعالیٰ کے اسرار کا خزانہ بن جائیگا۔ **بیت** سہل شوی الخ۔ **ترجمہ** تو بہ سہولت انبیا کی پیروی کر سکیگا اور تو اولیا کی چار دیواری (اسرار) کا محرم بن جائیگا۔ **بیت** راہِ دو عالم کہ الخ۔ **ترجمہ** ہر دو عالم (یعنی نبی جان و انسان) کا راستہ جو دو منزلیں (دنیا و آخرت) ہیں۔ وہ دل کے ایک سانس کا آدھا راستہ ہے (دل کے لئے دو جہان کا طے کرنا آدھے قدم کے برابر ہے) **بیت** آنکہ اساس تو الخ۔ **ترجمہ** وہ ذات جس نے اس مٹی پر تیری بنیاد رکھی۔ اُس نے جان کے کعبے کو دل کی چار دیواری میں رکھ دیا۔ **بیت** نقشِ قبول از الخ۔ **ترجمہ**۔ قبولیت کا نقش روشن دل سے حاصل کر اور جسم کی کامیابی گدڑی کی طلب کے درپے نہ ہو (دل کو روشن کر جسم کے پیچھے نہ پڑ۔ کہ یہ سیاہ گدڑی کی طرح سفید ہو ہی نہیں سکتا۔ نورِ معرفت سے دل ہی روشن ہو سکتا ہے۔ **بیت** سرمہ کشِ دیدہ الخ۔ **ترجمہ** (بطور تمثیل) بادِ صبا نرگس کی آنکھ میں سرمہ لگانے والی ہے (بادِ صبا سے ہی نرگس شگفتہ ہوتی ہے۔ یہاں نرگس سے مراد جسم اور صبا سے مراد دل ہے) اور کیمیا ہی تانبے کے کپڑوں کی رنگریز ہے (تانبے کے جسم کو سونا بنا دینا کیمیا ہی کا کام ہے (یہاں بھی کیمیا سے مراد دل اور مس سے مراد جسم ہے) **بیت** تن چہ بود الخ۔ **ترجمہ** جسم کیا ہے؟ مٹھی بھر مٹی کی ریزش ہے۔ اس لئے دل کو طلب کر کہ یہ تمام گفتگو دل ہی کے متعلق ہے۔ **بیت** بندۂ دل باش کہ الخ۔ **ترجمہ** دل کا غلام بن جا۔ تاکہ تو بادشاہ

بن جائے یعنی عقل کا آقا اور جان کا حاکم بن جائے۔ **بیت** نرمی دل می طلبی الخ
ترجمہ۔ نیفہ کی طرح ہمیشہ دل کی نرمی طلب کرتا رہ۔ اور جسم کو نافہ کی طرح سختیوں میں ڈالدے
(ریاضت و عبادت کر) **بیت** ایکہ ترا بہ زخشن الخ۔ **ترجمہ** اے وہ کہ تیرے
لئے درشت کپڑے سے بہتر کوئی کپڑا نہیں ہو سکتا۔ تجھے آبریشم اور بادامہ (ریشمی
کپڑا) کا حکم نہیں ہے (مردوں کا لباس سخت اور موٹا ہی اچھا ہوتا ہے۔ ریشم
کی اقسام کے کپڑے مردوں پر حرام ہیں) **بیت** خوئی آہو الخ۔ رق ہرن کی
جھلی جس پر حُب کا تعویذ لکھتے ہیں۔ **ترجمہ**۔ ہرن کی خوبی خشن پوست ہونے
کی وجہ سے ہے۔ اسی واسطے اُس کی جھلی تعویذ کے واسطے مخصوص ہے **بیت**
مشک بود در الخ۔ **ترجمہ** دیکھو مشک سخت چمڑے میں آرام پذیر ہوتا ہے۔ لیکن جب
ریشم پہن لیتا ہے تو منتشر ہو جاتا ہے (حریر سے وہ باریک جھلی مراد ہے جو پوست
نافہ کے اندر ہوتی ہے) **بیت** گر شکری بانفس الخ **ترجمہ** اگر تو شکر ہے
تو پھر تجھے گون کے دم کے ساتھ موافقت کرنا چاہئے۔ اور اگر تو موتی ہے تو سخت
سیپی سے نباہ کر (خواہ تو کتنا ہی نازک نرم شیریں اور آبدار ہو۔ پھر بھی تجھے
سختیاں برداشت کرنا چاہئیں جس طرح شکر گون میں اور موتی صدف میں رہتا ہے)
بیت گاہ چو شب لعل الخ۔ **ترجمہ** کبھی تو رات کی طرح صبح کا پامال بن جا۔ اور کبھی
صبح کی طرح آہوں کا نشانہ بن جا (جس طرح رات صبح سے پامال ہو جاتی ہے۔ اسی
طرح تو بھی ہو کر صبح کو عبادت کیا کر اور اپنے نفس کو مشقت میں ڈالا کر۔ اور آہیں کھینچا کر)
بیت بار عناکش الخ۔ **ترجمہ** اندھیری راتوں میں رنج کا بوجھ اُٹھایا کر (کیونکہ)
وہ ہر چیز جس میں تکلیف زیادہ (برداشت کرنا) پڑے اسی میں زیادہ راحت ہوتی
ہے۔ **بیت** ز اہل وفا ہر کہ الخ۔ **ترجمہ** اہلِ وفا میں سے جو کوئی بھی کسی مرتبے
پر پہنچا اُن میں سے اکثر تکلیف اُٹھانے والے ہی پہنچتے ہیں۔ **بیت** نُزلِ بلا الخ

ترجمہ بلاؤں کا تحفہ ہی انبیاؤں کے لئے عافیت ہے۔ اس لئے ہر وہ چیز جو تجھے عافیت پہنچائے (وہ حقیقت میں) بلا ہے۔ **بیت** زخم بلا مرہم الخ۔ **ترجمہ** بلاؤں کا زخم خود بینی کا مرہم ہے (بلاؤں اور آفتوں کے پہنچنے سے خود بینی نہیں رہتی) اور شراب کی تلخی ہی اُس کی شیرینی کا سرمایہ ہے (یعنی شراب جتنی تلخ ہوگی اُتنی ہی مستی اور نشہ زیادہ کریگی) **بیت** سرو شو از بند الخ۔ **ترجمہ** (راستی میں) سرو بن جا اور خودی کی قید سے آزاد ہو جا۔ اور شمع بن جا اور اپنے بجھ جانے سے خوش ہو۔ دوسرے مصرعہ میں خوردن کے بجائے مُردن پڑھیں۔ **بیت** حارسی اژدر ہا الخ۔ **ترجمہ** سانپ کی حفاظت خزانہ کے لئے ہوتی ہے۔ اور راحتوں کا خزانچی ہونا رنج کو حاصل ہے (رنجوں کے بعد راحتیں ملتی ہیں) **بیت** رنج ز فریادرسے الخ۔ فریادرس۔ فریاد کو پہنچنے والا۔ مراد خدا تعالیٰ۔ **ترجمہ** جو رنج خدا تعالیٰ کی طرف سے پہنچے وہ دراصل راحت ہے۔ اور رنج کے بعد بہت سی راحتیں ہیں۔ **بیت** چرخ نہ بندد الخ۔ **ترجمہ** آسمان تجھ پر کوئی مشکل نہیں ڈالتا جبتک کہ وہ پہلے ایک مشکل کو دور نہ کردے۔ **بیت** در سفری کاں الخ۔ **ترجمہ** اُس سفر میں جو آزادی کا راستہ ہے (یعنی موت) وہاں غم کا کوتوال ہی خوشی کا پیشرو ہے (مرنے کا غم برداشت کرنے کے بعد ہی حقیقی زندگی کی خوشی حاصل ہوسکتی ہے)

حکایت صیاد و سگ و روباہ

بیت صید گرے بود الخ۔ **ترجمہ** ایک نہایت ہوشیار شکاری تھا۔ جنگل کو طے کرتا پھرتا تھا اور مرحلوں کو اختیار کئے ہوئے تھا۔ **بیت** شیر سگے داشت الخ۔ **ترجمہ** اس کے پاس ایک ایسا بہادر کتا تھا کہ جو نہیں لوپالیتا۔ سایہ آفتاب کو ہرن پر بند کردیتا تھا (آفتاب کے سایہ کو ہرن پر نہ پڑنے دیتا۔ بلکہ خود اُسکے

سر پر موجود ہوتا۔ ہرن اُس سے نکل کر نہ جا سکتا) **بیت** سہم زدہ کرگدن الخ۔ کردن۔ گینڈا۔ گور۔ گورخر۔ **ترجمہ** گینڈا اُس کی گردن دیکھ کر سہم جاتا۔ اور گورخر اُس کے گوزن (بارہ سنگھا) کو گرا دینے والے دانتوں سے ڈرتا تھا۔ **بیت** درسفرش مونس الخ۔ **ترجمہ** وہ تمام سفروں میں اُس کا مونس اور رفیق تھا۔ اور کئی دن رات اُس کے کام میں آتا رہا تھا۔ **بیت** لوو دل مہر الخ **ترجمہ** اُس (شکاری) کا محبت سے روشن دل اُس کی طرف مائل تھا۔ کیونکہ شکاری کی رات کی حفاظت دن کی روزی اُس کتے کے ذمے تھی (کتا رات کو حفاظت کا کام کرتا اور دن کو شکار کرتا۔ جو شکاری کی روزی ہوتا) **بیت** گشت گم آن الخ۔ **ترجمہ** وہ بہادر کتا اُس جوانمرد سے گم ہو گیا اور اُس شخص نے اس درد جگر (گم شدگی سگ) پر بہت کچھ گریہ وزاری کی۔ **بیت** گفت دریں رہ الخ۔ **ترجمہ** اُس نے کہا۔ کہ اس معاملہ میں جس کا واسطہ قضا ہے (یہ معاملہ بحسب تقدیر ہوا ہے) کتے کی پاؤں کی قیمت شیر کا سر ہے (یعنی چونکہ کتے کا گم ہو جانا بحکم ربی ہے لہذا اگر اس پر صبر کرونگا تو کتے کے پاؤں کے عوض شیر کا سر مجھے حاصل ہوگا) **بیت** گرچہ دراں غم الخ۔ **ترجمہ** اگرچہ اُس غم میں جان سے بیزار ہو گیا تھا۔ لیکن پھر بھی اُس نے صبر و ضبط سے کام لیا جگر از جاں گرفتن۔ جان سے بیزار ہونا۔ جگر بدنداں گرفتن۔ صبر و ضبط کرنا۔ **بیت** صابری کاں الخ۔ **ترجمہ** ایسا صبر جو اُس کے بس کا نہ تھا۔ اُس نے کیا۔ جس شخص نے صبر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اُس نے ضرور فائدہ اُٹھایا۔ **بیت** طعنہ زناں رو بہے الخ۔ **ترجمہ** دور سے ایک لومڑی ملامت کرتی ہوئی آئی۔ اور کہا کہ اے بے صبر! صبر کر۔ **بیت** مے شنوم کاں الخ۔ **ترجمہ** میں سنتی ہوں کہ وہ ہنر کی رفتار والا (یعنی تیز قدم) نہ رہا اور تیری زندگی کی اُمید اُس

کتے سے وابستہ نہ رہی۔ **بیت** دی کہ پیش الخ۔ **ترجمہ** کل جب وہ تیرے پاس سے شکار کے لئے گیا۔ وہ بہت تیز رفتار ہوگیا۔ اور اُس نے عدم کو جالیا (یعنی کوئی شکار اُسے نہ ملا) **بیت** اینکہ سگ امروز الخ۔ **ترجمہ** (پھر طعن کے طور پر کہنے لگی) یہ کتے نے آج جو کچھ تیرے لئے شکار کیا ہے۔ اے جوانمرد وہ تیرے لئے دو ماہ تک کافی ہوگا۔ **بیت** خیز دکبابے الخ۔ **ترجمہ** اُٹھ اور اپنے دل کے لئے کباب بنا۔ مغز تو خود کھا اور کھال فقیر کو دے۔ **بیت** چرب خورش بود ترا پیش ازیں الخ۔ **ترجمہ** اس سے پہلے تیری خوراک مرغن تھی۔ لیکن اب آئندہ تجھے موٹی تازی لومڑی نہیں ملیگی۔ **بیت** ایمنی ازروغن الخ۔ **ترجمہ** اب تو ہمارے اعضا کی چربی سے امن میں ہے (اب تجھے ہماری چربی نصیب نہ ہوگی) اور اب تیرا مزاج ہمارے فکر و خیال سے آزاد ہوگیا۔ **بیت** دوری ازوایں الخ۔ **ترجمہ** یہ کیسی وفاداری ہے کہ تو اُس کتے سے دور بیٹھا ہے۔ یہ کیسی جگر خواری ہے کہ تو اُس کا غم نہیں کھاتا یعنی یہ کیسی وفاداری ہے کہ تو اُس کے بغیر زندہ ہے اور یہ کیسی غمخواری ہے کہ تو ملول نہیں۔ **بیت** صید گرش گفت الخ۔ **ترجمہ** شکاری نے اُس سے کہا۔ کہ رات حاملہ ہے (کہ رات سے دن کا ظہور ہوتا ہے۔ اسیطرح) میرا یہ غم بھی بس ایک ہی دن کا ہے۔ **بیت** شاد بدانم کہ الخ۔ **ترجمہ** میں خوش اس لئے ہوں۔ کہ اس تنگ جہان میں خوشی اور غم دونوں ناپائدار ہیں (نہ ہمیشہ خوشی رہتی ہے اور نہ غم۔ اس لئے میں اس غم پر بھی خوش ہوں کہ اس کو ثبات نہیں۔ اور اس کے بعد راحت ہوگی) **بیت** ایں ہمہ میری الخ۔ **ترجمہ** یہ دنیا کی تمام سرداری یا غلامی (ہمیشہ) اسی گردش کے سانچے میں (ڈھلتی رہتی) ہے (دنیا کی امارت بھی اور غلامی بھی ہمیشہ معرض گردش

میں ہے ع نہ اُس کو قیام اور نہ اسکو دوام - **بیت** انجم و افلاک بہ الخ - **ترجمہ** - آسمان اور ستارے بھی گردش میں ہیں اور غم بھی گذر جانے والے ہیں - **بیت** شاد دلم زانکہ الخ - **ترجمہ** میں اس لئے خوش ہوں - کہ میرا دل غمگین - کیونکہ غم کا آنا خوشی کا باعث ہوتا ہے (یعنی چونکہ غم کے بعد خوشی ہوتی ہے - اس لئے میں غم سے خوش ہوتا ہوں - کہ اس کے بعد خوشی آرہی ہے) **بیت** اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ الخ **ترجمہ** چونکہ تقدیر کا فیصلہ یہ ہے - کہ ہر سختی کے بعد آسانی ہوتی ہے - اس لئے میں اس پر خوش ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے - **بیت** گرگ مرا حالت الخ **ترجمہ** میرے اُس بھیڑیئے (جیسے کتے) کو یوسف کی سی حالت پیش آگئی (کسی مصیبت میں گرفتار ہوگیا) میں بھیڑیا نہیں ہوں اس لئے (اُس کے غم میں) کپڑے نہیں پھاڑ ڈالونگا - **بیت** گر ستد ندش الخ - **ترجمہ** اے مکار! اگر (قضاء قدر) اُسے مجھ سے چھین لے گئے ہیں (تو کیا ہوا) اُسے پھر میرے پاس تجھ جیسے شکار سمیت لے آوینگے (وہ کتا آئیگا اور تجھ جیسے کسی شکار کو پکڑ لائیگا) **بیت** ہو بہ سخن در الخ - **ترجمہ** وہ ابھی یہ بات کر ہی رہا تھا - کہ کچھ غبار سا معلوم ہوا - اور گرد کے پردہ میں سے کتا نمایاں ہوا - **بیت** آمد و گردش دو سہ الخ **ترجمہ** کتا آیا اور اُس لومڑی کے گرد ایک دو چکر لگائے - پھر لومڑی کی کھال کو دانتوں سے پکڑ لیا - **بیت** گفت بدیں خردہ الخ - **ترجمہ** اور کہا کہ اس عیب کے عوض میں کہ میں دیر سے آیا ہوں - لومڑی خوب جانتی ہے کہ میں دلیر ہو کر آیا ہوں **بیت** طوق من آویزش الخ - **ترجمہ** (اور پھر مالک سے کہا) کہ دین کے ساتھ تیرا مضبوط تعلق میری گردن کا طوق بنا ہوا ہے - پھر بھی لومڑی کی باتوں پر تجھے یقین آگیا **بیت** ہر کہ یقینش بہ ارادت کشد الخ - **ترجمہ** جس شخص کا یقین اعتقاد کے مرتبہ تک پہنچ جائے - اُس کے کام کا انجام سعادت کے درجے پر پہنچ جاتا ہے -

بیت راہِ یقیں جوئے بہر۔ **ترجمہ** ہر مقصود و مطلوب کے لئے یقین کا راستہ تلاش کر۔ اس سے بڑھ کر مبارک اور کوئی منزل نہیں۔ **بیت** پائے برقرار یقیں الخ۔ **ترجمہ** راہ یقین پر چلنے سے پاؤں بھی سر بن جاتا ہے۔ اور پتھر یقین خیال یقینی سے سونا بن جاتا ہے۔ **بیت** گر قدمت شد الخ۔ **ترجمہ** اگر تیرا قدم یقین پر مضبوط ہو جائے۔ تو پھر تو دریا سے گرو اور آگ سے پانی پیدا کر سکتا ہے۔ **بیت** ہر کہ یقیں را الخ۔ **ترجمہ** جس شخص نے یقین کو توکل کے ساتھ ملا دیا (یقین ہو اور پھر توکل کرے) اُس نے بخشش کو (یعنی بخشش کرنیوالونکو) لکھ دیا کہ میرا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔ **بیت** لقمۂ خوان الخ۔ **ترجمہ** (پھر وہ) کسی کے دسترخوان کا مچھر اور کسی کی مکھی نہیں بنتا۔ اور ہر وہ چیز جو اُس کے سامنے آجائے اُس کے پیچھے نہیں پڑ جاتا۔ **بیت** روزی تو باز الخ۔ **ترجمہ** تیری روزی دروازے سے واپس نہیں چلی جائیگی۔ تو خدا کا کام کر اور روزی کا غم نہ کھا۔ **بیت** بر در او شو الخ **ترجمہ** اسی کے دروازہ پر جا۔ کہ وہ ان (سب) سے بہتر ہے۔ روزی اُسی سے مانگ کہ وہی روزی دینے والا ہے۔ **بیت** از من و تو ہر کہ الخ۔ **ترجمہ** ہم تم میں سے جو کوئی بھی اس دروازے پر گذرا۔ اُن میں سے کوئی بھی بغیر مدعا حاصل کئے واپس نہ ہوا) **بیت** عمر چو یک روزہ الخ۔ **ترجمہ**۔ جب خدا تعالیٰ نے تیری عمر کا کوئی ایک دن بھی مقرر نہیں کیا ہے۔ تو پھر دس سال کی روزی کا ذخیرہ کس لئے کرنا چاہیئے۔ **بیت** اہل یقیں الخ۔ **ترجمہ** اہل یقین اور ہی لوگ ہیں۔ اگر وہ سر ہیں تو ہم سب کے سب پاؤں ہیں۔ اگر فرض کر لیا جائے۔ کہ وہ سر ہیں تو ہم اُن سے اتنے پست ہیں جتنے سر کے مقابلہ میں پاؤں) **بیت** چوں سر سجادہ الخ۔ سجادہ بر آب افگندن۔ مصلّی پانی پر بچھا دینا۔ کنایہ ہے اظہار کرامت سے۔ **ترجمہ** جب وہ اظہار کرامت پر آمادہ ہوں تو خالص شراب میں شہد کا رنگ ڈالدیتے ہیں۔

(اُن کی نظر کی تاثیر سے خراب شہد بن جاتی ہے شیرینی میں۔ یا حلال ہو جاتی ہے اُن کی برکت نظر سے) **بیت** صورت ما را کہ الخ۔ **ترجمہ** ہماری صورت جسے (قضا و قدر نے) تیار کیا (اس کے لئے) ہماری روزی کا حصّہ تو ازل ہی میں لکھ دیا تھا۔ **بیت** روزی از انجات الخ۔ **ترجمہ** وہیں سے تیری روزی بھیجدی ہے تو یہاں (دنیا میں) وہی کھاتا ہے جو تجھے دیا گیا ہے۔ **بیت** گرچہ دریں خلق الخ۔ **ترجمہ** اگرچہ مخلوقات میں سے بہت سے لوگوں نے کوشش کی۔ لیکن اپنی (مقدرہ) روزی سے کسی نے بھی کچھ زیادہ نہ کھایا۔ **بیت** جہد بدیں کن الخ۔ **ترجمہ** دین کے لئے کوشش کر کیونکہ عہد دین کے لئے ہی ہوا تھا۔ روزی اور دولت کوشش سے نہیں بڑھتے۔ **بیت** روزی چوں بیش الخ۔ **ترجمہ** جب زیادہ روزی قسمت ہی میں نہیں تو زیادہ طلب کرنے کی حاجت بھی نہیں۔ **بیت** تاشوی از جملہ الخ۔ **ترجمہ** تیری کوشش ہونی چاہئے اور (خدا تعالیٰ کی طرف سے) توفیق۔ تاکہ تو تمام جہان میں صاحب عزّت بن جائے۔ **بیت** جہد نظامی الخ۔ **ترجمہ** نظامی کی کوشش تو فقط ٹھنڈی آہیں بھرنا تھی۔ لیکن توفیقِ خداوندی نے اُسے کچھ بنا دیا۔

مقالۂ ہفتم در فضیلتِ آدمی بر حیوانات

بیت اے بزمیں الخ۔ **ترجمہ** اے وہ کہ زمین پر آسمان کی طرح نازنین ہے۔ زمین آسمان دونوں تیرے ناز بردار ہیں۔ **بیت** کار تو ز انجا الخ۔ **ترجمہ** چونکہ تو علم رکھتا تھا۔ اس لئے تیرا کام اُس (مرتبے) سے بھی بڑھ گیا۔ جتنا کہ تیرے خیال میں تھا (یعنی تجھے تمام حقایق کا ادراک حاصل تھا۔ اس لئے تجھے تمام مخلوقات پر شرف دیا گیا) **بیت** اوّل ازاں دایہ الخ۔ **ترجمہ** (تو نازنیں کیوں نہ ہو کہ) جس دایہ

کا تو پروردہ ہے۔ پہلے ہی تو نے اُس سے دودھ نہیں پیا۔ بلکہ شکر کھائی ہے۔ (بچے کے پیدا ہونے پر دودھ پلانے سے پہلے اُس کے تالو سے شہد وغیرہ لگاتے ہیں) **بیت** نیکویت باید الخ۔ **ترجمہ** چاہئے کہ تیری نیکی دن بدن بڑھتی رہے کیونکہ (خدا تعالیٰ کی طرف سے) اس سے بڑھ کر اور کیا نیکی ہو سکتی ہے (جو اُس نے تیرے ساتھ کی) **بیت** از سر آں خامہ الخ۔ **ترجمہ** اُس قلم کی نوک سے جسے قضا و قدر نے تراشا ہے۔ تجھے ایک عجیب معشوق تحریر کیا ہے **بیت** رشتۂ جاں بر الخ۔ **ترجمہ** جان کا رشتہ تیرے جگر پر باندھ دیا ہے۔ اور دل کے موتی کو تیری پیٹی پر لگا دیا ہے (یعنی تجھے جان اور دل عطا کئے) **بیت** بہ کہ ضعیفی الخ **ترجمہ** یہی بہتر ہے۔ کہ تو اس مرغزار (دنیا) میں کمزور اور لاغر ہو۔ کیونکہ ضرورت کے وقت موٹا ہرن نہیں دوڑ سکتا۔ **بیت** جانور انے کہ الخ۔ **ترجمہ** وہ تمام جانور جو تیرے غلام ہیں (تیرے مطیع ہیں) یہ تیرے جال کے دانہ کھانے والے ہیں (تیرے حکم سے سرتابی نہیں کر سکتے) **بیت** خود تو ہمائے الخ۔ **ترجمہ** تو بھی کام کے شرف کا ہما بن جا۔ کم کھا۔ کم بول۔ اور دوسروں کو آزار نہ دے۔ **بیت** ہر چہ تو بینی الخ۔ **ترجمہ** یہ جو کچھ سفید و سیاہ تو دیکھ رہا ہے وہ سب اس دنیا کے کارخانے میں کسی نہ کسی کام میں لگے ہوئے ہیں۔ **بیت** چغد کہ شوم است الخ۔ **ترجمہ** اُلو جسے کہانیوں اور افسانوں میں بھی منحوس کہا جاتا ہے۔ وہ بھی ویرانے میں خزانہ کی بلبل ہے (کہتے ہیں کہ اُلو خزانے کے سر پر بیٹھتا ہے) **بیت** ہر چہ دریں پردہ الخ۔ **ترجمہ** ہر وہ چیز جس کا اس پردۂ دنیا پر نشان موجود ہے اُسکی جان کی قیمت اُس کے جسم کے مطابق ہے۔ **بیت** گرچہ ز اصل تو الخ۔ **ترجمہ** اگرچہ وہ ذات اور مرتبہ میں تیرے سے کمتر ہیں۔ لیکن دراصل تمام کے تمام تیری طرح موجودات کی آراستگی و زیبائش کا باعث ہیں۔ **بیت** بیش و کمی را الخ۔

ترجمہ اُن میں سے چھوٹے یا بڑے کو جسے تو شکار میں مار ڈالتا ہے۔ اُس کے خوں بہا کے مطابق رنج کی توقع رکھ (یعنی جسقدر اُن کا خوں بہا ہو سکتا ہے اُتنا تجھے رنج پہنچکر رہیگا) **بیت** نیک و بد ملک الخ۔ **ترجمہ** دنیا کے اچھے اور بُرے تیرے ہی کام میں لگے ہوئے ہیں۔ اور بھلائی برائی میں تیرے آئینہ دار ہیں (آئینہ داری سے یہ مراد ہے کہ جیسا تجھے کرتے دیکھتے ہیں ویسا ہی وہ بھی کرتے ہیں یا یہ کہ جیسا تو اُن کے ساتھ کرتا ہے ویسا ہی وہ بھی تیرے ساتھ کرتے ہیں) **بیت** کفش دہی باز الخ۔ **ترجمہ** اگر تو جوتا دیگا۔ تو تجھے کلاہ دیں گے۔ (اگر تو ذرا سا نیک کام کریگا۔ تو اس سے بڑھکر تجھ سے نیکی کرینگے۔ کیونکہ کلاہ کفش سے کہیں بہتر ہے) اور اگر تو لوگوں کی پردہ دری کریگا تو قضا و قدر چاند کی طرح تیرا پردہ پھاڑ دیں گے۔ **بیت** خیز و مکن پردہ دری الخ۔ **ترجمہ** اُٹھ اور صبح کی طرح پردہ دری نہ کر۔ تاکہ رات کی طرح تیرا نام بھی پردہ دار بن جائے۔ **بیت** پردۂ زنبور گل الخ۔ **ترجمہ** گل سُرخ شہد کی مکھیوں کا پردہ ہے۔ اور تیری ملکیت یہ زنبوری پردہ ہے (یعنی آسمان۔ مراد یہ کہ خدا تعالیٰ نے ہر ایک کی پردہ پوشی کا سامان کر دیا ہے) پردۂ زنبوری۔ ایک قسم کا باریک پردہ ہوتا ہے الخ۔ **بیت** چند پری چوں الخ۔ **ترجمہ** مکڑی کے اس جالے (آسمان) کے منہ میں تو مکھی کی طرح کبتک غذا حاصل کرنے کے لئے اُڑتا پھریگا۔ **بیت** پردگیانے اقطعہ بند الخ۔ **ترجمہ** وہ پردگی (فرشتے) جو جہان کا انتظام کرتے ہیں اُنہوں نے تیرے راز کو پردے میں چھپا رکھا تھا۔ تو اس پردے کے راستے سے کچھ تجاوز کر گیا۔ اس لئے تو پردے سے نکل آیا (تو اپنے مرتبے سے بڑھکر غرور میں بیخبر یا لوگوں کی پردہ دری کرنے لگا۔ اس لئے خود قدرت نے تیری پردہ دری کر دی۔ **بیت** دل کہ نہ در پردہ الخ۔ **ترجمہ** وہ دل جو پردے میں (خلوت گزیں) نہیں ہے۔ اُسے ترک کر دے۔ اور جو کچھ اس پردے (خلوت) میں ہو اُسے سُن۔

بیت شعبدہ بازے الخ۔ **ترجمہ** وہ شعبدہ باز جو اس پردے میں موجود ہے اُس نے تیرے سر پر اس پردہ (آسمان) کو یونہیں نہیں لگا دیا (یعنی خدا تعالیٰ نے آسمانوں کو بیکار پیدا نہیں کیا) **بیت** وست جزایں پردہ الخ۔ **ترجمہ** اس پردے کے سوا اور کسی طرف ہاتھ نہ بڑھا۔ اور اس نغمے سے نکلکر راگ نہ الاپ۔ **بیت** بشنو ازیں پردہ الخ۔ **ترجمہ** اس راز کو سن اور ہوشیار ہو جا اور اسرار معرفت کے پردے کا خلوت نشین ہو جا (اسرار معرفت پر غور کر) **بیت** جسم ترا پاک الخ۔ **ترجمہ** تو اپنے جسم کو (جو کثیف ہے) روح سے بھی زیادہ پاک بنا لیگا۔ جبکہ تو چالیس دن قید خانہ (گوشۂ عزلت) میں بسر کریگا **بیت** مرد بزندان شرف الخ۔ **ترجمہ** انسان قید خانہ ہی میں شرف حاصل کر سکتا ہے۔ اسیواسطے یوسفؑ قیدی بنے (یوسف زلیخا کی سازش سے جیل میں رہے۔ اور جب نکلے تو مصر کے حکمراں ہوکر) **بیت** قدر دل و پایہ الخ۔ **ترجمہ** دل کا مرتبہ اور جان کا درجہ معلوم کرنا۔ ریاضت کے بغیر ممکن نہیں۔ **بیت** سیم طبائع الخ۔ سیم طبائع سے مراد اربعہ عناصر ہیں۔ زر طبیعت سے کیفیاتِ عناصر اربعہ۔ **ترجمہ** تو اپنے عناصر اربعہ کو ریاضت کے سپرد کر دے۔ اور کیفیتِ عناصر کو بھی ریاضت میں ڈال دے (عناصر کو چاندی بنایا ہے جسے ریاضت کی آگ میں جلانا چاہیئے۔ کہ صاف ہو جائے۔ اور اس کیفیت کو جو اربعہ عناصر سے پیدا ہوتی ہے اور جسے طبیعت کہتے ہیں سونا قرار دیا ہے۔ اُسے بھی ریاضت کی کٹھالی میں ڈالکر صاف کرنا چاہیئے) **بیت** تا زر ریاضت الخ۔ **ترجمہ** تاکہ ریاضت کی بدولت تو کسی مرتبے تک پہنچ سکے۔ کیونکہ وہ تجھے ناکسی سے کسی میں لے آئیگی۔ (اب جو تو حقیر و ذلیل ہے۔ ریاضت کی بدولت مرتبہ حاصل کریگا۔ **بیت** تو سنئی طبع چو الخ۔ تو سن۔ بچھیرا۔ جو عموماً شریر اور سرکش ہوتا ہے طبیعت بھی چونکہ

مائل بہ سرکشی ہے۔ اس لئے اُسے بھی توسن کہا کرتے ہیں۔ ترجمہ اگر تیری طبیعت کی سرکشی یا اگر تیری سرکش طبیعت تیری مطیع ہو جائے۔ تو پھر اخلاص کا سکہ تیرے ہی نام پر لگا دیں گے (اخلاص میں تو شاہی کے درجے پر پہنچ جائیگا) **بیت** جبکہ عقل اور طبیعت تیری یار بن چکی ہیں۔ تو اب تو (تیرا) لوہار اور عطار کا (سا) قصہ ہے۔ (یعنی اگر تو متابعت طبیعت کی کریگا تو گویا تو نے لوہار کی صحبت اختیار کی جس کا لازمی نتیجہ اس کی بھٹی سے تکلیف اُٹھانا ہے۔ اور اگر تو پیروِ عقل بنا تو گویا تو عطار کا ہمنشین ہے۔ اور اس کی خوشبویات سے بہرہ اندوز ہوگا) **بیت** کایں زتپش الخ۔ ترجمہ کہ یہ (لوہار مراد طبیعت) تپش اور گرمی سے تیرے چہرے کو آبلہ دار کردیگا اور وہ (عطار یعنی عقل) سانس سے تیرے بالوں کو معطر کردیگا۔ **بیت** در مہنۂ طبع الخ۔ ترجمہ طبیعت کے سرمایہ میں نجات بہت کم ہے اور دنیا کے اس پنجرے میں زندگانی بہت تھوڑی ہے۔ **بیت** ہر چہ خلاف آمد الخ۔ ترجمہ ہر وہ چیز جو عادت (طبیعت) کے برخلاف ہو۔ وہی سعادت کی قافلہ سالار ہوتی ہے (سعادت کی طرف لیجاتی ہے) **بیت** سر زہوا تافتن الخ ترجمہ خواہشات سے منہ موڑ لینا بڑی سرداری (جوانمردی) کا کام ہے۔ بلکہ خواہشات کا چھوڑنا تو مرتبۂ پیغمبری کی قوت ہے۔ **بیت** گر نفسے نفس الخ۔ ترجمہ اگر ایک دم کے لئے نفس امارہ تیرا مطیع ہوگیا تو پھر تیار رہو جاؤ کہ بہشت تیری ہی ملکیت ہے (کفش برآور۔ جوتا اُتار لے اور اس سے کنایہ ہے مستعد اور تیار رہنے سے۔ قاعدہ ہے کہ تیز بھاگنے کیلئے جوتا اُتار لیا کرتے ہیں) **بیت** از جرس نفس الخ۔ دیو سے مراد نفس امارہ یا شیطان۔ غریو۔ شور و غوغا۔ ترجمہ۔ نفس امارہ کے جرس سے شور و غوغا نکلتا ہے (برآرو کی بجائے برآید پڑھیئے) اور دین کا غلام بن جانا کہ شیطان کا مزدور۔ **بیت** در عرصہ دین الخ۔ ترجمہ۔ پناہ

لینے کے لئے دین کی چار دیواری میں بھاگ کر چلا جا۔ تاکہ تو روز قیامت کی پریشانی سے نجات پا جائے۔ **بیت** آتش دوزخ کہ الخ۔ **ترجمہ** دوزخ کی آگ جو اسقدر تیز ہے (اُس سے) حضرت نبی کریم کی محبت حضرت ابوطالب کی محافظ ہے (حضرت ابوطالب رسولِ خدا کے چچا تھے۔ جنہوں نے آپ کی پرورش کی اور جن کے باعث قریشِ مکہ کو آنحضرت کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ وہ ہر مصیبت میں آپ کے لئے سپر تھے۔ لیکن اسلام اختیار کرنے سے اُنہوں نے انکار کر دیا تھا۔ لیکن وہ محض محبت نبوی کی وجہ سے دوزخ میں نہیں ڈالے جائیں گے۔ **بیت** ہست حقیقت الخ **ترجمہ** درحقیقت بارگاہِ خداوندی کے مقبول بندوں کی نظر کا پڑ جانا۔ روشن دل لوگوں کو پناہ دینے والی زرہ ہے (درع۔ زرہ۔ پناہندہ۔ محافظ حقیقت درحقیقت)

حکایتِ فریدوں در شکارگاہ

بیت صبحدمے با دوسہ الخ۔ **ترجمہ** ایک دن صبح کے وقت فریدوں چند صاحبدل ہمراہیوں سمیت سیر و تفریح کے لئے باہر گیا۔ **بیت** چوں بہ شکار آمد الخ۔ فریدوں شکار۔ اسم فاعل ترکیبی۔ فریدوں کو شکار کرنے والا مراد اسکو مرغوب۔ اُس کے دل کو لبھا لینے والا۔ **ترجمہ** جب وہ شکار کے لئے سبزہ زار میں پہنچا تو اُس نے ایک دل پسند ہرن دیکھا۔ آہو کی میں کاف محبت اور پیار کے لئے ہے۔ **بیت** گردن و گوشے الخ۔ خصومت بری یعنی اور کوئی حسن و خوبی میں ان سے جھگڑا نہیں کر سکتا تھا۔ **ترجمہ** اُس (ہرن) کے کان اور گردن بے مثال تھے اور اُس کی آنکھیں اور ہونٹ

شفاعت کرنے میں مشغول تھے (اُنہیں دیکھ کر شکاری اس ہرن کے مارنے سے باز رہتا) **بیت** گفتی آزا بجا الخ۔ **ترجمہ** یوں کہنا چاہئے کہ وہ ہرن بادشاہ کا نظر بستہ (یعنی مطلوب و محبوب) تھا۔ اس لئے وہ اس کی نظر سے نکل بھاگا تھا۔ **ترجمہ** بادشاہ اس شکار پر ایسا فریفتہ ہوا کہ وہ ہمہ تن اُس قید میں گرفتار ہو گیا۔ **بیت** ۔ رخش بردچوں الخ۔ جگرش میں شین مرجع بادشاہ ہے۔ **ترجمہ** گھوڑا اُس ہرن کے پیچھے بادشاہ کے جگر کی طرح گرم رفتار ہو گیا۔ اور کمان کی پشت اُس ہرن کے پیٹ کی طرح نرم ہو گئی (بادشاہ نے ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا جو سرپٹ چلا جاتا تھا اُدھر تیر کمان پر چڑھا چکا تھا اور کمان زہ ہو گئی تھی) **بیت** تیر بداں پایہ الخ۔ **ترجمہ** تیر نے باوجود اس مرتبہ حاصل ہونے کے اُس سے خطا کی۔ اور گھوڑا باوجود اُس رفتار کے اُس کی گرد کو بھی نہ پا سکا۔ **بیت** گفت بہ تیر آں الخ۔ **ترجمہ** (فریدوں نے) تیر سے کہا۔ کہ تیرے وہ کینے اور دشمنی کے پَر کہاں ہیں۔ اور گھوڑے سے کہا کہ وہ رفتار جو تیرا ہمیشہ کا طریق تھا کیا ہوئی۔ **بیت** ہر دو دریں بارہ الخ۔ **ترجمہ** تم دونوں اس بارے میں کچھ زیادہ مفید نہیں ہو (معلوم ہوتا ہے کہ) تم اُس گھاس کھانے والے بچۂ آہو سے مغلوب ہو گئے ہو۔ **بیت** تیر زباں شد الخ۔ **ترجمہ** تیر ہمہ تن زبان بن گیا (اور کہا) کہ اے سردار! یہ بے زبان (ہرن) تیرا منظورِ نظر ہے۔ **بیت** در کنفِ دفع الخ۔ **ترجمہ** وہ تیری زرہ کی حمایت میں کودتا ہی پھرا (بتلا کہ) تیری زرہ پر کون تیر مارے او وہ ہرن تجھے محبوب ہے۔ اور وہ بھاگ رہا ہے محض تیری حمایت کے بھروسے پر۔ اب اُسے تیر کس طرح لگ سکتا ہے) **بیت** خوش نبود الخ۔ خنیاگر مطرب۔ **ترجمہ** بزرگوں کی نظر میں یہ بات ناپسند ہوتی ہے کہ مطرب کے سوا کوئی اور اُس کے دف پر ہاتھ لگائے (جس طرح اپنی دف کو قوال ہی بجائے تو اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اسیطرح تیرے منظورِ نظر کو کوئی اور کس طرح

ہاتھ لگا سکتا ہے (مقولۂ مصنف) **بیت** داغ بلنداں الخ۔ **ترجمہ**۔ اے عقلمند بزرگوں کا داغ (داغِ غلامی) طلب کرتا کہ اُن بلند مرتبہ لوگوں کے داغ کی وجہ سے تو بلند مرتبہ حاصل کر سکے۔ **بیت** صورتِ خدمت الخ۔ **ترجمہ** خدمت کرنیکی حیثیت اور شکل جوانمردی کی صفت ہے۔ اور خدمت کرنا ہی انسان کا شرف ہے۔ **بیت** نیست بر مردم الخ۔ **ترجمہ** اہل ہنر کے نزدیک عہد (الست بربکم) سے بڑھکر پسندیدہ اور کوئی خدمت نہیں ہے۔ **بیت** دست وفادار الخ۔ **ترجمہ** عہد کی کمر میں وفاداری کا ہاتھ ڈال دے (عہد کو وفا کر) کوشش کرتا کہ تو عہد شکن نہ بنے۔ **بیت** گنج نشیں مار الخ۔ **ترجمہ** خزانہ پر بیٹھنے والا سانپ ہر چند کہ درویش نہیں ہے۔ لیکن (پھر بھی خدمتگذاری کے لئے) وہ (ہمہ تن کمر بنا ہوا ہے) **بیت** از پئے آں گشت الخ۔ **ترجمہ** آسمان اس لئے سروں کا تاج بنا ہوا ہے کہ وہ خدمت کے لئے ہمہ تن بیٹی بنا ہوا ہے (آسمان دنیا والوں کے لئے ہمیشہ گردش کرتا رہتا ہے) **بیت** ہر کہ زما مے الخ۔ **ترجمہ** وہی شخص ہنر کی باگ کھینچ سکتا ہے (ہنر حاصل کر سکتا ہے) جو خدمت کے راستے میں پیٹی باندھ لیتا ہے (پہلے خدمت کرتا ہے پھر ہنر حاصل کر سکتا ہے) **بیت** شمع کہ او الخ۔ **ترجمہ** شمع جس نے نور کی آقائی حاصل کی (صاحبِ نور ہوگئی) اُس نے (یہ نور) بھڑ کی خدمت کی پیٹی سے پایا ہے۔ (شمع سے مراد مومی شمع ہے اور ظاہر ہے کہ موم چھتے میں شہد کو گرنے سے روکتا ہے۔ یہی اس کی خدمت ہے) **بیت** خیز نظامی کہ الخ۔ **ترجمہ** اے نظامی! جب تو خدمت کے لئے کمر بستہ ہے۔ تو پھر اُٹھ! کہ تو (کسی جگہ سے) بندھا ہوا نہیں ہے (یعنی خدمتگذاری کے بعد جس مرتبے پر تو چاہے۔ پہنچ سکتا ہے۔



مقالۂ ہشتم در حسنِ آفرینش در سبقِ حال

بیت پیشتر از پیشترانِ وجود الخ۔ یہ شعر کئی آئندہ شعروں سے قطعہ بند ہے۔ **ترجمہ** وجود کے پیشتروں سے بھی پہلے جنہوں نے ابھی فیض (الٰہی) کے دریا (سے زندگی) کا پانی نہ پیا تھا (پیشترانِ وجود۔ ارواح وعقول کہلاتے ہیں) **بیت** در کفِ ایں ملک الخ۔ تیسار۔ توانگری۔ **ترجمہ** اس ملک (دنیا) کے ہاتھ میں توانگری نہ تھی اور اس زمین کے راستہ میں غبار نہ تھا (کیونکہ چلنے والے ہی نہ تھے) **بیت** وعدۂ تاخیر الخ۔ **ترجمہ** ابھی (موجودات کے) دیر میں پیدا ہونیکا وعدہ پورا نہ ہوا تھا۔ اور کوئی صورت ابھی پردہ (عدم) سے باہر نہ آئی تھی۔ **بیت** روز وشب آویزش الخ۔ **ترجمہ** دن اور رات ابھی زیر وزبر کا جھگڑا نہ رکھتے تھے اور جان اور دل ہستی کا تعلق نہ رکھتے تھے (نہ دن اور رات پیدا ہوئے تھے۔ اور نہ دل اور جان میں ہی تعلق ہوا تھا) **بیت** کشمکشِ جور الخ۔ **ترجمہ** ظلم کی کشمکش ابھی اعضا ہی میں تھی۔ اور انصاف کا عدم وجود بھی پیدا نہ ہوا تھا (یعنی ابھی عدل وظلم کا دورہ بھی نہ ہوا تھا۔ در اعضا ہنوز یعنی اعضا میں بالقوہ موجود تھا) **بیت** فیض کرم کرد الخ (گذشتہ اشعار کی خبر اس شعر میں نکلی ہے۔ یعنی ان تمام اشیاء میں سے کسی کا وجود نہ تھا کہ) **ترجمہ** خدا تعالیٰ کی بخشش کے فیضان نے اپنی مہربانی کی اور اپنے دریائے (فیض) سے ایک قطرہ گرادیا۔ **بیت** حالی ازاں الخ۔ **ترجمہ** اُس قطرہ سے جو (فیض خداوندی سے ٹپکا۔ فوراً یہ نیلگوں آسمان رواں ہوگیا۔ (اُس قطرۂ کرم سے آسمان پیدا ہوکر گردش کرنے لگا) **بیت** زآبِ رواں الخ جوہر حکما کی اصطلاح میں اُن اشیا کو کہتے ہیں جو قائم بالذات ہیں۔ اور عرض وہ جو قائم بالغیر ہیں۔ مثلاً رنگ۔ کیفیت وغیرہ۔ اس شعر میں جوہر سے مراد نفسِ ناطقہ

یعنی روح ۔ حکما نے اسے بھی جوہر مانا ہے ۔ اور عرض سے مراد وجود اور خاک ۔
ترجمہ اور آب رواں سے (کہ زمین کے پیدا ہونے سے پہلے پانی ہی پانی تھا ۔
یا آسمان کو آب رواں کہا ہے) زمین بنادی اور پھر تیری روح کو اُس خاک
سے ملا دیا (روح کو خاک کے بنے ہوئے پُتلے میں ڈالدیا) **بیت** چونکہ تو
بر خیزی الخ ۔ **ترجمہ** جب تو اس بارگاہ (دنیا) سے اُٹھیگا ۔ تو گویا راستے کی گرد
اُٹھ رہی ہوگی (اگر تو غور کریگا ۔ تو سمجھ لے کہ تو خاک ہے ۔ اور خاک اُڑکر بھی کوئی
مرتبہ حاصل نہیں کرسکتی ۔ یا یہ کہ جب تو فنا ہوجائیگا ۔ تو یہ گرد وجود پھر خاک سے
مل جائیگی) **بیت** اے خفک آں شب الخ ۔ **ترجمہ** کیا اچھی تھی وہ رات (تاریکی
شب) جبکہ تو موجود نہ تھا ۔ اور تیرا وجود بغیر صورت کے اور جان بغیر تیرے وجود کے
تھی (یعنی اُس وقت تک دنیا کیا اچھی تھی ۔ جبتک کہ تو صورت پذیر نہ ہوا تھا ۔ اور
تیرے جسم میں جان نہ پڑی تھی) **بیت** تا تو دریں دہ الخ ۔ **ترجمہ** جبتک تو نے
اس گاؤں (دنیا) میں قدم نہ رکھا تھا ۔ اُس وقت تک وجود ۔ عدم کا بہت شکر گذار تھا
بیت چشم فلک فارغ الخ ۔ **ترجمہ** آسمان کی نظر اس تلاش سے فارغ تھی ۔
اور زمین کا کان اس گفتگو سے آزاد تھا ۔ (نہ تو تھا نہ آسمان کو تیرا فکر اور نہ زمین پر تیرا
شور وشر) **بیت** باغ جہاں زحمت الخ ۔ **ترجمہ** جہان کا باغ کانٹوں کی خلش
نہیں رکھتا تھا ۔ اور راستے کی خاک غبار کا اندیشہ نہیں رکھتی تھی ۔ **بیت** فارغ از
آلستنیت الخ ۔ عنین ۔ نامرد ۔ غرب ۔ مجرد مرد یا عورت ۔ **ترجمہ** ۔ زمانہ تیرے بوجھ
سے آزاد تھا ۔ قوت بالیدگی نامرد تھی اور طبیعت مجرد ۔ (نہ تو تھا نہ زمانے پر تیرا بوجھ
تھا ۔ نہ قوت نامیہ کو اپنی نمود دکھانیکا موقع ملا تھا ۔ نہ طبیعت ہی عناصر سے جفت تھی)
بیت طالع جوزا کہ الخ ۔ راس و ذنب ۔ راس کے لغوی معنی سر اور ذنب آسمان
پر برج جوزا کے پاس ایک ستارہ ہے ۔ اس کی شکل ایک بڑے سانپ سے

مشابہ ہے۔ اس کے ایک طرف کو راس اور دوسری کو ذنب کہتے ہیں۔ جوزا کی شکل اس طرح ہے۔ کہ دو آدمی ایک دوسرے کے ساتھ کمر باندھے کھڑے معلوم ہوتے ہیں۔ **ترجمہ** طالع جوزا جو کمر بستہ تھا۔ اُس وقت تک راس و ذنب کی پیٹی سے آزاد تھا (نہ جوزا تھا۔ نہ راس و ذنب کی وجہ سے اُسے منحوس سمجھا جاتا تھا) **بیت** ماہ سیہ رُو الخ۔ **ترجمہ** چاند زمین پر اس طرح رو سیاہ نہ تھا اور تیرا طشت اُسے اس طرح رُسوا نہ کرتا تھا (گرہن کے وقت طشت میں پانی ڈال کر اُس میں چاند کو دیکھتے ہیں۔ اور گرہن لگنے پر کہتے ہیں کہ چاند سیاہ ہو گیا۔ مطلب یہ کہ نہ چاند تھا۔ نہ اُسے گرہن لگتا تھا) **بیت** زہرہ ہنوز آب الخ۔ **ترجمہ** زہرہ نے ابھی تک اپنی آبرو کو اس خاک (زمین) میں نہ ملایا تھا۔ ہاروت کے پر ابھی بابل میں نہ گرے تھے (نہ زہرہ تھی نہ بابل۔ نہ ہاروت و زہرہ کا عشق تھا) **بیت** از تو مجرد الخ۔ **ترجمہ** زمین و آسمان تجھ سے خالی تھے۔ تو ابھی ایک کنارے پر تھا۔ لیکن تیرا غم درمیان آچکا تھا (تجھے پیدا کرنے کا خیال ہو چکا تھا) **بیت** تا بتو طغرائے الخ۔ **ترجمہ** یہانتک کہ جہان کا طغرا تیری وجہ سے روشن ہو گیا اور فیروزی رنگ کے گنبد (آسمان) میں ایک شور پڑ گیا (طغرائے جہان۔ طغرائے زمین۔ یعنی سرنامۂ زمین نے تیری ذات سے زیب و زینت حاصل کی) **بیت** از بدئ چشم تو الخ۔ **ترجمہ** تیری بدنیتی سے ستارے بھی نہ بچے اور اُنکے گہوارہ کی زیب و زینت جاتی رہی (مصرعہ اول میں پرست کی جگہ نزست چاہیئے) **بیت** بود مہ و سال الخ۔ **ترجمہ** جبتک تو نے اُن کی شناخت نہ کرلی۔ اُس وقت تک مہینے اور سال گردش سے آزاد تھے (دراصل صرف یہ سب تیری اعتباری اور عرفی باتیں ہیں ورنہ حقیقت میں ستاروں میں نہ سعادت ہے۔ نہ نحوست۔ اسیطرح دن مہینے اور سال نہ سعد ہوتے ہیں۔ نہ منحوس) **بیت** رفتے جہاں الخ

ترجمہ جہان کا چہرہ جو ایک صاف آئینہ تھا (گناہوں وغیرہ کی کدورت نہ تھی) چند سانسوں (انسانوں) سے خلل پذیر ہوگیا (قاعدہ ہے کہ سانس سے آئینہ مکدر ہوجاتا ہے) **بیت** مشعلۂ صبح الخ۔ مشعلہ صبح سے مراد آفتاب۔ **ترجمہ** صبح کی مشعل (آفتاب) کو تو نے ہی شام تک پہنچا دیا (تاریک کردیا) اور صبح کا نام صادق اور کاذب بھی تو نے ہی رکھا۔ **بیت** خاک زدی الخ۔ **ترجمہ** تو نے آسمان کو بھی مغلوب کرلیا ہے۔ اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر وہ (ملازموں کی طرح ہیٹی کیوں باندھے رہتا ہے (ہر وقت آمادۂ خدمتگذاری کیوں ہے) **بیت** بر فلکت میزنم الخ **ترجمہ** آسمان پر (فرشتے) تجھے "مغزۂ روح" کا نام دیتے ہیں۔ کیا تو سنتا ہے کہ یہ بات وہ زبان سے کہتے ہیں۔ **بیت** تاج تو افسوس الخ۔ **ترجمہ** افسوس ہے کہ تیرا تاج (یعنی تیرا ظاہر) تیرے سر (یعنی تیرے باطن) سے بہتر ہے (یوں کہنا چاہیئے کہ جھول کتے سے اور تو بڑا گدھے سے اچھا ہے یعنی تیری مثال وہی ہے کہ ایک مریل کتے پر اعلیٰ درجہ کی جھول ڈالدی جائے۔ یا کسی ناکارہ گدھے کو نفیس توبرے میں دانہ دیا جائے) **بیت** لاف بسے شد الخ **ترجمہ** اس لافگاہِ جہان میں تو نے بہت کچھ لافزنی کی (اور کہا کہ) تمام جہان تیرے لئے ایک جَو برابر خاک راہ کی حیثیت رکھتا ہے (حقیر ہے) **بیت** خود تو کف خاک الخ۔ **ترجمہ** (لیکن تیری حالت یہ ہے) کہ تو مٹھی بھر مٹی کو جان کے عوض میں دیتا ہے۔ اور ایک جَو برابر مٹی کو جہان کے بدلے میں دیتا ہے (ایک جَو کے برابر حقیر چیز کو جہان کے برابر سمجھتا ہے) **بیت** اے زتو بالائے الخ۔ بالائے زمین۔ روئے زمین یا سطح زمین۔ **ترجمہ** اے وہ کہ سطح زمین تیری وجہ سے تکلیف میں ہے۔ تیرا ٹھکانا تو خزانہ کی طرح زمین کے نیچے ہی اچھا ہے (تیرا مرجانا بہتر ہے) **بیت** روغن مغز تو الخ۔ روغن مغز۔ عقل بسیمابی۔ پارہ کی طرح۔ **ترجمہ** تیری عقل

جو سیماب کی طرح پریشان و مضطرب ہے وہ اس سنجابی رنگ کے فندق کی وجہ سے سرد ہے۔ فندقِ سنجابی سے مراد آسمان۔ حاصل بیت یہ کہ گردشِ فلک کی تاثیر سے تو بے عقل ہے۔ **بیت** تات چو فندق الخ۔ **ترجمہ** تاکہ یہ آسمان تجھے فندق کی طرح تنگ گھر والا نہ بنا دے۔ اس سنجاب گوں فندق (آسمان) سے گذر جا (اس سے پہلے کہ آسمان تجھے ہلاک کر کے خانۂ تنگِ قبر میں پہنچا دے تو دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لے) **بیت** روز و شب از الخ۔ دَلَہ۔ لومڑی۔ قندز۔ ایک سیاہ جانور جس کی پوستین قاقم و سنجاب کی طرح بکار آمد ہوتی ہے۔ پیسہ۔ ابلق **ترجمہ** دن اور رات قاقم اور قندز سے الگ ہیں (قاقم اور قندز نہیں ہیں۔ بلکہ) یہ روباہ ابلق (مکار زمانہ) شیر اور سانپ ہی (دن کو بلحاظ سفیدی قاقم سے اور رات کو بجہت تاریکی کے قندز سے تشبیہ دیکر کہا ہے کہ دن کو قاقم اور رات کو قندز سمجھ کر اُن کی طرف مائل نہ ہو جانا۔ زمانہ وہ نہیں ہے جو تم سمجھتے ہو بلکہ روپہلے آزار ہے۔ **بیت** گربہ نہ دست الخ۔ **ترجمہ** تو بلی نہیں ہے لہذا (ہر خوان پر) دست درازی نہ کر۔ تو قانع و مطمئن شخص ہے طمعکاری نہ کر **بیت** شیر تنیدہ است الخ **ترجمہ** اس راستے (دنیا) میں شیر (موت) نے اپنا لعاب دہن ڈال دیا ہے۔ پھر تو بارہ سنگوں کی طرح سر اُٹھائے پانی کی طرف کیا جا رہا ہے (یعنی دنیا کے عیش و آرام میں مشغول ہونے کے لئے کیوں جا رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ شیر شکار کرنے کے لئے پانی کے قریب ہر طرف اپنا لعاب ڈالکر خود اُس طرف بیٹھ جاتا ہے جہاں لعاب نہیں ڈالا۔ جانور اُس کے لعاب کی بو پاکر اس خیال سے کہ ادھر شیر سے سامنا ہو جائیگا۔ دوسرے راستے پر پڑ جاتا ہے جہاں شیر گھات سے نکلکر اُسے پکڑ لیتا ہے شعر کا مطلب یہ ہے کہ موت گھات میں بیٹھی ہے اور تم دنیا کے تعیش میں مشغول ہو۔ **بیت** گر فلکت عشوہ الخ۔ **ترجمہ** اگر آسمان تجھے پانی کا فریب دے۔ تو خبردار تو فریب نہ کھائیو۔ کہ وہ تجھے سراب دکھلا رہا ہے۔

بیت تیز مراں کاب الخ۔ **ترجمہ** تیز مت چل۔ کہ تو نے آسمان کا پانی پیا ہے چونکہ تو نے نمک کھایا ہے۔ اس لئے آبِ دہن کو پی جا (تلخ چیز کھانے کے بعد اگر لعاب دہن نگل جائیں تو منہ کا مزا جلد درست ہو جاتا ہے۔ بہ نسبت اسکے کہ تھوک دیں۔ مراد یہ ہوئی کہ حوادث پر ضبط سے کام لے۔ اور خوشی کے وقت زیادہ نازاں نہ ہو جا) **بیت** تا نہ شوی الخ **ترجمہ** تدبیر میں لگا رہ تاکہ تو (خواہشات نفسانی کا) پیاسا نہ ہو (اُن کی طرف مائل نہ ہو) اور تباشیر کی طرح سوختہ سامان ہو جا (تباشیر مُسکّن عطش ہوتی ہے) (موتوا قبل ان تموتوا کی کیفیت پیدا کر لے۔

بیت یوسفِ تو تا زالخ۔ یوسف۔ روح۔ چاہ۔ وجود۔ مصر آلہی۔ معرفتِ خداوندی زبر۔ اوپر۔ باہر۔ **ترجمہ** جبتک تیرا یوسف (روح) (وجود) کے کنوئیں سے باہر تھا۔ اُس وقت تک اُس کا مطمح نظر معرفت الٰہی کا شہر تھا (وجود کی قید میں آنے سے پہلے نفس ناطقہ معرفتِ خداوندی کا طالب تھا) **بیت** زرد رخ از چرخ الخ۔ **ترجمہ** اب اس نیلگوں آسمان میں تیرا چہرہ زرد ہو گیا ہے۔ (یعنی تو شرمندہ ہو گیا ہے) جب سے تو اس کنوئیں (دنیا) میں اُتر آیا ہے۔

بیت ایں ہمہ صفرائے تو بر روئے زرد الخ۔ زردی اور صفرا دونوں سے مراد خجالت۔ سرکہ سے مراد جیں برابرو ہونا۔ اور سرکہ صفرا کو دور کر دیتا ہے۔ **ترجمہ** تیرے اس زرد چہرہ پر۔ یہ تمام زردی چھائی ہوئی ہے اس پر تیرے سرکہ نے کوئی اثر نہ کیا۔ **بیت** پیہ تو چوں روغن الخ۔ **ترجمہ** تیری چربی سو برس کے پرانے روغن کی طرح تھی (یعنی معین روشنی چراغِ ہوس تھی) پھر صد سالہ سرکہ ابرو کا کیا فائدہ (یعنی چاہے جسقدر بھی جیں بجبیں ہو۔ ہوا و ہوس دور نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ راسخ ہو چکی ہے) **بیت** خونت بریزند الخ۔ **ترجمہ** ان چند روٹیوں کے لئے اپنی آبرو ضائع نہ کر ورنہ اس ہفت خواں (دنیا) میں تجھے ہلاک کر دینگے۔

بیت آتش درخرمن الخ۔ **ترجمہ** تو اپنے کھلیان میں خود آگ لگا رہا ہے اور اپنی دولت پر لات مار رہا ہے۔ **بیت** مے تگ وے تاز الخ۔ **ترجمہ** جدوجہد کر کہ میدان تیرے ہی لئے ہے اور حکمرانی کر کہ فرمانروائی تیرے ہی لئے ہے۔ **بیت** ایں دوسہ روزے الخ۔ **ترجمہ** یہ چند روز کے لئے جو تو ٹھیرا ہوا ہے خوب کھا۔ پی اور خوب آرام کر۔ **بیت** ہم تبو برسخت الخ **ترجمہ** قضا و قدر نے تجھ پر نہایت ظلم کیا ہے (کہ تجھ کو دنیا میں بھیجدیا مگر) اسی وجہ سے (یعنی اس ظلم کی تلافی کرنے کی غرض سے) تیری رسّی کو ڈھیلا چھوڑ دیا ہے (یعنی تجھے مطلق العنان کر دیا ہے تاکہ تو زاد آخرت مہیا کر سکے۔ اور اس طرح قضا و قدر کے اس ظلم کی تلافی ہو جائے) **بیت** گندہ شدہ پائے الخ۔ **ترجمہ** (فربہی کی وجہ سے) تیرے پاؤں سوج گئے ہیں۔ اور کمر جھک گئی ہے۔ ابھی تو اپنے ہی روغن میں جلا ہوا ہے **بیت** لاجرم ایں جا الخ۔ دغل۔ کوڑا۔ **ترجمہ** ناچار تو یہاں (دنیا میں) باورچیخانہ کا کوڑا ہے اور قیامت کے دن دوزخ کا ایندھن ہوگا۔ **بیت** پُر شدہ گیر ایں الخ۔ **ترجمہ** اس پیٹ کو روٹی اور پانی سے بھرا ہوا فرض کر لے۔ ان چند سیر ہڈیوں پر تو کب تک غرور کریگا۔ **بیت** گر بہ خورش الخ۔ **ترجمہ** اگر کوئی شخص کھانے سے دیر تک زندہ رہ سکتا تو جو شخص زیادہ کھاتا۔ زیادہ جیتا۔ **بیت** عمر کم است از پئے الخ۔ **ترجمہ** چونکہ عمر کم ہے۔ اس لئے بہت قیمتی ہے (یعنی) عمر کی قیمت اُس کی کمی کی وجہ سے ہی پیدا ہوئی۔ **بیت** کم خور و بسیار ئے الخ۔ **ترجمہ** کم کھا۔ اور زیادہ آرام پا۔ زیادہ کھا اور زخم کی تکلیف اُٹھا (صحت و عافیت کم کھانے میں اور دُکھ اور رنج زیادہ کھانے میں ہے) **بیت** عقل تو باخورد الخ۔ **ترجمہ** تیری عقل خوراک کی کیا قدر و قیمت سمجھتی تھی (لیکن) حرص نے تجھے اس کام پر لگا دیا (جو تحقیر کے لئے ہے) **بیت** حرص ترا عقل الخ۔ **ترجمہ** تیری حرص کو اسی لئے عقل دی ہے

تاکہ تو کوئی ایسی چیز نہ کھائے جو تیرے لئے نہیں بھیجی ہے (وہی کھائے جو قضا و قدر نے تیرے حصے میں لکھ دیا ہے) **بیت** حرص تو از فتنہ الخ۔ **ترجمہ** تیری حرص فتنہ سے بغیر بے صبر ہوتی ہے۔ لہذا اس دانشمند کو فریب دینے والی بیوقوف کو ترک کردے (حرص ہمیشہ شورش و فتنے میں ڈالتی ہے۔ اسے چھوڑ دے۔ **بیت** ترسم ازیں فتنہ الخ۔ **ترجمہ** مجھے خوف ہے کہ ان فتنوں کی وجہ سے جو (یہ حرص) تیرے سامنے لائے۔ کہیں تجھے اپنا ہمرنگ نہ بنالے۔ **بیت**۔ ہر بد و نیکی کہ دریں محضر اند الخ۔ محضر سے مراد دنیا۔ **ترجمہ** ہر نیکی اور بدی جو اس جہان میں موجود ہے ایک دوسرے کا رنگ اختیار کرنے والی ہے (خربوزہ کو دیکھکر خربوزہ رنگ بدلتا ہے)

حکایتِ بقال و روباہِ باطرّار

طرّار۔ کیسہ بُرد۔ دُزد۔ **بیت** میوہ فروشے کہ الخ۔ **ترجمہ** ایک میوہ فروش جسکا ٹھکانا یمن میں تھا۔ ایک چھوٹی سی لومڑی اُس کے اسباب و سامان کی محافظ تھی۔ **بیت** چشم ادب الخ۔ **ترجمہ** وہ راستے پر ادب کی نظر سے دیکھتی رہتی اور اُس سبزی فروش کے گھر کی حفاظت کرتی۔ **بیت** کیسہ بُرے چند الخ۔ شگرف عجیب۔ چند بمعنی ہر چند۔ **ترجمہ** ایک گرہ کٹ نے ہر چند بڑی بڑی عجیب عیاریاں کیں۔ لیکن اُس کا کوئی فریب بھی کارآمد نہ ہوا۔ **بیت** دیدہ بہمزد الخ۔ رگ گرفتن۔ دریافتِ حال کردن۔ **ترجمہ** چونکہ اس گرہ کٹ کو تعجیل مقصود تھی اس لئے آنکھیں بند کرلیں اور (بظاہر) سوگیا اور (اس جھوٹ موٹ کے سونے میں اس لومڑی کی نیند کی رگ کا اندازہ لگایا (یعنی لومڑی سوگئی یا نہیں) **بیت** خفتنِ آں گرگ الخ۔ **ترجمہ** جب لومڑی نے اُس بھیڑیئے (کیسہ بُر)

کو سوتے دیکھا۔ تو اُسے بھی نیند آگئی۔ اور سر جھکا لیا (سو گئی) **بیت** کیسہ بُریدن الخ ترجمہ کیسہ بُرنے اُس (روباہ) کی نیند کو غنیمت سمجھا۔ آیا اور مال کا تھیلا اُٹھا کر چلتا بنا۔ **بیت** ہر کہ دریں رہ الخ۔ **ترجمہ** (مقولۂ مصنف) جو شخص اس راستے (دنیا) میں خوابگاہ بنا لیتا ہے یا تو وہ سر ہی کھو بیٹھتا ہے۔ یا ٹوپی (یا ہلاک ہو جاتا ہے یا سرمایۂ عزت و زندگی ضائع کر بیٹھتا ہے) **بیت** خیز نظامی نہ الخ۔ **ترجمہ** اے نظامی اُٹھ کہ یہ سونے کا وقت نہیں ہے۔ بلکہ تمام چیزوں کو ترک کرنے کا وقت ہے۔

مقالۂ نہم در ترکِ مؤناتِ دُنیوی

(اسباب)

بیت اے زشب وصل۔ علم صبح سے مراد سپیدۂ سحر۔ سبک سایہ۔ خوش طبع و شگفتہ خاطر دوست۔ **ترجمہ** اے وہ کہ وصل کی رات سے بھی زیادہ گرانمایہ ہے اور صبح کے سفیدۂ سحری سے بھی سبک سایہ ہے۔ **بیت** سایہ صفت چند الخ **ترجمہ** تو سایہ کی طرح کبتک غم میں بیٹھا رہیگا۔ اُٹھ کہ علم بلند و ایستادہ ہی اچھا معلوم ہوتا ہے۔ **بیت** چوں ملکانِ عزم الخ۔ **ترجمہ** جب بادشاہ کہیں آنے جانے کا ارادہ کرتے ہیں۔ تو اپنے سے پہلے سامان روانہ کیا کرتے ہیں۔ **بیت** گر ملکی عزم الخ **ترجمہ** اگر تو بادشاہ ہے تو راستہ کے ارادہ کی تیاری کرلے۔ اور اس (دنیا) سے زیادہ ہلسازو سامان سفر کی تیاری کرلے (یعنی سفرِ آخرت کی) **بیت** پیشتر از خود بنہ الخ **ترجمہ** اپنے سے پہلے سامان (اعمال) آگے بھیجدے (یعنی اپنے کل کا خرچ آج بھیجدے۔ **بیت** از پے آنست کہ الخ۔ **ترجمہ** بھڑ کا چھتہ اسیواسطے شہد سے پُر ہوتا ہے۔ کہ وہ پیش بیں ہے۔ **بیت** مور کہ مردانہ الخ۔ **ترجمہ** چیونٹیاں جب بہادری سے صف باندھتی ہیں وہ اپنے کل (آئندہ) کے لئے خوراک لیجاتی ہیں۔

بیت آدمی غافل الخ **ترجمہ** غافل آدمی اگر اندھا نہیں ہے (عقل کا اندھا نہیں ہے) تو (اُسے خیال کرنا چاہئے کہ) وہ اُس کیڑے اور اُس چیونٹی سے تو کم رُتبہ نہیں ہے۔ **بیت** ہر کہ جہاں خواہد الخ۔ **ترجمہ** جو شخص چاہتا ہے کہ اُس کا وقت آسائش سے بسر ہو۔ اُسے گرمی کا فکر سردی میں ہی کرنا چاہئے **بیت** جز من و تو ہر کہ الخ۔ **ترجمہ** میرے اور تیرے (انسان) کے سوا اور جو کوئی بھی اس اطاعت میں ہے (دنیا میں خدا تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول ہے) وہ ہر ایک گھڑی کے جوہر کو پرکھنے والا ہے (ہر جاندار سوائے انسان کے اپنے وقت کی ایک ایک گھڑی کی قدر و قیمت کو سمجھتا ہے) **بیت** ہمت کس عاقبت الخ **ترجمہ** کسی شخص کا ارادہ دلی بھی تو انجام کو سوچنے والا نہیں۔ اور کسی شخص کی بصیرت بھی تو ایک گھڑی سے زیادہ کے لئے نہیں۔ **بیت** نیست بہر نوع الخ۔ **ترجمہ** میں ہر چند تلاش کرتا ہوں۔ مگر کسی نوع میں بھی ہم سے زیادہ آرام طلب نہیں ہیں **بیت** کاسۂ دل ارچہ الخ۔ **ترجمہ**۔ اگرچہ دل کا مقصد جان سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ لیکن انجام بینی اُس سے بھی بڑھکر ہے۔ **بیت** ما کہ ز صاحب الخ۔ **ترجمہ** ہم جو دل کے صاحب نظروں میں سے ہیں۔ ہر چند کہ مٹی کی کان سے نکلے ہیں لیکن پھر بھی گوہر ہیں (باوجودیکہ مٹی سے پیدا ہوئے ہیں۔ لیکن معرفت کے مراتب کی تکمیل ہمیں سے ہو سکتی ہے) **بیت** ز آمدنی آمدہ الخ۔ **ترجمہ** آئندہ آنیوالی چیزوں کا ہمیں نشان معلوم ہے۔ اور گذری ہوئی چیزوں سے ہم باخبر ہیں۔ **بیت** خواندہ بجاں الخ۔ **ترجمہ** اُس پُر اندیشہ ذرّے (انسان) نے نہایت محنت اور شوق سے نو مکتب (نو آسمان) کی ابجد (رموز و اسرار) اس مٹی کی تختی (زمین) سے پڑھ لی۔ **بیت** کس نہ بدیں راغ الخ۔ راغ۔ صحرا۔ مراد دنیا۔ **ترجمہ** اس دنیا میں کوئی بھی نہ تھا۔ ایک "تو" تھا اور ایک "میں" (صرف انسان) اس باغ کی

بلبل صرف "تو" اور "میں" تھا۔ **بیت** خاک تو آمیختہ الخ۔ **ترجمہ** تیری مٹی تو رنج وغم سے ملی ہوئی ہے۔ لیکن اس خاک کے دل میں (معرفت کے) بہت سے خزانے ہیں۔ **بیت** خاک تو آں روز الخ۔ **ترجمہ** جس دن تیری مٹی کو صاف کر رہے تھے۔ دراصل دل کی معجون بنانے کے لئے ملا رہے تھے۔ **بیت** نعمت ایں خاک الخ۔ **ترجمہ** اس خاک کی نعمت کما حقہ پہچان لے (دل کی قدر جان) اے نادان خاک شناسی نہ کر (یعنی اس خاک کو حقیر نہ سمجھ) **بیت** منزل خود بیں الخ۔ **ترجمہ** دیکھ۔ کہ تیری منزل مقصود کو کونسا راستہ جاتا ہے۔ اور اپنے اس جگہ آنے اور یہاں سے جانے کو (دیکھ) **بیت** زآمدن ایں سفرت الخ **ترجمہ** تیرے اس سفر میں آنے سے مطلب کیا ہے۔ اور پھر اس جگہ سے واپس جانے میں کیا حکمت ہے۔ **بیت** اوّل کایں ملک الخ۔ **ترجمہ** پہلے جبکہ یہ ملک تیرے نام پر نہ تھا۔ اور یہ ویرانہ گاؤں (دنیا) تیرا مقام نہ تھا **بیت** فرہمائی الخ **ترجمہ** (اُس وقت) تو برجِ حمل کے ہما (آفتاب) کا سا دبدبہ رکھتا تھا۔ اور ازل کی فضا میں بلندی پر اُڑ رہا تھا۔ **بیت** گرچہ پرِ عشق تو الخ۔ **ترجمہ** اگرچہ تیرے عشق کی پرواز کی غایت نہ تھی۔ لیکن ابد کی راہ کی بھی تو کوئی انتہا نہ تھی۔ **بیت** ماندہ شدی قصدِ الخ۔ **ترجمہ** (پروازِ عشق میں) تو تھک گیا اور زمین کا قصد کر لیا اور اس آب وگل (وجود یا زمین) پر تو نے سایہ ڈال دیا (وجود کی شکل اختیار کر لی) **بیت** باز چو تنگ آئی الخ۔ **ترجمہ** پھر جب تو اس دنیا کی تنگنائے سے تنگ آجاتا ہے۔ تو آفتاب کے دامن کو پاؤں تلے کھینچ لیتا ہے (مومن کی روح مرنے کے بعد آسمان ہفتم پر پہنچتی ہے۔ اور آفتاب چوتھے آسمان پر ہے) **بیت** گرچہ مجرد شوی الخ۔ **ترجمہ** اگرچہ تو ہر ایک سے تنہا ہو جاتا ہے۔ لیکن اُس پر بھی تو زیادہ دیر تک قایم نہیں رہتا۔ **بیت** جزبہ تردد الخ **ترجمہ** (بلکہ) سوائے

آمد و رفت کے تجھے اور کسی بات سے سروکار ہی نہیں۔ اور ایک محل پر تجھے قرار ہی نہیں۔ **بیت** مفلس بخشندہ الخ۔ **ترجمہ** بخشش (فیض انوار) کے وقت بھی توبہ بخشنے والے (خدا تعالیٰ) کا محتاج ہے۔ اور وجود میں تو ہی تازہ (جسم کے لحاظ سے) اور پرانا (روح کے لحاظ سے) ہے۔ **بیت** بگذر ازیں مادر الخ۔ **ترجمہ** اس فرزند کش ماں (یعنی اپنے پیدا کئے ہوؤں کو مار ڈالنے والی (دنیا) کو چھوڑ دے جو کچھ باپ (آدم علیہ السلام) نے کہا تھا اُس کو محفوظ رکھ۔ آدم نے کہا تھا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخسرین۔ خدایا ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اور اگر تو نے ہمیں بخش نہ دیا اور ہم پر رحم نہ فرمایا۔ تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے) **بیت** در پدر خود نگر الخ۔ **ترجمہ** اے بیوقوف! اپنے باپ کو دیکھ اُس کا طریقہ اختیار کر اور دیکھ کہ اُس نے کیا کیا۔ **بیت** منتظر راحت الخ۔ **ترجمہ** آسائش کا منتظر ہو کر نہ بیٹھنا چاہئے۔ کیونکہ وہ ایسی (تھوڑی) عمر میں حاصل نہیں ہو سکتی۔ **بیت** گر نفسے طبع الخ۔ **ترجمہ** اگر طبیعت (یعنی مقتضیات طبیعت) کو پگھلانے والا ایک سانس (آہ) بھی (تیرے دل سے) نکلتا۔ تو ضائع شدہ عمر واپس آجاتی۔ **بیت** غم خورد بنگر الخ۔ **ترجمہ** غم کھا اور دیکھ کہ تو کونسی مٹی سے پیدا ہوا ہے۔ اور کس دل پر تو خوش بیٹھا ہے۔ **بیت** آنکہ بد و گفت باش الخ **ترجمہ** وہ شخص جسے آسمان نے "شاد باش" کہا ہو۔ وہ نہ تو ہے۔ نہ میں (اس لئے خوشی کے خیال سے) آزاد ہو کر رہ (ہمیں آسمان نے خوشی دی ہی نہیں۔ پھر خوشی کا خیال کیسا) **بیت** ما زپے رنج الخ۔ **ترجمہ** ہم تو صرف رنج ہی کے لئے پیدا ہوئے ہیں نہ کہ باتیں بنانے اور لافزنی کے لئے۔ **بیت** تا ستد و داد الخ۔ **ترجمہ** (اور اس لئے پیدا نہیں ہوئے ہیں) تاکہ اس جہان کے لین دین کو ہم اُس وقت تک درست رکھیں جبتک کہ جان میں جان ہے (معاملات دنیوی کا درست انتظام کریں)

بیت - ز آمدنت رنگ چرا الخ - **ترجمہ** (اس دنیا میں) آنے سے تیرا رنگ کیوں شراب کی طرح (یعنی سرخ جو علامت خوشی ہے) سُرخ ہے۔ کیونکہ اس آنے کے پیچھے "جانا" بھی لگا ہوا ہے (جب اس زندگی کے بعد پھر مرنا ہے۔ تو اتنی خوشی کاہیکی) **بیت** - تا کے وتا کے بود الخ - **ترجمہ** آخر تو اور یہ زمانہ (جس سے مراد) بے اختیار آنا اور بے اختیار جانا ہے۔ کبتک رہیگا (آخر فنا ہے) **بیت** شک نہ دراں شد الخ - **ترجمہ** اس میں ذرا شک نہیں کہ عدم کچھ نہیں ہے۔ شک تو صرف وجود میں ہے کہ وہ بھی کچھ نہیں ہے۔ **بیت** تیز مپرچوں الخ - **ترجمہ** - تیزی سے نہ اُڑ۔ کیونکہ تو تاخیر سے پیدا ہوا ہے۔ اور جلدی چل یا نہ جا کہ تو دیر سے حاصل ہوا ہے۔ **بیت** وقت بیاید کہ الخ - **ترجمہ** وہ وقت آرہا ہے۔ کہ کوچ کا نقارہ بجا دینگے۔ اور ہمارا سکہ ایک نئے دور ہم پر لگا دیں گے (نئی ہستیاں وجود میں آجائینگی اور ہم فنا ہو جائیں گے۔ **بیت** تازہ کنند ایں الخ - **ترجمہ** اس گری پڑی مٹی کو پھر تازہ کرینگے اور اس پراگندہ کو پھر جمع کر دینگے۔ **بیت** ایکہ زامروز الخ - **ترجمہ** اے وہ کہ تو آج کے دن سے (جسے تو ضائع کر رہا ہے) شرمندہ نہیں ہے۔ آخر اُس دن (فردائے قیامت) سے تو ذرا شرم کر۔ **بیت** ایں ہمہ محنت الخ - اینت - کلمہ تعجب ہے۔ **ترجمہ** (باز پرس محشر کی) یہ تمام تکلیف جو ہمارے سامنے ہے اس پر ہمارا زخمی دل کیسا عجیب صبر کرنے والا ہے۔ **بیت** مرکب ایں بادیہ الخ **ترجمہ** اس جنگل (کے طے کرنے) کی سواری فقط دین ہے۔ اور اس کام کا علاج صرف یہی ہے (میدان آخرت کو طے کرنے کے لئے صرف دین ہی ذریعہ ہوسکتا ہے) **بیت** سختی رہ بیں الخ - **ترجمہ** - راستہ کی سختیوں پر غور کر اور ان سے غافل نہ ہو۔ اے سخت جان بلا محنت کش) سست کمائی نہ کر (ارادوں میں سستی نہ کر) **بیت** آئینہ جہد فرا الخ - **ترجمہ** ہمیشہ کوشش کا آئینہ سامنے رکھ۔ اس میں

غور سے دیکھ اور اپنے چہرے کا پاس کر (یعنی عزتِ کرمنا بنی آدم" کا پاس کر) **بیت** عذر زخود بیں الخ۔ **ترجمہ** عذر کو اپنی طرف سے اور قبولیت کو خدا کی طرف سے سمجھ۔ اور سراپا اپنے کو بالکلیہ تقدیر کے حوالہ نہ کر (یعنی یہ نہ کہ جو کچھ تقدیر میں ہوگا ہو رہیگا۔ بلکہ عذر پیش کر)

حکایت زاہدِ توبہ شکن

بیت مسجدے بستہ الخ۔ **ترجمہ** ایک مسجد نشین آفاتِ زمانہ میں گرفتار ہوا اور شراب خانوں کی طرف منسوب ہونے لگا۔ **بیت** مے بدہن بردا الخ۔ **ترجمہ** شراب پیتا تھا اور شراب جیسے (خونی آنسو) بہاتا تھا (اور کہتا تھا کہ ہائے میں بے بس ہوں۔ میرا کیا علاج ہو سکتا ہے۔ **بیت** مرغ ہوا در الخ۔ **ترجمہ** طائرِ شہوات نے میرے دل میں آرام کیا اور میری تسبیح کے دانوں کو جال بنا لیا۔ (خواہشاتِ نفسانی نے میرے دل پر قبضہ کر لیا۔ اور تسبیح کے دانے ان خواہشات نفسانی کے لئے بمنزلہ دام کے ہو گئے) **بیت** کعبہ مرا رہزن الخ۔ **ترجمہ** گویا کعبہ میرے اوقات کا رہزن تھا۔ کیونکہ میرا اصلی گھر شراب خانہ تھا (یعنی میں جو کعبے میں گیا تھا۔ تو وہ تضیع اوقات تھی۔ اس لئے کہ وہ فائدہ مند نہ ہوا۔ کیونکہ میری تقدیر میں تو شرابخوری لکھ دی گئی تھی) **بیت** طالع بد بود الخ۔ **ترجمہ** میرا زائچہ ہی برا تھا۔ اس لئے میں بدبخت ہو گیا اور رندوں کے کوچہ کی طرف منسوب ہو گیا۔ **بیت** چشم ادب زیر نقاب الخ۔ **ترجمہ** خود ادب کی آنکھ میری طرف سے نقاب میں ہے (یعنی میں ایسا بداعمال ہوں کہ ادب مجھ سے شرماتا ہے) اور شراب خانہ کا کوچہ میری وجہ سے خراب ہے (یعنی میں اسقدر منحوس ہوں کہ خرابات کا نام خرابات صرف میری وجہ سے ہے۔ نیز یہ کہ خرابات جس کا نام ہی خرابات ہے۔ وہ بھی مجھ سے

اچھا ہے۔ اور میرے ہونے کی وجہ سے وہ خراب ہے) **بیت** تنگ جہاں برالخ **ترجمہ** خدا کرے کہ جہان مجھ (راہ حقیقت سے) مجبور پر تنگ ہو جائے (مجھے جہان میں کہیں جگہ نہ ملے) اور میری گرد اُس (جہان کے دامن سے دور ہو جائے۔ **بیت** گر نہ قضا بودالخ۔ **ترجمہ** اگر یہ امر ربّی نہ تھا۔ تو پھر میں کون اور لات کون زہد و تقویٰ اور کوچۂ شرابخانہ کیا معنی؟ (لات ایک بت تھا جس کی عرب میں پوجا ہوتی تھی۔ یہاں عام بت مراد ہے۔ یعنی اگر میری تقدیر میں نہیں لکھا تھا۔ تو پھر یہ ممکن نہ تھا کہ میں بت پرستی شروع کر دیتا۔ اور باوجود ایسی زاہدانہ زندگی بسر کرنے کے شراب خور ہو جاتا) **بیت** ہمت آزا بخاکہ الخ۔ ہمت۔ ارادۂ دلی۔ **ترجمہ** (دوسرے مصرع میں جوابے کی بجائے جوانے چاہیئے) ایک جوان نے جو اس پردہ (یعنی خرابات) میں تھا اور جس کی ہمت درویشوں کی نظر کردہ تھی یہ جواب دیا (کہ) **بیت** کیں روش ازراہ الخ۔ **ترجمہ** اس طریق کو قضا کے راستے سے دور رکھ (اپنی اس بُری روی کو قضا سے منسوب نہ کر) کہ تجھ جیسے لاکھوں بھی قضا کے مقابلہ میں ایک جَو کے برابر ہیں۔ **بیت** بر در عذر الخ۔ **ترجمہ** بلکہ عذر کا راستہ اختیار کر اور اپنے گناہوں کو (توبہ کر کے) دھو ڈال۔ اور پھر اس قسم کی بات نہ کہنا۔ **بیت** چوں تو کنی الخ **ترجمہ** اگر تو معذرت چاہیگا۔ تو تجھے عزیزوں کی طرح لے جائیں گے۔ ورنہ (کارکنان قضا و قدر) خود آئیں گے اور تجھے قیدیوں کی طرح لے جائیں گے۔ **بیت** سبزہ چریدن الخ **ترجمہ** زمین پر کی سبزی بہت کچھ کھا چکا ہے۔ اب تیرے لئے آسمان کا سرا گنّا کافی ہے (زمین کی سبزیاں تو نے بہت کھالی ہیں۔ اب اسرار رموز فلکی کا مزہ چکھنا چاہیئے) **بیت** تا نبرد خواب الخ۔ **ترجمہ** خبردار! کہیں تجھ پر غفلت غالب نہ آجائے (اُس سے کنارہ کشی کر اور) تھوڑا سا مرنے کے لئے بھی توشہ لے لے۔ **بیت** خوش نبود دیدہ الخ۔ **ترجمہ** آنکھ کا خوننابہ (غفلت) میں ڈوبا رہنا اچھا نہیں۔ اور زندہ اور مردہ کا

ایک ہی نیند میں رہنا مناسب نہیں) **بیت** دیں کہ تُرا دید الخ۔ **ترجمہ** دین نے جب تجھے اس طرح غفلت کی نیند میں سرشار دیکھا۔ تو اپنا چہرہ نقاب میں چھپالیا۔ **بیت** خیز نظامی کہ الخ۔ **ترجمہ** اے نظامی اُٹھ! کیونکہ تلک (فرشتۂ موت) سوار ہوگیا ہے (یعنی موت قریب ہے) تو آدھی رات کے وقت یہاں کیوں پابند ہو رہا ہے۔ دوسرے مصرع میں بازبست کے بجائے پائے بست چاہیئے۔

مقالۂ دہم در نمودن آخر الزماں و علامتش

بیت اے فلک آہستہ الخ۔ **ترجمہ** اے آسمان! ذرا آہستہ چل۔ آخر تو کبتک گھومیگا۔ اور اے زمین ذرا آرام لے۔ آخر یہ ظلم کبتک کریگی۔ **بیت** از پس ہر شام الخ۔ **ترجمہ** ہر شام کے بعد صبح ہوتی ہے۔ ہر بلندی کا نتیجہ پستی ہے۔ **بیت** در طبقات زمی الخ۔ **ترجمہ** زمین کے طبقوں میں ان زلزلۃ الساعۃ شئی عظیم (قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے) نے خوف پھیلا رکھا ہے **بیت** شیفتن خاک الخ۔ **ترجمہ** زمین کے شیفتہ ہونے نے (زلزلہ قیامت کے باعث دنیا میں) خوف و ہراس پیدا کردیا (اب زمین کے پاؤں میں) آسمان کی زنجیر کا حلقہ پہنانے سے کیا فائدہ۔ **بیت** باز تن شیفتہ الخ۔ **ترجمہ** آخر یہ شیفتہ جسم (زمین) ٹوٹ جائیگا۔ اور یہ دیوانہ (زمین) زنجیر (آسمان) کو بھی توڑ ڈالیگا۔ **بیت** باگرو بست زمیں کز میاں الخ۔ **ترجمہ** نہ معلوم کس کے ساتھ زمین نے شرط لگائی ہے کہ اپنی کمر سے آسمان کی پیٹی کھول ڈالے گی۔ **بیت** شام زرنگ الخ۔ **ترجمہ** شام رنگ (شفق) سے اور صبح خوشبو سے (حواس کے لئے مخصوص ہے) خالی ہے آسمان نے چوگان کی شکل اور زمین نے گیند کی شکل چھوڑ دی۔ **بیت** خاک در چرخ الخ **ترجمہ** زمین آسمانِ بلند کا دروازہ کھٹکھٹاتی ہے (زمین آسمان پر چڑھ جانیکی طالب ہے)

اور آسمان زمین پر آنے کے لئے مستعد ہے۔ **بیت** حادثۂ چرخ الخ۔ **ترجمہ** آسمان کے حادثے گھات سے نکل آئے اور انہوں نے زمین کے وجود کو یک بیک درہم برہم کردیا۔ **بیت** پیر فلک خرقہ الخ۔ **ترجمہ** یہ بوڑھا آسمان اپنی گدڑی پھاڑ ڈالیگا۔ اور یہ مہرۂ زمین بھی اپنے دھاگے کو توڑ ڈالیگا (آسمان بھی فنا ہوجائیگا اور زمین بھی) **بیت** چرخ بزیر آید الخ۔ **ترجمہ** آسمان نیچے آجائیگا اور یکتا (تنہا) رہ جائیگا (ستارے وغیرہ جھڑ جائیں گے یا یکتا بمعنی یک تہ یعنی آسمان کی صرف ایک تہ باقی رہ جائیگی) اور زمین رقص کرتی ہوئی اُڑ جائیگی (زمین بھی قایم نہ رہیگی) **بیت** رشتہ شود ہر دو الخ۔ **ترجمہ** دونوں کے سر ہمارے درد سے نجات پا جائیں گے (دونوں ہماری خدمت سے رہائی پا جائیں گے) اور دونوں راستے ہمارے غبار سے پاک ہوجائیں گے۔ **بیت** ہم فلک از شغل الخ **ترجمہ** آسمان بھی تیرے مشغلہ سے ساکن ہوجائیگا اور زمین بھی تیرے مکر سے امن میں ہوجائیگی۔ **بیت** شرم گرفت انجم الخ۔ **ترجمہ** ستاروں اور آسمانوں کو شرم آگئی۔ تو اُس مٹھی بھر مٹی کو کب تک پوجتا رہیگا۔ **بیت** مار صفت شد الخ **ترجمہ** یہ مدور آسمان سانپ کی طرح ہوگیا ہے۔ اور سانپ انجام کار مٹی ہی کھایا کرتا ہے (سانپ جہاں بیٹھتا ہے حلقہ بناکر بیٹھتا ہے۔ اور آسمان بھی مدور ہے اور سانپ مٹی کھاتا ہے۔ اسیطرح آسمان کی گردش بھی ایک دن زمین اور زمین والوں کو پیسکر رکھدیگی۔ **بیت** اے جگر خاک الخ۔ **ترجمہ** اے انسان! زمین کا جگر تیری وجہ سے خون ہورہا ہے۔ اس زمین میں تیرے علاوہ اور کون ہے (یا تیری اطاعت سے باہر کون ہے) **بیت** خاک دریں چنبرہ الخ۔ چنبرہ حلقہ۔ چنبرۂ غم۔ آسمان۔ **ترجمہ** زمین اس حلقۂ غم میں کیوں پھنسی ہوئی ہے۔ اُس (آسمان) کے چہرہ کا رنگ ماتم جیسا نیلگوں کیوں ہے (دوسرے مصرع

میں خمش کے بجائے رُخش پڑھیے۔ مراد یہ کہ اگر آسمان تیرے غم میں مبتلا نہیں ہے تو پھر وہ نیلگوں ماتمی لباس کیوں پہنے ہوئے ہے) **بیت** گر بتوانید الخ۔ اگلے شعر سے قطعہ بند۔ **ترجمہ** اگر تم گھات میں بیٹھ سکتے ہو اور اس مٹی (زمین) کو اس خُم (آسمان) سے باہر نکال سکتے ہو تو اپنے دامن سے اس دھوئیں دار حلقہ آلودگی کو سات پاک پانیوں سے دھو ڈالو۔ ہفت آب پاک سے دھونے سے مراد اچھی طرح دھو ڈالنا ہے) **بیت** خرقۂ انجم الخ۔ **ترجمہ** (قضا و قدر) آسمان (کے جسم) پر ستاروں کا لباس اُتار لیں گے۔ اور جہان میں ویرانی کا حکم لگا دیں گے۔ **بیت** تعبیۂ راکہ الخ۔ تعبیہ۔ یہاں مراد وہ امور جو مشیت ایزدی میں پوشیدہ ہیں۔ **ترجمہ** جو امور کہ مشیت ایزدی میں پوشیدہ ہیں اور جن سے کہ اجرائے کار ہوتا ہے ان کے ظہور کے لئے زمین و آسمان کی حرکت منجملہ آثار ہے **بیت** سر بجہد چونکہ الخ۔ **ترجمہ** جب کوئی سر ٹوٹنے کو ہوتا ہے تو وہ ہلنے لگتا ہے۔ اور یہی جنبش آج اس زمین میں بھی ہے (جب کوئی سر رعشہ سے ہلنے لگتا ہے تو وہ اس بات کی علامت ہوتی ہے۔ کہ اب یہ فنا ہو جائیگا۔ اسیطرح زمین میں جو حرکت ہے۔ یا قیامت کے قریب ہوگی وہ اس بات کی علامت ہوگی کہ اب زمین فنا ہوا چاہتی ہے۔ **بیت** دشمن تست ایں الخ۔ **ترجمہ** یہ سیاہ رنگ کی سیپی (آسمان) تیرا دشمن ہے۔ اس کی آنکھیں تو موتیوں (ستاروں) سے پُر ہیں۔ اور دل پتھروں سے (ظاہر میں ستاروں کی وجہ سے موتیوں سے پُر نظر آتا ہے۔ لیکن حقیقت میں بڑا سنگدل ہے) **بیت** ایں صدف گوہر الخ۔ (بطریق استفہام انکاری) **ترجمہ** کیا یہ دریا کے موتی کی سیپی ہے؟ (یعنی جس طرح دریا کے صدف میں موتی ہوتا ہے اور لوگ اُس سے نفع اُٹھاتے ہیں۔ کیا یہ آسمان بھی اُسی قسم کا صدف ہے) نہیں بلکہ یہ تو بینائی کے موتی کا صدف ہے یعنی حقیقت

میں آنکھ کو بند کر دینے والا۔ **بیت** ہر کہ در دید الخ۔ **ترجمہ** ہر وہ شخص جس نے اس میں غور کیا اُس کا دماغ ٹھٹھر کر رہ گیا۔ اور گویا اُس کی آنکھ اسیطرح نابینا ہو گئی جس طرح سانپ زمرد سے اندھا ہو جاتا ہے اور گویا اس نے اپنی آنکھ کو سانپ کی طرح زمرد کے حوالے کر دیا (جو شخص آسمان، ستاروں اور اُن کی تاثیرات کے متعلق غور کرتا ہے وہ حقیقت میں کچھ بھی معلوم نہیں کر سکتا۔ **بیت** لاجرش نور الخ۔ **ترجمہ** واقعہ یہ ہے کہ اُسے کچھ بھی نظر حاصل نہیں ہوتا۔ آنکھیں تو ہزاروں ہیں۔ لیکن بینائی کسی میں نہیں۔ **بیت** راہ عدم را الخ۔ **ترجمہ** تو نے راہ عدم (موت) کو اس لئے پسند نہیں کیا (یعنی تو موت سے اس لئے ڈرتا ہے) کیونکہ اُسے تو نے دوسروں کی آنکھوں سے دیکھا ہے (اگر تو اُسے عین الیقین سے دیکھتا تو موت کو حیات پر ترجیح دیتا) **بیت** پائے ترا در دا الخ۔ **ترجمہ** اپنے پاؤں کو ذرا زحمت دے کیونکہ دوسرے لوگوں کے پاؤں سے راستہ نہیں طے کیا جا سکتا۔ **بیت** گر بہ فلک بر شود الخ۔ **ترجمہ** بہرام گور (مشہور بادشاہ) اگر مال اور طاقت کے ذریعے سے آسمان پر بھی چڑھ جائے۔ پھر بھی آخر اُس کا حصہ قبر ہی ہے (یعنی موت سے چارہ نہیں) **بیت** در نتواں رفتن الخ۔ **ترجمہ** اس کوچہ اور دروازہ (زمین) سے کہیں غایب نہیں ہو سکتے۔ اور اس چھت (آسمان) سے سر باہر نہیں نکال سکتے (نہ اس زمین سے کہیں نیچے اور نہ اس آسمان سے باہر جا سکتے ہیں **بیت** باش دریں الخ۔ بحران۔ طبیعت اور مرض کا مقابلہ۔ اور یہ اکثر پرانی بیماری کے بعد ہوتا ہے۔ اس میں مریض کو روشنی ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ **ترجمہ** جب اس زمین و آسمان سے نکل کر کہیں نہیں جا سکتے تو) ان قیدیوں کے حلقے (زمین و آسمان) میں بحرانیوں کی طرح دروازے اور کھڑکیاں بند کر کے بیٹھ رہو۔ **بیت** چند حدیث فلک الخ۔ **ترجمہ** کا ذکر اور اسکی یاد کب تک۔ اسکی بنیاد پر خاک ڈال۔ دوسرے مصرع میں بنیاد

ہم پر موقوف ہے۔ از فلک الخ۔ **ترجمہ** آسمان

کاہ فرش (باعتبار معنی لغوی کہکشاں) کو ایک جَو کے برابر بھی وقعت نہ دے۔
بیت بر پر ازیں گنبدِ دولاب رنگ الخ۔ دولاب۔ رہٹ۔ گول ہونیکی وجہ سے
آسمان کو بھی دولاب کہا کرتے ہیں۔ **ترجمہ** اس دولاب جیسے گنبد (آسمان)
سے اوپر اُڑ جا۔ تاکہ تو اس تنگ پرکار کی گردش سے نجات پا جائے۔ **بیت**
وہم کہ باریک الخ۔ **ترجمہ** وہم جو باریک ترین رشتہ ہے وہ اس باریک راہ سے
شرمندہ ہو گیا ہے (وہم ہر چند مشکل ترین دقائق میں نفوذ رکھتا ہے لیکن آسمان
کی باریکیوں اور گردشوں کے معلوم کرنے میں بھی قاصر ہے) **بیت** عاجزی وہم الخ
ترجمہ (اپنی عاجزی اور چہرہ کی شرمندگی دیکھا اور بالکل اس راستے کو بال کی طرح
باریک سمجھ لے (یعنی جب تو دقایق فلکی کو نہ پا سکا تو شرمندگی کے آثار تیرے چہرہ سے
نمایاں ہیں) **بیت** بر سر موئے الخ۔ **ترجمہ** اگر تو اس راہ کو طے کرنا چاہتا ہے
تو ہر باریکی اور ہر دقیقہ سے دوسری باریکی کو معلوم کرے۔ اور اگر تو ایسا نہیں کر سکتا
تو پھر خمیر سے بال کی طرح باہر نکل آ (پھر اس خیال کو چھوڑ دے۔ قاعدہ ہے کہ
آٹا جب خمیر ہو جاتا ہے تو بال اوپر آ جاتا ہے) **بیت** پشتۂ ایں گل الخ۔ **ترجمہ**
جب اس مٹی کا ٹیلا (کرۂ زمین) پائدار نہیں ہے۔ تو پھر اُس کی طرف توجہ کرنا
مصلحت کار نہیں ہے۔ **بیت** چوں بہ ازیں الخ۔ **ترجمہ** جب تو اس سے
اعلیٰ مرتبہ حاصل کر سکتا ہے تو پھر یہ بہت برا ہے۔ کہ تو یہیں بیٹھا رہے (اور اس
اعلیٰ مرتبے پر پہنچنے کی کوشش نہ کرے) **بیت** ہر کُلہے جائے الخ۔ کلہ تاج
مراد تاجدار۔ یعنی سر جس پر کلاہ ہوتا ہے۔ **ترجمہ** تاج والا سر عاجزی اور
انکساری کا مقام ہے اور ہر پیٹی سیکڑوں غلاموں سے آلودہ ہے۔ **بیت**
گر ہنری طعنہ الخ۔ **ترجمہ** خواہ کوئی کیسا ہی صاحب ہنر کیوں نہ ہو ایک شہر اُس پر
طعنہ زن ہے۔ اور خواہ شکر ہی کیوں نہ ہو۔ اُس میں بھی زہر کی زحمت ہے (ہر ہنر پر

عیب لگانا دنیا والوں کا کام ہے۔ حتیٰ کہ اگر شکر بھی ہو۔ تو اُس پر بھی بغیر عیب لگائے نہیں رہتے) **بیت** آتش صبح الخ۔ آتش صبح سے مراد آفتاب اور مطبخ بمعنی باورچیخانہ۔ مراد دُنیا۔ **ترجمہ** وہ صبح کی آگ (آفتاب) جو اس باورچیخانہ (دنیا) میں موجود ہے وہ گرمی دوزخ کی ذرا سی چنگاری ہے۔ **بیت** منہ کہ چراغ الخ **ترجمہ** چاند جس کا جسم آسمان کا چراغ بنا ہوا ہے۔ اُس کو بھی آفتاب کی گدائی سے تیل میسّر ہے۔ (چاند سورج ہی سے روشنی حاصل کرتا ہے) **بیت** ابر کہ جاں داروئے الخ۔ **ترجمہ** ابر جو خشکی اور پژمردگی کو دور کرنے کے لئے نوشدارو ہے وہ بھی دراصل افسردگی کا ذرا سا بلغم ہے۔ **بیت** آب کہ آسائش۔ **ترجمہ** پانی جوہر جاندار کے لئے آسائش ہے۔ کشتی ہی جانتی ہے کہ اُس میں کیسے کیسے عیب ہیں۔ کیونکہ وہ اُس کے تھپیڑے کھاتی ہے۔ **بیت** خانۂ پر عیب خدا الخ **ترجمہ** یہ آرامگاہ (دُنیا) عیبوں سے بھرا ہوا گھر ہے تجھے اُس کے عیوب پر توجہ ہی نہ کرنا چاہئے۔ **بیت** عیب نمائی مکن الخ۔ **ترجمہ** آئینے کی طرح عیب نمائی نہ کر۔ تاکہ (اس خصلت کی وجہ سے) تو عیب دار کا ہم رُتبہ نہ بن جائے۔ **بیت** چشم فرو بستہ الخ **ترجمہ** تو نے اپنے عیوب کی طرف سے آنکھیں بند کرلی ہیں۔ اور دوسروں کے عیوب کے لئے آئینہ بن گیا ہے۔ **بیت** یا بدر افگن ہنر الخ۔ **ترجمہ** یا تو اپنی جیب سے کوئی ہنر نکال اور یا اپنے عیب جوئی کے آئینے کو توڑ ڈال (دوسروں کا عیب جیں نہ بن۔ **بیت** دیدہ ز عیب دگراں الخ **ترجمہ** دوسروں کے عیوب کی طرف سے اپنی آنکھیں بند کرلے۔ اپنی صورت دیکھ اور اُس میں عیب نکال۔ **بیت** در ہمہ چیزے الخ **ترجمہ** ہر چیز میں عیب و ہنر موجود ہے۔ تو عیب کی طرف دیکھ تاکہ تجھے ہنر حاصل ہو۔ **بیت** می نتواں دید الخ **ترجمہ** کوّے کو چراغ سے بھی نہیں دیکھ سکتے ہاں دن میں دیکھ سکتے ہیں کیونکہ

دن میں نور اور روشنی ہے وہاں سیاہی بھی معلوم ہو سکتی ہے۔ مراد یہ کہ عیب بھی ایسی چیز میں ہو سکتے ہیں جس میں ہنر ہیں جو سراپا عیب ہو اس میں ہنر کہاں۔ مختصر یہ کہ ہنر کے ساتھ عیب کا ہونا لازمی ہے) **بیت** در برطاؤس کہ الخ۔ **ترجمہ**۔ مور کے سنہری پروں کے مقابلہ میں اُس کے پاؤں کی برائی کرنا کہاں مناسب ہے (یعنی مور کے پروں کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کیسے خوبصورت اور چمکدار ہیں۔ اور اُس کے پاؤں کی زشتی کو نہ دیکھنا چاہئے) **بیت** زاغ کہ اورا الخ۔ **ترجمہ** کوّا جس کا تمام بدن سیاہ ہے (اس کو نہ دیکھ بلکہ) اُس کی آنکھیں سفید ہیں اُن پر نگاہ کر۔

حکایت عیسٰے پیغمبر علیہ السّلام

بیت پائے مسیحا کہ جہاں الخ۔ **ترجمہ** حضرت مسیحؑ کے پاؤں جو دنیا کو طے کرتے رہتے تھے ایک دفعہ ایک کوچے سے گذر رہے تھے۔ **بیت** گرگ سگے در گزر الخ۔ یوسف سے کنایہ روح اور چہ سے مراد جسم ہے۔ **ترجمہ** آپ نے ایک شکاری کتّے کو راستہ میں پڑا دیکھا۔ اور اُس کے یوسف کی (روح) کو اُس کے کنوئیں (وجود) سے باہر نکلا ہوا دیکھا۔ **بیت** بر سر آں الخ۔ جیفہ۔ مردار۔ کرکس گدھ جو مردار خوار ہوتا ہے۔ **ترجمہ** اُس مردار کے گرد مردار خوار گدھوں کی طرح ایک جماعت قطار باندھے (کھڑی دیکھی) **بیت** گفت یکے وحشت الخ۔ **ترجمہ** ایک نے کہا کہ اس کی عفونت اور وحشت دماغ میں اسیطرح تاریکی پیدا کرتی ہے جس طرح پھونک چراغ میں (جس طرح پھونک چراغ کو بجھا دیتی ہے) **بیت** واں دگرے گفت الخ۔ **ترجمہ** اور ایک دوسرے شخص نے کہا۔ کہ اس (مردہ کتّے) سے اگر کچھ حاصل ہو سکتا ہے۔ تو وہ آنکھوں کے لئے نابینائی اور دل کے لئے بلا ہے **بیت** ہر کس ازاں الخ۔ **ترجمہ** ہر شخص نے اسی پر وہ (عیب جوئی) میں راگ

الاپا۔ اور اُس مرد پر ظلم کیا (ہر ایک نے کوئی نہ کوئی برائی ہی بیان کی) **بیت** چوں بہ سخن نوبت الخ۔ **ترجمہ** جب عیسےٰؑ کے بولنے کی باری آئی۔ تو اُنہوں نے عیب کو چھوڑ دیا اور حقیقت تک جا پہنچے۔ **بیت** گفت ز نقشے کہ الخ۔ **ترجمہ** آپ نے فرمایا کہ اُن نقوش میں سے جو اُس کی ذات میں موجود ہیں (ایک یہ ہے کہ) موتی بھی سفیدی میں اُس کے دانتوں کی طرح نہیں ہے (اُس کے دانت موتی سے بھی زیادہ سفید ہیں) **بیت** آں دو سہ تن الخ۔ **ترجمہ** وہ چند آدمی جو وہاں کھڑے تھے عیسےٰؑ کی اس بات پر) اُس سوختہ صدف (مردہ کتے) سے امید و بیم کی حالت کی طرح ہنس دیئے (شرمندگی کی ہنسی ہنس دیئے۔ قاعدہ ہے کہ سیپی جلا کر دانتوں پر ملا کرتے ہیں۔ اور دنداں سفید کردن۔ محاورہ ہے بمعنی ہنس دینا) **بیت** عیب کساں منگر الخ۔ **ترجمہ** دوسروں کے عیوب اور اپنے احسان کو نہ دیکھ بلکہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر (اپنے عیبوں کو) دیکھ۔ **بیت** آئینہ روزے کہ الخ۔ **ترجمہ** جس دن تو آئینہ ہاتھ میں لے اُس دن تجھے خود شکن بننا چاہیئے۔ نہ کہ خود پرست۔ **بیت** خویشتن آرائے الخ۔ **ترجمہ** بہار کی طرح اپنے کو آراستہ کرنے والا نہ بن۔ تاکہ زمانہ تجھ میں طمع نہ کرنے لگے (تیری خرابی کے درپے نہ ہو جائے) **بیت** جامۂ عیب تو الخ۔ **ترجمہ** (قضا و قدر نے) تیرے عیب کے پردے کو بہت باریک بُنا ہے۔ اسی واسطے تجھ پر نو پردے (نو آسمان) لٹکا دیئے ہیں۔ (تمام آسمان تیرے عیوب ڈھانکنے کا پردہ ہیں) **بیت** چیست دریں الخ۔ **ترجمہ** اس انگوٹھی کے سے حلقہ (آسمان) میں کونسی چیز ہے جو اگر غور کر کے دیکھے تو تیرے لئے طوق نہ ہو (یعنی باعث ایذا نہ ہو۔ مدعا یہ کہ ہر شے باعث آزار ہے) **بیت** گر نہ سگی طوق الخ۔ **ترجمہ** اگر تو کتا نہیں ہے تو ثریا کے ستاروں کا طوق نہ پہن اور اگر تو گدھا نہیں ہے تو مسیحا کا بوجھ نہ اُٹھا۔ **بیت** کیست فلک الخ۔ **ترجمہ**

آسمان کیا ہے ایک بڑھیا بیوہ ہے اور جہان کیا ہے ایک میوہ ہے جو زرد ہو چکا ہے (دوسرے مصرع میں دژ و زدہ بیوہ کے بجائے زرد شدہ میوہ پڑھئے) **بیت** جملۂ دنیا الخ۔ ترجمہ تمام دنیا پرانے سے لیکر نئے تک چونکہ فنا ہو جانیوالی ہے۔ اس لئے ایک جَو کی قیمت پانے کے بھی لائق نہیں۔ **بیت** اُندہ دنیا مخور الخ۔ بخش۔ حصہ۔ ترجمہ اے خواجہ! اُٹھ اور دنیا کا غم نہ کھا۔ اگر تو کھاتا ہی ہے تو نظامی کا حصہ گرادے (نظامی کو دنیا کا غم کھانے میں شریک نہ کر)

مقالۂ یازدہم در صعوبت ایں منزل و رحلت ازو

بیت خیز و بساطِ فلکی الخ۔ ترجمہ اُٹھ اور آسمان کی بساط کو لپیٹ دے (یعنی جہان کو ترک کردے) کیونکہ اس نرد کے مختے میں وفا نہیں ہے **بیت** نقش مراد از الخ۔ خصل۔ وہ نقدی جو جوئے میں داؤ پر لگاتے ہیں۔ یا جس سے شرط بدتے ہیں۔ یہاں ستارے مراد ہیں۔ ترجمہ اُس (تختۂ نرد یعنی آسمان) کے وصل کے دروازے سے مراد کا نقش نہ تلاش کر اور اُس کے ستاروں سے (جو بظاہر چاندی اور سونے کی طرح چمکتے ہیں۔ اور زرِ نقد معلوم ہوتے ہیں) انصاف کی خصلت کی توقع نہ رکھ۔ **بیت** پائے دریں بحر الخ۔ ترجمہ اس سمندر (آسمان) میں پاؤں رکھنے کے کیا معنی؟ اور ان موجوں (حوادث) میں اسباب کھولدینے کا کیا مطلب۔ **بیت** باز بہ بط گفت الخ۔ ترجمہ باز نے (جو صحرا نشین ہے) بط سے (جو پانی کا جانور ہے) کہا۔ کہ صحرا اچھا ہے۔ بط نے جواب دیا خدا تیرا بھلا کرے۔ میرے لئے یہی جگہ اچھی ہے۔ **بیت** ایکہ دریں کشتئ الخ ترجمہ اے وہ شخص کہ اس غم کی کشتی (جہان) میں تیری ہی جگہ ہے۔ اور تیرا ہی خون تیرے سامان کی گردن میں ہے (یعنی تو مال دنیوی کی طمع میں خود کو ہلاک

کئے ڈالتا ہے) **بیت** بار در افگن کہ الخ۔ **ترجمہ** (تعلقات دنیوی کے) بوجھ کو پھینکدے۔ کیونکہ یہ تجھے عذاب دیتا ہے۔ یہ تجھے پانی تو دیتا نہیں البتہ سراب دکھلاتا ہے (زمانہ تجھے فریب دیتا ہے) **بیت** گنج اماں نیست الخ۔ **ترجمہ** اس خاکدان میں امن وامان کا خزانہ نہیں ہے۔ اور ان ہڈیوں میں وفا کا مغز نہیں ہے۔ **بیت** نیست یکے در الخ۔ **ترجمہ**۔ ان دونوں جہانوں میں ایک چیز بھی تو نازاُٹھانے کے قابل نہیں ہے۔ اس لئے پاؤں کو اُن کی شرکت سے باز رکھ۔ **بیت** آں چہ بدیں مائدہ الخ خرگاہ۔ بڑا خیمہ۔ مراد دُنیا۔ **ترجمہ** جو کچھ بھی اس بڑے خیمہ والے دسترخوان پر موجود ہے۔ وہ یا تو کسی کا جھوٹا پیالہ ہے۔ اور یا خالی دسترخوان ہے)۔ **بیت** ہر کہ در و دید الخ۔ **ترجمہ** جس شخص نے اُس (دسترخوان) پر نظر ڈالی۔ اُس کا منہ سِل گیا (اس کی حسرت میں) اور جس شخص نے اُس کے متعلق کچھ کہا۔ اُس کی زبان جل گئی (جس نے کھانے کا نام لیا اُس کی زبان جل گئی) **بیت** ہیچ نہ در محمل الخ۔ **ترجمہ** محمل میں تو کوئی بھی نہیں ہے۔ اور گھنٹے اسقدر بج رہے ہیں۔ برتن میں کچھ بھی نہیں اور اسقدر مکھیاں؟ یعنی باوجودیکہ دنیا سے کچھ بھی حاصل ہونے والا نہیں ہے۔ پھر دنیا والے اُس پر فریفتہ ہو رہے ہیں۔ **بیت** ہر کہ ازیں کاسہ الخ۔ **ترجمہ** جس کسی نے اس برتن میں سے ایک اُنگلی بھی (کھانا) کھایا۔ اُس نے اپنے کاسۂ سر کو اُنگلی کا حلقہ بنا دیا (یعنی سر کو ریزہ ریزہ کر دیا) **بیت** نیست ہمہ سالہ الخ۔ **ترجمہ**۔ اس گاؤں (دنیا) میں تمام سال (تمام عمر) تفکرات کا فتنہ اور نیند (غفلت) کا ہجوم مناسب نہیں ہے۔ **بیت** خلوت خود ساز الخ۔ **ترجمہ** عدم کے گھر کو اپنی خلوت بنالے۔ اور اس ویرانہ گاؤں (دنیا) کو چھوڑ دے۔ **بیت** روزنِ ایں خانہ الخ۔ **ترجمہ** اس گھر (دنیا) کے سوراخ کو دھوئیں کے لئے چھوڑ دو (وہ آلودہ

سہنے دے) اور گھر کی تعریف نہ کر آخر اس سے کیا حاصل۔ **بیت** دست بعالم چہ الخ
ترجمہ تو نے ہاتھوں کو جہان سے کیا چمٹا رکھا ہے۔ آخر تو نے اسے اپنے پیٹ
سے تو نہیں جنا ہے (یعنی دنیا کی محبت میں اسقدر محو ہے اور اس طرح اُسے آغوش
میں لیکر بیٹھا رہنا چاہتا ہے۔ جیسے ماں بچے کو) **بیت** خط بہ جہاں درکش الخ
ترجمہ جہان پر قلم پھیر دے (یعنی جہان کو ترک کر دے) اور پھر بے غم ہو کر زندگی
بسر کر (کہ سارے غم جہان کی وجہ سے ہیں) اس جہان سے دُور ہو جا۔ اور (آسمانی)
گردشوں سے محفوظ ہو کر زندہ رہ (آسمان کی گردشیں اُسیوقت تک موثر ہو سکتی
ہیں جبتک تم محبت دنیوی میں گرفتار ہو۔ دنیا سے قطع تعلق کر لینے کے بعد تم آسمان
کی گردشوں سے بھی متاثر نہ ہوگے) **بیت** راہ تو دور آمد الخ۔ **ترجمہ** تیرا راستہ
بہت دور کا ہے اور منزل بہت لمبی۔ لہذا راستہ کے لئے سامان اور منزل کا
خرچ تیار کر لے (اعمال نیک کر لے) **بیت** خاصہ دریں الخ۔ **ترجمہ** خصوصاً اس
دیوؤں سے بھری ہوئی جنگل میں جو جلے ہوؤں کو مار ڈالنے والا اور پیاسوں کو نگل جانیوالا
دوزخ ہے (پس زادِ راہ ضرور ہونا چاہئے) **بیت** کاب جگر چشمہ الخ۔ **ترجمہ**
کہ آب جگر کو وہ آب حیات کا چشمہ خیال کرتا ہے۔ اور آفتاب کا چشمہ اُس کا
نمکداں ہے (یہ صحرائے دنیا ایک ایسا مقام ہے۔ کہ آب جگر اُس میں آب حیات
کا مرتبہ رکھتا ہے۔ اور چشمۂ آفتاب اُس آب جگر کا شور کرنے والا یعنی دنیا
ایک ایسی مصیبت کی جگہ ہے کہ اس میں خونابۂ جگر پینا پڑتا ہے) **بیت** شورہ او
بے نمکاں الخ۔ **ترجمہ** اُس دنیا کا یہ آب شور بے لذت لوگوں کے لئے شراب ہے
اور یہ زمین شورہ زار اُن کے لئے کباب کی طرح ہے (جو لوگ لذت فقر و فاقہ سے واقف
نہیں وہ دنیا کے تلخ اور شور پانی کو شراب اور شور مٹی کو کباب سمجھکر اُس سے محبت
کرنے لگتے ہیں) **بیت** آب مخور زیں الخ۔ **ترجمہ** اس پانی جیسے رنگ کے نمک سے

پانی نہ پی۔ کہ اس سے دل کا پتہ پانی ہوتا ہے اور زہرہ کا دل خون ہو جاتا ہے **بیت** رہ کہ دل از دیدن الخ۔ **ترجمہ** جس راستے کو دیکھنے سے ہی دل خون ہوتا ہو۔ تو طبیعت کا قافلہ اُس راہ پر کس طرح چلیگا۔ **بیت** در تف ایں الخ۔ **ترجمہ**۔ اس دیو آباد جنگل کی گرمی میں دل کا گھر تنگ اور دل کا غم فراخ ہے (غمہائے دنیا دل کے حوصلے سے بڑھکر ہیں) **بیت** ہر کہ دریں بادیہ الخ۔ **ترجمہ** جس شخص نے اس جنگل (دنیا) میں طبیعت کی موافقت کی (طبیعت کی پیروی کی) وہ جگر کی طرح ٹھٹھر گیا۔ اور پتے کی طرح پگھل گیا (طبیعت کی پیروی سے سوائے افسردگی اور تلخی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا) **بیت** تا چہ کنی اے دلِ الخ۔ **ترجمہ** اے دوزخ کی سی فطرت رکھنے والے دل! میں حیران ہوں کہ تو کیا کرتا ہے۔ اُٹھ اس دوزخ (دنیا) کو چھوڑ دے اور بہشت کو لے لے۔ **بیت** تا بود ایں ہیکل الخ۔ **ترجمہ** جبتک یہ خاکی الاصل وجود موجود ہے۔ زمانہ تجھے درجہ بدرجہ پامال کرتا رہیگا **بیت** عاقبتت چوں الخ۔ **ترجمہ** آخر کار جب وہ تجھے مرد کامل بنا دیتا ہے۔ تو پھر وہ تجھے فی الفور جہان سے گم کر دیتا ہے (پہلے زمانہ تجھے تغیر حالات سے بچپن سے جوانی اور جوانی سے بڑھاپے تک جو تمام عمر کا نچوڑ ہوتا ہے۔ پہنچاتا ہے۔ اور جب تو کامل ہو جاتا ہے۔ تو پھر معدوم کر دیتا ہے) **بیت** چونکہ سوئے بود الخ۔ **ترجمہ**۔ جب (آخر کار) عالم باقی کی طرف لوٹکر جانا ہے۔ تو پھر اس زمین پر کیوں بیٹھے رہنا چاہئے۔ **بیت** زیر کفِ پائے الخ۔ **ترجمہ** کسی کے پاؤں کے تلوے نہ گھس یعنی کسی کی خوشامد نہ کر کیونکہ اس نے تجھ جیسے بہت سونکو پامال کر ڈالا ہے۔ **بیت**۔ کس بجہاں ہم الخ۔ **ترجمہ** کوئی شخص اس جہان سے جہان کے عوض میں بھی جان سلامت نہ لیجا سکا۔ اور کسی شخص نے اس رقعہ (دنیا) کو آخر تک نہ پڑھا۔ **بیت** پائے منہ بر سبز الخ۔ **ترجمہ** ان تیز کانٹوں پر پاؤں نہ رکھ۔ اُٹھ اور اپنے کو ان کانٹوں سے

(دنیاوی تعلقات) سے محفوظ رکھ۔ **بیت** آنکہ مقام تو اخ۔ **ترجمہ** وہ جگہ جو تیرے ہمیشہ کے قیام کی جگہ نہیں ہے۔ یہ خوف کا مقام ہے۔ تو اس خوف کے مقام پر کیا کریگا (مصرع اوّل میں مَقیم بفتح اوّل بمعنی قیام دائمی) **بیت** منزل فانی ست اخ۔ **ترجمہ** یہ (دنیا) فنا ہو جانے والی منزل ہے۔ اُس کے قرار پر نظر نہ کر۔ یہ خزاں کی ہوا ہے۔ اُس کی بہار نہ دیکھ۔ یعنی اس سے بہار کی توقع نہ رکھ۔

حکایتِ موبدِ ہندوکہ معرفت یافت

بیت موبدے از کشورِ اخ۔ موبد۔ حکیم۔ عابد۔ **ترجمہ** ملک ہندوستان کا ایک موبد باغ کی طرف سے گذرا۔ **بیت** مرحلہ دید اخ۔ رباط۔ مسافر خانہ۔ سرائے۔ مزوّر۔ آراستہ۔ **ترجمہ** اُس نے ایک پُر از نقش و نگار مقام والی منزل دیکھی۔ اور زرق برق بچھونے والی مملکت پائی (یعنی وہ باغ آراستہ و پیراستہ تھا) **بیت** غنچہ بخوں بستہ اخ۔ **ترجمہ** غنچہ آسمان کی طرح (تماشائیوں کے قتل پر) کمر باندھے ہوئے تھا۔ اور لالۂ نوخیز اپنے سے بے خبر تھا۔ **بیت** از چمن انگیختہ اخ۔ تنگ پنجابی چھٹ۔ **ترجمہ** باغ سے رنگ برنگ کے پھول اُبھر رہے تھے۔ اور (گویا) شکر کے کثیر بوروں سے شراب مل رہی تھی (یعنی وہ باغ نہایت مرغوب اور خوشگوار تھا) **بیت** سبزہ شدہ خستہ اخ۔ **ترجمہ** سبزہ اپنے ہی پیکان سے زخمی ہو رہا تھا۔ اور بید اپنی جان (کے خوف) سے کانپتا تھا۔ یعنی سبزہ ایسا سرسبز تھا کہ وہ خود اپنی سرسبزی پر فریفتہ ہو رہا تھا۔ اور اُسکا جُھک جُھک جانا گویا فریفتہ ہونا تھا۔ اور بید اسقدر نرم نازک تھا کہ ہر جنبش میں خوف پیدا ہو جاتا تھا کہ اب زمین سے اُکھڑا۔ **بیت** زلف بنفشہ اخ۔ **ترجمہ** بنفشہ کی زلفیں اُس کی اپنی گردن کی رسّی بن رہی تھیں۔ اور نرگس کی آنکھ اُس کے اپنے دامن کا دم (نرگس کو دم سے تشبیہ دیتے ہیں) **بیت** لالہ

گُلِ سودہ الخ۔ ترجمہ لالہ موتی گھس رہا تھا (بسبب شبنم) اور پھول فیروزہ گھس رہا تھا (یعنی پھول فیروزۂ سودہ کے مانند تھا) لالہ ابھی ایک رات کا پیدا شدہ تھا اور پھول ایک دن کا۔ بیت مہلتِ شاں الخ۔ ترجمہ اُن کی (گل و لالہ کی) مہلت (بقا) لمحہ سے زیادہ نہ تھی (افسوس) کوئی شخص بھی انجام کو سوچنے والا نہیں۔ بیت۔ پیرِ جوزاں روضۂ الخ۔ ترجمہ بوڑھا حکیم جب اُس بہشت جیسے باغ کے پاس سے گذر گیا تو پھر چند ماہ کے بعد اُسی طرف سے گذرا۔ بیت زاں گل و بلبل الخ ترجمہ اُس گل و بلبل کے بجائے جو اُس نے اُس باغ میں دیکھے تھے (اب) چند چیل کوؤں کو (شور کرتے) دیکھا۔ بیت دوزخے افتاد الخ۔ ترجمہ بہشت کی جگہ اب دوزخ پڑی ہوئی تھی۔ اور اُس محل کا بادشاہ آتش خانے میں آگیا تھا وہ باغ خزاں کی وجہ سے بالکل اس طرح ہو گیا تھا۔ کہ گویا دوزخ۔ یوں کہنا چاہئے کہ کہ پہلے اگر وہ شاہی محل تھا۔ تو اب آتش خانہ تھا۔ دوسرے مصرع میں بجائے بہشت پڑھئے) بیت سبزہ بہ تحلیل الخ۔ ترجمہ سبزہ تحلیل ہو کر بخارات بن گئے تھے اور پھولوں کے دستے کانٹوں کا ڈھیر بن گئے تھے۔ بیت پیرِ دراں تیز رواں الخ۔ ترجمہ بوڑھے نے اُن تیز رفتاروں (گل و لالہ وغیرہ) کو دیکھا۔ سب پر ہنسا اور اپنی حالت پر رویا۔ بیت گفت کہ ہنگام الخ۔ ترجمہ اور کہا کہ (دنیا کے) نمود کے اوقات ذرا بھی تو ثبات و قیام نہیں رکھتے۔ بیت ہر چہ سراز خاکی الخ۔ ترجمہ خاکی اور آبی میں سے جو چیز بھی سر نکالتی ہے (پیدا ہوتی ہے) انجام کار وہ برباد ہو جاتی ہے۔ بیت بہ زخرابی چو الخ۔ ترجمہ جب ویرانی سے اچھا اور کوئی کوچہ نہیں ہے تو پھر مجھے ویرانی کی طرف جانے کے سوا چارہ نہیں ہے۔ بیت چوں نظر از بنیش الخ ترجمہ جب اس نے نور توفیق ایزدی سے بینائی حاصل کر لی۔ تو وہ اپنے کو پہچاننے والا بن گیا اور اُس نے خدا کو پہچان لیا۔ بیت صیرفی گوہر الخ۔ ترجمہ وہ اس

راز کے موتی کو پرکھنے والا بن گیا اور پھر مرتے دم تک موتی (اسرار معرفت) کے پیچھے پھرتا رہا۔ **بیت** ایکہ مسلمانی الخ۔ **ترجمہ** اے وہ کہ تو مسلمان ہے اور تجھ میں گبر پنا نہیں ہے۔ تیری آنکھوں میں ابر جیسے قطرے کیوں نہیں ہیں (یعنی نور و تا کیوں نہیں)۔ **بیت** کمتر ازاں موبد الخ۔ **ترجمہ** اُس ہندو عابد سے تو کم مرتبہ نہ رہ۔ جہان کو چھوڑ دے اور جہان کا جویا نہ بن۔ **بیت** خیز و رہا کن کمر الخ۔ **ترجمہ**۔ اُٹھ! اور پھول کی کمر ہاتھ سے چھوڑ دے (سیر و تماشا ترک کر دے) کیونکہ وہ تیری خونریزی کے لئے کمر بستہ ہے۔ **بیت** چند چو کل خیرۂ الخ۔ **ترجمہ** پھول کی طرح یہ خود آرائی کبتک؟۔ سر کو ٹوپی سے اور (کمر کو) پیٹی سے آراستہ کرنا کب تک؟ **بیت** ہست کلاہ و کمر الخ۔ **ترجمہ** یہ کلاہ اور پیٹی عشق (طلب معرفت) کے لئے آفتیں ہیں۔ ان دونوں کو عشق کے ویرانہ میں چھوڑ دے (انہیں چھوڑ کر طلب معرفت میں مصروف ہو جا) **بیت** گہ کلہت خواجگی الخ۔ خواجگی سے یہاں مراد ہے تکبر غرور۔ **ترجمہ** کبھی تاج تجھے پھول کی سی رعونت دیتا ہے۔ اور کبھی پیٹی تجھے دل کی غلامی دیدیتی ہے۔ (یعنی تو خواہشات نفسانی کا بندہ ہو جاتا ہے) **بیت** کوش کزیں خواجہ الخ۔ **ترجمہ** کوشش کر کہ تو اس آقائی اور غلامی سے نجات پا جائے تاکہ تو اپنے آپ سے اسیطرح رہا ہو جائے جس طرح نظامی نظامی سے اسطرح نظامی خودی چھوڑ کر نظامی نہیں رہا۔ اسی طرح تو بھی خودی دور کر کے بیخود ہو جا۔ یا اگر نظامی دوم کے معنی نظامیت یعنی ناموری و شہرت لیں تو یہ ترجمہ ہو گا کہ تاکہ نظامی کی طرح شہرت و ناموری سے بے نیاز ہو جائے)۔

مقالۂ دوازدہم در وداع ایں منزل

بیت خیز و وداعے الخ۔ **ترجمہ** اُٹھ اور دنیا کو رخصت کر دے۔ اور اس جال (دنیا طلبی) کو دامن سے پرے پھینک دے۔ **بیت** مملکتے بہتر ازیں الخ۔ **ترجمہ** اس سے زیادہ اچھی کوئی مملکت بنا اور اس سے زیادہ اچھے کسی حجرے کا دروازہ کھول (آخرت جو دنیا سے بہر حال بہتر ہے۔ اُس کی تیاری کر) **بیت** چوں دل و چشمت الخ۔ رہ آورد کے معنی تحفہ و ہدیہ کے ہیں۔ **ترجمہ** جب سر نے تجھے آنکھیں اور دل عطا فرمایا ہے تو تُو تحفے کے طور پر آہیں اور آنسو لے جا (خدا تعالیٰ کے خوف سے اور اُس کی یاد میں آنسو بہا اور آہیں کھینچ) **بیت** تا بیکے نم کہ الخ۔ **ترجمہ** یہاں تک کہ اُس ایک قطرے کی بدولت جو تو اس مٹی (وجود) پر گرائے گا تو دل کا ولی نعمت ہونے کی لاف مار سکیگا (صاحب دل کہلا سکیگا) **بیت**۔ گر شتری رقص الخ۔ دُبہ در پائے پیل افگندن۔ اپنی ہلاکت میں کوشش کرنا۔ **ترجمہ** اگر تو (اطاعت و فرمانبرداری مالک میں) اونٹ ہے تو کوچ کرنے میں خوش ہو۔ ورنہ اپنے کو ہلاک کر ڈال (اگر تو نے عمر اطاعت و فرمانبرداری میں بسر کی ہے تو تجھے دنیا سے رخصت ہوتے وقت خوش ہونا چاہئے۔ اور اگر تو نے نافرمانی میں عمر گذاری ہے تو پھر تیرے لئے ہلاکت ہے) **بیت** چونکہ ترا محرم الخ۔ **ترجمہ** چونکہ تیرا ایک بال بھی محرم راز نہیں ہے۔ اس لئے سوائے عدم کے اور کوئی رائے دینے کی صورت نہیں ہو سکتی (جب تو معرفت خداوندی کا ذرا بھی واقف نہیں ہے تو پھر نیرا فنا ہو جانا ہی بہتر ہے) **بیت** طبع نوازاں الخ۔ **ترجمہ** تمام طبع نواز (شعرا) اور ظریف جاتے رہے (مر گئے۔ فنا ہو گئے) اب تو کس کے پاس بیٹھا ہے کہ ساتھی تو تمام چل دیئے **بیت** گرچہ بسے طبع الخ۔ **ترجمہ** ہر چند کہ طبیعت بہت کچھ لطافت اور پاکیزگی بھی

ظاہر کرے۔ لیکن پھر بھی وہ اکیلی کیا مصاحبت کر سکتی ہے۔ **بیت** بہ کہ نہ جوید الخ **ترجمہ** بہتر یہی ہے کہ پرہیزگار دل اس سیاہ (گناہوں سے تاریک) زمین میں پانی (صفائی) کی روشنی نہ ڈھونڈے۔ **بیت** تا نہ رسد تفرقہ الخ۔ **ترجمہ** اپنے سامان کے حاصل یعنی مال و متاع کو مستحقوں اور وارثوں میں) تقسیم کر دے۔ تاکہ راستے کی پریشانی لاحق نہ ہو۔ **بیت** رخت برہا کن الخ۔ **ترجمہ** سامان کو چھوڑ دے کیونکہ تو (گرانبار ہونے کی وجہ سے) سست رفتار شخص ہے اور سبک سامانی کی بدولت تو جلد منزل تک پہنچ جائیگا۔ **بیت** بر فلک آر الخ۔ **ترجمہ** اگر تجھے دل کی طلب ہے۔ تو پھر (فکر رسا سے) آسمان پر چڑھ۔ جبتک تو اس گھر (دنیا) میں ہے کیا حاصل کریگا۔ **بیت** چونکہ شدی بستہ الخ۔ **ترجمہ** چونکہ تو اس شکارگاہ (دنیا) میں پھنس گیا ہے۔ اس لئے اس میں سوراخ کر دے تاکہ نکلکر راہ پر آسکے (دنیا سے قطع تعلق کرلے) **بیت** کایں خط پیوستہ الخ۔ **ترجمہ** کیونکہ یہ میم کے دائرے کی طرح مسلسل خط (دنیا) نکلنے کا راستہ نہیں دیتا۔ جبتک اُسے دو ٹکڑے نہ کر دیں (دنیا کے دائرے سے نکل سکتے ہی نہیں۔ جب تک اُسے توڑ نہ دیں۔ اُس سے قطع تعلق نہ کرلیں) **بیت** زخم گہ چرخ الخ۔ منقط۔ نقطہ دار باعتبار ستاروں کے۔ **ترجمہ** اس نقطہ دار آسمان کا محل زخم نہ بن (کیونکہ یہ سخت منحوس ہے) احاطہ میں مطبع ہو کر نہ رہ جا (درخط شدن۔ مطیع ہو جانا) **بیت** گر زخط روز الخ **ترجمہ** اگر تو دن اور رات کے خط پر غالب آجائے تو پھر تو اُس دائرہ کی اطاعت سے نکل جائیگا۔ **بیت** تا نکنی جائے الخ۔ **ترجمہ** جبتک تو پہلے اپنے پاؤں رکھنے کی جگہ کو مضبوط نہ کرلے۔ اُس وقت تک کسی کام کی طلب میں پیشقدمی نہ کر (انجامکار معلوم کئے بغیر کسی کام کی طرف قدم نہ بڑھانا چاہئے) **بیت** در ہمہ کارے کہ الخ **ترجمہ** جس کام میں تو قدم رکھے۔ پہلے اُس میں سے باہر نکلنے کا راستہ بنا لینا چاہئے۔

(انجام سوچ لینا چاہیئے) **بیت** شرط بود دیدہ الخ۔ **ترجمہ** اپنے آپ کو کنوئیں (میں گرنے) سے محفوظ رکھنے کیلئے نظر کو راستے پر جمائے رکھنا لازمی ہے۔ **بیت** رخنہ کن ایں الخ۔ **ترجمہ** اس سیلاب برپا کرنے والے گھر (یعنی دنیا سے حوادث زا) میں سوراخ کرلے (راستہ بنالے) تاکہ تجھے بھاگ نکلنے کا موقع مل جائے **بیت** روبہ یک فن الخ۔ **ترجمہ** اپنے فن (عیاری ومکاری) میں کامل لومڑی نے کتے کی بات (ذکر شکار) کو سنا۔ اور لازمی طور پر دو سوراخوں والا گھر اختیار کیا (لومڑی کے بل کے دو سوراخ ہوتے ہیں۔ جب کتے تعاقب کرتے ہیں تو ایک سے داخل ہوکر دوسرے سے نکل جاتی ہے) **بیت** واگہیش نہ الخ۔ **ترجمہ** اور اسے یہ خبر نہیں کہ اس "لومڑی کو پکڑ لینے والے" گھر کی تاریکی ہی اسکے لئے مانع راہ بن جائیگی (تاریکی میں دوسرا راستہ نہ ملنے کی وجہ سے اس میں پھنس رہیگی **بیت** ایں چہ نشاط است الخ۔ **ترجمہ**۔ یہ کیسی خوشی ہے جس کی وجہ سے تو مسرور ہے۔ تو اپنے (مرنے) سے غافل ہے۔ کیونکہ تو اپنی حقیقت سے ناواقف ہے۔ **بیت** عہد چناں شد الخ۔ **ترجمہ** (خدا تعالیٰ سے تیرا) اس طرح عہد ہوچکا ہے۔ کہ اس تنگ کوچے (دنیا) میں تو تنگدل ہی آئے اور واپس چلا جائے۔ **بیت** گر شکنی عہد الخ۔ **ترجمہ** اب اگر تو خدائے تعالیٰ کے عہد کو توڑ ڈالیگا تو تیری جان (اس وعدہ کی) ذمہ داری سے کس طرح نکل سکیگی؟ **بیت** راہ چناں رو الخ۔ **ترجمہ** راستہ اس طرح چل جیسا کہ تو نے نفس ناطقہ کے ذریعے سے دیکھ لیا ہے۔ اور ان دونوں جہان کو لات مار دے۔ کہ تو جہاندیدہ (تجربہ کار) ہے۔ (با بردو جہاں زن سے مراد "دونوں جہاں پر حملہ کردے" یعنی دونوں جہان کو حاصل کرنے کی کوشش کر) **بیت** پیش مبیں تا الخ۔ پایہ ترس۔ اس شخص کو کہتے ہیں کہ زینے کی بلندی کو دیکھ کر اوپر چڑھنے سے بوجہ خوف باز رہے۔ سایہ ترس

وہ شخص جو بزدلی کی وجہ سے اپنے سائے کو دشمن خیال کر بیٹھتا ہے۔ اور آگے بڑھنے سے رُک جاتا ہے۔ **ترجمہ** آگے مت دیکھ۔ تاکہ تو (مقامِ معرفت کی) بلندی کو دیکھکر سہم نہ جائے (کہ میں ایسے بلند مرتبے تک کیونکر پہنچ سکتا ہوں) پیچھے مڑکر نہ دیکھ۔ کہ کہیں تو اپنے سائے سے نہ ڈرنے لگے۔ **بیت** توشہ زدین بکاہ۔ **ترجمہ**۔ دین کا زادِ راہ لیتا جا۔ کہ (اس راستے میں) آبادی بہت کم ہے۔ اور آنکھوں کا پانی ساتھ لے لے کہ اس راہ میں پانی نہیں ملتا ہے۔ **بیت** ہم بہ صدف دہ الخ۔ گہرِ پاک سے مراد نفسِ ناطقہ اور صدف سے مراد اُس کا مقام **ترجمہ** روح پاک کو اُس کے مقام اصلی تک پہنچا دے۔ تو بھی بازرہ اور اپنے وجود کو بھی (تعلقات دنیوی سے) باز رکھ۔ **بیت** دورِ فلک چوں تواخ۔ **ترجمہ** آسمان کی گردش نے تجھ سے بہت سوں کو بری طرح ہلاک کر ڈالا۔ بلکہ بہت سے تجھ سے زیادہ قوی لوگوں کو مار ڈالا۔ **بیت** بوالعجبی ساز الخ۔ **ترجمہ** اس دشمنی میں کوئی ایسا داؤ پیچ کر۔ کہ تو اُسے زمین پر گرانے کا مزہ چکھا دے۔ **بیت** رہ کہ دریں پایہ الخ۔ **ترجمہ** جا (آسمان کا مقابلہ کر) کہ وہ اس فن میں کامل نہیں ہے۔ اور اس کی ڈھال اور تلوار کا (آسمانی حربوں کا) کوئی خوف نہیں ہے۔ **بیت** مارمخواں کیں الخ۔ **ترجمہ** (آسمان کو) سانپ نہ خیال کر کیونکہ یہ پیچ در پیچ رسّی تیری کششِ عشق کے مقابلہ میں بالکل ہیچ ہے۔ **بیت** درغمِ آں شیشہ الخ۔ **ترجمہ** اُس شیشے کے غم میں کیوں بیٹھنا چاہیئے۔ جس کو ایک پھونک سے توڑ سکتے ہوں۔ **بیت** سیم کشاں کاتش الخ۔ **ترجمہ** وہ اکسیر ساز (عرفا) جنھوں نے سونے کی محبت (عشقِ مال دنیوی) کو فنا کر دیا ہے اُنھوں نے اپنے دشمن کو شکر دیکر مار ڈالا ہے (یعنی وہ نہایت آسانی سے نفسِ امارہ پر قابو پا سکتے ہیں) **بیت** تا بتوانی زدل الخ۔ **ترجمہ** جہانتک تجھ سے ہو سکے اپنے

دل سے آگ روشن کر (اپنے دل کی روشنی میں کوشش کر) اور دن کی طرح اپنے دشمن کو پھول سے مار ڈال (دن اپنے دشمن رات کو آفتاب کے پھول کے ذریعے فنا کر دیتا ہے)

حکایت دو حکیم متنازع کہ قصد ہلاک یکدیگر کردند

بیت بادو حکیم از الخ۔ **ترجمہ** دو حکیموں کے درمیان ایک گھر میں رہنے کی وجہ سے کچھ رنجش کی باتیں ہوئیں۔ **بیت** لاف منی بود الخ۔ منی۔ خودی۔ تو ئی۔ غیریت **ترجمہ** وہاں خودی کا غرہ تھا۔ جو دوسرے کی شرکت کا متحمل نہ ہو سکا۔ ملک ایک تھا۔ دوئی کو نہ اٹھا سکا۔ **بیت** حق دو لٹا ید الخ۔ **ترجمہ** دونوں حق ہو ہی نہیں سکتے کہ ایک سن لیں (جیسے) دوسرے نہیں ہو سکتے۔ کہ ایک کو کاٹ ڈالیں (دونو جانب حق ہو ہی نہیں سکتا۔ یا مدعی سچا ہوگا۔ یا مدعا علیہ۔ جس طرح دوسرے نہیں ہو سکتے کہ ایک کو کاٹ ڈالیں اور ایک کو رہنے دیں) **بیت** بزم دو جمشید الخ۔ **ترجمہ** ایک مقام پر دو جمشیدوں کی بزم کس نے دیکھی؟ اور ایک نیام میں دو تلواریں کس نے دیکھیں؟ **بیت** در طمع آں بود الخ۔ **ترجمہ** دونوں حکیموں کو اس بات کی طمع تھی۔ کہ دونوں میں سے ایک اس گھر کو اپنے لئے خاص کرلے (اور دوسرے کو نکال باہر کرے) **بیت** چوں عصبیت الخ۔ **ترجمہ** جب اپنی بات کی حمایت نے دشمن کے لئے کمر باندھی۔ تو مکان نے خالی ہونے سے آراستگی پائی۔

بیت ہر دو بہ شبگیر الخ۔ شبگیر۔ پچھلی رات کے وقت سفر کرنا اور مطلق سفر کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ **ترجمہ** دونوں نے صبح کے وقت اعلان سفر کر دیا اور گھر کو ترک کرتے ہوئے ایک دوسرے کو دعوت طعام دی۔ **بیت** کز سر ناسا ختگی الخ۔ **ترجمہ** (اور کہا) کہ وہ اپنے جھگڑوں کو چھوڑ دیں۔ اور اپنے بنائے ہوئے دو شربت پئیں۔

(سفر کرتے وقت ایک دوسرے سے صلح کرنے لگے۔ اور ایک دوسرے سے اپنا اپنا تیار کیا ہوا شربت پینے کے لئے کہا) **بیت** تاکہ دریں پایہ الخ۔ **ترجمہ** تاکہ دیکھیں کہ اس فن (حکمت) میں کون زیادہ قوی دل (ماہر) ہے اور کس کے زہر کا شربت زیادہ مہلک ثابت ہوتا ہے۔ **بیت** ملک تو حکمت الخ۔ **ترجمہ** تاکہ دو حکمتوں کا ملک ایک کامل کو دیدیں (ہم دونوں میں سے جو نسا زیادہ حکیم ہوگا۔ وہی زندہ بچ جائیگا) اور دو صورتوں کی جان (شہرت) ایک ہی جسم کو دیدیں۔ **بیت** خصم نخستن قدح الخ۔ **ترجمہ** پہلے دشمن (حکیم) نے ایک زہر کا پیالہ تیار کیا۔ ایسا کہ اپنی بدبو سے سیاہ پتھر کو بھی پگھلا دے۔ **بیت** شربت آں راستد الخ۔ **ترجمہ** اس (دوسرے حکیم) جوانمرد نے اس کا شربت لے لیا اور زہر کو شکر کی یاد میں (یعنی مزے مزے میں) آسانی سے پی گیا۔ **بیت** نوش گیا پخت الخ۔ نوش گیا۔ دافع زہر ہے۔ **ترجمہ** اس نے نوش گیا پکایا اور اس میں بیٹھ گیا (پانی میں نوش گیا کو جوش دیکر اس میں بیٹھ گیا) اور زہر کے راستے کو تریاق سے بند کر دیا۔ (زہر کے اثر کو زائل کر دیا) **بیت** سوخت چو پروانہ الخ۔ **ترجمہ** پروانے کی طرح جل گیا اور پھر پر و بال لئے اور شمع کی طرح پھر مجلس کی طرف آگیا (ہر چند زہر ہلاہل کے پینے سے پروانے کی طرح وہ جل گیا تھا مگر اپنی تدبیر صائبہ سے پھر اس نے زندگی پالی۔ اور مجلس میں آموجود ہوا) **بیت** از چمن باغ الخ۔ **ترجمہ** باغ کی کیاری سے ایک پھول توڑا ایک افسوں پڑھا اور اس پھول پر پھونک دیا۔ **بیت** دادبہ دشمن الخ۔ **ترجمہ** دشمن پر قہر کرنے کے لئے یہ پھول اس دشمن کو دیا وہ پھول جو اس کے زہر سے بھی زیادہ مضرت رساں تھا۔ **بیت** دشمن ازاں گل الخ۔ **ترجمہ** دشمن پر اس پھول سے جو اسے افسوں خواں نے افسوں پڑھ کر دیا تھا، خوف غالب آگیا اور مر گیا۔ **بیت** آں بہ علاج از تن الخ۔ **ترجمہ** اس (پہلے حکیم) نے تو علاج کے ذریعے

سے اپنے جسم سے زہر (کے اثر) کو دور کر دیا۔ لیکن یہ (دوسرا حکیم) ایک پھول سے وہم کی وجہ سے مر گیا۔ **بیت** ہر گل رنگیں الخ۔ **ترجمہ** ہر رنگین پھول جو زمین کے باغ میں موجود ہے وہ۔ دراصل۔ آدمی کے دل کے خون کا ایک قطرہ ہے۔ **بیت** باغ زمانہ کہ الخ۔ **ترجمہ** زمانہ کے باغ کو جس کی بہار (اے انسان) تو ہی ہے غم کا گھر سمجھ۔ اور اس کی زیب و زینت کا موجب تو ہی ہے۔ **بیت** سنگ دریں خاک الخ۔ مطبق۔ طبق در طبق۔ تہ بتہ۔ معلق۔ لٹکا ہوا۔ آب معلق سے مراد آسمان۔ **ترجمہ** اس تہ بتہ زمین پر پتھر دے مار (اسے ریزہ ریزہ کر دے) اور اس معلق پانی (آسمان) پر خاک ڈال دے (اسے تیرہ و تار کر دے) **بیت** بگذر ازیں آب او الخ۔ **ترجمہ** اس پانی (آسمان) اور اس کی تصویروں (برج و ستارے وغیرہ) سے درگذر (تاثیرات فلکی پر اعتماد نہ کر) اس زمین اور اسکی ویرانیوں سے بلند تر ہو جا (بے نیاز ہو جا) **بیت** برمہ نوخور شید الخ۔ وقوف وقف سے ٹھیرنے کے معنوں میں۔ کسوف۔ گرہن۔ شعر آئندہ سے قطعہ بند **ترجمہ** چاند اور سورج پر بھروسہ نہ کر۔ بلکہ ان پر گرہن کی طرح سے لوٹ پڑ (ان کو بے رونق خیال کر اور ان کو موثر نہ سمجھ) کیونکہ یہ چمکتا ہوا چاند جو اس خیمہ گاہ (آسمان) پر موجود ہے۔ اللہ کے دوست (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کے عشق کے راستے کا فریب دینے والا ہے (ابراہیم علیہ السلام نے چاند کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ ھٰذا ربی۔ یہ میرا رب ہے۔ پھر جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا لئن لم یھدنی ربی لاکونن من القوم الضالین ط اگر میرا خدا مجھے ہدایت نہ فرما دیتا تو میں گمراہ ہو جاتا) **بیت** روئے تراصبح الخ۔ **ترجمہ** تیرے چہرے کو جگر سوز صبح بنا دیا ہے۔ آسمان نے تجھے اس زمانہ (شباب) سے اس زمانے (بڑھاپے) میں لا ڈالا (جگر سوز صبح سے مراد بڑھاپا ہے۔ کہ بال سفید ہو جاتے ہیں)

بیت گرول خورشید الخ۔ **ترجمہ** اگر تو آفتاب کی سی روشنی والا دل پیدا کریگا۔ تو اُس کی وجہ سے تو دن بدن روزی حاصل کر سکیگا۔ **بیت** اشک فشاں تا الخ۔ **ترجمہ** گریہ وزاری کر تاکہ امید کے پانی سے اس سیاہ و سفید تختی (اچھے بُرے کاموں کا اعمال نامہ) کو صاف کردے۔ **بیت** تا چو عمل سنج الخ۔ **ترجمہ** تاکہ جب تو اپنے نیک اعمال کو قیامت کے دن وزن کرنے لگے تو تیرا (نیک اعمال کا ترازو (پلہ) غالب آجائے (جھک جائے) **بیت** دیں کہ قوی دارد الخ۔ عدل چوپائے کی پیٹھ پر کا ایک طرف کا بوجھ۔ یہاں ترازو کے ایک پلہ کا بوجھ مراد ہے۔ **ترجمہ** اگر دین تیرے بازو کو قوی کرنے والا ہوگا (اگر تو دیندار ہوگا) تو وہ تیرے ترازو کے بوجھ کو ٹھیک کریگا۔ **بیت** ہیچ ہنر پیشہ الخ۔ **ترجمہ** کوئی بھی ہنر مند شریف آدمی دین کے غم میں دنیا کا غم نہیں کھاتا۔ **بیت** چونکہ بدنیاست الخ۔ **ترجمہ** چونکہ تجھے دنیا کی تمنا ہے۔ اس لئے دین تو نظامی کے لئے رہنے دے۔ اور دنیا تو لیلے۔

مقالۂ سیزدہم در شکایت حُلائق و تخسین تجرید

بیت پیری عالم الخ۔ **ترجمہ** زمانے کا بڑھاپا دیکھ اور پھر اُس کی تنگی کا خیال کر تاکہ تو اُس کے جوان رنگ ہونے پر فریفتہ نہ ہو جائے (تنگی عالم باعتبار عمر چند روزہ دوسرے مصرع میں "تا" کے دونوں معنی ہو سکتے ہیں "خبردار" اور "تاکہ") **بیت** برکفت ایں پیر الخ۔ **ترجمہ** اس بوڑھے (زمانے) کے ہاتھ پر (جو جوان کی مانند معلوم ہوتا ہے) یہ گلدستہ جو تو دیکھ رہا ہے یہ دراصل آگ ہے (دستۂ گل سے مراد آفتاب) **بیت** چشمۂ سراب است الخ۔ **ترجمہ** (اس زمانے کا) چشمہ بھی (حقیقت میں) سراب ہے اُس کا فریب نہ کھائیو۔ اور قبلہ صلیب ہے۔ اُس کی طرف منہ کرکے نماز نہ پڑھ (یعنی جہان کی ہر وہ چیز جو بظاہر دل لبھانے والی اور فریفتہ

کرنے والی ہے۔ اُس سے حذر کر) **بیت**۔ زیں ہمہ گل الخ۔ **ترجمہ** اس تمام پھول (پھول جیسی خوشنما دنیا) سے تیرا حصہ ایک کانٹا بھی نہیں ہے۔ اور اگر باقی تمام موجودات ہے۔ تو (اُن کے مقابلہ میں) تو گویا موجود ہی نہیں (اُن کے مقابلہ میں تیری ہستی اور حقیقت کیا؟) **بیت** چوں بری ازانچہ الخ۔ **ترجمہ** جن چیزوں کی تو طمع کرتا ہے اُنہیں تو کس طرح لے جا سکتا ہے؟ اس گھر (دنیا) سے تو وہی کچھ لے جائیگا۔ جو لیکر آیا ہے (خالی ہاتھ آیا تھا۔ خالی ہاتھ ہی جائیگا) **بیت** چوں بُنہ در بحر الخ۔ **ترجمہ** جب لوگ قیامت کے سمندر میں سامان لے جائیں گے تو مفلس لوگ ہی جان کو سلامت لیجا سکیں گے۔ **بیت** خواہ بنہ مایہ الخ۔ **ترجمہ** خواہ تو اپنے سرمایہ کو محفوظ رکھ چھوڑ اور خواہ صرف کر ڈال۔ قضا و قدر جو کچھ بھی تجھے دیتے ہیں وہ واپس ضرور لیں گے۔ **بیت** خانہ دادو ستد الخ۔ **ترجمہ** یہ جہان تو لین دین کا گھر ہے۔ کہ اگر ایک شخص اسے چھوڑ جاتا ہے۔ تو دوسرا آ سنبھالتا ہے۔ **بیت** گرچہ یکے کرم الخ۔ **ترجمہ** اگرچہ ایک کیڑا ریشم بنانے والا ہے۔ لیکن پھر ایک کیڑا اُس ریشم کو کھا جانے والا بھی تو ہے۔ **بیت** شمع کن ایں الخ۔ گل جعفری سے مراد خالص سونا ہے۔ منسوب بہ جعفر کیمیاگر۔ بعض کا خیال ہے کہ ہاروں رشید کے وزیر جعفر برمکی سے پہلے سونے چاندی میں کچھ ملاوٹ کر کے سکہ بنایا جاتا تھا۔ اس نے خالص سونے کا سکہ بنانے کا حکم دیا۔ شمع کن سے مراد یہ ہے کہ اسے پھیلا دے۔ تقسیم کر دے۔ **ترجمہ** اس خالص سونے کو (غریبوں اور فقیروں میں) بانٹ دے۔ تاکہ چراغ کی طرح تو بھی اپنے گل سے فائدہ اٹھا سکے **بیت** تن بشکن نہ دری الخ۔ نہ دری سے مراد جسم ہے۔ باعتبار نو سوراخوں کے ایک سوراخ دہن دو سوراخ بینی دو سوراخ گوش دو سوراخ چشم۔ ایک سوراخ قبل۔ ایک سوراخ دُبر۔ جملہ نو ہوئے۔ شش سری۔ زر خالص کہ خراسان میں زر خالص

کا ایک بُت تھا جس کے چھ سر تھے۔ اہلِ اسلام نے اُسے توڑا۔ چونکہ اُس کا سونا نہایت درجہ خالص تھا۔ اس لئے خالص زر کو شش سری سے تعبیر کرنے لگے۔ **ترجمہ** جسم کو توڑ دے چاہے نودری نہ ہو۔ سونا بکھیر دے چاہے خالص نہ ہو۔ **بیت** یہ ی کرم بر سر زر الخ۔ پائے بر زر نہادن۔ زر کو رسوا کرنا۔ ذلیل کرنا۔ اور وہ یہ ہے کہ اُسے تقسیم کر دیا جائے۔ دست نہادن سے مراد عزیز رکھنا۔ محبت کرنا وغیرہ وغیرہ۔ دوسرے مصرع میں زر بمعنی زال کہ رستم کا باپ تھا۔ یا آزر بت تراش۔ **ترجمہ** تو زر کو اپنی بخشش کے پاؤں کے نیچے روند ڈال۔ اور اسے عزیز نہ رکھ۔ تاکہ تجھے لوگ آزر کی طرح بت پرست نہ کہیں (سکے پر بت ہوتا ہے۔ یا یہ کہ زر پرستی بھی ایک قسم کی بت پرستی ہے) **بیت** زر کہ بر و سکہ الخ۔ **ترجمہ** وہ زر جس پر مقصود کا سکہ نہیں لگا ہوا ہے۔ وہ زر اور ہڑتال قیمت میں برابر ہیں (سکہ لگنے سے مراد ہے مخصوص ہونا۔ اور زر کا مقصود یہ ہے کہ وہ اُن مصارف میں خرچ کیا جائے جہاں خدا کا حکم ہے۔ یعنی جو زر خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق خرچ نہیں کیا جاتا۔ وہ بالکل بے وقعت اور ہڑتال کی طرح بے قیمت ہے) **بیت** دوستی زر چو نشاں الخ۔ **ترجمہ** اگر زر کے ساتھ دوستی رکھنا ہی زر دار ہونے کی نشانی ہے تو مور کے پروں میں وہی رنگ موجود ہے (پھر وہ مور کیا زر دار ہے) **بیت** سکۂ زر چونکہ الخ۔ سکہ بردن۔ رونق لیجانا۔ **ترجمہ** اکثر لوہار بادشاہ ہوئے۔ کیونکہ وہ لوہے سے رونق زر کو توڑ دیتے ہیں یعنی چونکہ لوہار اپنی مصنوعی چیزوں کے ساتھ زر کو بے قدر کر دیتے ہیں۔ مثلاً اپنی صنعتگری سے چاقو۔ تلوار یا چھری بنا لیتے ہیں اور بیش قیمت زر کے عوض اُسے بیچتے ہیں۔ اس لئے اس صورت میں لوہار بادشاہوں سے بھی بلند رتبہ ہوئے۔ **بیت** ساخت از و الخ۔ **ترجمہ**۔ قارون کی ہمت نے اُسے (زر کو) کلاہ بنا لیا (زر کو عزت سے سر پر جگہ دی) اسی سوراخ یعنی نقصانِ عقل کی وجہ سے وہ کنوئیں میں دھنس گیا

قارون موسیٰ علیہ السّلام کے زمانے میں تورات کا عالم اور حافظ تھا۔ اسقدر مالدار تھا کہ اُس کے خزانوں کی چابیوں کو اُٹھانے کے لئے اونٹوں کی ایک قطار کی ضرورت پڑتی تھی۔ چونکہ زکوٰۃ کا منکر ہوگیا تھا۔ عذابِ الٰہی نازل ہوا اور زمین میں دھنسنے لگا اُس نے کہا۔ یا موسیٰ علیہ السّلام کو خود خیال آیا۔ کہ یہ کہیں گمان نہ کر بیٹھے۔ کہ اسکے مال پر میں قبضہ جمانا چاہتا ہوں۔ اُس کا تمام مال بھی اُس کے سر پر رکھوا دیا گیا۔ اور وہ تمام مال سمیت زمین میں غرق ہوگیا۔ **بیت** بارِ تو شد تا ش الخ۔ **ترجمہ** جبتک تو اُسے اپنے سر پر جگہ دے رکھی ہے اُس وقت تک وہ تیرے سر کا بوجھ ہے۔ اور جب تو اُسے پاؤں کے نیچے روند ڈالیگا تو پھر وہ تیری سواری بن جائیگا (اگر تو اُسے سر پر رکھیگا۔ عزت کریگا تو وہ تیرے لئے بوجھ ہوگا۔ منزلِ مقصود تک پہنچنے سے مانع آئیگا۔ اور اگر تو اُسے پاؤں میں روند ڈالیگا تو وہ تیرے لئے بمنزلہ سواری کے ہوگا۔ کہ منزلِ مقصود تک پہنچنے کا ذریعہ بن جائیگا۔ **بیت** دادن زر گر آئندہ شعر سے قطعہ بند۔ **ترجمہ** اگر زر کا دینا گویا جان دینا ہوا (دل کے ناپسند ہو) تو ایسے دینے سے نہ لینا بہتر ہے۔ کیونکہ لینے میں تجھے ایک جہان کی حرص پیدا کردیتا ہے۔ اور چلے جانے کی حالت میں تیری جان کو آرام دیتا ہے۔ **بیت** زانکہ ستانی الخ۔ **ترجمہ** کیونکہ یہ بات کہ تو (زر) لیلے اور پھر اُسے نچھاور کردے (خدا کی راہ میں) اس سے بہتر ہے کہ تو اُسے لے ہی نہیں (مال حاصل کرکے راہِ خدا میں صرف کرنا بہتر ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ اُسے حاصل ہی نہ کیا جاوے) **بیت** زر چونہی روغن الخ۔ **ترجمہ** اگر تو مال کو رکھ چھوڑیگا تو وہ صفرا پیدا کرنے والا روغن بن جائیگا (درد سر کا سبب۔ پرانا روغن صفرا پیدا کرتا ہے) اور اگر تو اُسے کھا لیگا (صرف کرڈالیگا) تو پھر یہ صفرا کے دور کرنے والا روغن ثابت ہوگا (تازہ روغن قاطع صفرا ہوتا ہے) **بیت** زر کہ زمشرق الخ۔ زر مغربی۔ خالص زر۔ **ترجمہ** وہ زر جسے

لوگوں نے مشرق سے نکال پھینکا ہے۔ نادان لوگ اُنسے مغربی کہتے ہیں۔ **بیت** مغرب و آں الخ۔ **ترجمہ** مغرب اور مغربی قوم سخاوت کے دشمن ہیں۔ اور مشرق اور اہل مشرق سخاوت میں مشہور ہیں۔ **بیت** ہر چہ دہد مشرقی صبح دام الخ۔ مشرقی صبح سے مراد خود صبح۔ اسیطرح مغربی شام سے مراد خود شام۔ **ترجمہ** صبح جو کچھ بھی قرض دیتی ہے شام وہ سب لے لیتی ہے۔ (مراد یہ کہ سورج کا مشرق سے صبح کو طلوع ہونا اور شام کو مغرب میں غروب ہونا گویا اس امر کی مثال ہے کہ مشرقی جود و سخا میں مشہور ہیں۔ دیکھو آفتاب بھی مشرقی ہے۔ جو تمام جہان پر اپنے نور کی بخشش کرتا ہے۔ اس کے برعکس مغربی بخیل۔ کنجوس۔ مکھی چوس ہیں۔ کہ آفتاب بھی جب مغرب میں جاتا ہے تو اُنہیں کی عادت اختیار کر کے اپنی کرنوں کو سمیٹ لیتا ہے **بیت** دائی جان ہمہ الخ۔ **ترجمہ** تمام کانوں کی جان کا حاکم زر ہی ہے۔ جیسے تمام پرندوں کے ہاتھ کے قائم مقام پُر ہوتے ہیں۔ **بیت** آں زر رومی الخ۔ آئندہ شعر سے قطعہ بند۔ زر رومی۔ زر خالص کی ایک قسم۔ سنگ دمشق۔ کسوٹی۔ **ترجمہ** وہ خالص زر جو کسوٹی پر، خواہش کے ترازو میں، پورا اُترتا ہو۔ ہر چند کہ وہ چمکتا و دمکتا اور خوشنما ہو۔ پھر بھی تو اس پر خاک ڈال کہ وہ فریب دینے والا ہے۔ **بیت** کیست کہ ایں دُزد الخ۔ **ترجمہ** وہ کونسا شخص ہے جس کی ٹوپی یہ (زر) اُچک نہ لے گیا ہو (یعنی اُس کو ذلیل و رسوا نہ کیا ہو) اور اس غول بیابانی (زر) کی آفت نے اُسے گمراہ نہ کر دیا ہو۔

حکایتِ صوفیٔ امانت دار

بیت کعبہ رو دے عزم الخ۔ **ترجمہ** کعبے کی طرف جانے والے ایک شخص نے آغاز سفر کا ارادہ کیا۔ اور کعبہ کی طرف جانے والوں کے طریقہ پر کاربند ہوا (حج کی تیاری کی اور حج کے قواعد سیکھ لئے) **بیت** زانچہ فرمود از الخ۔ **ترجمہ** جو کچھ کہ اُس کے پاس ضرورت سے زیادہ تھا۔ وہ دیناروں کی ایک تھیلی تھی۔ **بیت** گفت فلاں صوفی الخ۔ آئندہ شعر سے قطعہ بند۔ **ترجمہ** اُس نے (اپنے جی میں) کہا فلاں آزاد مرد صوفی، جس نے دنیا کے دھندوں سے آستین کوتاہ کر رکھی ہے، (دنیا کے مشغلے ترک کر چکا ہے) میرے دل میں آتی ہے۔ کہ اُسمیں دیانتداری موجود ہے۔ اور خواہ کسی میں ہو یا نہ ہو۔ لیکن اُس میں امانتداری ضرور ہے۔ **بیت** رفت و نہانبش الخ۔ **ترجمہ** گیا اور پوشیدہ طور پر اُسے (صوفی کو اُسی کے) گھر کے ایک گوشہ میں لے گیا۔ اور دینار کی تھیلی اُس کے حوالے کر دی۔ **بیت** گفت نگہدار دریں پردہ راز الخ۔ **ترجمہ** اور کہا کہ اس راز کو پردے میں رکھ (کسی سے بیان نہ کرنا) یہانتک کہ جب میں واپس آؤں۔ تو پھر مجھے دیدیجو۔ **بیت** خواجہ رہ بادیہ الخ۔ **ترجمہ** (اُس زر کے) مالک نے تو جنگل (سفر حج) کا راستہ لیا اور صوفی صاحب نے اُس زرِ مستعار پر قبضہ جمایا۔ **بیت** یارب زنہار الخ۔ (مقولۂ مصنف) یارب حیرت کے مقام پر بولتے ہیں۔ **ترجمہ** خدایا تیری پناہ! آخر وہ کتنا ایک زر تھا کہ درویش کا دل اُس میں پھنس گیا (حقیر سرمایہ تھا جس نے درویش کے دل میں گھر کر لیا) **بیت** گفت بہ زر کار الخ۔ **ترجمہ** (صوفی نے اپنے دل میں) کہا کہ اب میں اس دولت کے ذریعے سے اپنے کام کو آراستہ کرونگا۔ میں نے وہ خزانہ پالیا ہے جس کی میں آرزو میں تھا۔ **بیت** زود خرم تا الخ۔ **ترجمہ** جو کچھ خدا تعالیٰ

نے مجھے آسانی سے عنایت کیا ہے۔ میں اسے جلدی سے کھا اڑا لونگا۔ تاکہ آہستہ آہستہ کھانے کی وجہ سے کہیں یہ مجھے اپنا دل بستہ نہ بنالے (اس کی محبت میرے دل میں پیدا نہ ہو جائے) **بیت** باز کشاد از گرہ الخ۔ **ترجمہ** اُس بند (تھیلی) کی گرہ کو کھول دیا۔ اور چند راتوں تک عیش وعشرت کی خوب داد دی۔ **بیت** جملہ آں زر کہ الخ۔ **ترجمہ** وہ تمام زر، جو اُس کے پاس تھا کھانے میں صرف کر دیا۔ اور تو ند نکال لی۔ **بیت** دست بآں حقہ الخ۔ **ترجمہ** اُس نے دینار کے اُس تھیلے کی طرف ہاتھ بڑھایا (اُس پر متصرف ہوگیا اور اُس کے ذریعے سے) معشوقوں کی زلف کو زنار کا حلقہ بنالیا (خوب رنگ رلیاں منائیں) **بیت** خرقۂ شیخانہ الخ **ترجمہ** وہ زاہدانہ خرقہ وجبہ پارہ پارہ ہو کر رہ گیا۔ روپیہ خرچ ہو جانے کے بعد اب صرف تنگدلی رہگئی۔ اور وسیع عذر (مال ختم ہوگیا تو اب سوائے رنج اور اپنے کئے پر معذرت کے اور کیا رہ جاتا) **بیت** بدرہ چناں خورد الخ۔ **ترجمہ** وہ اس تھیلی کو اس طرح چٹ کرگیا۔ کہ اس کا نشان تک باقی نہ رہا (اور اسقدر مفلس ہوگیا کہ) اُس کے پاس چراغ کے لئے تیل بھی نہ رہ گیا۔ **بیت** حاجی ماچوں الخ۔ **ترجمہ** ہمارے حاجی صاحب جب سفر سے واپس آئے۔ تو اپنے اُس چور (صوفی) کے پاس بھاگے ہوئے آئے۔ **بیت** گفت بیاور بہ من الخ۔ **ترجمہ** اور کہا کہ اے عقلمند! لا مجھے دے (صوفی نے) کہا کیا۔ (حاجی نے) کہا زر (زاہد نے) کہا چپ رہ۔ **بیت** در کرم آویز الخ۔ **ترجمہ** بخشش کر اور جھگڑے کو چھوڑ دے۔ کیونکہ دیرانے گاؤں سے خراج کون لیا کرتا ہے؟ **بیت** صرف شد آں الخ۔ **ترجمہ** وہ تھیلی خواہشاتِ نفسانی کے پیچھے خرچ ہوگئی۔ ایک مفلس آدمی کے لئے ایک بدرہ آخر کہاں تک کفایت کرتا۔ **بیت** غارتے از ترک الخ۔ غارتی۔ لوٹا ہوا مال۔ **ترجمہ** کوئی شخص غارتگروں سے غارت شدہ مال سلامت نہیں لیجا سکتا۔ اور کوئی شخص

لٹیروں کو گھر سپرد نہیں کیا جاتا۔ **بیت** رکنی تو رکن الخ۔ رکنی۔ زر خالص منسوب بہ رکن ایک کیمیا گر خالص زر بناتا تھا۔ **ترجمہ** تیرے زر خالص نے میرے دل کو رکن (استواری دین اور ثابت قدمی اطاعت) کو توڑ ڈالا۔ میں نے اس سے وہ لغزش (عیب خیانت) کھائی ہے۔ جو (قیامت تک کے لئے) میرے سر پر سوار ہے۔ **بیت** مال بصد خندہ الخ۔ **ترجمہ** (اس زاہد نے) ہنس ہنس کے اڑا دیا۔ **بیت** گفت جہاں از الخ۔ **ترجمہ** اور کہا کہ جہان خلل کا حامل ہے۔ (اس سے فتنہ و فساد کے سوا کوئی چیز پیدا ہی نہیں ہوتی) اگر مجھ سے نقصان ہو گیا تو کیا یہ میری خطا ہے؟۔ **بیت** تا کرمش گفت الخ۔ **ترجمہ** یہاں تک کہ سیکڑوں جھگڑوں کے بعد اس (حاجی) کے جذبۂ کرم نے کہا۔ کہ اٹھ (جانے دے) کہ درویش عاجزی سے عذر کر رہا ہے۔ **بیت** سیم خداچوں الخ۔ سیم خدا یعنی خداوند سیم۔ **ترجمہ** صاحب مال (حاجی) نے جب خدا کی طرف دھیان کیا۔ تو سیم کشی کی (جذبۂ زر کو مار ڈالا۔ مال کو حقیر جانا) اور اسے (درویش) کو معاف کر دیا **بیت** ناصح خود گشت الخ۔ **ترجمہ** خود اپنا ناصح بن گیا (اور جی میں کہنے لگا) کہ اس سے مت الجھ۔ اس کے پاس تو کچھ بھی نہیں اور جس کے پاس کچھ نہ ہو اس سے کوئی کیا لیگا۔ **بیت** زو چہ ستانم الخ۔ **ترجمہ** میں اس سے کیا لونگا کہ اس کے پاس تو ایک جَو بھی نہیں ہے۔ سوائے گرد پھرنے کے (یعنی بجز اظہار عاجزی کے) اس کے پاس عوض دینے کی کوئی چیز نہیں ہے (گرو۔ رہن رکھنے کی چیز) **بیت** زانچہ ازاں مال الخ۔ اس شعر کا مطلب جو حاشیہ پر لکھا ہے۔ وہ تو ہے اس کے علاوہ حضرت استاذی پروفیسر اولاد حسین صاحب شاداں بلگرامی نے ایک معنی کئے ہیں جو حقیقت میں بے مثل ہیں۔ فرماتے ہیں کہ "میم اور الف (دونوں نقطہ سے خالی ہیں اور ان دونوں کی ترکیب سے "ما" بنتا ہے

۴ اور اب درویش کے حاجی سے عذر کرنے کا ذکر شروع کرتا ہے۔

جو حرف نفی ہے۔ اب شعر کا ترجمہ اس طرح ہوگا کہ "اس مال میں سے جو کچھ اس صوفی کے پاس باقی ہے وہ صرف مائے نفی ہے یعنی اب اس کے پاس اس مال میں سے کچھ بھی باقی نہیں" سلیم شادانی۔ **بیت** گفت نخواہی الخ۔ آئندہ شعر سے قطعہ بند۔ **ترجمہ** (صوفی سے) کہا۔ اگر تو نہیں چاہتا۔ کہ میں تجھ پر سختی کروں۔ اور جو کچھ تجھ پر حرام ہے احتمال کروں (اُس کے عوض میں سختی کروں یا بدلہ لوں) تو اے آسمان کی طرح بلند پرواز! اس دراز دستی اور کوتہ آستینی سے باز آجا (آئندہ ایسی خیانت نہ کرنا) **بیت** ہیچ دل از ازو الخ (مقولہ مصنف) **ترجمہ** دل حرص و طمع سے پاک نہیں ہے اور اس زمین پر کوئی شخص بھی قابلِ اعتماد نہیں ہے **بیت** دیں سرہ نقد یست الخ **ترجمہ** دین ایک قسم کی خالص نقدی ہے اسے شیطان کے حوالہ نہ کر۔ فغفور کا کنگن ایک کتے کے محافظ کے سپرد نہ کر۔ (فغفور اور خاقان۔ سلاطین چین کا لقب۔ پھر ہر ایک بادشاہ کو کہتے ہیں) **بیت** گرد ہی ایخواجہ الخ۔ **ترجمہ** اے دوست! اگر تو ایسا کریگا (شیطان کی پیروی میں دین کو چھوڑ دیگا) تو اس کا نقصان تیرے ہی ذمے ہے (اس کا نقصان تمہیں ہی برداشت کرنا ہوگا) کیونکہ مفلس سے سرمایہ واپس نہیں مانگ سکتے (شیطان مفلس ہے۔ اگر دین اُس کو دے بیٹھے تو واپس ملنے کی بہت کم امید ہے) **بیت** منزلِ عیب است الخ۔ **ترجمہ** (یہ دنیا) عیب کا مقام ہے۔ یہاں سے ہنر کا توشہ لے کر جا۔ دین کا دامن پکڑ لے اور گوشہ نشینی اختیار کر لے۔ **بیت** شحنۂ ایں راہ الخ **ترجمہ** جب اس راستے کے پاسبان لٹیرے ہیں۔ تو پھر امیری سے مفلسی ہی اچھی ہے۔ **بیت** چرخ نہ بر بے دریاں الخ۔ **ترجمہ** آسمان بھی بے مایہ لوگوں پر حملہ نہیں کرتا بلکہ امیروں ہی کے قافلے کو لوٹتا ہے (آسمانی مصائب کے شکار زیادہ تر امیر لوگ ہی ہوتے ہیں۔ جس کے پاس ہی کچھ نہیں اُس سے آسمان لیگا کیا)

بیت دیدم از آنجا الخ۔ **ترجمہ** چونکہ مجھے جہاں بینی حاصل ہے (میں جہاندیدہ ہوں) میں نے دیکھا ہے کہ بھڑوں کی آفت شیرینی ہی سے ہے (لوگ اُنکے گھر کو شہد کے لئے ویران کردیتے ہیں۔ پس انسان کے آزار کا باعث بھی اُسکے اسباب دنیوی ہی ہوتے ہیں) **بیت** شیر نگر تلخ الخ۔ **ترجمہ** شیر کو دیکھو وہ اسیواسطے تلخ بن گیا ہے تاکہ مرنے کے بعد بھی درندے اُسے نہ کھائیں (کہتے ہیں کہ شیر کا گوشت تلخ ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے مرجانے کے بعد بھی درندے اُسے نہیں کھاتے) **بیت** شمع زبر خاستن الخ۔ **ترجمہ** شمع بلند ہونے کی وجہ سے ہی (عاجز ہوکر) بیٹھ گئی (اگر شمع سر بلند نہ ہوتی۔ تو اُسے بجھنا بھی نصیب نہ ہوتا) اور چاند کمال طلب کرنے کی وجہ سے ہی ٹوٹ گیا (ہلال اگر بدر نہ بنتا تو پھر گھٹ کر ہلال نہ بنتا۔ ہر کمالے را زوالے) **بیت** باد کہ با خاک الخ گرگ آشتی۔ بھیڑیئے کی سی صلح۔ مراد منافقانہ صلح۔ کہ بھیڑیئے کی صلح سوائے چیر ڈالنے کے اور کسی غرض سے نہیں ہوتی۔ ناداشتی۔ کچھ نہ رکھنا۔ مفلس ہونا۔ **ترجمہ** ہوا جو زمین کے ساتھ منافقانہ صلح کررہی ہے۔ وہ اس راستے میں مفلس ہونے کی وجہ سے امن میں ہے (ہوا کی منافقانہ صلح زمین کے ساتھ اس لحاظ سے کہ اوّل الذکر جوہر مجرد ہے۔ اور ثانی الذکر اجسام مقیدہ میں سے ہے۔ پس ہوا اور زمین کے درمیان موافقت قہری ہے نہ ارادی۔ اور ہوا کا زمین سے مامون ہونا مفلسی کی وجہ سے ہے؟ یعنی ہوا لطیف جوہر ہے کثافت جسم سے پاک) **بیت** مرغ شمر را مگر الخ۔ شمر بفتح شین و میم بمعنی حوض و تالاب۔ مرغ شمر سے مراد آبی جانور مرغابی۔ بگلا۔ بطخ وغیرہ۔ **ترجمہ** شاید آبی جانور جانتے ہیں۔ کہ مچھلی کی آفت خود مچھلی (کے جسم) کے درم ہیں یعنی آبی جانوروں نے جو بال و پر بغیر درم کے اختیار کئے ہیں۔ وہ اسی وجہ سے کہ وہ خیال کرتے ہیں کہ مچھلی اپنے جسم پر درم ہونے کی وجہ سے پکڑی جاتی ہے شعر کی بنیاد

محض لفظ درم پر ہے۔ **بیت** زر کہ ترازوئے الخ۔ **ترجمہ** زر جو تیری حاجتوں (کے پورا کرنے) کی ترازو بنی ہوئی ہے۔ وہ تیری پانچوں نمازوں کی سورۃ فاتحہ (الحمد) بنی ہوئی ہے (اسقدر تجھے زر طلبی بلکہ زر پرستی کے خیالات گھیرے رہتے ہیں۔ کہ تو نماز میں بھی ان ہی خیالات میں مستغرق رہتا ہے) **بیت** پاک نگردی الخ۔ **ترجمہ** تو اس حاجتوں کے راستے سے پاک نہ ہو سکیگا (تیری حاجتیں کبھی ختم نہ ہونگی) جبتک نظامی کی طرح سے پاکباز نہ ہو جائے (تمام اسباب دنیوی کو چھوڑ نہ دے)۔

مقالہ چہاردہم در شرط بیداری از غفلت

بیت اے شدہ خوشنود الخ۔ **ترجمہ** اے وہ شخص کہ تو گدھے اور گائے بیل کی طرح بیگار گی صرف چارہ کھانے پر ہی رضامند ہو چکا ہے (چوپایوں کی طرح کھانا ہی تیرا مقصد ہے) **بیت** فارغ ازیں مرکز الخ۔ **ترجمہ** (تو) اس آفتاب کے گردش کرنے والے مرکز (زمین) سے بیخبر ہے (آفتاب زمین کے گرد گردش کرتا ہے) اور اس لاجوردی رنگ کے دائرے (آسمان) سے بھی تو غافل بیٹھا ہے **بیت** از پئے صاحب نظراں الخ۔ **ترجمہ** بے خبروں کو غم روزگار کا کیا فکر (کیونکہ حقائق موجودات میں غور کرنیکا) کام تو صاحب نظر لوگوں کا ہے۔ **بیت** مست چہ خپسی الخ۔ **ترجمہ** تو مست ہو کر کیا سو رہا ہے کہ (روح کے قبض کرنیوالے فرشتے) گھات لگائے بیٹھے ہیں (حقائق شناس تو اس طرح نہیں کیا کرتے (یعنی حقائق موجودات کو سمجھنے والے لوگ خواب غفلت میں نہیں سوتے) **بیت** برسر کار آئے الخ۔ **ترجمہ** کام کرنا شروع کر دے۔ کیوں غفلت کی نیند سو رہا ہے۔ اسی طرح کام کر جسطرح تو قبول کر چکا ہے (روز ازل میں الست بربکم کے جواب میں بلیٰ کہہ چکا ہے۔ اب

اُس پر کار بند بھی رہ) **بیت** برنگر ایں پشتہ الخ۔ **ترجمہ** نظر اُٹھا اور اس غم کے پہاڑ کو اپنے سامنے دیکھ۔ غور کر اور اپنی عاجزی کا ملاحظہ کر (پشتہ غم۔ غم کا ٹیلا مراد دنیوی غم وہم کی کثرت۔ یا نزع کی مصیبت اور عالم برزخ کی تکالیف) **بیت** عقلت پیر لست الخ۔ **ترجمہ** تیری عقل ایک فراموش کار بڑھیا ہے۔ پس تو اُس (عقل) کو یاد رکھ (حفاظت کر۔ تجربوں میں اُسے پختہ کر) تاکہ وہ تجھے یاد رکھے تیری حفاظت کرے) عقل کو غایت اندیشی اور دور بینی کی وجہ سے پیر قرار دیا ہے۔ فراموش کار۔ اس لحاظ سے کہ وہ غفلت اور اخلاق قبیحہ۔ اور شہوت کاری کے وقت بیکار ہوتی ہے) **بیت** گر شرف عقل الخ۔ **ترجمہ** اگر تجھ میں عقل کا شرف نہ ہوتا۔ تو کون تیرا نام لیتا اور تیری مدح کرتا۔ **بیت** عقل مسیحاست الخ **ترجمہ** عقل تیرے لئے مسیحا (زندگی بخش) ہے۔ اُس سے سرتابی نہ کر۔ اگر تو گدھا نہیں ہے تو بیہودہ کام نہ کر۔ دوسرے مصرع میں خر بوحل درمکش۔ گدھی کو کیچڑ میں مت پھنسا۔ کنایہ یہ ہے کہ فضول کام نہ کر۔ **بیت** یا زرہ عقل الخ **ترجمہ** یا تو راہِ عقل سے نور کا راستہ حاصل کر لے۔ اور یا اُس (عقل) کے دروازے سے اپنے دل کے دامن کو دور کر لے (یا تو عقل سے نور حاصل کر اور یا عقل کا دعویٰ نہ کر) **بیت** مست مکن عقل الخ۔ **ترجمہ** ادب دینے والی (راہ پر لانے والی) عقل کو غافل نہ کر۔ باز کو چڑیا کا لقمہ نہ بنا (عقل کو، جو بمنزلہ باز کے ہے، خواہشاتِ نفسانی اور مقتضیاتِ طبیعی کا جو چڑیا کی طرح حقیر ہیں، شکار نہ بنا) **بیت** نے کہ حلال آمدہ الخ۔ **ترجمہ** شراب جو ہر جگہ یعنی ہر مذہب میں حلال آئی ہے۔ تیری عقل کی دشمنی نے اُسے حرام کر دیا ہے (شراب میں کوئی خرابی اور حرام ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ لیکن چونکہ وہ عقل کو بیکار کر دیتی ہے۔ اس لئے حرام کر دی گئی ہے) **بیت** مے کہ بود؟ کاب تو الخ۔ **ترجمہ** شراب کیا چیز ہے؟ وہ ہے کہ تیری

آبرو اُس کے جام میں ہے (ایک جام پی لینے سے آبرو جاتی رہتی ہے) وہ چشمہ عقل ہے جس کا نام آں (مے) ہے۔ **بیت** گر چہ مے اندوہ ہا۔ **ترجمہ** اگرچہ شراب غم جہان کو دور کر دیتی ہے۔ لیکن اے دوست! اُسے نہ پی کہ وہ اس کو (یعنی عقل کو) لے جاتی ہے (یعنی عقل کو زائل کر دیتی ہے) **بیت** مے نمکے داں ہا۔ **ترجمہ** بیشک شراب کو نمک در جگر خیال کر۔ لیکن ایسا نمک جو بے لذت (فاسق) لوگوں کے جگر پر چھڑکا گیا ہو (بیشک شراب لذیذ ہے۔ لیکن صرف اُن لوگوں کے لئے جن میں چاشنی ایمان نہیں) **بیت** گر خبرت باید ہا۔ **ترجمہ** اگر تو (اپنی حقیقت یا معرفت کی) خبر جاننا چاہتا ہے تو ایسی چیز (شراب) مت پی۔ جو تجھے تمام چیزوں سے بے خبر کر دے۔ **بیت** بیخبر آں مرد ہا۔ **ترجمہ** وہ شخص نادان ہے جس نے کوئی ایسی چیز چکھ لی (استعمال کی) جس نے اس پر بے خبری کی تحریر لکھدی (یعنی جس کے استعمال نے اُسے غافل کر دیا) **بیت** میل کش چشم ہا۔ **ترجمہ** میل۔ سلائی (خیالات (باطل) کی دیکھنے والی آنکھوں کو اندھا کرنے والا اور شراب خانے کی طرف چل کر جانے والے قدموں میں بیڑیاں ڈالنے والا بن جا۔ **بیت** اے چو الف عاشق ہا۔ **ترجمہ** اے الف کی طرح خود اپنے قد کے عاشق! تیری اپنے ساتھ محبت الفت ہی در اصل تیری وحشت سودا ہے (الف سیدھا لکھا جاتا ہے کسی طرف کو جھکاؤ نہیں ہوتا۔ گویا اپنے کشیدہ قامت پر مغرور ہے) **بیت** گر الفی مرغ ہا۔ **ترجمہ** اگر تو الف (مجرد) ہی ہے۔ تو پھر جھڑے ہوئے پروں والا پرند بن جا۔ اور اگر تو الف نہیں ہے تو ب کی طرح سرنگوں ہو کر رہ۔ **بیت** طفل نہ پائے ہا۔ **ترجمہ**۔ تو بچہ نہیں ہے۔ کھیل کود کی طرف مائل نہ ہو۔ تو عمر نہیں ہے۔ پھر نہ بڑھ۔ (کیونکہ بڑھنا عمر کا کام ہے۔ اور کھیل کود بچوں کا) **بیت** روز بآخر شد ہا۔ **ترجمہ** (عمر کا) دن ختم ہو چکا ہے۔ اور آفتاب (عقل) دور جا چکا ہے

سایہ بڑھ رہا ہے۔ تو نور کی طرح سے کم ہو جا (جس طرح شام کی تاریکی میں دن کی روشنی غایب ہوتی چلی جاتی ہے۔ اُسی طرح تو بھی فکرِ عقبیٰ میں گھل جا۔ یا جس طرح روشنیٔ عقل دھم پڑتی جا رہی ہے تو بھی اُسی طرح نقصانِ عقل کے غم میں گھٹتا جا) **بیت** روز نہ بینی چو اژ۔ **ترجمہ** کیا تو نہیں دیکھتا۔ کہ جب دن ختم ہونے کو آتا ہے۔ تو ہر چیز کا سایہ دوگنا ہو جاتا ہے۔ **بیت** سایہ پرستی چو اژ۔ **ترجمہ** تو باغ کی طرح سایہ پرستی کیوں کر رہا ہے۔ چراغ کی روشنی کی طرح تاریکی کو دور کرنے والا بنجا۔ **بیت** گر تو زخود سایہ اژ۔ **ترجمہ** اگر تو اپنے سے تاریکیٔ غفلت کو دور کر سکتا ہے تو پھر تیرے عیوب بھی سایہ کی طرح سے ناپید ہو جائیں گے۔ **بیت** سایہ نشینی نہ اژ **ترجمہ** سایہ میں بیٹھنا ہر شخص کا کام نہیں۔ صرف چشمۂ آبِ حیات ہی سایہ نشین ہو سکتا ہے۔ یہاں سایہ نشینی سے مراد خلوت نشینی ہے۔ یعنی وہی شخص خلوت نشین ہو سکتا ہے جو آبِ حیات کی طرح جاں بخش دم رکھتا ہو۔ **بیت** اے زبر و زیر اژ۔ **ترجمہ** اے وہ شخص کہ تیرا تمام وجود زیر و زبر (ناہموار) ہے اور تیرے پاؤں آسمان سے بھی زیادہ بے راہرو ہیں۔ **بیت** صبح بداں مہد اژ۔ **ترجمہ** صبح تجھے اس لئے سونے کی تمثال (مراد آفتاب) دیتی ہے کہ شاید تو خودی سے ہاتھ دھو لے (یعنی خودی کو ترک کر دے) **بیت** چونکہ دریں طشت اژ۔ **ترجمہ** جب تو اس طشت میں کپڑے دھونے والا بن جائے تو پھر خورشید (دل) کے سرچشمے سے پانی طلب کر۔ **بیت** قرصۂ خورشید کہ صابون تست اژ۔ **ترجمہ** آفتاب کی ٹکیہ جو تیرے لئے صابون ہے۔ وہ تیرے خون سے لتھڑے ہوئے کپڑوں کی شوخی کو دور کرنے والی ہے۔ قرصِ آفتاب کو صابون کہا ہے۔ بوجہ سفیدی رنگت و روشنی اور اس لئے بھی کہ کپڑوں کو سفید کرنے والا خورشید کو خیال کیا جاتا ہے لہذا گازر بھی کہتے ہیں۔ شوخ بر۔ یعنی تیرے کپڑوں کی نجاست و لوث کو دور کرنے والا ہے۔

بیت از بس آتش کہ الخ۔ آتش سے مراد غیظ و غضب کی تیزی ہے جس کا منبع مقتضائے طبیعت ہے۔ آب سے مراد رونق اور نور وغیرہ۔ **ترجمہ** (حرص و ہوس اور غیظ و غضب کی آگ) آگ کی کثرت کی وجہ سے جو طبیعت نے ہر طرف) پھیلا دی۔ تیری زندگی کے جگر میں (رونق اور نور کے) پانی کا قطرہ تک نہ رہا۔ **بیت** گر تنت از چرک الخ۔ **ترجمہ** اگر تیرا جسم طمع کی کثافت سے پاک نہیں ہے تو پھر خواہ وہ (جسم) خالص سونا بھی کیوں نہ ہو خاک بھی نہیں ہے۔ **بیت** گر سخن از پاکی الخ۔ **ترجمہ** اگر عنصر کی پاکیزگی کا ہی ذکر کیا جائے تو پھر دوزخ کا معدہ کا سے سے پُر ہوگا یعنی اگر سب لوگ آلائش معاصی سے پاک اور لائق بہشت ہو جائیں تو پھر دوزخ کس طرح پُر ہوگی۔ کہ اس کا پُر ہونا بھی تقدیر الٰہی میں مقدر ہو چکا ہے۔ **بیت** ز آتش تنہا نہ الخ۔ زرع بکسر دال بمعنی زرہ۔ **ترجمہ** فقط آگ انسان کی راستی محض آتش جہنم کے لئے نہیں بلکہ زمانہ کے گرم و سرد (یعنی حوادث) کے مقابلہ میں بھی زرہ کا کام دیتی ہے۔ **بیت** گر چو ترازو الخ۔ **ترجمہ** اگر تو ترازو کی طرح درست کار ہو چکا ہے۔ تو ترازو کی طرح دل کی راستی بھی حاصل کر۔ **بیت** از کژی افتی الخ۔ کژی بکی۔ **ترجمہ** کجروی کی وجہ سے تو گھاٹے میں ہے۔ اگر تو راست رو ہو۔ تو تمام غموں سے چھوٹ جائے۔ **بیت** ہر جو و ہر جبہ الخ۔ آئندہ دو شعروں سے قطعہ بند۔ جبہ۔ دانہ۔ کیل۔ غلہ کے وزن کا پیمانہ۔ **ترجمہ** ہر جو اور ہر دانہ جو تیرے بازو تیرے ترازو کے وزن سے کم کر دینگے (کم تولیں گے) وہ تمام کے تمام ایک ایک اپنی جگہ پر قائم رہیں گے۔ اور قیامت کے دن تمام کو سامنے لائیں گے (فرشتے ان کم وزن کردہ چیزوں کو لائیں گے) اور تیرے پوشیدہ کارستانیاں یعنی کم دینا اور زیادہ لینا تجھے دکھلا دینگے۔ **بیت** خود کن ایں تیغ الخ۔ **ترجمہ** یا تو ترازو کی اس تلوار کو چلا ہی نہیں (ناپ تول کا کام چھوڑ دے) ورنہ زیادہ دے اور کم لے۔ **بیت** گل ز کژی خار الخ۔ **ترجمہ** پھول کے

کج ہونے کی وجہ سے اپنے پہلو میں کانٹے پائے اور گنّے نے سیدھے ہونیکی وجہ سے شیرینی حاصل کی۔ **بیت** راستی آنجا کہ الخ۔ **ترجمہ** جہاں کہیں سچائی اپنا جھنڈا گاڑ دیتی ہے وہاں خدا تعالیٰ کی یاد ری عہد کر لیتی ہے (دست بہم کردن۔ عہد کرنا۔ قاعدہ ہے کہ جب کسی بات کا عہد و پیمان کرتے ہیں تو ایک شخص دوسرے شخص کے ہاتھ پر ہاتھ مارتا ہے۔ یہاں یاری حق کا عہد کر لینا یہ معنی رکھتا ہے کہ وہ راستی کی اعانت کا عہد کر لیتی ہے یعنی راستی کے ساتھ تائید ایزدی ہوتی ہے

داستان بادشاہ ظالم با میر حق گوئے

بیت بادشاہے بود الخ حجاج۔ عبدالملک بن مروان کا مشہور گورنر جس کے ظلموں کی داستانیں مشہور ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس نے کئی ہزار صحابہ کو شہید کیا **ترجمہ** ایک بادشاہ تھا۔ رعایا کو آزار پہنچانے والا۔ اور محبت طلبی کی رو سے وہ حجاج کے فن والا تھا (یعنی سخت ظالم تھا) **بیت** ہر چہ بتاریخ شب الخ **ترجمہ** رات کی تاریخ میں جو کچھ بھی زمانے کی طرف سے رونما ہوتا۔ صبح کے وقت اس کے دروازے پر پڑھا جاتا (بیان کیا جاتا) یعنی جو واقعات و حالات شب کو پیش آتے وہ تمام صبح کے وقت اس کے سامنے بیان کئے جاتے **بیت** رفت یکے پیش الخ **ترجمہ** (چنانچہ ایک دن) ایک شخص صبح کیوقت بادشاہ کے پاس گیا اور وہ شخص سورج اور چاند سے بڑھکر رازوں کا آشکارا کرنیوالا تھا۔ **بیت** از قمر اندوختہ الخ شب بازی۔ مراد شب بیداری۔ غمازی چغل خوری عیب گوئی۔ **ترجمہ** اس نے چاند سے شب بیداری سیکھی تھی (جس طرح چاند تمام رات بیدار رہتا ہے۔ وہ بھی اسیطرح بیدار رہا تھا) اور چغلخوری صبح سے سیکھی تھی (وہ تمام اشیا جو رات کی تاریکی کے پردہ میں پوشیدہ ہوتی ہیں

صبح اُن کو اپنی روشنی سے عُریاں کر دیتی ہے۔ یہ شخص بھی لوگوں کے پوشیدہ عیوب کو ظاہر کرنے کے لئے آیا تھا) **بیت** گفت فلاں پیر الخ۔ **ترجمہ** اُس نے کہا کہ فلاں بوڑھے نے پوشیدہ طور پر تجھے ناحق کُش۔ ظالم اور خونریز کہا ہے۔ **بیت** شد ملک از گفتن الخ۔ **ترجمہ** بادشاہ اُس کے بیان سے سخت غضبناک ہوا اور کہا میں ابھی اُس کو ہلاک کرتا ہوں۔ **بیت** تطع برافگند و الخ۔ **ترجمہ** چمڑا بچھا کر اُس پر ریت ڈال دی (یعنی قتل کی تیاری کی) اُس کی دیوانگی غضب سے دیو بھی بھاگتا تھا۔ **بیت** شد برآں پیر الخ۔ **ترجمہ**۔ ایک جوان ہوا کی طرح اُس بوڑھے کے پاس گیا۔ اور کہا کہ بادشاہ نے تیرے ذمے گناہ لگایا ہے (یعنی تجھے مجرم قرار دیا ہے) **بیت** پیشتر از خواندن۔ بر جائے آوردن۔ اصلی حالت میں لے آنا۔ ہوش میں لے آنا۔ **ترجمہ** اُس شیطان خصلت کے بلانے سے پہلے اُٹھ اور چلا جا۔ تاکہ تو اُسے (غیظ و غضب کی حالت) سے پھر اصلی حالت پر لا سکے (یعنی جب تو نہ ملیگا تو آخر کچھ مدت کے بعد اُس کا غصہ ٹھنڈا پڑ جائیگا اُس وقت تو واپس آجانا یا ظاہر ہو جانا) **بیت** پیر وضو کرد الخ۔ **ترجمہ** بوڑھے نے وضو کیا اور کفن لیکر بادشاہ کے سامنے گیا اور گفتگو شروع کی۔ **بیت** دست بہم سود الخ۔ **ترجمہ** اندھی رائے والے بادشاہ نے (فرطِ غضب سے) اپنے ہاتھ ملے اور کینے کی رو سے اپنی پشتِ پا کو دیکھنے لگا۔ **بیت** گفت شنیدم الخ۔ **ترجمہ** (بادشاہ نے) کہا میں نے سنا ہے کہ تو نے کچھ باتیں کہی ہیں۔ مجھے کینہ ور اور ظالم کہا ہے۔ خیرہ کش۔ ناحق اور بے سبب مار ڈالنے والا۔ **بیت** آگہی از ملک الخ۔ **ترجمہ** (جب) تو میرے سلیمان کے سے ملک سے واقف ہے۔ پھر تو نے مجھے ظالم دیو کیوں کہا۔ **بیت** پیر بدو گفت الخ۔ **ترجمہ** بڈھے نے جواب دیا کہ میں غافل نہیں ہوں (تیری ملک کی حالت سے) بیخبر نہیں ہوں (اس کے باوجود) جو کچھ تو نے بیان کیا میں نے

اس سے بہت زیادہ بُرا کہا ہے۔ **بیت** پیر و جواں بر حذر از۔ **ترجمہ** بوڑھے اور جوان تیرے ظلم سے خائف رہتے ہیں۔ گاؤں اور شہر تیری بیگار سی مصیبت میں ہیں۔ **بیت** منکہ چنیں از۔ **ترجمہ** میں جو اس طرح تیرے عیبوں کا شمار کرنے والا بن رہا ہوں۔ دراصل تیری نیکی اور بدی میں تیرا آئینہ دار ہوں (تاکہ تو میرے ذریعہ سے اپنے عیوب پر مطلع ہو سکے) **بیت** آئینہ چوں نقش از۔ **ترجمہ** جب آئینے نے ٹھیک طور پر تیرے نقش و نگار ظاہر کر دیئے۔ تو پھر تجھے خود کو توڑ ڈالنا چاہیئے۔ آئینہ کا توڑنا غلطی ہے۔ **بیت** راستیم بیں از۔ **ترجمہ** میری راست گوئی کو دیکھ۔ اور میری باتوں کو غور سے سُن۔ اگر ایسا نہیں ہے (یعنی میں نے غلط کہا ہے) تو پھر بیشک مجھے مار ڈال (دوسرے مصرع میں بخش پڑھو) **بیت** پیر چو بر راستی از۔ **ترجمہ** بڈھے نے جب سچائی سے اقرار کر لیا۔ تو اُسکی سچائی اُس (بادشاہ) پر اثر کر گئی۔ **بیت** چوں ملک از راستیش از۔ **ترجمہ** جب بادشاہ نے اُس کی راستی پر غور کیا۔ تو اُس کی راستی کو اور اپنی کجی کو دیکھ لیا **بیت** گفت حنوط و کفن از۔ حنوط۔ وہ مرکب خوشبو جو مردے کے جسم پر ملنے کیلئے تیار کی جاتی ہے۔ **ترجمہ** (بادشاہ نے) کہا کہ اُس کا کفن اور حنوط علیحدہ کر لیں۔ اور اُس کے خوشبو لگائیں اور) خلعت پہنائیں۔ **بیت** از سر بیداد از۔ **ترجمہ** ظلم کے خیال سے باز آگیا۔ عادل اور رعایا پرور بن گیا۔ **بیت** راستی خویش نہاں از زبان کردن۔ اعتراض کرنا۔ **ترجمہ** کسی نے بھی اپنی راستی کو نہیں چھپایا۔ کیونکہ سچی بات پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ **بیت** راستی آور از۔ **ترجمہ** راستی اختیار کر کہ تجھے نجات حاصل ہو۔ راستی تیری طرف سے ہو گی اور کامیابی خدا کی طرف سے۔ **بیت** گو سخن راست از۔ **ترجمہ** گو کہ سچی بات سراپا موتی ہوتی ہے۔ پھر بھی وہ کڑوی ہوتی ہے۔ کیونکہ (مثل مشہور ہے) "الحق مر" یعنی حق بات

تلخ ہوتی ہے۔ **بیت** چوں بہ سخن راستی الخ۔ **ترجمہ** اگر تو بات میں راستی اختیار کریگا تو خدا تیری گفتار کا مددگار ہوگا۔ **بیت** طبع نظامی الخ۔ **ترجمہ** نظامی کی طبیعت اور دل دونوں راستباز ہیں۔ اور اُن دونوں نے نظامی کے کام کو اسی راستی کی وجہ سے آراستہ کر رکھا ہے۔

مقالۂ پانزدہم در حق آدمی و تفضیل طائفہ بر طائفہ

بیت ہر نفس ایں پردۂ الخ۔ **ترجمہ** یہ چالاکی اور چستی سے فریب دینے والا پردہ (آسمان) ہر گھڑی پردۂ غیب سے کوئی نہ کوئی عجیب کھیل ظاہر کرتا ہے **بیت** نطع پُر از زخمہ الخ۔ نطع کے معنی مطلق چمڑے کے ہیں۔ یہاں وہ چمڑا مراد ہے جو سارنگی وغیرہ پر لگاتے ہیں۔ زخمہ سے مراد نغمہ ہے کہ سبب بول کر بطریق مجاز مرسل مسبب مراد لیا گیا ہے۔ **ترجمہ** بساط فلک نغموں سے پُر ہے۔ لیکن رقص کرنیوالا کوئی نہیں دریا تو موتیوں سے بھرا پڑا ہے لیکن کوئی غوطہ لگانیوالا نہیں (زمین و آسمان میں خدا تعالیٰ کی معرفت کے بے انتہا نشانات موجود ہیں لیکن افسوس جویائے معرفت کوئی نہیں) **بیت** از درم و دولت الخ۔ **ترجمہ** مال۔ دولت۔ تلوار اور تاج میں سے کسی کا بھی تجھ سے دریغ نہیں (خدا تعالیٰ نے تجھے کسی شے کے بخشنے میں بھی دریغ نہیں کیا۔ ہر چیز تجھے دی) تو اُنہیں طلب نہ کرے تو افسوس ہے (دوسرے مصرع میں از تو کی بجائے از تو بہتری) **بیت** در رسدت دم الخ۔ **ترجمہ** تیرا دم جبرئیلؑ کے دم کے رتبے تک پہنچ سکتا ہے کیونکہ قضا و قدرت بخیل اور کنجوس نہیں ہیں (تجھے خدا تعالیٰ نے وہ قدرت و قوت عطا کی ہے کہ تو جبرئیلؑ کی طرح پاکیزہ نفس ہو سکتا ہے) **بیت** زاں بنہ چندانکہ الخ۔ **ترجمہ** اس سامان (عطیات الٰہی) میں سے جسقدر بھی کہ تو لے جائے (اس سے زیادہ) اور وہاں موجود ہے۔ کیونکہ اس کی آمد تیرے خرچ سے بہت زیادہ ہے (خدا تعالیٰ

کے لیے انتہا خزانے کسی کے خرچ کرنے سے گھٹ نہیں سکتے) **بیت** پائے دریں
رہ الخ۔ **ترجمہ** اس راستے میں قدم رکھ اور پھر رفتار دیکھ۔ اس دروازہ کی زنجیر کھٹکھٹا
اور پھر اسرار غیب کا ملاحظہ کر (رفتار میں۔ دیکھ کہ خدا کی راہ پر چلنے سے قدم خود بخود
بڑھتے چلے جاتے ہیں یا نہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ عطیات خداوندی کے
امیدوار بنو۔ اور پھر دیکھو کہ وہ کس تیزی سے تمہاری طرف نازل ہوتے ہیں) **بیت**
سنگش یاقوت الخ۔ **ترجمہ**۔ اُس (راستے) کے پتھر بھی یاقوت ہیں۔ اور خاک
اکسیر۔ اگر تو (انہیں) پہچانتا نہیں۔ تو پھر اس کا نقصان کس کے ذمے ہے؟ **بیت**
دستِ تصرف قلم الخ۔ **ترجمہ** اس پردۂ دنیا میں اسقدر خزانے موجود ہیں۔ کہ یہاں
قلم نے بھی دستِ تصرف کو توڑ ڈالا ہے (ان کو صرف کرتے کرتے قلم بھی تھک گیا ہے)
بیت ہر دم ازیں باغ الخ۔ **ترجمہ** اُس باغ سے ہر دم پھل حاصل ہوتے رہتے
ہیں اور پھر بہتر سے بہتر۔ **بیت** رشتۂ دلہا کہ الخ۔ مرسلہ۔ ہار۔ **ترجمہ** دلوں
کا وہ دھاگہ جو اس موتی (معرفت کردگار) میں پرویا ہوا ہے۔ اُس میں ایک سے ایک بہتر
لڑی ہے۔ **بیت** راہروان گزا الخ۔ **ترجمہ** وہ مسافر (رہروانِ دنیا) جو ایک
دوسرے کے پیچھے چلے جا رہے ہیں۔ اُن میں کا ہر گروہ دوسرے گروہ سے دانا تر ہے
بیت عقل شرف جز الخ۔ **ترجمہ** لیکن عقل نے سوائے معنی (یعنی اہل معنی) کے
اور کسی کو بزرگی عطا نہیں کی اور بڑھاپے یا جوانی کو کوئی وقعت نہیں دی۔ **بیت**
سنگ شنیدم الخ۔ **ترجمہ**۔ میں نے سنا ہے کہ پتھر جب پرانا ہو جاتا ہے تو
وہ لعل بن جاتا ہے۔ لیکن یہ بات (انسانوں کا معاملہ) اُس (سنگ و لعل کے
معاملہ) سے مختلف ہے۔ **بیت** ہر چہ کہن تر الخ۔ **ترجمہ** کیونکہ انسانوں میں تو) جتنا کوئی
زیادہ پرانا ہے اُتنا ہی وہ ساری جماعت میں بدتر ہے اور پہاڑ کی طرح سوائے
آواز اور صدا کے اور کچھ بھی نہیں (یعنی بوڑھا ہو کر آدمی سوائے بک بک کرنے کے

اور کسی کام کا نہیں رہتا) **بیت** آنکہ ترا دیدہ الخ۔ **ترجمہ** جس (بوڑھے) نے تجھے (بچپن میں) دودھ پیتے دیکھا ہوگا۔ تیرا وہ دودھ پینا اُس کے لئے ایک ناگوار زہر ہوتا ہے (یعنی وہ تجھے حقیر سمجھتا ہے۔ بوڑھے کہا کرتے ہیں۔ کہ تم کیا جانو۔ ابھی تو تمہارے منہ سے دودھ کی بو آتی ہے۔ ابھی تو تمہارے دودھ کے دانت بھی نہیں ٹوٹے وغیرہ) **بیت** در کہن انصاف الخ۔ **ترجمہ** بوڑھوں میں جوانوں کے لئے انصاف نہیں ہوتا اور بڈھا جوان کا ہوا خواہ نہیں ہوتا کیونکہ بوڑھے اپنے کو ہمیشہ جوانوں پر علم و عقل میں فائق سمجھتے ہیں) **بیت** گل کہ نو آمد الخ۔ **ترجمہ** جو پھول نو شگفتہ ہوتا ہے۔ اُس میں ہر قسم کی راحت موجود ہوتی ہے۔ لیکن کانٹا جب پُرانا ہو جاتا ہے تو اُس میں زخمی کرنے کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے (کانٹا بھی جبتک نوخاستہ ہوتا ہے اُس میں چنداں سختی نہیں ہوتی) **بیت** از نوی انگور الخ **ترجمہ** انگور نیا ہونے کی وجہ سے سرین جاتا ہے۔ اور سانپ پُرانا ہو جانے کے سبب سے اژدہا ہو جاتا ہے (تازہ انگور کا شیرہ بصارت کے لئے مفید ہے کچے انگوروں میں تانبا حل کرکے سلائی سے آنکھ میں لگائیں تو درد کو آرام دیتا ہے اور سانپ کی عمر جوں جوں بڑھتی ہے زیادہ مہلک ہوتا جاتا ہے۔ **بیت** عقل کہ شد کاسہ الخ۔ **ترجمہ** عقل، جس کا مقام سر کا پیالہ ہے۔ پرانا دماغ اسکو قبول کرنے والا نہیں ہوتا (پرانے دماغ میں عقل نہیں ہوتی) **بیت** آنکہ رصد نامہ الخ رصد نامۂ اختر سے مراد جنتری۔ **ترجمہ** وہ شخص جس نے ستاروں کے حالات معلوم کرکے نئی جنتری تیار کرلی اُس نے پرانی جنتری سے حکم اُٹھا دیا (پرانی جنتری کو بیکار کر دیا۔ کہ تقویم پارینہ نا دیدبکار) **بیت** پیر سگانے کہ الخ۔ **ترجمہ** بوڑھے کتے جو شیروں کی طرح کھانے لگتے ہیں وہ بھیڑیوں کی طرح ہرنوں کے پیٹ چاک کر ڈالتے ہیں (کتا جسقدر بوڑھا ہو جاتا ہے۔ اُسیقدر اُس کی بھوک ترقی کرتی جاتی ہے۔

جوع الکلب ضرب المثل ہے) **بیت** گر کنم اندیشہ الخ۔ یوسفی سے مراد یہاں مظلومی ہے۔ **ترجمہ** اگر میں ان گرگ صفت بوڑھوں سے خوف کرتا ہوں۔ تو میری مظلومی کی حالت کو دیکھ اور مجھ پر اعتراض نہ کر۔ **بیت** زخم سبک زخمہ الخ۔ زخمہ مضراب۔ زخم سے مراد نغمہ ہے۔ کہ زخمہ کو رباب پر لگانے سے نغمہ پیدا ہوتا ہے **ترجمہ** بوڑھوں کی مضراب کا نغمہ خوب ہے (بوڑھوں کی داستان گوئی مفید ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ تجربہ کار ہوتے ہیں) میں جوانی کی آبرو اور عزت کو کیا کروں۔ کہ وہ تو آگ ہے (ان اشعار میں بڑھاپے کی خوبیاں اور جوانی کی برائیاں گنائی ہیں) **بیت** گرچہ جوانی ہمہ الخ۔ **ترجمہ** گرچہ جوانی سراپا دانائی ہے لیکن کیا وہ دیوانگی کی ایک شاخ نہیں ہے؟ بفحوائے الشباب شعبۃ من الجنون۔ شباب دیوانگی کی ایک شاخ ہے) **بیت** یا سمنے چند کہ الخ۔ **ترجمہ** یہ چند یاسمن (کی طرح مفید باتوں والے بوڑھے) جو کاربید کرتے ہیں یعنی بید کی طرح ضعیف ولاغر وناتواں ہیں اور بید کی طرح ہلتے ہیں وہ سفیدی پیری میں سیاہی جوانی کا دعوی کرتے ہیں۔ (بوڑھے ہونے کے باوجود اپنے کو جوان گمان کرتے ہیں۔ یا خضاب وغیرہ لگاکر بال سیاہ کرکے جوانوں کی صف میں شامل ہونا چاہتے ہیں) **بیت** منکہ چو گل الخ۔ **ترجمہ** میں جو پھول کی طرح گنج فشانی کرتا ہوں (جس طرح پھول اپنی خوشبو سے ہر ایک کے مشام جاں کو معطر کرتا ہے۔ میں معانی کے خزانہ سے لوگوں کے دلوں کو تازہ کرتا ہوں۔ جوان ہونے کے باوجود بڑھاپے کا دعوی کرتا ہوں یعنی اظہار عجز وانکسار کرتا ہوں) **بیت** خود نمشی کار خلق الخ۔ خلق بفتحتین۔ کپڑے کا پرانا ہوجانا۔ مراد خراب ہوجانا۔ **ترجمہ** خود رائی اپنے کام کو بگاڑ لینا۔ اور اپنے ساتھ (یعنی نفس امارہ کے ساتھ) دشمنی کرنا۔ خدا سے دوستی کرنا ہے۔ **بیت** آں مہ نو را کہ الخ۔ **ترجمہ** وہ نیا چاند جس کو تو نے ہلال ہونے کی حالت میں دیکھا تھا۔ جب وہ کمال کو پہنچ جائے

تو پھر تو اسے بدر کہہ) **بیت** نخل چو بر پایہ الخ۔ **ترجمہ** کھجور کا درخت جب انتہائے بالیدگی پر ہو تو پھر ہاتھ اتنا بلند کرنا چاہئے کہ اُس کے پھل تک پہنچ سکے **بیت** دانہ کہ طرحست الخ۔ **ترجمہ** جو دانہ کہ ایک گوشۂ خاک میں پھینک دیا گیا جب وہ (پھل پھول کر) خوشہ بن جائے۔ تو پھر اُسے دانہ مت کہو (اگر کوئی شخص ادنےٰ حالت سے اعلیٰ حالت تک ترقی کر جائے۔ تو پھر اُسے ادنیٰ خیال کرنا غلطی ہے) **بیت** حوض کہ دریا شود الخ۔ **ترجمہ** وہ حوض جو ندی کے پانی سے ایک دریا بن چکا ہو۔ خبردار! اُس کو اُسی پہلی نظر سے نہ دیکھنا (حقیر نہ سمجھنا) **بیت** شب چو بربست ایں الخ۔ **ترجمہ** جب رات نے سحر کے وقت خود کو ستاروں سے آراستہ کر لیا تو دن نے اُسے اور ہی نظر سے دیکھا (یعنی بزرگی کی نظر سے دیکھا) **بیت** نے منگر کز چہ الخ۔ **ترجمہ** گنّے کے متعلق یہ نہ سوچو کہ وہ کس (خبیر) گھاس سے پیدا ہوا ہے۔ بلکہ اُس کی شکر کو دیکھو کہ کیسی اعلیٰ درجہ کی ہے۔ **بیت** دل بہنرہ الخ **ترجمہ** ہنر کو دل دیدے (عاشق ہو جا) نہ کہ دعویٰ پرست کو۔ ہنر کا شکار ہو جا خواہ وہ کہیں بھی ہو (ہنر کی قدر کرنا چاہئے صرف دعویٰ قابل پذیرائی نہیں) **بیت** آب صدف گرچہ الخ۔ **ترجمہ** سیپی میں اگرچہ بڑی آب و تاب ہوتی ہے۔ لیکن ہوتی تو ایک قطرۂ بارش سے ہی بنتا ہے۔ **بیت** بسکہ بباید دل الخ۔ **ترجمہ** دل و جان کو بہت کچھ جلانا پڑتا ہے۔ تب کہیں تاج پر لگانے کے قابل ہوتی ہاتھ آسکتا ہے۔ **بیت** ہر علمے راکہ الخ۔ **ترجمہ** جس جھنڈے کو قضا و قدر نیا کر دیں (یعنی نعمت و فضل جو قضا و قدر تجھے از سر نو عطا کریں) تجھے اُس کی حفاظت میں تعجیل کرنا چاہئے۔ **بیت** برنہ شکستند الخ مراد زمین و آسمان۔ **ترجمہ** ابھی تک اس سرائے (دنیا) کو توڑا نہیں ہے۔ اور اس بستر کو ابھی تک قضا و قدر نے لپیٹ نہیں لیا (یعنی ہنوز فیض کا دروازہ بند نہیں ہوا ہے) **بیت** صورت کانست الخ **ترجمہ**

(اپنی چیزوں کو) پوشیدہ رکھنا کان کا کام ہے اور یہ اس کی دانش ہے اس وجہ سے وہ آرام میں ہے۔ **بیت** محتسب صنع الخ۔ **ترجمہ** خبردار! اللہ تعالیٰ کی صنعت پر معترض نہ بن۔ تاکہ ابلیس کی طرح دُرّے نہ کھائے (ابلیس نے اللہ تعالیٰ کی صنعت پر اعتراض کئے یعنی آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ خدایا تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے۔ اور آدم کو مٹی سے میں اُسے کیونکر سجدہ کروں میں تو اُس سے بہتر ہوں نتیجہ یہ ہوا کہ طوقِ لعنت گلے کا ہار ہوا) **بیت** ہر کہ نہ در حکم الخ۔ **ترجمہ** خداوندا! جو شخص تیری صنعت کا مقر نہ ہوا آسمان نے اُس کے سر کو انکار میں لگا دیا۔ یعنی اُسے ضایع اور برباد کر دیا۔

قصّۂ بادشاہ

بیت قصہ شنیدم کہ الخ۔ **ترجمہ** میں نے ایک حکایت سُنی ہے۔ کہ مرو کے اطراف میں ایک سرو قامت نوجوان شہزادہ رہتا تھا۔ **بیت** مضطرب از دولت الخ **ترجمہ** وہ ملک اُس کی حکومت سے مضطر تھا اور اہلِ ملک اُس (کے جمال) پر زمانہ کی طرح فریفتہ تھے۔ **بیت** تازگیش را کہناں الخ۔ تازگی سے مراد نوجوانی۔ کہنہ قدیم الخدمت امرا و رؤسا۔ خطرِ نیم خیز۔ وہ فتنہ جو ابھی پورے طور پر ظہور پذیر نہ ہوا تھا۔ **ترجمہ** اُس (شہزادہ) کی جوانی یا نو دولتی (کہ اُس نے نئی نئی حکومت پائی تھی) کی وجہ سے بڑے بوڑھے نزاع اور جھگڑے میں لگے ہوئے تھے اور وہ اس نیم پیدا خطرہ سے ڈر رہا تھا۔ **بیت** یکشب ازیں فتنہ الخ۔ **ترجمہ** ایک رات اسی فتنے کے خیال میں خوفزدہ سو گیا اور اُس نے دیکھا کہ ایک بوڑھا حالتِ خواب میں اُس سے کہہ رہا ہے۔ **بیت** کاے مہ نو الخ۔ **ترجمہ** کہ اے نئے چاند (ہلال مراد جوان یا نو دولت) پرانے بُرجوں (بوڑھوں) کو اُکھاڑ ڈال اور اے نئے پھول پرانی ڈالیوں کو چھانٹ دے۔

بیت تا بتو ایں ملک الخ۔ **ترجمہ** تاکہ یہ ملک تیرے لئے مسلّم ہو جائے اور تیری زندگی تیری عادت سے بڑھکر خوشگوار ہو جائے۔ **بیت** شاہ چو از خواب الخ **ترجمہ** بادشاہ جب اُس گہری نیند سے بیدار ہوا۔ تو اُن چند (پرانے) آدمیوں کو ہلاک کرادیا۔ از میاں برگرفت۔ درمیان سے اُٹھالیا۔ یعنی اُن کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ **بیت** تازہ بنا کرد الخ۔ **ترجمہ** اُس نے تازہ (حکومت کی) بنیاد ڈالی۔ اور پرانی کو لپیٹ دیا۔ اب اُس نئے بادشاہ کے لئے مُلک بھی نیا بن گیا۔ **بیت** رخنہ گر مُلک الخ۔ **ترجمہ** ملک (کے امن وانتظام) میں خلل ڈالنے والا سرنگوں ہی بہتر ہے) اور بدعہد لشکر کا منتشر ہونا ہی اچھا ہے **بیت** سر نکشد شاخ الخ۔ **ترجمہ** درخت سرو۔ درخت سرو کی نئی شاخیں سربلند نہیں ہوتیں۔ جبتک تم پُرانی شاخوں کو کاٹ نہ ڈالو۔ **بیت** تا نشود بستہ الخ۔ **ترجمہ** چنار کا درخت جبتک اس جوئبار (کے کنارے) کا پابند نہیں ہو جاتا۔ اُس وقت تک دعوے کا پنجہ نہیں کھولتا۔ (چنار کے پتے بڑے بڑے اور پنجے کی شکل کے ہوتے ہیں) **بیت** تا نکنی رہگذر الخ **ترجمہ** جبتک تم چشمے کے راستے کو صاف نہیں کرتے۔ اُس وقت تک سیاہ زمین کے نیچے سے پانی پیدا نہیں ہوتا (جبتک چشمہ کی سوتوں کے آگے سے کیچڑ اور مٹی وغیرہ نہ ہٹائی جائے۔ پانی نہیں نکلتا۔ کیونکہ وہ پانی کے نکلنے کے مسام ہوتے ہیں) **بیت** با تو بروں از تو الخ۔ **ترجمہ** تیری ذات کے علاوہ بھی تیرے ساتھ ایک تیرے باطن کی پرورش کرنے والا موجود ہے اور وہ تیرے کانوں کے لئے بہت اچھا نصیحت کرنیوالا ہے (وہ عقل ہے کہ انسان کے ساتھ ہے مگر عین ذات نہیں)۔ **بیت** یک نفس آں الخ۔ **ترجمہ** ایک گھڑی کے لئے اُس تلوار (عقل) کو میان سے نکال۔ اے ہمیشہ خلاف کرنے والے! آخر کبتک تو اس کے خلاف کئے جائیگا **بیت** آں نفس از گوہر الخ۔ **ترجمہ** وہ نفس (عقل) اس خاک کی قسم سے نہیں ہے

(لیکن افسوس) تیرا مذہب و دین (جو تو اختیار کئے ہوئے ہے) ہم نفسوں سے پاک نہیں (ایک نسخہ میں دوسرے مصرع میں ہمنفسے ہے۔ اس سے مراد جسم ہوگا۔ اور ہمنفساں سے مراد مال و متاع دنیوی ہے) **بیت** پیش چنیں کس الخ۔ **ترجمہ** اپنے تمام ساز و سامان کو کسی ایسے ہی کے آگے پیش کردے۔ ورنہ اپنے تمام معاملات پر قلم کھینچ دے (جو کام کرنا ہو عقل و خرد کے مشورہ سے کرو۔ ورنہ اپنے تمام دینی و دنیوی معاملات پر خطِ بطلان کھینچ دو کیونکہ عقل کے بغیر وہ ٹھیک ہو ہی نہیں سکتے) **بیت** دولتیاں کآب الخ۔ **ترجمہ** وہ اہل دولت جنہوں نے آبروئے دولت حاصل کی انہوں نے بخشش ہی سے ہمیشہ باقی رہنے والی دولت پائی ہے۔ **بیت** تخمِ کرم کشت الخ۔ **ترجمہ** بخشش کا بیج سعادتمندی کا کھیت بنتا ہے۔ اور جب پک جاتا ہے تو قیامت کا سفر خرچ بن جاتا ہے **بیت** دولت اگر دلوا الخ۔ **ترجمہ**۔ اگر خدا نے کسی کو دولت دی ہے تو وہ محض اسی (خدا) کے کرم سے ہے۔ نہ کہ ہر کسی سے (کسی اور نے نہیں دی) **بیت** یارب ازاں گنج الخ۔ **ترجمہ** خدایا! اپنے احسان کے خزانے سے نظامی کے کام کو خالص کردے کہ وہ بھی تیری ہی ملکیت ہے (مانِ تست۔ کہ آنِ تست)

مقالۂ شانزدہم در چابک روی سلوک و طریقت

بیت اے بہ نسیمے الخ۔ نسیم سے مراد سانس ہے۔ کہ زندگی کا سبب ہے۔ غبار سے مراد متاعِ دنیا۔ علم افراختن۔ سربلندی اور تفاخر کرنا۔ علم انداختن۔ عاجز و سرنگوں ہوجانا۔ **ترجمہ** اے وہ کہ ایک سانس پر مغرور ہو رہا ہے (زندگی سانس کے آنے جانے ہی کا نام ہے) اور متاعِ دنیا کے سامنے عاجز ہو چکا ہے۔ **بیت** دہ نہ و آوازہ الخ۔ **ترجمہ** (تیری تو یہ حالت ہے کہ گاؤں تو ہے نہیں اور دہقان

(مالکِ دہ) ہونا مشہور کر رکھا ہے۔ ملک تو ہے نہیں اور سلیمان کا تخت بچھا رکھا ہے۔
(دعوائے سلیمانی کر رکھا ہے) **بیت** تیغ نہ زخم الخ۔ **ترجمہ** تو تلوار تو نہیں ہے
پھر یہ (مخلوقات کے دلوں پر زبان کی بے پناہ تلوار سے) بے اندازہ زخم کیسے ہیں
تو نقارہ تو نہیں ہے۔ پھر یہ شور (بڑائی اور تکبر کا) کیسا ہے **بیت** چوں دہن
تیغ الخ۔ **ترجمہ** تلوار کی دھار کی طرح سے ورم کٹانے والا بنا رہ (تلوار کی ورم ریزی
سے یہ مراد ہے کہ تلوار کی مدد سے مال غنیمت حاصل ہوتا ہے) اور نقارہ کے شکم
کی طرح سے خالی پیٹ اُٹھنے والا بن (مال وزر کو راہِ خدا میں صرف کر دے اور
پیٹ کو خالی رکھ) **بیت** مے گشت دیو الخ۔ **ترجمہ** تجھے دیو نفس یا شیطان
مار ڈالیگا۔ کیوں (عاجز ہو کر) گر پڑا ہے (اُس دیو کے ہاتھ میں) ہاتھ مت دے۔ تو
مردہ نہیں بلکہ زندہ ہے۔ **بیت** پیشِ مغے پشت الخ۔ مغ۔ آتش پرست۔ شراب
فروش۔ یہاں نفس امارہ یا شیطان مراد ہے۔ **ترجمہ** نفسِ امارہ کے آگے پیٹھ
کو خم کر۔ ورنہ خطیب ہونے کی شمشیر کا دعویٰ نہ کر (یا تو اطاعتِ نفس سے باز رہ۔
یا ادعائے دینداری نہ کر۔ قاعدہ تھا کہ خطبہ پڑھتے وقت خطیب تلوار کے سہارے
کھڑا ہوا کرتا تھا۔ نظیری کہتا ہے ع بیعت بہ ذوالفقار ستاند خطیب ما۔ **بیت** خطبہ
دولت الخ۔ **ترجمہ** سلطنت کا خطبہ پڑھنا (سعادت و شاہی دو جہان) کسی فصیح کے
لئے ہی زیبا ہو سکتا ہے۔ جس طرح آدمؑ کی چھینک مسیحؑ کے لئے ہی موزوں تھی (جب
آدمؑ کے جسم میں روح ڈالی گئی تو آپ کو چھینک آئی۔ آپ نے الحمد للہ کہا۔ جبرئیلؑ
نے اس تحمید کو محفوظ رکھا۔ تا آنکہ اُسے مریم علیہا السلام کے آستین میں پھونک دیا
جس سے وہ حاملہ ہو گئیں۔ اور عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے) **بیت** ہر کہ چو پروانہ الخ۔
دم خوش زدن۔ آسائش کی زندگی بسر کرنا۔ نیز عالی ہمت ہونا۔ **ترجمہ** جو شخص پروانہ
کی طرح علو ہمت رکھتا ہے وہ اکیلا آتشِ عشق کے لشکر پر حملہ کر سکتا ہے (عشق میں

کمال حاصل کرسکتا ہے) **بیت** یکدو نفس خوش الخ۔ **ترجمہ** ایک دو گھڑی آسائش سے زندگی بسر کرلو اور ہمیشہ کی زندگی حاصل کرلے۔ اس خرقہ کو اُتار پھینک (تعلقات دنیا کے خرقہ کو اُتار ڈال) اور تمام جہان حاصل کرلے (دنیا کو ترک کرنے سے دونو جہان حاصل ہوجائیں گے۔ نیز خرقہ درانداز کے یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ بذل کرم کر) **بیت** بخشش تو خیر الخ۔ **ترجمہ** تیری بخشش جو دراصل ریاکاری کی نیکی ہے کائنات کی قسم خدا کے لئے نہیں ہے (صرف ریاکاری کے لئے ہے) (دوسرے مصرع کا ترجمہ یوں بھی ہوسکتا ہے کہ "قربتہ الی اللہ نہیں ہے اپنی خدائی کے اظہار کے لئے ہے) **بیت** شیر شواز الخ۔ طلق۔ ابرک اس کی خاصیت یہ ہے کہ جس چیز پر لگادیں وہ آگ میں نہیں جلتی۔ **ترجمہ** بہادر اور شجاع بن اور باورچیخانے کی بلی (نفس امارہ جو خوش خوری اور خوش پوشی کی ترغیب دلاتا رہتا ہے) سے نہ ڈر ابرک بن جا اور دوزخ کی آگ سے خائف نہ ہو۔ **بیت** گرد علی باش الخ۔ **ترجمہ** اگر بوٹھوٹا ہے۔ تو تجھے آگ پر حلال ہونا چاہئے (کہ تیرا کھوٹ نکل جائے) اور اگر تو زر اور یاقوت ہے۔ تو پھر تجھے آگ سے نالہ نہ کرنا چاہئے (کیونکہ آگ زر و یاقوت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اگر تجھ میں گناہوں کا کھوٹ موجود ہے۔ تو پھر تو دوزخ پر حلال ہے۔ لیکن اگر تو گناہوں سے پاک ہے۔ تو پھر تجھے آتش جہنم سے کوئی خوف نہ ہونا چاہئے) **بیت** چند غرور اے الخ۔ **ترجمہ** اے قافلہ (دنیا) کے مکار شخص! یہ غرور کب تک؟ اے دو تین سیر ہڈیوں کے ڈھیر! آخر یہ خودی تا کے۔ **بیت** پیشتر از ما الخ۔ **ترجمہ** ہم سے پہلے اور لوگ بھی ایسے گذر چکے ہیں جنہوں نے جاہ طلبی سے کبھی آرام نہ پایا (ہمیشہ جاہ طلبی میں لگے رہے۔ **بیت** حاصل ایں پایہ الخ۔ **ترجمہ** دیکھو! اس مرتبہ (طلب جاہ دنیا) سے کیا حاصل ہوا؟ بیشک وہ نفع تھا لیکن جب (وہی) زیاں بنگیا۔ تو پھر کیا فائدہ۔

بیت گر زمیں بر سر الخ۔ **ترجمہ** اگر تو زمین پر سے سورج اور چاند کے سر پر پاؤں رکھ کر عزت و جاہ کے آسمان تک بھی پہنچ جائے۔ **بیت** گرچہ ازاں دائرہ الخ **ترجمہ** ہر چند کہ تو (بزعم خود) اُس دائرے (عزت و جاہ) سے بہت دور میں گریگا لیکن چونکہ تو زمینی ہے۔ کیا زمین کے نیچے نہیں جائیگا (مانا کہ تجھے بہت کچھ جاہ و منصب بھی حاصل ہو جائے اور تیری عمر بھی بہت دراز ہو جائے۔ لیکن چونکہ تیری اصل زمین سے ہے اس لئے بمصداق کل شئ یرجع الی اصلہ تجھے آخر مر کر اسی میں ملنا ہے) **بیت** تا سر خود را الخ۔ طرّہ۔ زلف و موئے پیشانی۔ اور ہر چیز کا کنارہ۔ اور مکان کا چھجّا اور منڈیر۔ **ترجمہ** جبتک تو اپنے سر کو پیشانی کے بالوں کی طرح سے کاٹ نہیں ڈالتا۔ اُس وقت تک اس منڈیر (بام فلک) پر ہرگز پاؤں نہ رکھ (یعنی جبتک تو اپنے کو ہلاکت میں نہیں ڈالتا۔ اُسوقت تک دنیا کی سربلندی اور جاہ و عزت تجھے حاصل نہیں ہو سکتی۔ مراتب دنیاوی بھی بڑی جان جوکھوں سے حاصل ہوتے ہیں) **بیت** مرغ نہ برتوانی الخ۔ **ترجمہ**۔ تو پرندہ نہیں ہے۔ اس لئے (بام مقصود پر) اُڑ کر نہیں جا سکتا۔ جبتک محنت و مشقت برداشت نہیں کریگا (مرتبہ بلند پر) نہیں پہنچ سکتا (جان کندن محنت و مشقت برداشت کرنا) **بیت** با فلک از راہ الخ۔ **ترجمہ** آسمان کا مقابلہ کسی عجیب طریقہ سے کر۔ تاکہ وہ نہایت عجیب طور سے تیرے قدموں میں آپڑے۔ (نہایت دانائی اور عقلمندی سے آسمان کا مقابلہ کر۔ کہ وہ تیرا مطیع ہو جائے) **بیت** بادہ تو خوردی الخ۔ **ترجمہ** شراب تو تو نے خود پی ہے۔ پھر اس میں زہر کا کیا گناہ ہے۔ گناہ تو تو نے خود کیا ہے۔ پھر اس میں زمانہ کا کیا قصور ہے (یعنی ناشائستہ عمل کا مرتکب تو تو خود ہوا۔ جو بمنزلہ زہر کے ہے۔ پس تیرا اپنا گناہ ہے) **بیت** دہر بگو ہی مکن الخ۔ **ترجمہ** اے نیکبخت! زمانہ کی برائی نہ کر۔ کہ زمانہ نے میرے اور

تیرے حق میں کوئی بُرائی نہیں کی ہے۔ **بیت** جہد بسے کرد الخ۔ **ترجمہ** اُس (زمانے) نے بہت کچھ کوشش کی اور اپنی بہت سی عجائب کاریاں کام میں لایا تاکہ محنت سے ہم میں سے کوئی نہ کوئی قابل ہو جائے۔ **بیت** چوں من و تو الخ۔ **ترجمہ** جبکہ میں اور تو گاؤں (دنیا) کے نالائق لوگوں میں سے ہیں۔ پھر زمانہ پر کیوں فضول طور پر الزام لگائیں) **بیت** تا نہ بود جوہر الخ۔ **ترجمہ** جبتک لعل کا جوہر آبدار نہیں ہوتا۔ بادشاہ اُس پر قبولیت کی مُہر نہیں لگاتا (اُسے قبول نہیں کرتا)۔ **بیت** سنگ بسے در الخ۔ **ترجمہ** اطراف جہان میں پتھر تو بہت ہیں۔ لیکن وہ پتھر جن میں سے لعل کھود کر نکالتے ہیں بہت کم ہیں۔ **بیت** خار و سمن الخ۔ **ترجمہ** کانٹا اور سمن نسبت میں دونو گھاس ہی ہیں۔ لیکن یہ (کانٹا) آنکھوں کے لئے موجب آزار ہے۔ اور وہ (سمن) سرمہ (روشنی بخش) ہے۔ برگ سمن مفید چشم ہوتا ہے)۔ **بیت** گرچہ نیاید مدد الخ۔ **ترجمہ** اگرچہ اُسے نہر کے پانی سے مدد نہ بھی ملے تب بھی اصلی پھول کی رنگت اور خوشبو نہیں جاتی (جوہر قابل کی اگر ترتیب نہ بھی ہو تب بھی اُس کی قابلیت ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتی) **بیت** آب گرفتم الخ۔ **ترجمہ** میں نے مانا کہ پانی لطافت و تازگی کو بڑھاتا ہے۔ لیکن خار و خس کو سمن کے مثل کس طرح کر سکتا ہے۔ **بیت** گر نہ بدیں قاعدہ الخ۔ قلب شدی۔ اُلٹ پلٹ جانا۔ **ترجمہ** اگر نظام عالم اس قاعدے پر نہ ہوتا تو زمانہ زیر و زبر ہو گیا ہوتا۔ **بیت** کار بدولت الخ۔ **ترجمہ** کام کی درستی سعادت ایزدی کی طرف سے ہے نہ کہ ہماری تدبیر سے۔ دیکھا چاہئے کہ دنیا میں خوش نصیبی کس کا حصہ ہے؟ **بیت** مرد زبیدولتی الخ **ترجمہ** انسان بے سعادتی ہی کی وجہ سے ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔ اہل سعادت کو جہان میں کیا خوف ہو سکتا ہے۔ **بیت** زندہ بود طالع الخ۔ **ترجمہ**۔ اہل سعادت کا بخت بیدار ہوتا ہے۔ اس لئے تو بھی اُسی سعادت کا غلام بن جا۔ چاہے وہ

کہیں بھی ہو۔ بیت ملک بدولت الخ۔ ترجمہ ملک سعادت حقیقی کسی کو مجاز کے طور پر نہیں دیتے (یعنی) کسی کو یونہیں کھیل کے طور پر سعادت نہیں دیدیتے۔ بیت گرد سر دولتیاں الخ۔ ترجمہ اہل سعادت کے گرد پھر تاکہ تو چکر کاٹنے (یعنی تگاپو) سے بے نیاز ہوجائے۔ بیت بادوسہ کم زن الخ۔ ترجمہ ان چند بے ہمت لوگوں کا ہم نشین نہ بن۔ زمانہ کا اقبا لمند بن جا۔ اور پھر نام آور ہوجا۔ بیت۔ بخت فیروز الخ۔ جوزا برج کا نام ہے جوزا کا طالع مبارک خیال کرتے ہیں۔ اور جو شخص طالع جوزا میں پیدا ہوتا ہے۔ اُس کے دانشمند اور سعادتمند ہونے کا یقین کیا جاتا ہے۔ ترجمہ ہمہ تن بخت بن جا۔ اور جوزا کے طالع سے پیدا ہو۔ پہلے جوز (اخروٹ) توڑ اور پھر بخت کی آزمائش کر (جوز شکستن۔ فال نیک کھولنا۔ یعنی پہلے نیک فال لے پھر یاری بخت کو دیکھ) بیت گر درِ دولت الخ۔ ترجمہ اگر تو دولت کا دروازہ کھٹکھٹانا چاہتا ہے (سعادتِ حقیقی حاصل کرنا چاہتا ہے) تو عاجزی اختیار کر اور جہان کے کاموں کی گرہ سے آزاد ہوجا (تعلقاتِ دنیوی کو ترک کردے) بیت۔ سادہ دل است الخ۔ ترجمہ پانی صاف دل ہے۔ اسی وجہ سے خوشدل ہوکر چلا جاتا ہے۔ اور عود گرہ دار ہونے کی وجہ سے آگ پر جلتا ہے۔ بیت پیرو دل باش الخ۔ ترجمہ دل کا پیرو ہوجا اور کسی کو دل نہ دے خود تیرا اپنا جسم ہی تیرے راستے کے لئے زحمت ہے (خود تیرا اپنا وجود ہی سب سے بڑی رکاوٹ موجود ہے۔ راہِ حق پر چلنے سے۔ پھر اگر تو اور اور چیزوں سے بھی دل لگا بیٹھا تو بالکل گمراہ ہوجائیگا) بیت چند زنی دست الخ۔ ترجمہ آخر کبتک تو دوسری شاخوں پر ہاتھ مارتا رہے گا (دوسرے نکاتو سل ڈھونڈتا رہیگا) کہ اے کاش! مجھے اس سے زیادہ دولت نصیب ہوتی بیت حرص بہل کو الخ۔ ترجمہ حرص چھوڑدے۔ کہ وہ طاعت کے لئے رہزن ہے۔ قناعت ہی تیری حرص کی گردن مارسکتی ہے (قناعت ہی حرص کا بہترین علاج ہے)

بیت مرکزِ ایں خانہ الخ۔ آئندہ شعر سے قطعہ بند۔ **ترجمہ** اس فیروزی رنگ کے گھر (مراد آسمان) کا مرکز (مراد زمین) تیرے لئے بہت فراخ ہے۔ لیکن فکر دنیا کے لئے تنگ ہے۔ یا تو کسی تدابیر سے اُسے حاصل کرلے یا پھر کسی تدبیر سے اُسے تنگ کردے یعنی ترک کردے (دوسرے شعر کے پہلے مصرع میں پا بکن چاہئے)
بیت معرفتے در دل الخ۔ **ترجمہ** (افسوس کہ) کسی آدمی کے دل میں معرفت نہیں رہی۔ اور تمام جہان میں کوئی شخص بھی صاحب دل نہیں رہا۔ **بیت** در دو ہنر الخ۔ دو ہنر نامہ روز و شب سے استعارہ ہے۔ نہ دبیر سے مراد نو آسمان۔ **ترجمہ** ان نو منشیوں (آسمانوں) کے دو ہنر ناموں (دن رات) میں ایک بھی تو معنی پذیر صورت نہیں ہے (تمام دنیا میں ایک شخص بھی اہل معرفت نظر نہیں آتا) **بیت** دوستی از دشمن الخ۔ **ترجمہ** حقیقت و معرفت کے دشمن (نفس امارہ) سے دوستی کی امید نہ رکھ۔ زہریلے سانپ کے دم سے آبِ حیات کی توقع نہ رکھ۔ **بیت** دشمنِ دانا کہ الخ۔ **ترجمہ** دانا دشمن، جو جان کے لئے ہمہ تن خوف ہو، اُس دوست سے بہتر ہے جو نادان ہو۔

حکایت کودکِ پائے مجروح

بیت کودک از جملہ الخ۔ آزادگان سے مراد شریف۔ یا فکرِ دنیا سے آزاد ہمزادگان بمعنی ہم عمر۔ **ترجمہ** ایک شریف لڑکا اپنے دو تین ہم عمر لڑکوں کے ساتھ کہیں باہر گیا۔ **بیت** پائے چو در راہ الخ۔ **ترجمہ** اُس لڑکے نے جب راستے پر قدم رکھا (یعنی روانہ ہوا تو) وہ تیز رفتار سے جا رہا تھا۔ ناگہاں سر کے بل گر پڑا۔ **بیت** پالش ازاں پویہ الخ۔ از دست در آمد۔ ہاتھ سے جاتا رہا۔ بیکار ہو گیا۔ مہرہ دل میں اضافت بیانی ہے مراد دل۔ مہرۂ پا۔ ٹخنہ۔ **ترجمہ** اُس کا پاؤں اُس

تیز رفتاری سے بیکار ہو گیا۔ اُس کا دل اور ٹخنہ ٹوٹ گیا۔ **بیت** شد نفس آں الخ۔ **ترجمہ** اُس کے اُن دو تین ہم عمروں کا دم، اُس کے پیش آنے والے حادثہ سے بھی زیادہ تنگ ہونے لگا (اُس کے ہمراہی سخت پریشان ہوئے) **بیت** آنکہ در اوست الخ **ترجمہ** اُن میں سے وہ لڑکا جو اُس کا سب سے زیادہ دوست تھا کہنے لگا کہ اسے کسی کنوئیں میں چھپا دینا چاہئے۔ **بیت** تا نشود راز الخ۔ **ترجمہ** تاکہ یہ راز دن کی طرح سے ظاہر نہ ہو جائے۔ اور ہم اُس کے پاس سے شرمندہ نہ ہوں۔ **بیت** عاقبت اندیش الخ۔ **ترجمہ** ان میں سے ایک لڑکا جو سب سے بڑھ کر دانا تھا وہ اُس کا دشمن تھا۔ **بیت** گفت ہمانا کہ الخ۔ **ترجمہ** اُس نے اپنے (دل میں) کہا۔ یہ یقینی بات ہے۔ کہ ان ہمراہیوں میں یہ صورت واقعہ پوشیدہ نہیں رہیگی۔ **بیت** چونکہ مرا زیں الخ۔ **ترجمہ** چونکہ لوگ ان سب میں سے مجھ ہی کو (اُسکا) دشمن خیال کرتے ہیں۔ اس لئے اس واقعہ کی تہمت مجھی پر لگا دیں گے۔ **بیت** بر پدرش رفت الخ۔ **ترجمہ** اُس کے باپ کے پاس گیا اور اُسے (صورت حال سے) خبردار کر دیا۔ حتیٰ کہ اُس کے باپ نے اس کام کی تدبیر کر لی۔ **بیت** ہر کہ در و جوہر الخ **ترجمہ** جس شخص میں دانائی کا جوہر موجود ہے اُسے تمام چیزوں پر قدرت حاصل ہے **بیت** بند فلک را الخ۔ **ترجمہ** آسمان کے بند کو کون کھول سکتا ہے۔ اُس پر غالب آسکتا ہے۔ **بیت** چوں زکم و بیش الخ۔ **ترجمہ** چونکہ وہ جہان کے کم و بیش سے گذر گیا ہے۔ (بے نیاز ہو گیا ہے) اسی لئے نظامی کا کام (مرتبہ) آسمان سے بڑھ گیا ہے۔

مقالۂ ہفتدہم در پرستش و تجرید خلوت

بیت اے ز خدا غافل الخ۔ **ترجمہ** اے خدا سے اور اپنی حقیقت سے غافل! (یعنی اس امر سے غافل کہ تو کس لئے پیدا ہوا ہے) اور اے جان کے غم اور جسم کے فکر میں مبتلا (غم جان سے مراد دیر تک زندہ رہنے کی فکر اور بند تن سے مراد بدن کی فکر) **بیت** ایں من و تو ئی الخ۔ **ترجمہ** یہ "میں" اور "تو" جو اس جسم میں ہے (یعنی یہ من و تو کا جھگڑا جو اس زندگی میں ہے) اس کے متعلق کچھ نہ کہہ کہ اس کی حرکت لبوں تک ہی ہے (یہ خودی اور خود پرستی صرف جان کے لبوں تک پہنچنے تک ہے) **بیت** چوں خم گردوں الخ۔ **ترجمہ** آسمان کے خم کی طرح (کہ وہ تمام جہان کا احاطہ کئے ہوئے ہے) جہان میں لپٹتا نہ چلا جا۔ جو چیز تیری ملکیت نہیں ہے۔ اُس پر (خواہ مخواہ) قبضہ نہ جما (یعنی مال دنیا دوسروں کا مال ہے۔ کیونکہ تیرے مرنے کے بعد وہ دوسروں کو مل جائیگا) **بیت** زور جہاں بیش الخ۔ **ترجمہ** جہان کا زور تیری طاقت بازو سے بڑھکر ہے۔ اُس کا وزن تیری ترازو سے بھاری ہے (یعنی تجھ میں جہان کا مقابلہ کرنے کی طاقت و قدرت نہیں ہے) **بیت** قوتِ کوہی الخ۔ **ترجمہ** غبار سے پہاڑ کی سی قوت طلب نہ کر (زمانہ ایک پہاڑ ہے۔ اور تو اُس کے مقابلہ میں غبار) اور ایک چنگاری سے اتنی حرارت کی توقع نہ رکھ جو دیگ کو گرم کردے۔ **بیت** ۔ ہر کمرے کاں الخ۔ **ترجمہ** ہر وہ کمر جو لوگوں نے رضا سے باندھی ہے (وہ تمام لوگ جو راضی بہ رضا ہونے پر مستعد ہو چکے ہیں) وہ ہمیشہ کے لئے تن پروری سے آزاد ہو گئے ہیں۔ **بیت** حرص رباخوارۂ الخ۔ ربا۔ سود۔ نفع۔ **ترجمہ** حرص محرومی سے سود کھانے والی ہے (یعنی حرص نے محرومی سے رشوت لے لی ہے پس حرص تجھے محروم کردیگی۔ اور خداوند تعالیٰ کی رضامندی کا تاج محکومی (فرمانبرداری و

اطاعت) ہی کے سر پر ہے۔ **بیت** کیسہ بُرانند الخ۔ **ترجمہ** اس راستے میں بہت سے اُچکے اور گرہ کٹ موجود ہیں۔ اس لئے جو شخص جتنا زیادہ خالی کیسہ ہوگا اُتنا ہی زیادہ بے فکر ہوگا۔ **بیت** محتشمی دردِ الخ۔ **ترجمہ** اگر تو حشمت و جاہ والا ہے۔ تو دردسری قبول کر۔ ورنہ جا (اگر آرام کی زندگی بسر کرنا چاہتا ہے تو) غربت و مفلسی کا دامن تھام لے (مفلسی اختیار کرلے) **بیت** کوسہ بے ریش الخ۔ کوسہ وہ شخص جس کی ڈاڑھی کے بال نہ اُگتے ہوں۔ **ترجمہ** ایک کوسہ ڈاڑھی نہ ہونے کے باعث بہت آزردہ دل رہتا تھا (ایک دن اُس نے) دو شخصوں کو ایک دوسرے کی ڈاڑھی کھینچتے ہوئے دیکھا۔ **بیت** گفت منحم گرچہ الخ۔ **ترجمہ** کہنے لگا کہ اگر میرا چہرہ (ڈاڑھی کے بغیر) عورتوں کا سا ہے۔ لیکن میں ڈاڑھی کی اس کشاکش سے بھی تو محفوظ ہوں۔ لہذا (میرا چہرہ جیسا ہے ویسا ہی) اچھا ہے **بیت** مصلحت کار الخ۔ **ترجمہ** (قضا و قدر نے تیرے کام کی بہتری اسی میں دیکھی ہے کہ تیری گدھے (تیری ذات جسے بوجھ کے تناسب سے خر کہا ہے) سے تیرا بوجھ یعنی سامان و اسباب اُتار لیا ہے۔ **بیت** تا چو عیسیٰ الخ۔ **ترجمہ** تاکہ تو عیسیٰؑ کی طرح دل کے دروازہ (آستانہ تقرب الٰہی) تک پہنچ جائے۔ گدھے اور بوجھ کے بغیر (خواہشات نفسانی اور تعلقات دنیوی کے بغیر) منزل (مقصود حقیقی) تک پہنچ جائے۔ **بیت** مومنی اندیشہ الخ۔ سطبری۔ فربہی۔ تنکی۔ لاغری۔ **ترجمہ** تو مومن ہے آتش پرستوں کے سے خیالات (یعنی جمع مال) نہ کر۔ لاغری کی کوشش کر۔ موٹا نہ بن۔ **بیت** موجِ ہلاک ست الخ۔ **ترجمہ** (یہ دنیا ایک ایسا دریا ہے جس کی لہر) موجِ ہلاکت ہے۔ اس سے جلدی سے نکل جا۔ جان کو (سلامت) نکال لے جا۔ اور سامان کو پانی میں پھینک دے **بیت** بہ کہ تہی کہ مغز الخ۔ **ترجمہ** یہی بہتر ہے۔ کہ تو (غرور و تکبر سے) خالی مغز اور (دنیا کے تعلقات یا وجود سے) ویران ہو کر رہے۔

تاکہ کدو کی طرح پانی کے اوپر تیر سکے (غرق ہونے سے محفوظ رہے۔ کہ غرور و تکبر کا انجام تباہی ہے) **بیت** قدر بہ بے خوردی الخ (انسان) کی قدر نہ کھانے اور نہ سونے میں ہے (کہ انسان جتنا کم کھائے اور کم سوئے اُتنی ہی عبادت میں لذت زیادہ ہوتی ہے) اور بزرگی کا خزانہ ویرانی ہی میں ہے (نفس امارہ اور وجود کو مار کر ہی بزرگی ملسکتی ہے) **بیت** مردۂ مردار الخ۔ **ترجمہ** تو چیل کی طرح مردار کا عاشق تو نہیں ہے۔ پھر کوا بن کر پاؤں کو خون میں آلودہ نہ کر (یعنی حرام شے نہ کھا) **بیت** گر تن بے خوں الخ **ترجمہ** اگر تصویر کی طرح تو بغیر خون کا جسم بن گیا ہے تو تو مردار کھانے والی پرندوں کی تکلیف دہی سے محفوظ ہے۔ **بیت** خونِ جگرداں الخ۔ **ترجمہ** سمجھ لے کہ ایسرخ شراب جسے تو شراب سمجھکر پی جاتا ہے۔ شراب نہیں ہے) خونِ جگر ہے۔ جو شراب میں داخل ہوگیا ہے (انسان کو خراب کرنے کی) شرم کے باعث (وہ) آتش (شراب) پانی بن گئی ہے۔ **بیت** تا قدرے الخ۔ **ترجمہ** جبتک تو اپنی قوت کو (عبادت و ریاضت میں) کسیقدر کم نہیں کریگا (یعنی صرف نہیں کریگا) اُسوقت تک سخت ہونے کی وجہ سے تھوڑے کھاتا رہیگا۔ **بیت** خوی مبر از خود الخ۔ **ترجمہ** دفعتاً کھانے کی عادت نہ چھوڑ بلکہ آہستہ آہستہ کم کھانے کی عادت ڈال) **بیت** شیر زکم خوردن الخ۔ **ترجمہ** شیر اپنی کم خوری ہی کی وجہ سے اتنا سربلند ہے (کہ تمام جانوروں کا بادشاہ کہلاتا ہے۔ بیہودہ خوری آگ کا خاصہ ہے۔ آگ میں جو چیز ڈالو بھسم ہوکر رہ جاتی ہے۔ گویا آگ اُسے کھا جاتی ہے) **بیت** روز بہ یک قرص الخ۔ **ترجمہ** دن آفتاب کی ایک روٹی لیکر خوش ہوگیا، تو عقلمند آدمی کی آنکھ کی روشنی بن گیا (دن اسیواسطے روشن ہے کہ وہ صرف آفتاب کی ایک روٹی پر قانع ہوگیا) **بیت** شب کہ صبوحی الخ۔ صبوحی۔ صبح کے وقت کی شراب۔ **ترجمہ** رات جو ہر وقت صبوحی پیتی ہے۔ غلبۂ خون نے اُس کو سیاہ جسم کردیا ہے (رات کی صبوحی سرخی شفق ہے

بے ہنگام ہونا ظاہر ہے۔ شراب خون کو بڑھاتی ہے۔ خون جب حد اعتدال سے بڑھ جاتا ہے تو بگڑ جاتا ہے۔ اور جل کر سیاہ ہو جاتا ہے) **بیت** عقل زبسیار الخ **ترجمہ** زیادہ کھانے سے عقل کم ہوتی ہے۔ اور دل (جو نازک ہے) سپرغم کیطرح غم کا نشانہ بن جاتا ہے۔ **بیت** عقل تو جانیست الخ۔ **ترجمہ** تیری عقل وہ روح ہے۔ جس کا جسم تو ہے۔ اور تیری جان وہ خزانہ ہے کہ اُس کا طلسم تو ہی ہے (خزانہ پر طلسم باندھ دیا کرتے تھے کہ کوئی اُسے لیجانہ سکے مراد یہ کہ تیرے جسم کے لئے عقل کا ہونا ضروری ہے) **بیت** کے دہد ایں گنج تراروشنی + تا تو طلسم در او نشکنی۔ **ترجمہ** یہ خزانہ تجھے کب روشنی بخش سکتا ہے جبتک تو اس کے دروازہ کے طلسم کو نہ توڑیگا۔ **بیت** خاک بنا معتمدی الخ۔ معتمد۔ وہ شخص جس پر اعتماد کیا جائے معتمدی قابل اعتماد ہونا۔ **ترجمہ** زمین ناقابل اعتماد ہونے میں مشہور ہو چکی ہے۔ پس اس ناقابل اعتماد کی ہم نشینی ترک کردے۔ **بیت** گر ہمہ عمرت الخ۔ **ترجمہ** اگر وہ (دنیا) تیری تمام عمر کو غم ہی میں بسر کردے تو (وہ تیرے لئے) غم نہیں کھاتی تو بھی (اُس کے لئے) غم نہ کھا۔ **بیت** گفت بزنگی الخ آئندہ شعر سے قطعہ بند۔ **ترجمہ** ایک حبشی باپ سے اُس کے بیٹے نے کہا کہ یہ ہنسی کیسی ہے؟ تجھ جیسے کالے پر تو رونا چاہئے۔ اُس نے کہا۔ چونکہ میں جہان سے ناامید ہوں۔ پس میرے لئے کالا منہ اور ہنستے ہوئے سفید دانت ہی اچھے ہیں (زنگی زیادہ ہنستے ہیں) **بیت** نیست عجب الخ۔ **ترجمہ** سیاہ چہرے والے کی ہنسی کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ سیاہ بادل بھی تو بجلی کو روک نہیں رکھتا (گویا وہ اُس کی ہنسی ہے) **بیت** چوں تونداری الخ۔ **ترجمہ** اگر تو اس شہر بند (دنیا) میں مقید ہونے کا خیال نہیں رکھتا تو بجلی بن جا اور تمام عالم پر ہنس۔ **بیت** خندۂ طوطی الخ۔ **ترجمہ** (لیکن تمہارا خندہ طوطی کا سا خندہ (ہونا چاہئے) جس نے (شیرینی میں)

شکّر کو بھی مات کر دیا ہے (نہ کہ) ایسا قہقہہ جو کبک کے گلے میں گرہ ہو کر رہ گیا ہو
(چونکہ قہقہہ مار کر ہنسنا ممنوع ہے۔ اور پہلے شعر میں خندہ زنی کے لئے کہہ چکے ہیں
اس لئے کہتے ہیں۔ کہ خندہ طوطی کا سا ہونا چاہئے۔ دیکھو کیسا شیریں ہے۔
چکور کی طرح فضول اور قہقہہ نہ لگانا چاہئے کہ وہ بہت ناموزوں ہے) دوسرا
مصرع اس طرح پڑھیں ع قہقہہ بر دہن کبک بست۔ **بیت** خندہ چو بیوقت الخ۔
ترجمہ جب بے وقت ہنسی آنے لگے تو اس بے وقت کی ہنسی سے رونا بہتر ہے۔
بیت سوختن و خندہ الخ۔ **ترجمہ** جلنا اور پھر بجلی کی طرح سے ہنسنا، یہ شعلے کی طرح
سے عمر کو کم کرتا ہے (حکما کا قول ہے کہ زیادہ ہنسی سے انسان کی عمر کم ہوتی ہے
دل مردگی میں تو کوئی شک ہی نہیں) **بیت** بے طرب ایں خندہ الخ۔ **ترجمہ**۔
بغیر کسی تقریب خوشی کے یہ غم کی طرح ہنسی کیسی ہے؟ (فضول ہے) اس ہنسی پر
بہت رونا چاہئے (یہ ہنسی رونے کا مقام ہے) **بیت** تا نہ زنی خندہ الخ۔ **ترجمہ**
خبردار! کھلکھلا کر نہ ہنسنا۔ ہنسی کے وقت ہونٹ کو دانتوں سے کاٹ کھا **بیت**
گریۂ تر مصلحت الخ۔ **ترجمہ** (جس طرح) زیادہ رونا آنکھوں کے لئے مصلحت نہیں ہے
(آنکھوں کے لئے مضر ہے اسیطرح) زیادہ ہنسی اچھی نہیں ہے۔ **بیت** گر
کہنے بینی الخ۔ **ترجمہ** تو خواہ کسی بوڑھے کو دیکھے یا جوان کو۔ اس کے نیک و بد
کا لحاظ رکھنا چاہئے (ہر شخص سے اس کے مرتبے کے مطابق سلوک کرنا چاہئے)
بیت خیز غمے می خور الخ۔ **ترجمہ** اٹھ غم بھی کھا تارہ اور خوش بھی رہ کبھی اس
طرح چاہئے اور کبھی اس طرح (خوشی و غم دونوں ملے جلے اچھے ہیں) **بیت** در دلِ خوش الخ
ترجمہ مسرور دل میں دلسوز نالہ بھی (پنہاں طور پر) موجود ہوتا ہے۔ رات کے پوٹھ
(جھولے موتی) کے ساتھ دن کا سچا موتی بھی موجود ہوتا ہے (جس طرح رات کے
بعد دن کا آنا ضروری ہے۔ اسیطرح خوشی اور غم بھی توام ہیں) **بیت** ہیچکس آبے

وہوائے الخ۔ آب وہوا۔ لذات دنیا۔ ترجمہ کسی شخص نے بھی لذت دنیا نہ پائی۔ کہ اُس لذت بعد تھپیڑ (گزند مرگ) نہ کھایا ہو (یعنی ہر وہ شخص جو لذت دنیا سے بہرہ اندوز ہوا اُس نے موت یا غم کا تھپیڑ بھی ضرور کھایا۔ **بیت** بر بنہ را الخ۔ بنہ۔ سامان و اسباب سفر۔ سامان واسباب باندھنے کیلئے قافلہ میں گھنٹہ بجایا کرتے ہیں۔ ترجمہ سامان کے لئے ایک گھنٹہ مقرر ہے۔ جس طرح ہر شکر کے لئے کمیاں مقرر ہوتی ہیں۔ (ہر گروہ کے کوچ کا وقت موت کی خبر دینے والا قضا و قدر نے مقرر کر رکھا ہے) **بیت** دایۂ دانائے الخ۔ ترجمہ زمانہ تیری عقلمند دایہ ہے لہذا تو اپنے نیک و بد کو اُسی کے حوالہ کردے۔ **بیت** گرد ہد سرکہ الخ۔ ترجمہ اگر وہ تجھے سرکہ دے (یعنی کوئی تلخی یا آزار پہنچائے) تو کرکی طرح تو جوش نہ مار۔ وہ (بہرحال) تیری بھلائی چاہتا ہے۔ اس لئے تو بھی خاموش رہ۔ **بیت** ثابت ایں راہ الخ۔ ترجمہ اس راہ (طلب) میں ثابت قدم (وہی شخص ہوسکتا ہے جو) مستقیم المزاج ہوگا (جسطرح) خضرؑ کے ہمسفر موسیٰؑ ہی ہوسکے تھے۔ **بیت** بار بزرگانت الخ۔ بارکشیدن خدمت کرنا۔ ترجمہ تجھے بزرگوں کی خدمت کرنا چاہئے تاکہ تو بھی مرتبہ بزرگی پر پہنچ سکے۔ **بیت** یار مساعد الخ۔ دامن کشی سے مراد غمخواری یعنی دامن مصائب کھینچ لینا۔ دامن کشی۔ کنارہ کشی۔ ترجمہ تکلیف کے وقت مددگار دوست غمخواری کرتا ہے۔ کنارہ کش نہیں ہوجاتا۔

حکایتِ پیر با مُرید

بیت رہروے از جملہ پیران کار الخ۔ پیر کار۔ تجربہ کار۔ ترجمہ ایک تجربہ کار سالک جارہا تھا اور ہزاروں مرید اُس کے ساتھ تھے۔ **بیت** پیر دراں قافلہ الخ۔ ترجمہ پیر نے اُس خوفناک گروہ میں اپنا سرمایہ خاک کے امینوں کے سپرد کردیا (امینانِ

خاک۔ اُن ملائکہ کی طرف اشارہ ہے جو زمین کے کارکن ہیں۔ مراد یہ کہ زمین میں اپنا سرمایہ دفن کردیا۔ قافلہ بیباک۔ اُس کے وہ ساتھی جن پر اُسے اعتماد و اطمینان نہ تھا۔) **بیت** ہریک ازاں الخ۔ آستن مخفف آستین۔ آستین برافشاندن۔ انکار کرنا کسی چیز کو رد کردینا **ترجمہ** ہر ایک نے اس معاملہ سے (یعنی یہ دیکھ کر کہ اُس نے مال زمین میں دفن کردیا تھا کیونکہ یہ ثبوت تھا اس بات کا کہ پیر کو مال و دولت کی محبت تھی) اُس کی صحبت کو ترک کردیا۔ یہانتک کہ تمام چلے گئے۔ صرف ایک شخص رہ گیا۔ **بیت** پیر بدو گفت الخ۔ **ترجمہ** پیر نے اُس سے کہا کہ کیا ارادہ ہوا۔ جو وہ سب چلے گئے اور تو رہ گیا۔ **بیت** گفت مرید اے الخ۔ آئندہ شعر سے قطعہ بند۔ **ترجمہ** مرید نے کہا۔ اے وہ کہ تیری جگہ میرے دل میں ہے اور تیرے پاؤں کی خاک میرے سر کا تاج ہے۔ میں پہلے ہی کسی خواہش نفسانی کی وجہ سے نہیں آیا تھا۔ تاکہ اُسی حرص و خواہش کے خیال سے واپس چلا جاؤں یعنی میں کسی نفسانی خواہش کے پورا کرنے کے لئے نہ آیا تھا۔ کہ تمہاری اس ذراسی نامناسب حرکت پر مگڑ کر چلا جاؤں) **بیت** منتظر داد الخ۔ **ترجمہ** انصاف کا انتظار کرنے والا انصاف کو پہنچ جاتا ہے۔ اور یونہیں بیکار آنے والا بیکار واپس جاتا ہے۔ **بیت** زود رود و زود الخ۔ **ترجمہ** غبار جلدی سے اُڑنے والا اور جلدی سے بیٹھ جانے والا ہے۔ اسیوجہ سے اُسے ایک جگہ پر قرار نہیں۔ **بیت** کوہ باہستگی الخ۔ **ترجمہ** پہاڑ چونکہ کچھ وقت لیکر قایم ہوا ہے۔ اسیوجہ سے وہ ایسا دیرپا ہے۔ **بیت** پردہ دری الخ۔ **ترجمہ** پردہ دری کرنا معرفت و محبت سے بیگانے لوگوں کا کام ہے۔ اور تحمل و برداشت صبر کرنے والوں کا کام ہے **بیت** بارکش تو نہ الخ۔ **ترجمہ** اگر تو گناہوں سے آلودہ نہیں ہے تو زہد و ریاضت کے بوجھ کو اُٹھانے والا بن جا (کہ زہد و ریاضت کی محنت و مشقت برداشت کر) اگر تو گدھا

نہیں ہے۔ تو پھر طبیعت کا بوجھ مت اُٹھا (بارِ طبیعت۔ تعلقاتِ طبیعت۔ ہوا و ہوس)
بیت تا خطِ زہد الخ۔ **ترجمہ** جس وقت تک تیرے زہد کا خط فریب آلود نہ ہوا۔
اُس وقت تک اُس میں آنکھیں تو تر ہوتی رہیں۔ لیکن وہ آلودۂ گناہ نہ ہوا (جبتک
زُہد میں ریا کا دخل نہ تھا۔ اُس وقت تک آنکھیں رونے میں مشغول تھیں۔ اور تیری
ذات آلودگیٔ گناہ سے پاک) **بیت** زُہد کہ در الخ۔ **ترجمہ** وہ زہد جو خلعتِ زرتار
سلطانی میں ہو۔ اُس کا قصہ وہی ہے جو زنبیل اور سلیمانؑ کا تھا (سلیمانؑ ٹوکری بنا کر
قوت حاصل کرتے تھے) **بیت** شمع کہ ہر شب الخ۔ **ترجمہ** شمع جو ہر رات زر افشانی
کرتی ہے (روشنی اور شعاعوں کو پھیلا دیتی ہے) وہ اپنی قبا کے نیچے پوشیدہ زاہد
ہے (سوزِ نہانی رکھتی ہے) **بیت** زہد غریب ست الخ۔ **ترجمہ** شراب خانے
میں زُہد کا ہونا زیادہ لطف کی بات ہے۔ خزانہ ویرانے ہی میں عزیز ہوتا ہے۔
بیت زُہد نظامی کہ الخ۔ **ترجمہ** نظامی کا زُہد جو عمدہ لباس میں (آراستہ و پیراستہ)
ہے وہ بھی دراصل بادشاہ کے مطلا جھنڈے کے نیچے بیٹھنے والا ہے (بادشاہ ہی
کا پروردہ یافتہ ہے)

مقالۂ ہیزدہم در وحشت و خساست

بیت قلب زنے الخ۔ **ترجمہ** چند دغاباز (یعنی شاعر جو ادعوائے فضیلت کرتے
ہوئے) اُٹھے۔ اُنہوں نے ایک قالب (کتاب) کو اپنے پوچ ہاتھوں سے آراستہ
کر دیا۔ **بیت** چوں شکم از روئے الخ۔ **ترجمہ** بیت کی طرح تو بھی چہرے کی پُشت
اُن کی طرف پھیر دے (یعنی اُن کی طرف سے مُنہ پھیر لے) خوردہ گیری اور عیب چینی
سے اپنے کلام کو محفوظ رکھ (یعنی جس طرح بیت کا ظاہری حصہ اُس کی پشت ہے اسیطرح
تو بھی اُن کے سامنے ہونے کے باوجود اُن کے بیہودہ سخنوں کی طرف سے بیخبر ہو جا

روئے شکم۔ اور پشت کے تناسب نے شعر کے معنی کو گورکھ دھندا بنا دیا۔ ایک نسخے میں بکن کی جگہ نگر ہے جو زیادہ موزوں ہے۔ یعنی وہ منافق ہیں۔ **بیت** پیش تو از نور الخ **ترجمہ** وہ تیرے سامنے تو نور سے بھی زیادہ آرام دہ معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن تیری غیبت میں وہ سایہ سے بھی زیادہ منافق ہیں۔ **بیت** سادہ تر از شمع الخ۔ **ترجمہ** (بظاہر) شمع سے بھی زیادہ سادہ اور صاف اور (بباطن) عود سے بھی زیادہ گرہ دار **بیت** جور پزیران الخ۔ **ترجمہ** مہربانیوں کو چھوڑ کر ظلم کے قبول کرنے والے (یاد رکھنے والے یا پسند کرنے والے) شکایتیں تحریر کرنے والے اور عیبوں کو قلمبند کرنیوالے (ہیں) **بیت** مہر دہن در الخ۔ دہن در دہن۔ بسیار۔ تکرار کثرت کے لئے۔ **ترجمہ** اُنہوں نے محبت کی باتیں تو بہت سیکھی ہیں (یعنی ہر بات میں اظہار محبت کرتے ہیں) لیکن حقیقت میں کینے کے طومار جمع کئے ہوئے ہیں۔ **بیت** صحبت شاں الخ۔ چیزے بر محک زدن۔ کسی چیز کو کسوٹی پر کسنا۔ پرکھنا۔ **ترجمہ** ان کی ہم نشینی کی دل پر آزمائش نہ کر (کہ کیا اثر کرتی ہے) تو دیوانہ تو نہیں ہے۔ پھر اس کیچڑ (ایسے لوگوں کی ہم نشینی) میں نہ پھنس۔ **بیت** خازنِ کوہ اند الخ۔ خازن کوہ میں اضافت تشبیہی ہے۔ اور پہاڑ کو خازن کہنا اسیطرح ہے جس طرح اندھے کو بصیر کہنا۔ کیونکہ پہاڑ میں کوئی آواز محفوظ نہیں رہتی۔ بولنے سے گونج پیدا ہو کر دوسری طرف پہنچ جاتی ہے۔ شان بمعنی بایشان۔ غمز۔ آنکھ اور ابرو کا اشارہ۔ مراد افشائے راز۔ **ترجمہ** یہ پہاڑ کے سے خزانچی ہیں۔ انہیں اپنا کوئی راز نہ بتلا۔ اگر تو اپنی آواز کو افشا کرنا نہیں چاہتا۔ تو انہیں آواز نہ دے۔ **بیت** لاف زناں الخ۔ **ترجمہ** ڈینگیں مارتے ہیں کہ ہماری عزت تمہاری ہی بدولت ہے۔ اور کوشش کرتے ہیں کہ تیری وجہ سے کسی مرتبہ پر پہنچ جائیں۔ **بیت** چوں بودت الخ۔ داشتی۔ افلاس۔ **ترجمہ** اگر تیری صلح افلاس کی وجہ سے ہے تو ایسی صلح پر قہر خدا نازل ہو۔ **بیت** ہر نفسے کاں الخ۔

ترجمہ (انسان کی زندگی کا) ہر وہ سانس یا سخن جو آلودۂ غرض ہو گیا وہ دوستی دشمنی پیدا کرنے والی ہے۔ **بیت** دوستی کاں الخ۔ توئی ومنی۔ غرور و تکبر۔ خود غرضی ترجمہ وہ دوستی جو کسی خود غرضی کی بنا پر ہو۔ اُس دوستی کا انجام دشمنی ہوتا ہے۔ **بیت** زہر ترا دوست الخ۔ ترجمہ (سچے دوست کی علامت یہ ہے کہ وہ) دوست تیرے زہر کو بھی شکر کہتا ہے۔ اور تیرے عیب کو بھی ہنر سمجھتا ہے۔ **بیت** دوست بود الخ۔ ترجمہ دوست تو راحت رساں مرہم ہوتا ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں ہے (تو پھر وہ کمینہ اور منافق ہے) تو ایسے کمینوں کا ذکر ہی چھوڑ دے (ان کا نام بھی نہ لے) **بیت** مارنہ کز سر ہم پوستی الخ۔ ہم پوستی۔ ہم جنس اور ہم صحبت ہونا۔ ترجمہ تو سانپ نہیں ہے جو ہم پوست ہونے کے باعث (یعنی بوجہ دوستی) اپنے بچوں کو کھا جاتا ہے۔ **بیت** دوست کرام الخ۔ ترجمہ یہ سب (لوگ) زمانہ کی طرح بروہ در (عیب جو) ہیں۔ دوست کونسا ہے؟ وہی جو راز دار ہو۔ **بیت** جملہ بران کز الخ۔ ترجمہ سب اسی فکر میں ہیں کہ تجھ پر کس طرح غالب آجائیں اور کس طرح تیری خوبی کو مٹا دیں **بیت** یا تو عیال بستہ الخ۔ ترجمہ ظاہر میں تو یہ تیری صورت پر عاشق (معلوم ہوتے) ہیں مگر ضرورت کے وقت رفع حاجت کے لئے چلے جاتے ہیں (مثل مشہور ہے کہ شکار کے وقت کتیا ہرگاسی) **بیت** دوستی ہر کہ ترا روشن است الخ۔ ترجمہ جس شخص کی دوستی دکھانے کی دوستی ہے اگر تیرا دل اس سے انکار کرے تو وہ (دوست) حقیقت میں دشمن ہے۔ **بیت** تن چہ شناسد کہ الخ۔ ترجمہ جسم کیا پہچان سکتا ہے۔ کہ تیرا یار کونسا ہے (صرف دل ہی اس بات سے آگاہ ہے کہ وفادار (دوست) کون ہے **بیت** یکدل داری الخ۔ ترجمہ تو ایک دل رکھتا ہے اور لاکھوں غم (گویا) ایک مرجھایا ہوا پھول کانٹوں کے سیکڑوں زخم کھائے ہوئے ہے **بیت** ملک ہزار است الخ۔ ترجمہ جو کوئی بھی اس دنیا میں (موجود) ہے وہ راز کو افشا کرنے والا ہے۔ صرف تیرا دل ہی

ملک تو ہزار ہیں ہاوہر یہ دل ایک ہے گویا خضر یہ تو بہت سی ہیں مگر دوست ایک ہے **بیت** یہ وہ دوست ہے

تیرے راز کے لئے محرم ہے۔ **بیت** چون دل تو الخ۔ **ترجمہ** جب خود تیرا دل اس راز پر قفل نہیں لگا سکتا (یعنی اس راز کو چھپا نہیں سکتا) تو تو دوسروں کے دلوں سے کیوں چھپانے کی توقع رکھتا ہے۔ **بیت** گر دل تو از الخ۔ **ترجمہ** اگر تیرے دل نے کم ظرفی سے راز کو افشا کر دیا۔ صراحی جو شراب پی لیتی ہے اُسے کیوں باہر نکال دیتی ہے (مراد یہ کہ اگر تیرے دل نے راز افشا کر دیا تو کچھ تعجب کی بات نہیں) **بیت** گر نہ تُنک دل الخ۔ **ترجمہ** اگر تو کم ظرف نہیں ہو گیا تو تیرا راز دن کی طرح ظاہر کیوں ہے۔ کیونکہ یہ سخت غلطی ہے۔ **بیت** چوں بود از الخ۔ **ترجمہ** جب کسی ایک رفیق کے بغیر چارہ نہیں ہے تو اپنے نفس سے ہی ایک دوست بنا لے۔ **بیت** پائی نہادی الخ۔ **ترجمہ** جب تو نے ان معاملات میں قدم رکھ لیا (یعنی تلاش یار میں مصروف ہوا) تو کوشش کر تاکہ کوئی معین تجھے حاصل ہو جائے۔ **بیت** تا نشناسی الخ۔ **ترجمہ** جبتک تو اپنے دوست کا جوہر نہ پہچان لے اپنے راز کے موتی اُس کے آگے نہ ڈال یعنی اُس سے اپنا راز نہ کہہ +

حکایت جمشید با خواص

بیت خاصگی محرم الخ۔ **ترجمہ** ایک مقرب خاص جمشید کا محرم تھا۔ وہ چاند اور سورج کے رابطہ کو بھی زیادہ خاص تھا یعنی جس طرح چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ اور کبھی اُس کے آگے سے نہیں ہٹتا۔ اسیطرح وہ ندیم بھی کبھی جمشید کے حضور سے جدا نہ ہوتا تھا۔ **بیت** کار جواں مرد الخ۔ **ترجمہ** جوانمرد کی یہ حالت ہو گئی کہ بادشاہ نے اُسے تمام عالم میں سے انتخاب کر لیا۔ **بیت** چوں بوقوف از الخ۔ **ترجمہ** چونکہ وہ دانائی میں سب سے سبقت لے گیا۔ تو بادشاہ نے اپنا خزانہ راز اُسکے دل کے سپرد کر دیا۔ **بیت** با ہمہ نزدیکی الخ۔ **ترجمہ** (پھر) اُس جوان نے بادشاہ

کے تقرب کے باوجود بادشاہ سے دوری اختیار کی۔ جیسے تیر کمان سے گریز کرتا ہے۔ **بیت** راز ملک جان الخ۔ **ترجمہ** بادشاہ کا راز اس جوانمرد کی جان کو چھید رہا تھا (یعنی بادشاہ کے راز کی وجہ سے اُسے تکلیف محسوس ہو رہی تھی) وہ اس راز کو کسی سے کہہ نہ سکتا تھا۔ **بیت** پیر زنی رہ الخ **ترجمہ** (اتفاقاً) ایک بوڑھی عورت اُس جوان کے پاس پہنچی (یا یہ کہ اُس کے حال سے آگاہ ہو گئی۔ ج) اُس نے جوان کے لالۂ رخسار کو اپنے پھول (رخسار) کی طرح زرد پایا۔ **بیت** گفت کہ سرو قامت الخ۔ **ترجمہ** کہنے لگی کہ اے سرو قامت تو زرد کیوں ہو گیا ہے جبکہ تو نے بادشاہوں کے چشمے سے پانی پیا ہے (یعنی تجھے ہر طرح کی خوبی و عشرت حاصل ہے) **بیت** زرد چرائی الخ۔ **ترجمہ** جب تو بادشاہوں کے چشمے سے پانی پی لیتا ہے تو زرد کیوں ہے اور اس خوشی کے موقع پر یہ رنج کیسا۔ **بیت** بر تو جواں الخ۔ **ترجمہ** تجھ نوجوان پر بڑھاپے کا رنگ کیوں ہے۔ تیرا لالۂ خودرو (یعنی رخسار) گلخیرو (یعنی زرد) کیوں ہے۔ **بیت** شاہجہاں را الخ۔ **ترجمہ** جب تو ہی بادشاہِ عالم کا رازدار ہے۔ تو اس (شاہ جہان) کے دل کی طرح شگفتہ ہو جا۔ **بیت** سرخ شود روئی الخ۔ **ترجمہ** رعیت کا چہرہ بادشاہ کی وجہ سے سرخ ہو جاتا ہے۔ خصوصاً فوج کے خاص لوگوں کے چہرے۔ **بیت** گفت جواں رائی الخ۔ **ترجمہ** جوان نے کہا تیرا فہم میرے حال سے غافل ہے۔ تو اس بات سے بے خبر ہے جو میرے دل میں ہے۔ **بیت** صبر مرا ہم الخ۔ **ترجمہ** مجھے صبر نے درد کا رفیق بنا دیا۔ اور صبر نے ہی میرے چہرے کو ایسا زرد کر دیا۔ **بیت** شاہ نہاد است الخ۔ **ترجمہ** شاہ نے اپنے اندازہ کے موافق میرے دل کو اپنے راز کے موتی بخشے ہیں۔ **بیت** ہست بزرگ الخ۔ **ترجمہ** جو کچھ اُس نے میرے دل میں رکھا ہے وہ بہت عظیم ہے میں بڑے

آدمیوں کے راز نہیں کھول سکتا۔ **بیت** در سخن او الخ۔ **ترجمہ** میں بادشاہ کی باتوں کی وجہ سے ایسا دل گرفتہ نہیں ہوں بلکہ میں اپنے کام کی بیرونقی کے ڈر سے خاموش ہوگیا ہوں۔ **بیت** زاں نکنم الخ۔ **ترجمہ** میں اس لئے تجھ سے ہنستا بولتا نہیں۔ مبادا مرغ راز میرے منہ سے پرواز کر جائے **بیت** کز دل ایں الخ۔ **ترجمہ** میں اس بات پر راضی ہوگیا ہوں کہ میرا دل خون ہو جاوے تاکہ بادشاہ کا راز میرے دل سے باہر نہ جائے۔ **بیت** در بکنم راز الخ۔ **ترجمہ** اور اگر میں اس پوشیدہ راز کو ظاہر کردوں تو میرا نصیبہ مجھ پر افسوس کریگا۔ **بیت** پیر زنش گفت الخ۔ **ترجمہ** بوڑھی عورت نے کہا کسی کا نام نہ لے اپنا رازداں صرف اپنے آپ ہی کو سمجھ اور بس۔ **بیت** ہیچکسی محرم الخ۔ **ترجمہ** کسی شخص کو اس راز کا محرم نہ سمجھ۔ اپنے سائے کو بھی رازداں نہ خیال کر۔ **بیت** زرد بہ ایں الخ۔ **ترجمہ** بہ نسبت اس بات کے کہ یہ سرخ و سفید چہرہ خون میں غرق ہو جائے زرد ہی اچھا ہے۔ **بیت** می شنوم من الخ۔ **ترجمہ** میں سنتا ہوں کہ رات بھر میں چند بار سر زبان کے آگے زینہار کہتا ہے یعنی زبان کی وجہ سے خوف میں رہتا ہے۔ **بیت** سر طلبی تیغ الخ۔ **ترجمہ** اگر تو سر کی خیر چاہتا ہے تو تند زبان نہ بن۔ تو دن تو نہیں ہے راز دل کو ظاہر نہ کر۔ **بیت** مرد فروبستہ الخ۔ **ترجمہ** خاموش زبان آدمی اچھا ہوتا ہے۔ صرف دیوانہ اونٹ ہی بلبلاتا ہے۔ **بیت** مصلحت تست الخ۔ **ترجمہ** زبان کو تالو کے نیچے رکھنا یعنی قابو میں رکھنا تیرے فائدے کے لئے ہے۔ اچھی تلوار نیام میں چھپی ہوتی ہے **بیت** راحت ایں پند الخ۔ **ترجمہ** میری اس نصیحت کا اثر جانوں کو راحت پہنچانے والا ہے۔ کیونکہ سروں کی آفت زبانوں میں پنہاں ہے (یعنی زبان باعث نقصانِ جان ہوتی ہے) **بیت** لب مکشا ارچہ الخ۔ **ترجمہ** ہونٹ نہ کھول اگرچہ اس میں شہد ہو (یعنی اگرچہ تجھے بولنا شیریں معلوم ہوتا ہے) کیونکہ دیوار کے پیچھے بہت سے کان لگے ہوئے ہیں

(مراد یہ کہ ممکن ہے پسِ دیوار کوئی کان لگائے سنتا ہو) **بیت** تا چو بنفشہ الخ۔
ترجمہ تاکہ بنفشہ کی طرح تیری خوشبو نہ سونگھ لیں (اور) تیری زبان کی وجہ سے تیرا
سر نہ کاٹ ڈالیں۔ دوسرے مصرع میں زبان ندرو ند کی جگہ سر ندرو ند پڑھیے۔
بیت دار ازیں الخ۔ طشت سے مراد زمین۔ بلحاظ گولائی۔ **ترجمہ** اس زمین پر اپنی
زبان کی حفاظت کر تاکہ تیرا سر طشت میں آہ نہ کرے۔ **بیت** بد مشنو وقت الخ۔ **ترجمہ**
بری بات (یعنی کسی کا عیب) نہ سن۔ یہ بہرے ہو جانے کا وقت ہے۔ بری (بات)
نہ کہہ یہ خاموشی کا محل ہے۔ **بیت** چند نویسی الخ۔ **ترجمہ** تو کب تک لکھتا رہیگا۔ ذرا قلم
روک لے تیرے گناہ بھی تحریر ہو رہے ہیں۔ زبان کو بند رکھ۔ **بیت** آب صفت سر الخ۔
ترجمہ جو (عیب) تو نے سنا ہے اُسے پانی کی طرح دھو ڈال۔ اور جو کچھ تو نے دیکھا ہے
آئینہ کی مانند (بے کم و کاست) کہہ دے۔ **بیت** آنچہ بہ بینند الخ۔ **ترجمہ** صاحبان غیرت
(عیب پوش) جو کچھ رات کو دیکھتے ہیں دن کو نہیں بتاتے۔ اور یہ کتنی پسندیدہ بات ہے
بیت لاجرم ایں الخ۔ گنبد انجم فروز۔ آسمان۔ **ترجمہ** پس یہ ستاروں کو روشن کرنے والا
گنبد جو کچھ رات کو دیکھتا ہے دن کو نہیں بتاتا۔ **بیت** گر تو دریں پردہ الخ۔ **ترجمہ** اگر تو
اس پردہ (زمین) پر ادب والا ہے تو جو کچھ تو نے رات کو دیکھا ہے دن کو نہ کہہ۔ **بیت**
شب کہ نہانخانہ الخ۔ **ترجمہ** رات جو کہ رازوں کا نہانخانہ ہے۔ اس کے دل میں بہت
سے سینوں کے خزانے (راز) ہیں۔ **بیت** برق روانے کہ الخ۔ **ترجمہ** وہ بجلی کی مانند
چلنے والے لوگ جو باطن کی پرورش کرتے ہیں (یعنی جو سالک راہ ہیں اور باطن کی صفائی
کی طرف متوجہ ہیں) جو کچھ دیکھتے ہیں اس سے درگذر کرتے ہیں۔ **بیت** ہر کہ سر از الخ۔
ترجمہ جو شخص اپنے سر کو عرش سے بھی بلند کر لیتا ہے۔ وہ باطن کے میدان سے
گیند لے جانے والا ہوتا ہے (یعنی معرفت کی انتہا باطن کی صفائی پر منحصر ہے) **بیت**
چشم و زبانے الخ۔ **ترجمہ** زبان اور آنکھ جو جسم ظاہر کو دوست رکھنے والے ہیں۔ وہ سر کے

بال اور بدن کی کھال ہیں (یعنی ظاہری چیزیں ہیں) **بیت** ایں گرہ از الخ۔ **ترجمہ** اس گرہ کو دین کے رشتے سے تیار کیا ہے (یعنی راز کا دل میں بند رکھنا منجملہ دینداری ہے) حلاج (منصور) کی روئی کو اسی سے بنایا ہے۔ **بیت** عشق کہ در پردہ کرامات شد الخ۔ **ترجمہ** عشق جو اصل میں کرامات (کی مانند) ہے جب افشا ہوگیا۔ تو خرابات میں سے ہوگیا منصور کا قصہ مشہور ہے مطلب یہ ہے کہ اس کا انا الحق کہنا اور پھر دار پر کھینچا جانا اس وجہ سے تھا۔ کہ وہ رازداری کی صلاحیت نہ رکھتا تھا۔ **بیت** غنچہ جاں پردہ الخ۔ **ترجمہ** اس راز کا پردہ (اخفا) جان کے لئے غنچہ کی طرح (معطر کن) ہے (مگر) جب منہ کھل گیا (افشائے راز کے لئے) تو وہی غنچہ خون کا چشمہ بن گیا (یعنی خونریزی کا باعث بن گیا) **بیت** گر دہن ایں الخ۔ **ترجمہ** اگر منہ اس رتبے کو حاصل کرلے (تو کچھ نہیں ہوسکتا) کیونکہ دل کا قصہ صرف دل کے منہ سے ہی بیان کیا جاسکتا ہے۔ **بیت** ایں خورش از الخ۔ **ترجمہ** یہ خوراک (غذائے عشق) دل کے کاسے میں پسندیدہ ہے۔ مگر جب تو اسے منہ تک لائیگا تو آگ بن جائیگی۔ **بیت** اینت فصاحت الخ۔ **ترجمہ** فصاحت وہی ہے جو خاموشی میں ہے۔ جلد بازی وہی ہے جو سکون میں ہے **بیت** روشنی دل الخ۔ **ترجمہ** دل کی روشنی اُس شخص کو (راز کی) خبر دیتی ہے جو اپنا دہن (قوت گویائی) دوسروں کو دیدے یعنی جو بولنا چھوڑ دے اور خاموش ہو جائے۔ **بیت** ایں لغت دل کہ الخ۔ **ترجمہ** یہ دل کی لغت (اسرار دلی) جو دل میں پنہاں ہے اس کا ترجمہ بھی دل ہی کی زبانی ہو سکتا ہے۔ **بیت** گر دل خورسند الخ۔ **ترجمہ** اے نظامی اگر تیرا دل قانع ہے تو تمام ملک قناعت تیرے لئے ہے۔

مقالۂ نوزدہم در استقبال آخرت و حشر

بیت مجلس خلوت الخ۔ ترجمہ ایک سجی ہوئی خلوت کی مجلس دیکھ جو دھوئیں کے چاند کی طرح روشن اور پسندیدہ۔ بیت شمع فروزاں الخ۔ ترجمہ شمع روشن ہے اور شکر بکھری ہوئی ہے۔ تخت بچھا ہوا ہے اور خوشبو ملی ہوئی ہے۔ بیت دشمن جان ست الخ ترجمہ زمانہ تیرا دشمن جان ہے۔ اپنے آپ کو اس کی دوستی سے علیحدہ کر لے۔ بیت بیں کہ بزنجیر الخ۔ ترجمہ دیکھ کہ (اس زمانہ نے) شاہان کیانی کو زنجیروں میں گھسیٹا۔ جو شخص بھی اس کی طرف مائل ہوا (زمانہ نے) اس کی زبان کھینچ لی۔ بیت برتوے دنیا الخ۔ شعر آئندہ سے قطع بند۔ ترجمہ تجھ، دنیا کے طالب اور دین کے ذلیل کرنے والے کو محرم راز لوگ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ظالموں کے دروازوں سے لوٹ آ اور اس راز (خلوت) کے سراپردے کے گرد پھر۔ بیت از تف ایں الخ ترجمہ تو اس جنگل کی حرارت کی وجہ سے جوش مار رہا ہے (محشر کے دن) جو کچھ تو نے چھپایا ہے۔ اُسے، تجھ سے نہیں چھپائیں گے۔ بیت سرد نفس بود الخ ترجمہ (دنیا کی) عدلوت کا گرم طبع کتا سرد نفس تھا۔ روماہ (دنیا کے طالب نے شاید اسی سے پوستین سی دی یعنی دنیا کی ظاہری پسندیدہ حالت سے ہوا و ہوس میں مبتلا ہو گیا۔ بیت دوزخ گوگرد الخ۔ ترجمہ یہ تاریک جنگل (دنیا) گندھک کا دوزخ بنا ہوا ہے۔ شخص اچھا ہے جو سبکسار ہو کر گزر گیا۔ بیت آب دہانے الخ چشمہ گوگرد مراد از زمین۔ زمین کو گندھک کا چشمہ اس لئے کہا ہے کہ زمین اور اُسکی موجودات کی محبت ہر ایک شخص کے دل میں گندھک کی آگ کی طرح موجود ہے۔ ترجمہ منہ کے پانی کو (جو دنیا کی محبت میں جاری ہوتا ہے) احتیاط سے جمع کر اور پھر اُسے اس گندھک کے چشمے کی حرارت (کو فرو کرنے) میں صرف کر دے۔ بیت بازدہ ایں الخ۔ ترجمہ اس آسمان کے دیئے ہوئے قرض (مال و متاع دنیا) کو واپس کر دے۔ اس

زمین سے پیدا شدہ خاک (جسم) کو پھینک دے **بیت** جملہ بینداز الخ **ترجمہ** تمام اشیا کو اپنی عقلمندی سے ترک کردے۔ تاکہ تو رہ جائے اور آزادی **بیت** ہر کہ دریں راہ الخ **ترجمہ** جو شخص بھی اس راستے میں خودی و خود پرستی کرتا ہے (گویا) وہ میری اور تیری (تمام بنی نوع انسان کی) رہزنی کرتا ہے۔ **بیت** خصمی کژدم الخ **ترجمہ** بچھو کی دشمنی زہریلے سانپ (کی دشمنی) سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ وہ (بچھو) تجھ سے پوشیدہ ہے اور یہ (اژدہا) ظاہر ہے۔ **بیت** دشمن خرد است الخ **ترجمہ** چھوٹا دشمن بہت بلا ہوتا ہے۔ اس سے غفلت کرنا ایک زبردست غلطی ہے **بیت** خردمبیں گرچہ الخ **ترجمہ** اگرچہ وہ تھوڑی دشمنی رکھتا ہو اُسے حقیر نہ سمجھ۔ اگر تو باریک بیں نہ بنیگا تو ریزہ ریزہ ہو جائیگا۔ **بیت** باہمہ خردی الخ میل کش سلائی کھینچنے والا۔ مراد اندھا کردینے والا۔ **ترجمہ** چیونٹی اپنی خوردی کے باوجود تھوڑے سے زور کی بدولت سانپ کے بچے کو اندھا کردیتی ہے۔ **بیت** خانہ پُراز دُزد الخ **ترجمہ** گھر چوروں سے بھرا ہوا ہے۔ جواہرات کو ڈھانپ لے۔ جنگل چڑیلوں سے پٹا پڑا ہے تسبیح پھیر۔ **بیت** غارتیانے کہ الخ **ترجمہ** وہ رہزن جو دل پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ منزل کے قریب ہی حملہ کیا کرتے ہیں (یعنی مرتے وقت شیطان طرح طرح کے وساوس دل میں ڈالا کرتا ہے) **بیت** ترسم ازاں الخ **ترجمہ** میں اُس رات سے ڈرتا ہوں جب کہ وہ شبخون ماریں اور تجھے اس جنگل (دنیا) سے ذلت کے ساتھ باہر نکالدیں۔ **بیت** قافلہ راہ الخ **ترجمہ** راستے کے قافلے کو منزل تک پہنچادے بھٹکی ہوئی کشتی کو ساحل تک لیجا۔ **بیت** تات نہ بینند الخ **ترجمہ** تو نیند کیطرح (کہ دماغ میں پوشیدہ ہوتی ہے) چھپ جا۔ تاکہ تجھے (حاسد) نہ دیکھیں۔ تو پانی کیطرح رواں ہوجا۔ تاکہ تجھے نہ چلائیں (موتوا قبل ان تموتوا) **بیت** پائے دریں الخ **ترجمہ** اس صومعہ (دنیا) پاؤں رکھنے کے قابل نہیں ہے۔ اور جب رکھدیا۔ تو واپس ہونا

انصاف نہیں ہے۔ **بیت** گر نہ روی الخ۔ **ترجمہ** اگر تو (دنیا سے) نہ جائیگا تو تیرے جگر کو خون کر دینگے۔ اور تیرے وظیفے کو صومعہ سے باہر رکھدیں گے۔ یعنی اگر تو دنیا کو ترک نہ کریگا تو تکالیف کا سامنا کرنا ہوگا **بیت** گر سفر از خانہ الخ۔ **ترجمہ** اگر گھر سے سفر کرنا ہنر نہ ہوتا۔ تو آسمان دن رات چکر میں نہ رہتا۔ **بیت** تا نہ در دد دیو الخ۔ **ترجمہ** اٹھ تاکہ شیطان تیرا گریبان چاک نہ کر ڈالے۔ دین کا دامن تھام لے اور ایمان کی پناہ میں آجا۔ **بیت** شرع ترا خواند الخ۔ **ترجمہ** شریعت نے تجھے بلایا ہے۔ اُس کی بات سن طبیعت تیرے موافق نہیں اُسے رخصت کر دے۔ **بیت** شرع نسیم است الخ۔ **ترجمہ** شریعت نسیم کی طرح مفرح ہے اُسے اپنی جان کے سپرد کر طبیعت غبار (کی طرح) مکدر کرنے والی ہے اُسے دنیا کے حوالہ کر دے۔ **بیت** شرع ترا ساختہ الخ۔ **ترجمہ** شریعت نے تیرے ہاتھ میں پھول دیدیئے ہیں طبیعت کو نہ پوج۔ اُس کی پرستش کر۔ **بیت** بر درِ ہر کس الخ۔ **ترجمہ** صبا کی طرح ہر شخص کے دروازے پر دوڑ کر نہ جا (یعنی عزلت وقناعت اختیار کر) ہوا کی طرح ہر کمینہ کی سانس سے موافقت نہ کر۔ **بیت** ایں ہمہ چوں سایہ الخ۔ **ترجمہ** یہ سب سایہ کی طرح ہیں اور تو نور کی مانند (پس ان سے جدا رہ کیونکہ سایہ اور نور کبھی جمع نہیں ہوتے ہمیشہ جدا جدا رہتے ہیں) اگر تو ساری دنیا (مال و جاہ و اعزاز) رکھتا ہے تو بھی سب سے علیحدہ ہو جا۔ **بیت** چنبر تست ایں الخ۔ **ترجمہ** یہ فلک حلقہ دار تیرے لئے ایک پھندا ہے۔ دیکھنا چاہیئے کہ تو کس طرح اس پھندے سے اپنے سر کو باہر نکال سکتا ہے **بیت** گر بتو قصہ الخ۔ آئندہ شعر سے قطعہ بند۔ **ترجمہ** اگر وہ (آسمان) تجھے اپنے حال کا قصہ سنائے۔ یا تجھے اپنی (درازیٔ) عمر کی خبر دے تو تیرا غور و فکر عمق فلک کے مقابلہ میں بہت کم ہوگا۔ اور اُس کی گردش (۳۰ ہزار سال) کے مقابلہ میں تیری عمر ہیچ ہوگی **بیت** آخر گفتار الخ۔ **ترجمہ** تیری گفتگو کا انجام خاموشی تیرے کام کا حاصل فراموشی

ہے (کیونکہ موت تجھے سب کچھ بھلا دیگی) **بیت** تا بجہاں در الخ۔ **ترجمہ** جبتک تو جہان میں سانس لیتا ہے (یعنی زندہ ہے) بہتر یہی ہے کہ کسی کے عشق کا دروازہ کھٹکھٹاتا رہ۔ **بیت** کیں دو نفس الخ۔ **ترجمہ** کیونکہ زندگی کے یہ چند لمحے تجھ ایسی عاجز ہستی کو بغیر ایسی شراب (یعنی محبت) کے اچھے نہیں معلوم ہونگے۔ **بیت** ہیچ قبائے الخ **ترجمہ** آسمان نے کوئی قبا ایسی نہیں کاٹی جسے دو کلاہ داروں (روز و شب کے حوادث) نے بالکل فنا نہ کر دیا ہو۔ کلہ دار کو اگر کلہ دار پڑھیں تو ترجمہ اس طرح ہوگا (جسمیں سے دو ٹوپیوں کے بقدر (آسمان) چرا نہ لے گیا ہو (دو کلہ دار بلحاظ مہر و ماہ) **بیت** ہر چہ کند عالم الخ۔ کافر ستیز سنگدل و بے مہر۔ **ترجمہ** تو جو کچھ کرتا ہے یہ سنگدل و بے مہر آسمان اُسے تیز قلم سے تیرے نامۂ اعمال میں لکھ دیتا ہے (پس لائق دوستی نہیں ہے) پہلے مصرع میں کنی پڑھئے۔ **بیت** و انچہ کشائی الخ۔ **ترجمہ** اور جو کچھ تو از روئے غرور و افتخار کرتا ہے تجھ پر وہ تمام باتیں بھی کھول دینگے (یعنی ظاہر کر دیں گے) **بیت** چشم تو گر الخ۔ **ترجمہ** اگر تیری آنکھ ناز و غرور کا پردہ ہے (یعنی خود ناز و غرور ہے) تو تیرے ساتھ اس پردہ (دنیا) میں یہی کھیل کھیلا جائیگا۔ (یعنی لوگ تیرے ساتھ غرور سے پیش آئیں گے) **بیت** نیک و بد آنانکہ الخ۔ **ترجمہ** خوب سمجھ لے کہ جن لوگوں نے دنیا کے نیک و بد کو خوب دیکھا ہے۔ انہوں نے بدی کو کبھی پسند نہیں کیا۔ **بیت** ہر کہ رہے رفت الخ۔ **ترجمہ** جو کوئی (اچھے) راستے پر چلا (فلک نے) اُس کا نشان ظاہر کیا۔ اور جس شخص نے بدی کی اُسے اُس کی سند دیدی۔ **بیت** صورت اگر نیک الخ۔ **ترجمہ** تیری صورت خواہ اچھی ہو یا بری تیرا اصلی نام وہی ہے جو تو اپنے ساتھ لیجائیگا (مطلب تو اعمال سے ہے نہ کہ اچھی یا بری صورت سے) **بیت** خار بود نام الخ۔ **ترجمہ** خاردار پھول کو بھی خار کا نام دیتے ہیں (چنانچہ) عنبر فروش کا نام عنبر پڑ جاتا ہے۔ **بیت** قلب مشو تا الخ۔ **ترجمہ**

کھوٹا نہ بن تاکہ حشر کے دن خدا سے اور اپنے آپ سے شرمسار نہ ہونا پڑے۔ **بیت** بانگ بریں الخ۔ **ترجمہ** اس جگر کو جلانے والے زمانہ کو (بارادہ فتح) للکار۔ اس خون سے لبریز شیشے پر پتھر مار۔ **بیت** زخم کن ایں الخ **نعت** تنگرف۔ آسمان سے استعارہ ہے بوجہ سرخی شفق۔ **ترجمہ**۔ اس تنگرفی رنگ کی پتلی کو توڑ دے اور اس حرف (ذکر دنیا) پر منسوخی کا قلم کھینچ دے **بیت** دست بریں قلعہ الخ۔ **ترجمہ** اس قلعہ قلعی (آسمان قلعی رنگ) پر ہاتھ بڑھا (یعنی اس پر متصرف ہو) اور اس ختلی ابلق پر پاؤں رکھ دے (یعنی روز و شب کے ابلق پر سوار ہو جا) تاکہ وہ تیرا مطیع ہو جائے۔ ختلان ترکستان کی ایک ولایت کا نام ہے جہاں کے گھوڑے خوب ہوتے ہیں۔ اور ختلی اسپ خوب کے معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ ابلق۔ سیاہ و سفید گھوڑا) **بیت**۔ تا فلک از الخ۔ **ترجمہ** تاکہ آسمان اپنے نوخیموں کے منبر سے تجھ پر شہنشاہی کا خطبہ پڑھے۔ **بیت** کار تو باشد الخ۔ **ترجمہ** تیرا کام عاجز و مغلوب رہنا ہے اور جھنڈے کا بلند کرنا (یعنی دعوئ بزرگی) میرا کام ہے۔ **بیت** آدمیم رفع الخ۔ **ترجمہ** میں آدمی ہوں۔ لیکن مجھ کو فرشتوں پر برتری حاصل ہے۔ فلک کے اس طرف کی نسبت (علم کا) دعوئ کرتا ہوں۔ **بیت** قیمتم از قامتم الخ۔ **ترجمہ** میری قیمت میرے قد کے اندازہ سے زیادہ ہے۔ میرا زمانہ اس حلقہ (دنیا) سے باہر ہے۔ **بیت** آب نہ دارم۔ **ترجمہ** پانی نہیں ہے اور میں سمندر کی طرح شان و شوکت دکھاتا ہوں۔ میرے پاس ایک جبہ بھی نہیں ہے اور خزانے کا متلاشی ہوں۔ **بیت** چوں فلکم بر سر الخ۔ **ترجمہ** آسمان کی طرح میرا پاؤں خزانہ پر ہے۔ پس (میں اسی کی طرح) بہت بلند تجویزیں رکھتا ہوں۔

حکایت حجّام بہ ہارون رشید

بیت دور خلافت الخ۔ **ترجمہ** جب خلافت کا دور ہارون تک پہنچا تو بنی عباس کا علم آسمان تک بلند ہو گیا۔ **بیت** نیم شبے گشن الخ۔ **ترجمہ** آدھی رات کے وقت اُس نے اپنی بیوی سے صحبت کی۔ اور حجام کی آسائش کی طرف متوجہ ہوا۔ **بیت** موئے تراشے الخ **ترجمہ** اُس کا حجام جو اُس کی حجامت بنا رہا تھا۔ اُس کے ایک ایک بال کو غم کے سپرد کر رہا تھا یعنی اپنی باتوں سے اُسے رنجیدہ کر رہا تھا۔ **بیت** کاے شدہ آگاہ الخ **ترجمہ** (وہ کہہ رہا تھا) کہ اے میرے اُستادی (ہنر مندی) سے واقف مجھے اپنی دامادی سے مخصوص کر لے۔ **بیت** خطبۂ تزویج الخ۔ **ترجمہ** نسبت کے خطبے کا اعلان کر دے۔ اپنی بیٹی کی منگنی مجھ سے کر دے۔ **بیت** طبع خلیفہ الخ۔ **ترجمہ** خلیفہ کے مزاج میں کچھ غصہ سا آگیا۔ مگر پھر نرم ہو گیا۔ **بیت** گفت سیاست الخ۔ **ترجمہ** اُس نے (دل میں) کہا۔ کہ میرے رُعب نے اُسے مرعوب کر دیا ہے۔ اور میری ہیبت سے اس پر دہشت طاری ہو گئی ہے۔ **بیت** بیخویش کرد الخ۔ **ترجمہ** بیخودی نے اُسے ایسا ہرزہ سرا بنا دیا ہے۔ ورنہ وہ مجھ سے کب ایسی خواہش کرتا۔ **بیت** روز دگر الخ۔ **ترجمہ** دوسرے دن ہارون نے اُسے پھر آزمایا۔ دل کے درم پر وہی سکہ موجود تھا۔ **بیت** تجربتش کرد الخ۔ **ترجمہ** اسیطرح ہارون نے کئی بار اُس کا تجربہ کیا لیکن اُس شخص کا قاعدہ ذرا نہ بدلا۔ **بیت** کار چوبے رونقی الخ۔ آئندہ اشعار سے قطعہ بند۔ **ترجمہ** جب بیرونقی کی وجہ سے اُس کا کام بے نور ہو گیا۔ تو اُس نے اس معاملہ کو وزیر کے سامنے پیش کیا۔ کہ ایک حجام کے (اُسترے کی) قلم سے مجھ پر کیسی بُری سرنوشت نازل ہوئی ہے۔ اُسے میری دامادی کا منصب چاہیئے؟ ذرا اس ترک ادب کو تو دیکھ۔ کہ وہ کیا بکتا ہے۔ جس وقت وہ قضا کی طرح میرے سر پر سوار ہوتا ہے تو میری آبرو اور سر پر پتھر مارتا ہے۔ اُس کے

منہ میں (زبان) ایک خنجر ہے۔ اور اُس کے ہاتھ میں (اُسترا) ایک تلوار ہے۔ افسوس ہے کہ میں اپنے سر کو دو تلواروں کے سپرد کروں۔ **بیت** گفت وزیر الخ۔ **ترجمہ** وزیر نے کہا تو اُس کے ارادے سے محفوظ ہے۔ شاید اُس کا پاؤں خزانہ پر ہے۔ **بیت** چونکہ رسد بر الخ۔ **ترجمہ** جب وہ نادان شخص تیرے پاس آئے تو تو اُسے حکم دے کہ وہ اپنی پہلی جگہ سے ہٹ جائے۔ **بیت** گر نہ رود الخ۔ **ترجمہ** اگر وہ نہ ہٹے تو اُس بہرے کی گردن مار دے۔ نہیں تو اُس کی پہلی جگہ کو کھود۔ **بیت** میر مطیع از الخ۔ **ترجمہ** فرمانبردار بادشاہ نے برضا و رغبت (وزیر کا بتایا ہوا) جیسا طریق تھا دلنشین کر لیا۔ **بیت** چوں قدم از الخ۔ **ترجمہ** جب اُس نے (حجام کے) قدم کو پہلی جگہ سے ہٹا دیا۔ تو حجام کا رنگ ہی بدلا ہوا دیکھا۔ **بیت** کم سخنش دید الخ۔ **ترجمہ** اُس نے اُسے کم سخن پایا اور خاموش۔ اُس کی آنکھیں اور زبان مؤدب تھیں۔ **بیت** تا قدمش الخ۔ **ترجمہ** جبتک اُس کا قدم خزانہ پر تھا۔ اُس کے آئینہ (دل) میں بادشاہت کا عکس تھا۔ **بیت** چوں قدم از الخ۔ **ترجمہ** جب اُس نے اپنے قدم کو خزانے پر سے اُٹھا لیا۔ تو اپنی حجامی کا جھونپڑا کھول دیا۔ **بیت** زود قدمگاہش الخ۔ **ترجمہ** بہت جلد اُس کی قدمگاہ کو کھودا۔ اور اُسکے پاؤں کے نیچے ایک خزانہ پایا۔ **بیت** ہر کہ قدم بر الخ۔ **ترجمہ** جس شخص نے خزانہ پر قدم رکھا۔ جب وہ گویا ہوا تو گویا خزانہ کا منہ کھول دیا (یعنی شان و شکوہ کی باتیں کیں)۔ **بیت** گنج نظامی کہ طلسم افگن ست الخ۔ **ترجمہ** نظامی کا خزانہ جو طلسم افگندہ ہے (یعنی خواستگاروں کیلئے کھلا ہوا ہے) وہ سینہ صاف اور دل روشن کی وجہ سے ہے (خزانہ سے مراد گنجینۂ علم و فضل)

مقالہ بستم در وقاحتِ ابنائے عصر

بیت ما کہ زخود دست الخ۔ **ترجمہ** ہم جو اپنی خودی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں، اس خاک پر کیوں ذلیل پڑے ہوئے ہیں۔ **بیت** صحبت ایں خاک الخ۔ **ترجمہ** اس خاک

کی ہم نشینی نے تجھے خوار کر دیا اور خاک نے ایسے ایسے بہت سے لوگوں کو اپنے میں چھپا لیا ہے۔ **بیت** عمر ہمہ رفت الخ۔ ترجمہ ساری عمر ضایع ہو گئی اور ہم نہایت ناکام ہیں۔ اور نہایت پیچھے ہیں (پہلے مصرع میں ناکس ترجم پڑھئے) **بیت** آں دو فرشتہ الخ۔ ترجمہ وہ دو فرشتے ہماری اصلاح کی فکر میں ہیں اور شیطان ہمیں بدنام کرنے کے لئے ہمیشہ ہمارے ساتھ ہے۔ **بیت** گرم رو سرد الخ۔ ترجمہ ہم بھٹی کو بھڑکانے والے کی طرح گرم رو۔ سرد ہیں۔ ہم راکھ کی طرح رفتار سے عاجز اور گرم ہیں۔ **بیت** نور دل الخ۔ ترجمہ دل کا نور اور سینے کی روشنی کہاں؟ وہ پرانی آسائش اور آرام کہاں؟ **بیت** صبح شباہنگ الخ۔ ترجمہ وہ رات جو ارادہ قیامت رکھتی ہے۔ اس رات کی صبح کی طلوع ہو گئی یعنی پیری آگئی اور جوانوں کا علم گم ہو گیا۔ **بیت** خندۂ غفلت الخ۔ ترجمہ غفلت کی ہنسی منہ ہی میں شکستہ ہو کر رہ گئی۔ اور زندگی کی آرزو جان ہی میں ٹوٹ گئی (نہ رہی) **بیت** از کف ایں الخ۔ ترجمہ اس کف خاک سے افسونگری کے ساتھ کوئی ایسی تدبیر کر کہ جان (سلامت) لیجا سکے۔ **بیت** بر پر ازیں دام الخ۔ ترجمہ اس جال سے اڑ جا۔ کیونکہ یہ خونخوار ہے۔ عقل ایسے ہی کاموں کے چارہ کے لئے (دی گئی) ہے **بیت** گرگ زروباہ الخ۔ ترجمہ بھیڑیا لومڑی سے زیادہ طاقتور ہے (مگر) لومڑی نے اس لئے رہائی پائی۔ کہ وہ زیادہ دانا ہے۔ **بیت** حمد یداں کن الخ۔ ترجمہ کوشش یہ کر کہ تو وفا کا ہو رہے خود پرستی نہ کرے بلکہ خدا کا ہو رہے۔ **بیت** خاک دلے شوا الخ۔ ترجمہ جس دل میں وفا ہے اور انصاف کے پھول کا اس میں تھوڑا سا اثر موجود ہے۔ اس کا پامال ہو جا۔ **بیت** ہر ہنرے کاں الخ۔ ترجمہ ہر وہ ہنر، جسے دل سے سیکھتے ہیں۔ وفا کی پوشاک کی مغزی پرسی دیتے ہیں **بیت** گر ہنرے الخ۔ ترجمہ اگر کسی آدمی کے وجود میں کوئی ہنر ہو۔ جب تو اسے پسند نہیں کریگا۔ تو اسکی قیمت کم ہو جائیگی۔ **بیت** گر پسندیش الخ۔ ترجمہ اگر تو اسے پسند کریگا تو اس کی حالت بدل جائیگی اور اس ہنر کے

پانی کا چشمہ دُگنا ہو جائیگا **بیت** مردم پرورد وہ الخ۔ **ترجمہ** تربیت یافتہ لوگ اگر کسی شے میں کوئی ہنر دیکھتے ہیں تو جان سے اُس کی پرورش کرتے ہیں۔ **بیت** خاکِ زمیں جز اخ۔ **ترجمہ** خاکِ زمین ہُنر کے سوا (اور کسی شے سے) پاک نہیں ہو سکتی۔ اور یہ ہنر آج اس طبقۂ خاک پر موجود نہیں ہے۔ **بیت** کارِ ہنر مند الخ۔ **ترجمہ** (حاسد) ہنر مند کی جان پر بنا دیتے ہیں۔ تاکہ اُس کے ہنر کو نقصان پہنچائیں۔ **بیت** حمل ریاضت الخ۔ **ترجمہ** (وہی حاسد) ریاضت کو نمایش پر محمول کرتے ہیں۔ اور فکر کرنے کو (سخن کیلئے) سودا سے نسبت دیتے ہیں۔ **بیت** نام کرم ساختہ الخ۔ **ترجمہ** بخشش کو نقصان کی مٹھی ٹھیراتے ہیں اور وفا کو بے فائدہ غلامی کہتے ہیں۔ **بیت** گر ہنرے سر الخ۔ **ترجمہ** اگر کوئی صاحب ہنر پیدا ہوتا ہے تو بے ہُنر اس سے اُلجھ پڑتا ہے۔ **بیت** گفتہ سخا را الخ۔ کور کند۔ وہ گڑھے جو سیلاب سے زمین میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ **ترجمہ** سخاوت کو "تھوڑا سا تسخر کہتے ہیں"۔ اور سخن کو "گڑھے کا کنارہ" کہتے ہیں۔ **بیت** نقشِ وفا الخ۔ بر سریخ زدن۔ فراموش کردن۔ **ترجمہ** نقشِ وفا کو فراموش کر دیتے ہیں اور چاند اور سورج کی ہنسی اُڑاتے ہیں۔ **بیت** گر نفسے مرہم الخ۔ **ترجمہ** اگر کوئی شخص یا کسی کا سانس راحت کا مرہم ہوتا ہے تو وہ بھی اس گروہ کے دل پر زخم معلوم ہوتا ہے (یہ اُس سے بھی آزردہ ہوتے ہیں) **بیت** گرز نے شربت الخ۔ **ترجمہ** اگر کسی گنے سے شیریں شربت پیتے ہیں تو کولھو کے رس کے سوراخ پر ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ گردن۔ کولھو شیرینہ۔ رس نکلنے کا سوراخ (مراد یہ کہ اگر کسی شاعر سے کلامِ شیریں سُنتے ہیں تو تحسین کے عوض اُس کے منہ پر طمانچہ رسید کرتے ہیں) **بیت** بر جگر پختہ الخ۔ **ترجمہ** انجیر جیسے پختہ جگر پر کچے انگور کی طرح نرخروئی کرتے ہیں۔ **بیت** چشم ہنر بیں الخ۔ **ترجمہ** کسی شخص کی بھی ہُنر دیکھنے والی آنکھ درست نہیں ہے وہ سوائے بُرائی اور عیب کے اور کچھ نہیں ڈھونڈھ سکتے۔ **بیت** حاصل دریا الخ۔ **ترجمہ** دریا سے کُل کے کُل موتی ہی حاصل نہیں ہوتے

(اسیطرح) کسی شخص کے وجود میں ایک ہنر کا ہونا بھی کافی ہے۔ بیت وجاہ بود قطرہ الخ۔ ترجمہ اندھی آنکھ سے ایک قطرہ بھی دجلہ کے برابر ہے (کیونکہ چشم کور سے آنسو نہیں نکلتا) چیونٹی کے لئے مکھی کا پاؤں بھی بکری کا سر تبہ رکھتا ہے۔ چیونٹی حضرت سلیمانؑ کے حضور میں ٹیڑھی کا پاؤں ہدیہ لائی تھی) بیت عیب خرند الخ۔ ناموس گر۔ زبردستی اپنی کو باعزت منوانے والا۔ ترجمہ یہ دو تین ناموس گر عیب جو ہیں۔ خود بے ہنر ہیں اور ہنر کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ بیت تیرہ تر از گوہر الخ۔ ترجمہ اس سے بھی زیادہ تاریک ہیں جیسے ردہ پر ردہ اور اس سے زیادہ تلخ ہیں کہ غم بر غم۔ بیت دود شوندار الخ۔ ترجمہ اگر کسی دماغ تک پہنچتے ہیں تو دہسواں (باعث پریشانی) بنجاتے ہیں۔ اور اگر کسی چراغ تک پہنچ جاتے ہیں۔ تو ہوا بن جاتے ہیں یعنی اُسے بجھا دیتے ہیں یعنی ہمیشہ نفع کے بجائے نقصان پہنچاتے ہیں۔ اور نیکی کی جگہ بدی کو پسند کرتے ہیں۔ بیت حال جہاں بیں الخ ترجمہ زمانہ کا حال دیکھ کہ کون سے لوگ اُس کے سردار بنے ہوئے ہیں اور اُس کے ناموس اور پسندیدہ کون سے اشخاص ہیں۔ بیت ایں دو سہ بدنام الخ۔ ترجمہ یہ اپنے گھوارے (دنیا) کو بدنام کرنے والے چند اشخاص مجھے اپنے عہد کی طرح توڑ رہے ہیں یعنی اپنے عہد کی شکستگی کیطرح میری بھی دلشکنی کرتے ہیں۔ بیت من بہ صفت چوں الخ۔ ترجمہ میں صفت میں آسمان کے چاند کیطرح ہو جاتا ہوں۔ میں نہیں گھٹتا اور اگر گھٹتا ہوں تو (پھر) بڑھ جاتا ہوں (بڑھ جانے سے یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ ہلال زیادہ زیبا معلوم ہوتا ہے) بیت بیخ گرفتم زحد الخ۔ ترجمہ میں نے فرض کر لیا کہ یہ حد سے زیادہ بیخ اُٹھاتے ہیں (مجھے آزار پہنچانے کیلئے) لیکن آسمان کے مقابلہ میں (کہ میں آسمان کے سے بلند مرتبے والا ہوں) اس رقعہ دشمنی کو کسطرح انجام تک پہنچا سکیں گے۔ بیت بر سخن تازہ الخ۔ ترجمہ میرے باغ روح سے بھی زیادہ تازہ سخن پر یہ لوگ اصحاب نوحؑ کیطرح پرانے منکر ہیں (یعنی میرا وہ کلام جو روح سے بھی زیادہ لطیف پاکیزہ اور تازہ ہے ان حاسدوں کی نظروں میں نہیں جچتا اور نوح علیہ السلام کی قوم کی طرح کہ ساڑھے نو سو

کے وعظ و نصیحت سے کبھی وہ راہ راست پر نہ آئی تھی۔ اور اُنکی نبوت کی قائل نہ ہوئی تھی۔ یہ لوگ بھی میرے کلام کی خوبیوں کے منکر ہیں۔ **بیت** دل کہ ندارد اثر۔ ترجمہ میرلول جوان لوگونکے ظلم وستم کی پروا نہیں رکھتا وہ اُن کی یاد سے میری یاد کو بھی بھولجاتا ہے (دل ایسے لوگونکی یاد کو بُرا خیال کرتا ہے) **بیت** با بدِ شاں الخ۔ ترجمہ انکی اس بُرائی کے مقابلہ میں جسکی کوئی حد وانتہا نہیں ہے میری خاموشی غالب اور زبردست شہرت والی ہے۔ **بیت** حقہ پُرآواز الخ۔ ترجمہ (موتیوں کی) ڈبیا ایک موتی سے پُرآواز ہوتی ہے (لیکن) جب اُس کا شکم بھر جاتا ہے تو خاموش ہو رہتی ہے۔ یعنی یہ لوگ خالی ڈھول ہیں۔ کہ علم وعمل سے خالی ہیں۔ اسیواسطے شور مچاتے ہیں۔ اسکی وہی مثال ہے کہ اگر ڈبیا میں ایک موتی ہو تو وہ چھنکتا ہے۔ لیکن اگر وہ بھری ہوئی ہو تو نہیں چھنکتی۔ **بیت** چنبرہ چنگ الخ۔ ترجمہ چنگ کا حلقہ شور مچاتا ہے (کیونکہ وہ اندر سے خالی ہوتا ہے) لیکن جب پُر ہو جاتا ہے تو خاموش ہو جاتا ہے۔

حکایتِ بُلبل بابز

در چمن باغ الخ۔ ترجمہ باغ کی کیاریوں میں جب گلاب کھلا (بہار آگئی) تو بلبل نے باز کے گفتگو شروع کی۔ کز ہمہ مرغاں الخ۔ ترجمہ کہ تمام پرندوں میں تو ہی سب سے زیادہ خاموش ہے۔ آخر بتلا تو سہی۔ کہ تو (اس خاموشی میں) بازی کیوں لیگیا ہے۔ تا تو لب الخ۔ ترجمہ اے نبہ لب! جب سے تو نے زندگی کا دم لیا ہے (پیدا ہوا ہے) تو نے کسی سے ایک بھی مزیدار بات نہیں کی۔ منزل تو دست الخ۔ ترجمہ بایں ہمہ بادشاہوں کا ہاتھ تیرا مقام ہے اور کبک دری کا سینہ تیری خوراک ہے۔ قطعہ منکہ بیکدم الخ۔ ترجمہ میں جو ایک لمحہ میں غیب کے کان کے سیکڑوں بیدھے ہوئے (عمدہ موزوں) موتی جیب سے نکال لاتی ہوں۔ میری غذا کیڑوں کا شکار کیوں ہے۔ اور میرا گھر کانٹوں پر کیوں ہے۔ باز بدو گفت الخ۔ ترجمہ باز نے اُس سے کہا۔ کہ ہمہ تن گوش ہو جا (غور سے سن) میری خاموشی کو غور کی نظر سے دیکھ اور خاموش ہو جا۔ **بیت** منکہ شدم الخ۔ ترجمہ میں چونکہ ذرا تجربہ کار ہو چکا ہوں۔ یعنی شکار کرنا جان گیا ہوں اسلئے

سینکڑوں (کام) کرتا ہوں۔ اور ایک بھی بیان نہیں کرتا۔ رو کہ توئی الخ۔ ترجمہ جا کہ تو زمانے کی عاشق ہے۔ کہ کام ایک نہیں کرتی اور باتیں ہزار بناتی ہے۔ **بیت** منکہ ہمہ معنیم الخ۔ ترجمہ میں چونکہ ہمہ تن معنی ہوں اس لئے۔ اس لئے یہ شکارگاہ (دنیا) مجھے بادشاہ کے ہاتھ سے چکور کا سینہ دلاتی ہے۔ چوں تو ہمہ الخ۔ ترجمہ اور تو چونکہ ہمہ تن زخم زبان ہے (وہ شخص جس کی زبان ہم نشینوں کے دل کو زخمی کردے اُسے زخم زبان کہتے ہیں) اس لئے تو کیڑے کھا۔ اور کانٹوں پر بیٹھ۔ والسّلام۔ خطبہ چو برالخ۔ ترجمہ جبکہ فریدوں کے نام پر خطبہ پڑھتے ہوں۔ تو ڈھول کی آواز پر (خطبے) کا حکم کس طرح لگا سکتے ہیں۔ صبح چو بانگ الخ۔ ترجمہ صبح جو مرغ سحر کی آواز کے ساتھ طلوع ہوتی ہے (یعنی طلوع صبح کے وقت مرغ بولتا ہے) تو ظہور یا طلوع صبح گویا بانگ خروس پر از راہ افسوس خندہ زن ہے کیونکہ خاموشی مفید اور غوغا مضر ہے جیسا کہ اشعار سالقہ ولاحقہ سے ظاہر ہے۔ چرخ کہ در الخ۔ ترجمہ آسمان جو معرض فریاد میں نہیں ہے۔ کوئی شخص بھی اُس کے حلقے سے آزاد نہیں ہے (آسمان خاموش ہے۔ اسیواسطے تمام دنیا اُسکے حلقۂ اطاعت میں ہے) برکش آوازہ الخ۔ ترجمہ بلند مرتبہ نظم کی دھوم نہ مچا تاکہ تو نظامی کی طرح سے شہر بند نہ ہو جائے۔ مولانا نظامی ایک ملانگ سے معذور تھے۔ حسن تعلیل کے طور پر فرماتے ہیں۔ کہ میں جو کہیں جا آنہیں سکتا اسکی وجہ یہ ہے کہ میں اپنی بلند مرتبہ نظم کی شہرت کی وجہ سے مقید ہو رہا ہوں۔ ایک اردو کا شاعر کہتا ہے

قید کا اپنی سبب بلبل خوش لہجہ نہ پوچھ
تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

در سبب اختصار گوید

بیت صبحک اللہ الخ۔ ترجمہ اے دبیر! خدا تیری صبح اچھی کرے۔ میں اپنے قلم کیطرح اپنے ہاتھ (اختیار) سے باہر ہو گیا۔ میری مدد کر۔ کیں نمط الخ۔ ترجمہ کیونکہ (نظم) یہ طریقہ آسمان سے بھی اوپر اُڑ رہا ہے اور میرے قلم کے ذریعے سے نیرنگی دکھلا رہا ہے۔ زیں ہنر الخ الماس

اس مثنوی کے مطالب و معانی۔ کرنگ۔ چھوٹی چھری مراد تحفہ مختصر یعنی مثنوی مخزن اسرار۔ بہ سبب اختصار ہنر الماس کے بجائے ایک نسخہ ہمہ الماس بھی ہے کہتے ہیں کہ کاریگر لوہار الماس کو حل کر کے چھری اور تلوار پر اس طرح لگا دیتے ہیں کہ وہ لوہے کو بھی آسانی سے کاٹ سکے ملک۔ بہرام شاہ۔ ترجمہ اس فعر گوئی کے ہنر سے میں نے جو الماس نچوڑا ہے اس سے بادشاہ کیلئے (تحفہ کے طور پر) ایک چھوٹی سی چھری تیار کی ہے۔ کاہن شمشیر الخ۔ ترجمہ آہن سے مضمون مراد ہے۔ سنگ یعنی سخت۔ کیونکہ میری اس تلوار (کتاب) کا لوہا (مضامین) بہت سخت تھے اور میری آہنگری کی بھٹی (کا وزن) تنگ تھی۔ دولت اگر الخ۔ ترجمہ اگر دولت میری رفاقت و یاوری کرتی تو میرا بخت اس کام کی طرف مائل نہ ہوتا۔ در دلم آید الخ۔ ترجمہ میرے دل میں خیال آتا ہے کہ میں نے گناہ کیا ہے۔ کہ یہ چند ورق سیاہ کر ڈالے ہیں۔ آنچہ دریں الخ۔ ترجمہ اس خیمہ گاہ کے چھپر کھٹ میں جو کچھ بھی ہے وہ چند صبحوں کی جلوہ گری ہے (اس کتاب کے مضامین چند صبحوں کی واردات ہیں۔ جو میرے دل پر نازل ہوئی۔ غور و تامل سے کہی ہوئے نہیں ہیں)۔ زیں برہ بخور الخ۔ برہ۔ ہرن یا بکری کا بچہ۔ ترجمہ اس تر و تازہ بچے (کا لذیذ گوشت) کھا دھو میں کیا کھاتا ہے (یعنی دماغ پریشان نہ کر) اور دوسرے نمک سودہ (یعنی مضامین دیگراں) کو آگ لگا دے۔ پیشتر واہستگی الخ۔ ترجمہ آگے بڑھ اور ذرا صبر سے کام لے۔ اور اگر تو اس میں غور و فکر کرے۔ تو اچھی طرح غور کر (مثنوی کو پڑھ اور پھر غور کر) ہر سخنے کز الخ۔ ترجمہ (اس کتاب کا) ہر وہ سخن جسے ادب سے بعد ہو بیشک اسے مٹا دے۔ کہ میری طرف سے اجازت ہے۔ وانچہ نہ از الخ۔ ترجمہ اور (اس کتاب کی) جو بات بھی شریعت سے آراستہ نہ ہو۔ خواہ وہ حرف میں ہی خود کیوں نہ ہوں اس پر قلم پھیر دے۔ گرنہ در و داد الخ۔ ترجمہ اگر میں نے اس میں داد سخن نہ دی ہوتی تو میں اسے شہر بہ شہر نہ بھیجتا۔ ایں طرفم الخ۔ ترجمہ اس طرف (گنج) نے مجھے بہت بری طرح سے قید کر رکھا ہے ورنہ تمام عالم میری محبت میں گرفتار ہے۔ گفت زمانہ الخ۔ زمن بفتح زا و کسر میم بیمار صاحب فراش۔ ترجمہ زمانہ نے مجھ سے

کہا۔ کہ تو زمین تو نہیں ہے (کہ اس طرح بحس و حرکت بیٹھا ہے) حرکت کر۔ تو مریضوں کی طرح سے کبتک بیٹھا رہیگا۔ کوئی کام کر (حکمائے قدیم زمین کو ساکن اور آسمان کو متحرک مانتے تھے) بکر معانیم الخ۔ ترجمہ میری دوشیزہ معانی جس کا مثل نہیں ہوسکتا۔ اس کے قامت کے اندازہ کے مطابق کوئی صدری نہیں ہے۔ نیم تنی تا الخ۔ نیم تنی۔ وہ کپڑا جو صرف آدھے جسم کو ڈھانپ سکے۔ ترجمہ اس کے پاس زانو تک کی جاکٹ ہے۔ اس لئے وہ زانو کے بل بیٹھ گئی۔ باید حلہ الخ۔ ترجمہ اس قد کے مطابق لباس آراستہ کرنا چاہئے تاکہ اس کے لئے اٹھنا بے ادبی نہ ہو (ان اشعار میں مولانا نے اپنے مضامین عالیہ کو ایک دوشیزہ قرار دیا ہے۔ کہ الفاظ کا لباس اس کے جسم پر پورا نہیں آسکتا۔ اور جن الفاظ میں اس کے مضامین بیان ہوئے ہیں۔ وہ ایسا ہی ہے جیسے کسی عورت کو نیم تنی پہنا دی جائے۔ ظاہر ہے کہ باقی جسم کو ڈھانپنے کیلئے وہ زانوؤں کے بل بیٹھ جائیگی۔ اور سیدھی کھڑی نہوگی پس مخزن اسرار کے اختصار کی وجہ یہ ہے کہ الفاظ کا جامہ اس کے جسم پر پورا نہیں آیا۔ اور یہ مختصر ہوگئی ہے) از نظر ہر الخ۔ ترجمہ ہر بوڑھے اور جوان کی نظر سے (جو وہ اس کتاب پر ڈالیگا) مجھے شہرت کے سوا اور کیا حاصل ہے؟۔ گرمی ہنگامہ الخ۔ ترجمہ اس سے مجھے صرف گرمی ہنگامہ نصیب ہے اور زر کچھ بھی نہیں (نصیب ہوتا) صرف گرمی بازار میسر ہے اور کچھ بھی نہیں۔ گنجہ گرہ کردہ الخ۔ گنجہ۔ مولانا کا مسکن۔ ترجمہ گنجہ میرے گریبان میں گرہ ڈالے ہوئے ہے (میں یہاں سے کہیں جا نہیں سکتا) اور عراق بغیر (سابقہ) تعلقات محبت و شناسائی کے میری ملکیت ہے (تمام عراقی بغیر کسی سابقہ شناسائی اور محبت کے میرے کلام کی وجہ سے میرے حلقہ بگوش بنے ہوئے ہیں) بیت بانگ برآورد الخ۔ ترجمہ زمانہ پکار اٹھا کہ اے لڑکے! نظامی کون ہے اور گنجہ کون؟ (میرے سخن کی اور اس کی وجہ سے گنجہ کی شہرت تمام اطراف جہان میں ہوگئی)۔ باد مبارک الخ۔ ترجمہ (زمانے نے کہا کہ) اسکی گوہر افشانی اس ملک

کے لئے مبارک ہو جس کی یہ گوہر ملکیت ہے (نظامی کا کلام اس ملک کو مبارک ہو جس سے نظامی کو نسبت ہے) کرد نظامی الخ۔ ترجمہ نظامی نے اسے (کتاب کو) آراستہ کرنے کے لئے سر سے پاؤں تک جواہرات میں غرق کر دیا ہے۔ بیت مرغ قلم الخ۔ ترجمہ طائر قلم نے اڑنے کا ارادہ کیا تو کاغذ کے صفحے پر اپنے دونوں بازو کھولدیئے پائے زسر کرد الخ۔ ترجمہ (قلم نے) سر کے پاؤں بنائے اور ہونٹوں سے موتی بکھیرے اور مخزن اسرار کو انجام تک پہنچا دیا۔ بود حقیقت الخ۔ ترجمہ درست شمار کے لحاظ سے ماہ ربیع الاول کی چوبیس تاریخ تھی۔ ازگہ ہجرت الخ۔ ترجمہ زمانہ ہجرت سے لے کر اسوقت تک پانسو بیاسی (۵۸۲) سال گذر چکے ہیں۔ شکر کہ ایں الخ۔ ترجمہ خدا کا شکر ہے کہ کتاب کا آغاز ہوا۔ اور عمر سے پہلے انجام کو پہنچی۔ شکر کہ ایں الخ۔ ترجمہ شکر ہے کہ یہ حقائق نظام نظم خدائے تعالیٰ کی توفیق سے ختم ہوئی۔ گوہر دریائے الخ۔ ترجمہ یہ (کتاب) ایک گرامی دریا کا موتی اور نظامی کی مخزن اسرار ہے ✦

تمام شد

"ہوالجلیل"

دورِ آخر

یعنی

خلاصہ شعرالعجم حصہ سوم

مرتبہ

عندلیب شادانی

بفرمائش

شیخ مبارک علی تاجر کتب

اندرون لوہاری دروازہ لاہور

در مطبع کریمی لاہور باہتمام میر امیر بخش چھپا قیمت ۱؎

ایرانی شاعری کا آخری دَور

ان میں تیموری خاندان کا اخیر فرمانروا سُلطان حسین مرزا تھا۔
کے آخری زمانہ میں سلطنت صفویہ کا آغاز ہُوا۔ جس کی اجمالی
کیفیت یہ ہے کہ شیخ صفی الدین آردبیلی ایک مشہور خاندان
سادات کے سجادہ نشین تھے۔ اُن کی اولاد میں سلطان حیدر
ایک بزرگ پیدا ہوئے جنکے مرید قرمزی رنگ کی بارہ گوشے
کی ٹوپی پہنتے تھے اور اس مناسبت سے قزلباش کہلاتے تھے۔
جس کا لفظی ترجمہ سُرخ سر ہے۔ وہ ایک معرکہ میں شہید ہوئے
اُن کے صاحبزادے شاہ اسمٰعیل نے محرم ۹۰۵ھ میں
نثر آدمیوں کے ساتھ آذربائجان پر چڑھائی کی اور رفتہ رفتہ اپنی
جماعت اسقدر بڑھائی کہ شروان پر حملہ آور ہوکر وہاں کے فرمانروا
کو شکست دی۔ انہوں نے ۲۵ برس کی مدت میں ایک وسیع
سلطنت قائم کرلی اور حکومت صفویہ کی بُنیاد ڈالی۔ ۹۳۰ھ میں
ان کا انتقال ہوگیا۔
ان کے بعد اُن کے بیٹے طہماسپ نے سلطنت کو اور ترقی دی۔

۵۵ برس حکومت کر کے ۹۸۴ھ میں وفات پائی۔ اُن کے بعد اُن کا بیٹا اسمٰعیل مرزا اور پھر اِن کا بیٹا شاہ عباس ۹۹۵ھ میں فرمانروا ہُوا۔

شاہ عباس وسعت حکومت اور انتظامات مُلکی میں دوسرا اکبر یا شاہجہان تھا۔ اُس نے کُل ایران۔ خراسان۔ آرمینیہ اور عراق عرب کو مسخر کیا۔ مُلک میں اِس سرے سے اُس سرے تک کاروانسرائیں بنوائیں جن میں مُسافروں کے لئے سلطنت کی طرف سے تمام چیزیں مُہیّا رہتی تھیں) ۴۴ سال حکومت کرنے کے بعد ۱۰۳۸ھ میں وفات پائی۔ اس کے بعد شاہ صفی اور پھر شاہ عباس ثانی تخت نشین ہُوا جسنے ۱۰۷۷ھ میں وفات پائی اس خاندان صفوی کے عہد حکومت میں تہذیب و تمدّن کو خوب ترقی ہوئی۔ ہر چیز میں نفاست اور تکلف شروع ہُوا۔ اس کا اثر شاعری پر بھی پڑا۔ اس لئے شاعری میں نہایت لطافت اور نزاکت پیدا ہو گئی۔

صفوی خاندان خود صاحب علم و فضل اور سخن سنج و سخن شناس تھا۔ اِسلئے اُسنے شعر کی نہایت قدر و منزلت کی شاہ عباس اکثر مسیح کاشی کے گھر اُن سے ملنے جایا کرتا تھا۔

علاوہ ازیں چونکہ اسی زمانہ میں ہندوستان میں تیموری خاندان شاہانہ فیاضیوں کے دریا بہا رہا تھا اور ایران کے شعرا دولت کی کشش سے ادھر کھنچے چلے آتے تھے۔ اسلئے صفوی خاندان اور بھی رقیبانہ حوصلہ مندیوں پر مجبور رہتا گو اس معرکہ میں آخر بازی ہندوستان

ہی کے ہاتھ رہی۔

ہندوستان میں شاعری اگرچہ بابر کے ساتھ آئی چنانچہ **آتشی قندھاری** جس کا یہ مطلع مشہور ہے۔

شرشکم رفتہ رفتہ بے تو دریا شد تماشا کن　　بیا در کشتی چشم نشین و سیر دریا کن

بابر کے ساتھ ہندوستان میں آیا۔ لیکن شاعری کی تربیت **بیرم خانخانان** سے شروع ہوئی۔ وہ خود پختہ کار شاعر تھا۔ ترکی اور فارسی دونوں زبانوں میں کہتا تھا۔ اکثر شعرا اس کے دربار میں ملازم تھے۔ **نظیری سمرقندی** نے اس کے ایما سے شاہنامہ ہمایونی لکھ کر بیش بہا صلہ حاصل کیا۔

اکبر گو امی تھا لیکن نہایت خوش ذوق اور قدردان سخن تھا۔ اُس نے ملک الشعرائی کا خاص عہدہ قائم کیا۔ جس پر سب سے پیشتر **غزالی** مامور ہوا۔ اکبر کی فیاضیاں دیکھ کر ایران کے تمام شعرا ہندوستان میں امنڈ آئے۔

اکبر اور جہانگیر وغیرہ سلاطین خود صاحب مذاق اور نکتہ سنج تھے۔ اسلئے شعرا فن شعر میں ترقی کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اسکے ساتھ ہی چونکہ تقرب حاصل کرنے کی غرض سے ہر شاعر دوسرے پر سبقت لیجانا چاہتا تھا اسلئے خود بخود اُن کے کلام میں زور پیدا ہوتا جاتا تھا اور ہر ایک اپنے کلام میں کوئی نہ کوئی جدت پیدا کرتا تھا۔

جہانگیر کا ذوق شاعری اسقدر صحیح تھا جسقدر ایک بڑے نقاد

فن کا ہو سکتا ہے طالب آملی ایک مدت تک اُس کے دربار میں شاعری کرتا رہا لیکن اُس نے ملک الشعرائی کا خطاب اُس کو اسوقت دیا جبکہ وہ درحقیقت اس منصب کے قابل ہُوا۔

غرضکہ ان سلاطین کے دربار میں شعر و شاعری کو جو ترقی ہوئی وہ صرف اسلئے نہ تھی کہ شاعری سے دولت ہاتھ آتی تھی بلکہ زیادہ تر وجہ یہ تھی کہ یہ سلاطین خود موزون طبع تھے۔ نقاد فن تھے۔ اچھے بُرے کی تمیز رکھتے تھے۔ موقعہ بموقعہ شعرا کو ٹوکتے رہتے تھے۔ اُن کو صحیح داد دیتے تھے۔ اس لئے اُن کے دربار حقیقت میں شاعری کی تعلیم گاہ تھے۔

دکن میں ابراہیم عادل شاہ کی قدردانی اور فیاضی نے بیجاپور کو ایران کا ٹکڑا بنا دیا تھا ظہوری اور ملک قمی اُس کے دربار کے مُلازم تھے اور اکبری کشش بھی اُن کو دِلّی اور آگرہ نہ کھینچ سکی۔ برہانپور میں نظام شاہ بحری گویا اس فن کا مربی تھا۔ ظہوری نے ساقی نامہ اسی کی شان میں تصنیف کیا جس کا بیش بہا صلہ عطا ہُوا ہندوستان کی یہی فیاضیاں تھیں جن کی بنا پر تمام ایران ادھر کھنچا چلا آتا تھا۔

ہندوستان میں سلاطین اور شہزادوں کے علاوہ۔ امرا اکثر سخن فہم اور قدردان تھے۔ ان میں ابوالفتح گیلانی عبدالرحیم خانخانان نے شاعری کی ایکاڈیمی (بیت العلماء) قائم کی جس کی بدولت شعرا نے اس فن میں نہایت ترقی کی۔

شعر کی تاریخی زندگی میں یہ واقعہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہندوستان میں آکر فارسی شاعری نے ایک خاص جدت اختیار کی۔ یہ جدت حکیم ابوالفتح کی تعلیم کا اثر تھا۔

اسی طرح خانخانان کی شاہانہ فیاضیوں اور شاعرانہ نکتہ سنجیوں نے شعر و شاعری کے حق میں ابر کرم کا کام دیا اس نے احمد آباد میں ایک کتب خانہ قائم کیا جس میں ہر فن کی نہایت نادر کتابیں جمع کیں۔ اکثر یہاں غزلوں کی طرحیں دی جاتی تھیں۔ شعرا مشاعرے کرتے تھے۔ خانخانان خود بھی شریک صحبت ہوتا تھا۔ غزلیں بھی کہتا تھا اور قدردانی سے شعرا کا دل بڑھاتا تھا۔ وہ اس مرتبہ کا سخن سنج تھا کہ اگر شاعری میں پڑتا تو نظیری اور عرفی کا ہمسر ہوتا۔

خانخانان کی فیاضی اور قدردانی سے جو شعرا اور اہل کمال اس کے دربار میں جمع ہو گئے سلاطین کو بھی یہ بات نصیب نہیں ہوئی۔ عرفی کو اس قصیدہ پر۔ (اے داشتہ در سایہ ہم تیغ و قلم را)۔ ایک لاکھ روپیہ انعام دیا۔

ایک دفعہ نظیری نے خانخانان سے کہا کہ لاکھ روپیہ کا ڈھیر لگایا جائے تو کسقدر ہوگا؟ میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ خانخانان نے لاکھ روپیہ منگوا کر سامنے رکھوا دیئے۔ نظیری نے کہا خدا کا شکر ہے آپکی بدولت میں نے لاکھ روپیہ تو دیکھ لئے خانخانان نے روپے اس کے گھر بھجوا دیئے۔

مربیان سخن کے سلسلہ میں علی قلی خان۔ خان زمان۔

خان اعظم کوکلتاش۔ ظفر خان اور غازی خان کا نام بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

(خان زمان۔ اکبری دربار کے امرائے کبار میں سے تھا جو بالآخر حریف سلطنت بن کر مارا گیا۔ وہ خود شاعر اور قدر دان سخن تھا سلطان تخلص کرتا تھا۔ اکثر شعرا اس کے دربار میں ملازم تھے)

(غزالی نے ہزار شعر کی ایک مثنوی نقش بدیع لکھ کر پیش کی۔ خان زمان نے وہ صلہ دیا جو سلطان محمود نہ دیسکا تھا (یعنی فی شعر ایک اشرفی)۔ خان زمان کے مرنے پر غزالی اکبر کے دربار میں پہونچا اور ملک الشعرائی کا خطاب پایا۔ الفتی یزدی خان زمان ہی کے دربار میں ملازم تھا)

(خان اعظم کوکلتاش۔ اکبر کا رضاعی بھائی اور اس کے ساتھ کا کھیلا تھا۔ اکبر اس کی ناز برداریاں کرتا تھا۔ خان اعظم نہایت قابل نکتہ سنج اور بہت بڑا مورخ تھا۔ اُسینے جعفر ہروی۔ سہمی۔ مدامی۔ بدخشی۔ مقیمی۔ سبزواری وغیرہ اکثر شعرا کی تربیت کی)

(مرزا غازی خان۔ قندھار کا صوبہ دار تھا۔ ایران کے شعرا جو کابل اور قندھار کی راہ سے ہندوستان میں آتے تھے۔ پہلے مرزا غازی خاں ہی کے خوان کرم سے فیضیاب ہوتے تھے)

(ظفر خان۔ صوبہ دار کشمیر اس مرتبہ کا شخص تھا کہ کلیم اور صائب کو اس کی استادی اور مربی گری کا اعتراف ہے صائب مدتوں اُسکے

دربار میں رہا اور اس کی بدولت شاعری میں ترقی کی۔ اس نے ایک عجیب مرقع طیار کرایا تھا۔ یہ ایک بیاض تھی جس میں ہر شاعر اپنا کلام منتخب اپنے ہاتھ سے لکھتا تھا اور صفحہ کی پشت پر اسکی تصویر ہوتی تھی۔

اس زمانہ میں شاعری کی ترقی کا ایک بڑا سبب یہ ہوا کہ مشاعرہ کا رواج قائم ہوا۔ قبل ازیں شعرا بطور خود اساتذہ کی غزلوں پر غزلیں لکھتے تھے۔ اب (یعنی فغانی کے زمانے سے) یہ طریقہ قائم ہوا کہ کسی امیر صاحب مذاق کے مکان پر شعرا جمع ہوتے تھے۔ پہلے سے کوئی طرح دیدی جاتی تھی۔ سب اس طرح میں غزلیں لکھ کر لاتے اور پڑھتے تھے۔ کبھی کبھی بر سر محفل برابر کے دعویداروں میں چوٹ چل جاتی۔ سوال و جواب ہوتے اور اس طرح مسابقت اور حریف پیشگی شاعری کو ترقی دیتی جاتی تھی۔ ان تمام مجموعی حالات نے شاعری پر جو اثر کیا اور جو خصوصیتیں پیدا کیں حسب ذیل ہیں:۔

(۱) غزل کی ترقی۔

گو اس زمانہ میں قصیدہ۔ مثنوی۔ غزل۔ رباعی۔ ان تمام اصناف سخن کا بہت بڑا ذخیرہ پیدا ہوگیا تھا لیکن در اصل یہ عہد غزل کی ترقی کا عہد ہے۔ غزل میں مختلف اسٹائل قائم ہوئے جنکی تفصیل یہ ہے:۔

۱۔ واقعہ گوئی یا معاملہ بندی۔ یعنی اُن واقعات اور معاملات کا ادا کرنا جو عشق و عاشقی میں پیش آتے ہیں۔ گو واقعہ گوئی کے موجد سعدی ہیں اور امیر خسرو نے اس پر معتد بہ اضافہ کیا لیکن اس عہد میں

یہ ایک مستقبل صنف ہوگئی جس کا بانی اوّل مرزا اشرف جہان قزوینی ہے جو شاہ طہماسپ صفوی کا وزیر تھا۔

وحشی یزدی۔ علی قلی میلی۔ اور علی نقی کمرہ نے اس طرز کو اپنا خاص موضوع بنا لیا۔

وحشی یزدی چونکہ رند اور اوباش مزاج تھا۔ اور بازاری معشوقوں سے اس کو زیادہ سروکار رہا۔ اسلئے اُس نے اس طرز کو کسی قدر اعتدال سے بڑھا دیا۔ واسوخت کی ابتدا بھی اسی نے کی اور اسی پر اس کا خاتمہ بھی ہو گیا۔

ب۔ فلسفہ۔ غزل میں فلسفہ کی آمیزش عرفی نے خاص طور پر کی لیکن اس طرز کو زیادہ ترقی نہیں ہوئی کیونکہ اُس کے ہمعصروں اور اس کے مابعد کے شعرا نے بہت کم اس طرز میں کہا۔

ج۔ مثالیہ۔ یعنی کوئی دعویٰ کرنا اور اس پر کوئی شاعرانہ دلیل پیش کرنا۔ اس طرز کے بانی۔ ابو طالب کلیم علی قلی سلیم۔ مرزا صائب اور غنی ہیں۔ یہ طرز نہایت مقبول ہُوا یہاں تک کہ شاعری کے خاتمہ تک قائم رہا۔

د۔ تغزل۔ تغزل سے یہ مراد ہے کہ عشق اور عاشقی کے جذبات موثر الفاظ میں ادا کئے جائیں۔ یہ وصف اگرچہ لازمہ غزل ہے لیکن نظیری نیشاپوری۔ حکیم شفائی اور علی نقی کمرہ نے اس کو اور زیادہ نمایاں کیا۔

نوٹ۔ ان لوگوں میں اور وقوع گویوں میں یہ فرق ہے کہ وقوع گو شعرا ہوس پرست اور شاہدان بازاری کے عاشق ہوتے ہیں اور اسی قسم کے واقعات اور خیالات باندھتے ہیں۔ بخلاف اس کے متغزلین کا معشوق بازاری نہیں ہوتا اور نہ ان کا عشق متبذل اور اوباشانہ ہوتا ہے۔

س۔ **خیال بندی اور مضمون آفرینی**۔ یہ وصف تمام متاخرین میں ہے لیکن اس طرز کو نمایاں کرنے والا جلال اسیر ہے جو شاہجہان کا ہمعصر ہے۔ **شوکت بخاری**۔ **قاسم دیوانہ** وغیرہ نے اس کو اور زیادہ ترقی دی اور ہمارے ہندوستان کے شعرا مرزا بیدل اور ناصر علی اسی گرداب کے تیراک ہیں۔

(۲) **قصیدہ**۔ قصیدہ کا ایک خاص طرز عرفی نے قائم کیا جس کی تقلید کوئی نہ کر سکا۔ **ظہوری**۔ **طالب آملی**۔ **حسین ثنائی** نے بھی اس صنف کو بہت ترقی دی۔

(۳) **مثنوی**۔ مثنوی بالکل اپنے درجہ سے گر گئی **فیضی** اس سے مستثنیٰ ہے مثنوی میں عموماً تاریخی واقعات یا اخلاقی مضامین ہوتے ہیں لیکن ان مضامین کے لئے سادگی اور پختگی درکار ہے۔ متاخرین ہر بات میں رنگینی کے عادی ہو گئے تھے۔ اس لئے مثنوی مثنوی نہیں رہی۔ بلکہ غزل بن گئی۔ **کلیم** کا **شاہجہان نامہ** پڑھو رزم لکھتے ہیں۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ بزم نشاط میں گانا ہو رہا ہے۔

(۴) رباعی۔ یہ زمانہ اس امتیاز پر ناز کر سکتا ہے کہ رباعی نے فلسفہ کے تمام مسائل ادا کر دئے۔ سحابی استر آبادی جو اکبر کا ہمعصر اور نجف میں معتکف تھا اسنے کم از کم سترہ ہزار رباعیاں لکھیں جو سرتا پا فلسفہ سے مملو ہیں۔

یہ تمام تفصیل خاص خاص انواع شاعری کے متعلق تھی۔ عام طور پر طرز ادا اور اسلوب بیان میں جو جدتیں پیدا ہوئیں اُن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

(۱) قدما اور متوسطین کسی خیال کو پیچیدگی سے ادا نہیں کرتے تھے متاخرین کا یہ خاص انداز ہے کہ جو بات کہتے ہیں پیچ دے کر کہتے ہیں۔ یہ پیچیدگی زیادہ تر اسوجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ جو خیال کئی شعروں میں ادا ہو سکتا تھا اس کو ایک شعر میں ادا کرتے ہیں مثلاً قدسی کہتا ہے۔

عیش ایں باغ باندازۂ یک تنگدل است کاش گل غنچہ شود تا دل ما بگشاید

(مطلب یہ ہے کہ دُنیا کا باغ ایک نہایت مختصر باغ ہے۔ اس میں اسی قدر وسعت ہے کہ صرف ایک تنگ دل آدمی خوش ہوئے۔ اسلئے یہ نہیں ہو سکتا کہ میرا دل بھی شگفتہ ہو اور پھول کی کلی بھی کھل سکے۔ اس بنا پر آرزو کرتا ہے کہ کاش پھول کلی بن جائے تاکہ میرے دل کی شگفتگی کی گنجائش نکل سکے۔ اس مضمون کو فلسفیانہ نظر سے دیکھیں تو یہ خیال کرنا مقصود ہے کہ دنیا میں جب کسی کو فایدہ پہونچتا ہے تو اُس کے یہ معنی ہیں کہ دوسرے کو نقصان پہونچا۔ کسی بادشاہ نے مُلک فتح کیا یعنی دوسرے کو شکست ہوئی۔)

یہ خیال کسی حیثیت سے دیکھا جائے ایک شعر میں سمانے کے قابل نہ تھا۔ اسلئے جب ایک ہی شعر میں اُس کو ادا کرنا چاہا تو خواہ مخواہ پیچیدگی پیدا ہوگئی۔

کبھی یہ پیچیدگی اسوجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ کوئی مبالغہ یا استعارہ یا تشبیہ نہایت دور از کار ہوتی ہے۔ اسلئے سننے والے کا ذہن آسانی سے اسکی طرف منتقل نہیں ہوسکتا مثلاً شوکت بخاری کہتا ہے۔

گوشہا را آشیان مرغ آتشخوارہ کرد برق عالم سوز یعنی شعلہ غوغائے من

(شعر کا مطلب یہ ہے کہ میرے جو آہیں کیں اسقدر گرم تھیں کہ اس سے شعلے نکلے۔ یہ شعلے لوگوں کے کانوں میں پہونچے یہانتک کہ لوگوں کے کانوں میں آگ بھر گئی۔ اس بنا پر مرغ آتشخوار نے جس کی غذا آگ ہے کانوں میں اپنا گھونسلا بنالیا کہ ہر وقت غذا ملتی رہے)

چونکہ کسی شخص کا ذہن اس طرف نہیں جاسکتا کہ آہ کی گرمی سے کان آتشکدے بن جائینگے۔ اسلئے مضمون آسانی سے سمجھ میں نہیں آسکتا۔

(۲) اس زمانہ کے اکثر مضامین کی بنیاد الفاظ پر اور صنعت ایہام پر ہے۔ یعنی لفظ کے لغوی معنی کو ایک حقیقی بات قرار دے کر اس پر مضمون کی بنیاد قائم کرتے ہیں۔ مثلاً

امروز نیم شہرۂ عالم ز ضعیفی عمریست کہ از ضعف فتادم بزبانہا

(بر زبان افتادن کے اصطلاحی معنی مشہور رہونا ہے لیکن لغوی معنی زبان پر پڑنا ہے مضمون کی بنیاد اسی لغوی معنی پر ہے۔ کہتا ہے کہ کمزوری اور

ضعف میں میں کچھ آج سے مشہور نہیں۔ ایک مدت ہے کہ میں زبانوں پر چڑھ گیا ہوں۔ زبان پر پڑنے کے معنی چونکہ اصطلاح میں مشہور ہونے کے ہیں اس لئے یہ دعویٰ صحیح ہے۔ لیکن شاعر لغوی معنی لیکر ضعف کو یوں ثابت کرتا ہے کہ میں اسقدر ضعیف ہوں کہ لوگوں کی زبانوں پر چڑھا پھرتا ہوں)

متاخرین کی شاعری سے اگر ایہام کو الگ کر دیا جائے تو انکی شاعری کا بہت بڑا حصہ دفعتہً برباد ہو جائیگا۔

(۳) اس دور کا بڑا امتیازی وصف۔ استعارات کی نزاکت اور جدت تشبیہ ہے۔ تمدن کی ترقی میں جس طرح تمام اسباب معاشرت و تمدن میں تکلفات پیدا ہو جاتے ہیں اسی طرح زبان اور خیالات میں بھی نزاکت اور تکلفات پیدا ہو جاتے ہیں مثلاً "آنکھیں فرش راہ ہیں" گو بجائے خود اچھا استعارہ ہے لیکن نظیری کہتا ہے۔

میخواست بوسہ رخت اقامت بگسترد از فرش جبہ راہ براں خاک کو نبود

بوسہ چاہتا تھا کہ بستر اڈالے لیکن اُس گلی میں اسقدر پیشانیوں کا فرش بچھا تھا کہ جگہ ہی نہ تھی۔

استعارات کی جدت اور نزاکت متاخرین کا عام انداز ہے لیکن اس خاص وصف میں طالب آملی سب سے زیادہ ممتاز ہے۔

(۴) اس زمانہ میں الفاظ کی نئی تراشیں اور نئی نئی ترکیبیں کثرت سے پیدا ہوئیں۔ مثلاً پہلے میکدہ۔ آتشکدہ وغیرہ مستعمل تھے۔ اب نشترکدہ۔ مرہم کدہ وغیرہ ترکیبیں پیدا ہوئیں یا مثلاً پہلے یک گلشن گل۔ یک چمن گل کہتے تھے

اب یک خندہ لب۔ یک دیدہ نگاہ وغیرہ کہنے لگے۔ اس قسم کی ترکیبیں عرفی۔ فیضی۔ نوعی نے بکثرت پیدا کیں۔ ان ترکیبوں سے اکثر جگہ مضمون کا اثر بڑھ جاتا ہے (مثلاً مصرعہ شکن بروے شکن خم بروئے خم چیند)
(مصرعہ۔ بہر یک لب خندہ نتواں منّت شادی کشید)
(مصرعہ۔ روے بروے حسن کن دست بدست نازدہ)
(مصرعہ۔ موج بر موج شکستم چو بہ عماں رفتم)
اس سے زیادہ یہ کہ ایک بڑا خیال ایک چھوٹے سے لفظ سے ادا ہوجاتا ہے مثلاً یہ شعر

بہ دور گردی من از غرور میخندد حریف سخت کمانے کہ در کمین دارم

کہنا یہ تھا کہ میں معشوق سے محبت کرتا ہوں لیکن الگ الگ رہتا ہوں کہ تیر عشق کا گھائل نہ ہوجاؤں۔ لیکن معشوق میرے اس کترائے پھرنے پر ہنستا ہے کہ میری زد سے بچ کر کہاں جائیگا۔ اس خیال کے ادا کرنے کے لئے دور گردی کا لفظ نہ ہو تو ایک شعر میں یہ مطلب ادا نہیں ہوسکتا۔

فغانی شیرازی

تمام اہل فن اور ارباب تذکرہ کا اتفاق ہے کہ متوسطین کی شاعری میں انقلاب پیدا ہوکر جو نیا دور قائم ہوا جو متاخرین اور نازک خیالوں کا دور کہلاتا ہے اس کا بانی فغانی ہے۔

فغانی کا وطن شیراز ہے سام میرزا نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے کہ پہلے چاقو بنایا کرتے تھے۔ شاعری کا آغاز تھا کہ ہرات میں آئے اس زمانہ میں شاعری کا جو انداز مقبول عام تھا سلطان حسین مرزا کے شعرا کا انداز تھا چونکہ فغانی کا رنگ ان سے الگ تھا اسلئے کسی نے انکی قدر نہ کی۔ بلکہ ان کے کلام کو اسقدر لغو سمجھتے تھے کہ جب کسی کا مہمل شعر پڑھا جاتا تو کہتے فغانیہ ہے۔

جامی اسوقت تک زندہ تھے لیکن اُن سے بھی فغانی کو داد نہ ملی۔ بالآخر تبریز میں آئے یہاں سلطان یعقوب فرمانروا تھا اس نے اُنکی نہایت قدردانی کی اور بابا کا خطاب دیا۔ سلطان یعقوب کے انتقال کے بعد بیورد میں آکر قیام کیا۔ نہایت لاابالی مزاج اور رند مشرب تھے۔ شراب حد سے زیادہ پیتے تھے۔ اکثر میخانوں میں گذرتی تھی۔ اس بنا پر بیورد کے حاکم نے ان کا روزینہ شراب اور گوشت مقرر کر دیا تھا۔ اخیر عمر میں توبہ کی اور مشہد میں معتکف ہو گئے۔ ۹۲۵ھ میں وفات پائی۔

ابتدا میں جب اپنے بھائی کی دکان پر چاقو بنایا کرتے تھے تو اس مناسبت سے سکا کی تخلص رکھا تھا پھر فغانی رکھا۔

کلام پر رائے ان کو تمام اہل سخن مجدد فن مانتے ہیں۔ والہ داغستانی لکھتے ہیں۔

"اکثر استادان زمان مثلاً مولانا وحشی یزدی۔ مولانا نظیری نیشاپوری۔ مولانا عرفی شیرازی۔ خواجہ حسین ثنائی۔ حکیم شفائی اصفہانی۔ حکیم مسیحا کنائے

کاشی۔ مولانا ضمیری اصفہانی۔ و مولانا محتشم وغیرہم متبتع و مقلد و شاگرد و خوشہ چین خرمن طرز و روش اُویند"

متاخرین کی جو خصوصیتیں تمہید میں مذکور ہوئیں فغانی کے کلام میں وہ متوسط حد تک موجود ہیں ورنہ اصلی ترقی عرفی۔ نظیری۔ شرف قزوینی وغیرہ نے دی ہے۔

نمونہ کلام۔ خوبی ہمیں کرشمہ و ناز و خرام نیست — بسیار شیوہاست بتا نازا کہ نام نیست

مقصود صحبت است ز گل ورنہ بوئے گل — انصاف اگر بود ز صبا بیتواں شنید

تو اے گل بعد ما ہر کہ میخواہد لب بنشیں — کہ من چوں لالہ با داغ جفایت نیں چمن رفتم

✓ اے کہ میگوئی چرا جامے بجانے میخری — ایں سخن با ساقی ما گو کہ ارزاں کردہ است

(طرز ادا کا لطف دیکھو۔ معترض کو یہ اعتراض تھا کہ شراب ایسی کیا چیز ہے جو جان کے عوض میں خریدی جائے۔ لیکن اُس نے اختصار کے لئے صرف اسی قدر کہا کہ تم ایک پیالہ جان کے عوض میں کیوں خریدتے ہو۔ میخوار شراب کے لطف کا اسقدر گرویدہ ہے کہ وہ یہ سمجھا کہ اعتراض اس پر ہے کہ شراب اتنی ارزاں کیوں خریدتے ہو۔ اس کی قیمت تو جان سے بڑھ کر کوئی چیز دینی چاہیئے۔ اس کا جواب دیتا ہے کہ میں کیا کروں۔ یہ اعتراض تو ساقی پر ہونا چاہیئے کہ اس نے کیوں اسقدر قیمت گھٹا دی ہے ؂

ملک الشعرا فیضی

فیضی عربی النسل ہے اسلاف یمن میں رہتے تھے شیخ موسیٰ جو فیضی کی پانچویں پشت میں ہیں وطن سے ترک تعلق کر کے سیاحت کو اُٹھے۔ چلتے پھرتے سندھ کے علاقے میں آئے ریل ایک قصبہ ہے یہاں قیام کیا اور شادی کر لی۔ دسویں صدی ہجری میں شیخ خضر فیضی کے دادا کو وطن چھوڑنا پڑا۔ انہوں نے ناگوری میں آکر ایک عربی خاندان میں شادی کر لی جس سے شیخ مبارک پیدا ہوئے۔ شیخ مبارک ناگور سے گجرات اور گجرات سے آگرہ میں آئے (جمنا کے کنارے میر رفیع الدین حسینی کے ہمسایہ میں قیام اختیار کیا) اور یہیں ایک معزز خاندان میں شادی کی۔ خدا نے کثرت سے اولاد دی جن میں سب سے پہلا فیضی تھا۔

فیضی نے ابتدائی اور انتہائی تعلیم باپ سے پائی خواجہ حسین مروی نے بھی غالباً فن شاعری میں اس کی تربیت کی (شباب کو پہونچا تو اس کا دامن کمالات کے پھولوں سے بھرا تھا۔ لیکن قسمت نے مدتوں عجیب عجیب مصیبتوں میں مبتلا رکھا)

اکبر کے ابتدائی دور میں دو شخص مذہبی حیثیت سے نہایت جاہ و اقتدار رکھتے تھے مخدوم الملک اور شیخ عبد النبی (مخدوم الملک کا نام عبداللہ انصاری ہے شیر شاہ نے اپنے عہد سلطنت میں اُنکو صدر الاسلام

اور ہمایوں نے شیخ الاسلام کا خطاب دیا تھا سلیم شاہ ان کو اپنے تخت پر بٹھاتا تھا بیرم خان نے لاکھ روپیہ سالانہ تنخواہ مقرر کی تھی شیخ عبدالنبی جو شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے نواسے تھے صدارت پر ممتاز تھے یعنی جسقدر مذہبی اوقاف اور جاگیریں تھیں سب کا انتظام ان کے ہاتھ میں تھا۔ انہوں نے اکبر کو اسقدر اپنا گرویدہ بنا لیا تھا کہ وہ اُن کے گھر پر جا کر اُن سے حدیث پڑھتا تھا۔ اُن کے فیض صحبت سے اکبر کی مذہبی خودرفتگی کی یہ نوبت پہنچی کہ خود مسجد میں جھاڑو دیتا تھا)

یہ دونوں بزرگ جسقدر دیندار تھے اسی قدر جاہلانہ تعصب بھی رکھتے تھے جیسا کہ عام طور پر دینداری کا مقتضی سمجھا جاتا ہے۔ ان لوگوں نے اکبر کو آمادہ کیا کہ ملک میں جو بدعقیدہ لوگ ہیں ان کا استیصال کر دیا جائے۔ چنانچہ عام گیرودار شروع ہوئی۔ بہت سے لوگ قتل اور قید کئے گئے۔

شیخ مبارک کو وسعت نظر اور بہ دانی ہے نے تقلید اور تعصب کی بندشوں سے آزاد کر دیا تھا۔ خود حنفی تھا۔ لیکن شیعی سُنّی مسلمان کا فرق سب سے ملتا تھا۔ اس زمانہ میں مہدوی فرقہ نہایت مطعون خلائق تھا۔ شیخ کو اُن سے ملنے میں بھی دریغ نہ تھا۔ عوام میں شہرت پھیلی کہ شیخ رافضی ہے۔ مہدوی ہے۔ دہری ہے لہذا مخدوم الملک اور عبدالنبی نے اکبر سے کہا کہ شیخ مبارک بھی بدعتی ہے اس کو سزا ملنی چاہیئے۔ چنانچہ اسی وقت محتسب متعین ہوئے کہ شیخ مبارک کا سارا خاندان دربار میں حاضر کیا جائے

شیخ کو قبل از وقت خبر مل گئی۔ فیضی اور ابوالفضل کو ساتھ لے راتوں رات نکل کھڑا ہوا۔ فیضی کے ایک دوست کے یہاں پناہ لی (شاہی چوبدار شیخ کے گھر پہنچے۔ چاروں طرف پہرے بیٹھ گئے ابوالخیر فیضی کا چھوٹا بھائی گھر میں تھا۔ اس کو پکڑ کر بادشاہ کے سامنے لائے۔ اکبر کو مخالفوں کی سختی اور جوش انتقام دیکھ کر بڑا رحم آیا۔ ابوالخیر کو چھوڑ دیا اور گھر پر سے پہرا بھی اُٹھ گیا)

شیخ کے دشمنوں نے اب یہ اُڑائی کہ فیضی اور شیخ مبارک معتوبان بارگاہ ہیں اس افواہ کی بنا پر میزبان نے بے اعتنائی شروع کی شیخ کو کھٹکا ہوا کہ خود صاحب خانہ کہیں پکڑوا نہ دے۔ شب کو بے سروسامانی کے ساتھ وہاں سے نکلے۔ ایک امیر کے پاس پہونچے جو فیضی کا قدیم آشنا تھا۔ دس دن یہاں رہے۔ دشمنوں نے اس امیر کو بھی دربار میں پکڑوا بلوایا۔ ناچار یہاں سے بھی نکلنا پڑا۔ اور ایک زمیندار کے مکان پر تہ خانہ میں پناہ گزین ہوئے۔ لیکن جلد ہی معلوم ہوا کہ یہاں بھی خطرہ سے محفوظ نہیں۔ مجبوراً سب بھیس بدل کر رات کے وقت وہاں سے چل کھڑے ہوئے۔ ایک مدت تک مارے مارے پھرتے رہے۔ سخت مصائب کا سامنا ہوا۔ غرض پھر پھرا کر آگرہ آئے۔ ایک دوست کے یہاں قیام کیا۔ اور چند لوگ بھی شیخ کے طرفدار پیدا ہو گئے مرزا عزیز جو اکبر کا رضاعی بھائی اور بہت منہ چڑھا تھا۔ اسنے بھی بادشاہ سے ان لوگوں کی نہایت سفارش کی۔ دربار شاہی میں تقریب ہوئی سنہ ۹۷۴ھ ۱۴ جلوس

میں اکبر نے بڑے احترام سے بُلایا۔ ابوالفضل کی طبیعت میں نہایت آزادی اور استغنا تھی۔ دربار میں جانے سے قطعی انکار کر دیا۔ فیضی گئے اور شاہانہ نوازش سے بہرہ یاب آئے۔

فیضی کا تقرب روز بروز بڑھتا گیا۔ لیکن اُس نے دربار کی کوئی خدمت اختیار نہ کی۔ طبیب تھا۔ مصنف تھا۔ شاعر تھا اور انہیں مشغلوں میں بسر کرتا تھا۔ شہزادوں کی تعلیم و تربیت کا کام بھی اس سے متعلق تھا۔ ۲۴ جلوس میں شہزادہ دانیال کی تعلیم و تربیت سپرد ہوئی۔ اسی سنہ میں اکبر نے اجتہاد و امامت کے دعوے سے مسجد میں جا کر خطبہ پڑھا۔ یہ خطبہ فیضی ہی کا لکھا ہوا تھا۔

بنامِ آں کہ مارا سروری داد　　دل دانا و بازوے قوی داد
بود وصفش ز حد فہم برتر　　تعالےٰ شانہٗ اللہ اکبر

اکبر نے شیخ عبدالنبی کا زور توڑ کر صدارت کے ٹکڑے کر دئے تھے چنانچہ ۹۹۰ھ میں آگرہ۔ کالنجر اور کالپی کی صدارت فیضی کو دی گئی۔ سنہ ۹۹۳ھ ۳۰ جلوس میں جب یوسف زئی پٹھانوں پر اکبر نے فوجیں بھیجیں تو فیضی بھی اس مہم میں مامور کیا گیا۔ سنہ ۹۹۶ھ ۳۳ جلوس میں اکبر نے ملک الشعرا کا خطاب دیا۔ سنہ ۹۹۹ھ ۳۶ جلوس میں دکن کی سفارت پر متعین ہوا۔ سفارت کے معاملات اس خوبی سے انجام دئے کہ خاندیس کا حاکم راجی علی خان حلقہ بگوش ہو گیا پھر احمد نگر میں برہان نظام شاہ سے ملا اور بحسن و خوبی سفارت کے مراتب انجام دئے۔ ایک برس آٹھ مہینے چودہ دن میں سفارت کا کام

ختم کر کے ۱۰۰۱ھ میں پائے تخت میں واپس آیا۔
ہندوستان۔ ایران اور روم کے حالات نہایت تفصیل کے ساتھ بہم پہونچا کر بادشاہ کو تحریر کئے۔
۳۹ سنہ جلوس ۱۰۰۳ھ میں دمہ کا عارضہ ہو گیا۔ حکیم مصری نے جو اس زمانہ کا مشہور معالج تھا بڑی مستعدی سے علاج کیا۔ لیکن موت کا کیا علاج تھا عین نزع کے وقت آدھی رات کو اکبر کو خبر ہوئی بیتابانہ دوڑا آیا۔ فیضی کا سر ہاتھ میں لیکر کئی بار پکارا کہ میں شیخ علی کو علاج کے لئے لایا ہوں۔ آپ بولتے کیوں نہیں۔ لیکن وہاں کیا دھرا تھا۔ ۱۰۰۴ھ میں انتقال کیا۔

عام حالات اور اخلاق و عادات فیضی پر اگرچہ بظاہر شاعری کا احسان ہے کہ آج اس کو جو شہرت ہے اسی نام سے ہے۔ لیکن درحقیقت شاعری ہی نے اس کے تمام کمالات کو مٹا دیا ملا عبد القادر بدایونی جیسا اس کا دشمن اس کا تذکرہ ان الفاظ سے شروع کرتا ہے۔

"در فنون جزئیہ از شعر و معما و عروض و قافیہ و تاریخ و لغت و طب و انشا عدیل در روزگار نداشت" علوم متداولہ میں اس کو فقہ۔ مناظرہ۔ سیاق۔ اور تاریخ و محاضرات سے رغبت نہ تھی۔

ایشیائی دربارون میں خوشامد اور تملق کے بغیر کوئی شخص فروغ نہیں پا سکتا۔ لیکن فیضی نے علم کی آبرو باقی رکھی اوروں کی طرح عزت نفس کو برباد نہیں کیا۔ اسی بنا پر باوجود اس تقرب اور ہمنشینی کے اسکا منصب چار صدی سے نہ بڑھا۔

نہایت فیاض اور سخی تھا۔ اہل کمال کے لئے اس کا گھر مہمانسرائے عام تھا۔ عرفی ایران سے آیا تو اوّل اسی کا مہمان ہُوا حیدر معمّائی نے سورۃ قل ہو اللہ سے اُس کی تفسیر کی تاریخ نکالی تو دس ہزار روپیہ صلہ میں دیا۔

وہ ریاکار مولویوں سے جلتا تھا لیکن فقرا اور اہل دل کا نہایت گرویدہ تھا اور اصلی مقدس بزرگوں سے نہایت عقیدت رکھتا تھا شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی سے اس کو نہایت خلوص تھا۔ مدتوں فتحپور میں بلاکر مہمان رکھا۔ اکثر بزرگوں کے مزار پر حاضر ہوتا تھا خواجہ فرید الدین شکر گنج کی خدمت میں خاص ارادت تھی۔

رشک و حسد اور ناتواں بینی شعرا کا عام خاصہ ہے لیکن فیضی تمام معاصرین کا نام نہایت عزت اور محبت سے لیتا ہے اور دربار شاہی میں اُن کی سفارش کرتا ہے۔ چنانچہ ایک عرضداشت میں دکن سے ملک قمی اور ظہوری کی خوب خوب تعریف کی ہے اور اُنکے چیدہ چیدہ اشعار بھی نقل کئے ہیں۔

عام طور پر مشہور ہے کہ فیضی عرفی سے جلتا تھا لیکن فیضی کے مکاتیب موجود ہیں۔ ایک دوست کو خط لکھا ہے اس میں عرفی کی اسقدر تعریف کی ہے کہ اس سے زائد نہیں ہو سکتی۔

نہایت حلیم اور نیک نفس تھا۔ مُلّا عبدالقادر بدایونی گو فیضی کا سخت مخالف تھا لیکن فیضی کا سلوک مُلّا صاحب کے ساتھ یہ تھا کہ جب وہ

دربار اکبری سے معتوب ہوئے تو اُس نے احمد نگر سے اکبر کو ایک خط لکھا جس میں مُلّا صاحب کے کمالات کی بے انتہا تعریف کی اور سخت سفارش کی۔

فیضی کو اپنے خاندان سے نہایت محبت تھی۔ تفسیر میں کوئی مصنف تھا لیکن اپنے آٹھوں بھائیوں کا تذکرہ کیا ہے۔

شیخ کا اصلی مذاق علم و فن کی خدمت تھی۔ کتابوں کا نہایت شایق تھا۔ ایک گرانبہا کتب خانہ جمع کیا جس میں طب نجوم موسیقی۔ حکمت تصوف ہیئت ہندسہ۔ تفسیر حدیث۔ فقہ وغیرہ تین قسم کے علوم و فنون کی کتابیں تھیں۔

مُلّا صاحب اور ان کے پیروؤں نے متفقاً فیضی کو ملحد۔ بیدین۔ زندیق اور کافر لکھا ہے۔ مُلّا صاحب نے تو یہانتک لکھا ہے کہ فیضی مرتے وقت کُتّوں کی طرح بھونکتا تھا اور اُس کے ہونٹ سیاہ ہو گئے تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ فیضی کے رُتبہ کو سمجھ نہیں سکتے تھے۔ وہ جو حکیمانہ خیالات ظاہر کرتا تھا ان لوگوں کو الحاد اور زندقہ نظر آتا تھا دیکھو وہ خود کیا کہتا ہے۔

بر دانش ما انجم و افلاک بخندند — گر صاحب لولاک لما را نشناسیم
صد شکر کہ ما پیرو اصحاب رسولیم — در شرع دگر راہ نما را نشناسیم

(اس کے بعد چاروں خلفاء کے اوصاف بیان کئے ہیں)

(بدایونی وغیرہ کہتے ہیں کہ وہ فلسفہ کو شرع پر مقدم سمجھتا ہے۔ لیکن

وہ خود مرکز ادوار میں لکھتا ہے)

(معنی قرآں چو ادا میکنی ایں ہمہ تاویل چرا میکنی)
(فہم تو از قول نبی اجنبی بے خبر از سر حدیث نبی)
(گر بہ میاں در بہ طرف رفتہ اند راہ چناں رو کہ سلف رفتہ اند)

باایں ہمہ وہ فراخ مشرب اور آزاد خیال تھا وہ جانتا تھا کہ متعصب مولویوں نے مذہب کی جو صورت بنا رکھی ہے یہ اسلام کی اصلی تصویر نہیں شیعہ سُنّی کے جھگڑوں کو وہ اصل مذہب سے غیر متعلق سمجھتا تھا)

فیضی پر بڑا الزام یہ ہے کہ اُسنے اکبر کو لامذہب اور ملحد بنا دیا۔ اس جھوٹ میں صرف اسقدر سچ ہے کہ ایک زمانہ میں شیخ عبدالنبی اور مخدوم الملک نے اسقدر تعصب پھیلا دیا تھا کہ غیر مذہب کے لوگ علانیہ قتل کئے جاتے تھے فیضی اور ابوالفضل نے اکبر کی اس تنگ خیالی کی اصلاح کی۔ لیکن عبدالنبی اور مخدوم الملک کا اثر مُلک پر اسقدر غالب آچکا تھا کہ ان کا زور توڑنا سخت دشوار تھا فیضی اور ابوالفضل نے علمی مجلسیں قائم کرائیں اور ہر موقع پر ان متعصبوں کو شکستیں دیں اور ان کا سارا بھرم کھُل گیا۔ دُنیا نے جان لیا کہ سوائے لعن اور تکفیر کے ان کے پاس اور کوئی اوزار نہیں۔

(اس کے بعد ۹۸۷ھ ۲۴ جلوس میں ایک محضر نامہ تیار کرایا جس کا مطلب یہ تھا کہ بادشاہ ظل اللہ ہے۔ اُس کو یہ منصب حاصل ہے کہ مسائل مختلفہ

میں جس مجتہد کے قول کو چاہے اختیار کرے وہی حجت ہوگا۔ اس محضر کی عبارت شیخ مبارک نے لکھی۔ فیضی اور ابوالفضل نے اس پر دستخط کئے۔ لطف یہ کہ شیخ عبدالنبی اور مخدوم الملک کو بھی دستخط کرنا پڑے۔ اکبر نے بھی چاہا کہ اعلان عام کی غرض سے جمعہ کی نماز بھی پڑھائے تاکہ منصب امامت مسلم ہوجائے فیضی نے خطبہ لکھ دیا)

(بنام آں کہ ما را سروری داد　　دل دانا و بازوے قوی داد)
(بود وصفش ز حد فہم برتر　　تعالے شانہٗ اللہ اکبر)

(ان کارروائیوں نے متعصب مولویوں کا زور توڑ دیا اور اکبر کو موقع ملا کہ وہ ایک ایسی وسیع اور آزاد سلطنت قائم کرے جس کے سایہ میں ہندو مسلمان۔ یہود۔ نصاریٰ سب آزادی کے ساتھ اپنے اپنے فرائض مذہبی ادا کرسکیں اور یہی طرز حکومت خلفائے راشدین نے قائم کیا تھا۔ لیکن اکبر اس عالم میں حد سے تجاوز کر گیا وسعت مشرب میں اسنے آتش پرستی اور آفتاب پرستی تک کی۔ لیکن اس میں فیضی کا کیا قصور ہے فیضی سے جہانتک ہوسکا اُس نے ہر موقع پر مذہبی پہلو قائم رکھا)

(جب اکبر کے حکم سے ابوالفضل نے توریت کا ترجمہ سُنانا شروع کیا اور یہ مصرع پڑھا)

(اے نامی وے ژژوکرسٹو (جینرس کرائسٹ) تو فیضی برابر سے بولا)
(سُبحانک ما سواک یا ہو)

فیضی نے تفسیر ان واقعات کے بعد لکھی ہے لیکن ایک ذرہ مسلمات

عام کی شاہراہ سے نہیں ہٹا۔

سچ تو یہ ہے کہ فیضی کی مذہبی آزادی جو کچھ سنتے ہیں زبانی سنتے ہیں۔ تصنیفات میں تو وہ ملائے مسجدی نظر آتا ہے۔

تصنیفات۔ صاحب مآثر الامرا نے لکھا ہے کہ فیضی نے انچاس ایک کتابیں تصنیف کیں۔ ان میں سے جن کا پتہ چلتا ہے اُن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

خمسہ۔ یعنی نظامی کی پانچوں مثنویوں کا جواب۔ اوّل مرکز ادوار دوم سلیمان بلقیس سوم نلدمن چہارم ہفت کشور پنجم اکبر نامہ ان میں سے دو کتابیں مرکز ادوار اور نلدمن انجام کو پہونچیں (نلدمن چار مہینے میں تمام ہوئی اس میں چار ہزار شعر ہیں۔ مُلّا عبدالقادر بدایونی ہر جگہ جہاں فیضی کا ذکر آتا ہے بے نقط سُناتے ہیں لیکن یہاں مجبور ہو کر ان کو بھی تعریف کرنا ہی پڑتی ہے چنانچہ فرماتے ہیں)

رُوالحق مثنوی ست کہ دریں سہ صد سال مثل آں بعد از امیر خسرو شاید در ہند کسے دیگر گفتہ باشد"

(سلیمان بلقیس کا یہ انداز ہے)

الٰہی پردہ تقدیس بکشا سلیمان مرا بلقیس بنما
دل من با بتاں آزری چند سلیمانے گرفتار پری چند
رچنانم از بلندی دہ آواز کہ آید ہدہد شوقم بپرواز
گرہ شد ہفت دیبا در رگویم کشایش نیست ممکن تا نگویم

اکبر کی مہم گجرات پر ایک مثنوی لکھی تھی وہ بھی ناپید ہے۔

موارد الکلم۔ تفسیر غیر منقوط لکھنے کا جب ارادہ کیا تو مشق کے طور پر

پہلے یہ کتاب لکھی اور بلاد عرب میں بھیجی۔ لوگوں نے اس کی بہت کچھ داد دی۔

سواطع الالہام یعنی تفسیر غیر منقوط ۱۰۰۱ھ میں تمام ہوئی کل مدت تصنیف دو ڈھائی برس ہے فیضی کے مخالفین نے اس موقع پر بھی اعتراض کیا تو یہ کیا کہ آجتک کسی نے بے نقط تفسیر نہیں لکھی۔ اسلئے یہ بدعت ہے فلہذا خلاف شریعت ہے۔ فیضی نے برجستہ جواب دیا کہ خود کلمہ توحید سرتاپا غیر منقوط ہے۔

انشائے فیضی۔ نورالدین محمد عبداللہ بن حکیم عین الملک جو نلاً ایرانی اور ہندوستان زاد تھے فیضی کے بھانجے اور شاگرد تھے۔ انہوں نے فیضی کے تمام مکاتیب اور خطوط مہیا کر کے ایک مجموعہ مرتب کیا اور لطیفہ فیضی نام رکھا۔ اسوقت تک خطوط اور مراسلات سے بیان واقع کے بجائے زیادہ تر اظہار انشا پردازی مقصود ہوتا تھا۔ فیضی پہلا شخص ہے جسنے سادہ نگاری کی ابتدا کی اس طرز میں اس کا کوئی نظیر ہے تو حکیم ابوالفتح ہے جس کے رقعات چار باغ کے نام سے مشہور ہیں۔

دیوان غزلیات۔ کچھ اوپر نو ہزار شعر ہیں۔ خود دیباچہ لکھا ہے۔ خاتمہ پر چند رباعیاں بھی لکھی ہیں دیوان کا نام **طباشیر الصبح** رکھا۔ دیوان جب مرتب ہوا ہے تو فیضی کی عمر ۴۰ سے کچھ اوپر تھی۔

قصائد۔ مختصر سا مجموعہ ہے۔ حمد۔ نعت۔ مدح۔ فخر۔ تصوف۔ اخلاق وغیرہ مضامین پر الگ الگ قصیدے لکھے ہیں۔ تعداد کم ہے لیکن کئی کئی سو شعر کے ہیں۔ طرحیں بھی اپنے معاصرین سے جدا اختیار کی ہیں۔

بیٹے کا ایک مرثیہ بھی ہے۔ اور نہایت پُر درد ہے۔ خاتمہ پر قطعات بھی ہیں۔

ابوالفضل کی ایک تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ فیضی کے کُل کلام کی تعداد ۵۰ ہزار ہے۔

مہابھارت ۹۰۰ھ میں اکبر نے مہابھارت کا ترجمہ کرنے کا حکم دیا۔ لوگوں کو الگ الگ ٹکڑے سپرد ہوئے دو فن فیضی کے حصّے میں آئے۔

تذکرہ۔ شعرا کا تذکرہ لکھنا شروع کیا لیکن اس کے سوا کہیں پتہ نہیں کہ ایک دوست کے خط میں اس کا کچھ ذکر آیا ہے۔

لیلاوتی۔ حساب میں ہے۔ فیضی نے سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کیا۔

اتھرون بید کا ترجمہ بھی فیضی کی طرف منسوب ہے۔ لیکن صرف اسقدر پتہ چلتا ہے کہ اس کے ترجمہ کا کام پہلے بدایونی پھر فیضی اور بعد ازاں ابراہیم سرہندی کے سپرد ہُوا تھا۔

فارسی رامائن کو بھی عام لوگ فیضی کی طرف منسوب کرتے ہیں لیکن دراصل اس کا ترجمہ بدایونی نے چار برس کی محنت میں کیا تھا۔ پھر مسیحائے پانی پتی نے نظم کیا جو آج عام طور پر مشہور ہے۔

فیضی کی شاعری۔ فیضی فطرۃً شاعر تھا۔ اس کا خاندان شاعری سے کچھ تعلق نہیں رکھتا تھا۔ تعلیم و تربیت بھی شاعری کی حیثیت سے نہیں ہوئی تھی۔ تاہم وہ بچپن سے شعر کہتا تھا۔ لیکن چونکہ طبیعت مشکل پسند تھی اور

عربیت کا زور تھا۔ اسلئے زیادہ تر صنائع کی طرف مائل رہا (بچپن کے کلام میں صرف پانچ شعر کی ایک غزل مُلّا صاحب کی بدولت ہاتھ آئی ہے)

(اے قد نیکوے تو سرو روان — وے خم ابروے تو شکل کمان)
(حلقہ گیسوے تو دام جنون — طرّہ ہندوئے تو کام جنان)
(ہم لب جادوئے تو آب حیات — ہم خط دلجوئے تو خضر زمان)

(باوجود صنعت ترصیع کے ہر شعر چار بحروں میں پڑھا جاتا ہے)

(ابتدائی قصائد میں نامانوس عربی الفاظ بکثرت ہیں اور یہ وہی مُلّائیت کا زور ہے مثلاً

(بچے معلمے شاہزادہ ہائے عظام — کہ بر نہال فلک مے کنند اغصانی)

ایک قطعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ **ابو الفرج رونی** کا تتبع کرتا تھا۔ چنانچہ کہتا ہے۔

ذوقے کہ تواں گرفت از شعر — از شعر ابو الفرج گرفتم

لیکن جسقدر اہل زبان سے اختلاط بڑھتا گیا۔ زبان سادہ اور صاف ہوتی گئی۔ عرفی۔ ظہوری۔ ملک قمی سے صحبتیں رہتی تھیں۔ خصوصاً عرفی کے زور طبع اور چاشنی سخن کا نہایت معترف ہے۔ محتشم کاشانی کی بھی تعریف کرتا ہے۔

فیضی نے قصیدہ۔ مثنوی۔ غزل۔ سب کچھ کہا ہے۔ لیکن قصیدے بے مزہ ہیں۔ ابتدائے کلام ایک طرف اخیر کے قصائد سے بھی مُلّائیت کی بُو آتی ہے البتہ مثنوی اور غزل لاجواب ہے۔

(۱) فیضی کی خصوصیات میں سب سے بڑھ کر جوش بیان ہے جس کا وہ موجد بھی ہے اور خاتم بھی جوش بیان خواجہ حافظ میں بھی ہے اور اعلےٰ درجہ پر ہے لیکن رندانہ مضامین اور دُنیا کی بے ثباتی کے ساتھ مخصوص ہے۔ فیضی کے ہاں۔ فخریہ۔ عشقیہ۔ فلسفیانہ۔ ہر قسم کے مضامین میں یہی جوش پایا جاتا ہے۔ یہ جوش بیان اس کے ذاتی حالات کا خاص اثر ہے جو کسی اور کو نصیب نہیں ہو سکتا۔

(غور کرو ایک شخص جس کے سینے میں تمام علوم و فنون کے خزانے بھرے ہوئے ہیں فلسفہ اور حکمت کے نہایت دقیق نکتوں تک اس کی نظر پہونچتی ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ اور حریف معمولی سطح سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ آزاد خیالی اور بلند نظری اُس کو آسمان تک پہنچائے دیتی ہے۔ باایں ہمہ قسمت کی یاوری نے اس کو تخت شاہنشاہی کے برابر کھڑا کر دیا ہے۔ ایسے شخص کے جوش مضامین کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔ جب وہ تخت شاہی کے پاس کھڑے ہو کر اکبر کو مخاطب کرتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک سیہ مست جوش مستی میں آپے سے باہر ہُوا جاتا ہے اور بنکار رہا ہے)

(شاہنشاہا! خسروپشتوہا! — دریا گہرا! فلک شکوہا!
بزمے ست جہاں بعیش پیوست — دور تو شراب و آسمان مست)
(امروز بایں نوائے چوں شہد — من یار بدم تو خسرو عہد
زیں خامہ کہ کردہ ام فلک سائے — پیش تو ستادہ ام بیکپائے)
(ایں نامہ کہ عشق بر زبان زد — طغرائے ترا بآسمان زد

ایں چار ہزار گوہر ناب — کانگیختہ ام با آتشین آب)
(پذیر کہ آب گوہر تست — از بہر نثار افسر تست

(موخر) یہی جوش فلسفیانہ اور عشقیہ مضامین میں بھی ہے۔

از تف بادۂ ما بال ملائک بگداخت — وائے آنروز کہ برقے جہد از شیشہ ما
عشق صبر و خرد و ہوش ز فیضی بربود — در درہ بین کہ بآں قافلہ سالار چہ کرد
(بادہ در جوش است و یاران منتظر — ساقیا! خذ ما صفا دع ما کدر)
(شدیم خاک ولیکن ببوئے تربت ما — تواں شناخت کزیں خاک مرمی خیزد)
ہیچ دانی دل ما خرد چرا بشکستند — آسمان آئینہ ہا ساخت ز سیارۂ ما

(مقدم) اقسام سخن میں فیضی فخریہ خوب کہتا ہے اور اس عالم میں اسکا جوش بیان حد سے گذر جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو

امروز نہ شاعرم حکیمم — دانندۂ حادث و قدیمم
ہر موئے ز من تمام گوش است — خاموشی من بصد خروش است
تا تازہ و تر زنم رقم را — در بادہ کشیدہ ام قلم را
(مے ریخت ز خامکاری ژرف — از صبح ستارہ وز من حرف
دروازہ صبح بر رخم باز — گلکم ز شگاف پر تو انداز)

(۲) فیضی کی ممتاز خصوصیات شاعری میں سے شوخی استعارات اور ندرت تشبیہات ہے اکبری دور کے شعرا میں یہ خصوصیت عام ہے لیکن نوعی شیرازی اور عرفی اس وصف میں اپنے معاصرین سے ممتاز ہیں اور فیضی ممتاز ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(بزمے ست جہاں بہ عیش پیوست　　دور تو شراب و آسمان مست)

زین خامکہ کردہ ام فلک سائے　　پیش تو ستادہ ام بیکپائے

گر عشق چنیں بسوز دم پاک　　مہتاب بروں برآرم از خاک

بگداختہ آبگینہ دل　　آئینہ دہم بدست محفل

(۳) فیضی اکثر فلسفیانہ مضامین باندھتا ہے ساتھ ہی ادعا اور غرور کی جھلک بھی ہوتی ہے۔

عجب ترا نہ دل فیضی ندیدہ ایم طلسم　　کہ ہم گہر بود و ہم محیط و ہم غواص

مسافران طریقت زمن جدا مشوید　　کہ دور بینم و چشمم بہ منزل افتادہ است

(غافل نیم ز راہ نے آہ چارہ چیست　　زین رہزنان کہ بر دل آگاہ میزنند)

(گویند ہمرہان طریقت کہ اے رفیق　　آگاہ شو کہ قافلہ ناگاہ میزنند)

(روے کشادہ باید و پیشانی فراخ　　آنجا کہ لطمہ ہائے یداللہ میزنند)

(اس شعر کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ جہاں خدا کے ہاتھ کے طمانچے پڑتے ہیں وہاں کشادہ جبینی اور شگفتہ روئی درکار ہے۔ مطلب یہ ہے کہ صدمات قضا و قدر کی برداشت۔ یا تجلیات کی برق افگنی کے لئے نہایت صبر و استقلال درکار ہے)

(۴) غزل میں عام شعرا کا قاعدہ ہے کہ کوئی قدیم طرح سامنے رکھ لیتے ہیں۔ پھر ایک ایک قافیہ پر نظر ڈالتے ہیں۔ جو قافیہ جس انداز سے بندھ سکتا ہے باندھتے جاتے ہیں۔ رفتہ رفتہ غزل پوری ہو جاتی ہے۔ یہ بہت کم ہوتا ہے کہ پہلے کوئی مسلسل یا مفرد خیال دل میں آئے اس کو شعر میں

ادا کریں پھر غزل پوری کرنے کے لئے اور اشعار بھی لکھتے جائیں۔ لیکن فیضی کی اکثر غزلوں میں صاف نظر آتا ہے کہ کسی واقعہ کے اثر سے کوئی خیال دل میں آتا ہے اور اُسی کو وہ ادا کر دیتا ہے۔ خطوط میں جا بجا لکھتا ہے کہ فلاں واقعہ کے اثر سے یہ خیال پیدا ہُوا اور وہ غزل کی صورت میں ادا ہُوا۔ مثلاً دکن کے سفر میں ایک دفعہ کچھ ہنگامہ ہُوا لوگ شہر چھوڑ چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ فیضی نے بہت روکا کسی نے نہ سُنا اسوقت بلا اختیار اِس کی زبان سے یہ غزل ادا ہوئی ؎

بازیاران طریقت سفرے درپیش است — زہ نوردان بلا را خطرے درپیش است
ہمرہان ایں ہمہ نومید بناشید از من — کہ دعائے سحرم را اثرے درپیش است
مانہ آنیم کہ نادیدہ قدم بگذاریم — شکر کن قافلہ را راہبرے درپیش است

(اسی طرح اکبر جب گجرات کی مہم سے آیا ہے تو ایک غزل کہی جس کا مطلع یہ ہے)

(نسیم خوشدلی از فتحپور مے آید — کہ بادشاہ من از راہ دور مے آید)

(احمد آباد گجرات میں پہونچا ہے تو وہاں کے دلفریب حُسن نے اس پر ایک خاص اثر کیا ہے۔ وہی غزل میں ادا کرتا ہے)

(منم کہ گشتہ گجراتیاں بیدادم — خراب عشوۂ خوبان احمد آبادم
سہی قدے ز سرِ ناز جلوۂ ننمود — کہ ہمچو سایہ بدنبال آں نیفتادم)
(ہر طرف کہ خرامید سرو آزادے — غلام او شدم و خط بندگی دادم
چو رشک گلشن فردوس احمد آباد است — ازو مباد برونم کشند چوں آدم)

(بحسن مردم گجرات یاد نیست مرا ۔ نمیروند جوانان دہلی از یادم)
لیکن انصاف یہ ہے کہ ایک حکیم۔ ایک فلسفی۔ ایک ادیب۔ عشق کی کڑیاں نہیں جھیل سکتا۔ اس بنا پر فیضی کے عشقیہ اشعار میں وہ سوز و گداز نہیں جو عاشق تن شعرا کا خاصہ ہے (نظیری فتنہ گراں گجرات کی شان میں کچھ کہتا تو تم دیکھتے کہ سننے والے دل تھام کر رہ جاتے)۔

عرفی شیرازی

محمد نام۔ جمال الدین لقب عرفی تخلص۔ باپ کا نام زین الدین ملوی اور دادا کا نام جمال الدین چادر باف ایران میں اُن عدالتوں اور محکمہ جات کو جو مذہبی صیغہ سے تعلق نہیں رکھتیں عرف کہتے ہیں۔ عرفی کا باپ شیراز کی دارالحکومت میں ایک معزز عہدہ پر ممتاز تھا۔ عرفی نے اسی مناسبت سے اپنا تخلص عرفی رکھا تھا۔

اس تخلص کے اختیار کرنے کے متعلق اسقدر اور کہنا ضرور ہے کہ عرفی فطرۃً مغرور اور خود ستا تھا۔ چونکہ ایران کے اکثر شعرا معمولی خاندانوں سے تھے مثلاً خاقانی بڑھئی تھا فردوسی باغبانی کرتا تھا باقر کاشانی خردہ فروش تھا برخلاف اس کے عرفی ایک معزز خاندان کا آدمی تھا اور اس کا باپ سرکاری محکمہ سے بھی تعلق رکھتا تھا اسلئے تخلص میں بھی فخر کی ادا قائم رکھی۔ عرفی نے نام و نسب پر اکثر فخر کیا اور یہ بھی اس کے

خصوصیات میں ہے ورنہ ایرانی شعرا میں نسب کا فخر بہت ہی کم ہے۔

عرفی کی تعلیم و تربیت شیراز میں ہوئی۔ اُسنے علاوہ معمولی علوم کے مصوّری اور نقاشی کی بھی تعلیم پائی تھی اس نے جب ہوش سنبھالا تو سلطنت صفویہ کا شباب تھا طہماسپ اور عباس کی علم پروری نے تمام ایران کو علم و ہنر کی نمائشگاہ بنا دیا تھا۔ بالخصوص شاعری بڑے زوروں پر تھی۔ محتشم کاشی۔ وحشی یزدی غیرتی وغیرہ نے فغانی کی طرز کو اور زیادہ شوخ کر دیا تھا۔ عرفی نے بھی اپنے اظہار کمال کیلئے یہی میدان پسند کیا اور باوجود کمسنی کے بڑے بڑے پرانے اُستادوں کے ساتھ معرکہ آرائی شروع کر دی اور عام مشاعروں میں بیباکانہ غزلیں پڑھتا تھا وحشی یزدی میں سکونت رکھتا تھا اسلئے اس سے تحریری مناظرات رہتے تھے شیراز میں ان دنوں غیرتی کا بہت زور شور تھا۔ غیرتی اور عرفی سے مباحثہ ہُوا۔ عرفی نے دعوے کے دونوں پہلو مخالف اور موافق لئے اور دونوں میں غیرتی پر غالب آیا۔

عرفی کی قدر دانی کے لئے اگرچہ ایران میں بھی کچھ کم سامان موجود نہ تھا۔ تاہم ہندوستان کی سی بات کہاں نصیب ہو سکتی تھی جسکی بدولت ایران کے ہر ہر گوشہ سے اہل فن کھنچے چلے آتے تھے۔

بعض تذکروں میں لکھا ہے کہ عرفی شہزادہ سلیم کے حُسن پر غائبانہ عاشق ہو کر ہندوستان آیا۔ راستہ میں ڈاکہ پڑا اور اس کی کُل کائنات جاتی رہی۔

ہندوستان میں اگرچہ سینکڑوں امرا اور اہل دول تھے لیکن عرفی نے ان سب میں فیضی کو انتخاب کیا جس کی وجہ یا تو یہ تھی کہ اس کے دربار تک پہونچنا آسان تھا یا یہ کہ سخن شناسی کی توقع جو فیضی سے ہو سکتی تھی اور کسی سے ممکن نہ تھی عرفی فتحپور سیکری میں فیضی سے ملا فیضی نے اس کی پوری قدر دانی کی۔ پنجاب کے سفر میں وہ اٹک تک فیضی کے ہمرکاب رہا اور اس کی تمام ضروریات فیضی ہی کی سرکار سے انجام پاتی رہیں لیکن عرفی کی نخوت پرستی کی وجہ سے صحبت برآر نہ ہو سکی اور بالآخر اس دربار سے قطع تعلق کرنا پڑا۔

اس زمانہ میں اکبری دربار کے نورتن سب موجود تھے ان میں حکیم ابوالفتح گیلانی اگرچہ ظاہری منصب و اقتدار کے لحاظ سے سب سے کم پایہ تھا یعنی صرف ہزاری منصب رکھتا تھا لیکن بہت بڑا عالم اور علم و فضل کا بڑا قدر دان تھا۔ معہذا عرفی کا ہموطن اور ہم مذہب تھا۔ ان خصوصیات کی بنا پر اس نے اسی کو ترجیح دی اور مدحیہ قصیدہ لکھ کر پیش کیا۔ یہ پہلا دن تھا کہ عرفی کے غرور کی آن ٹوٹی۔ غالباً عرفی کو بھی اس کا سخت صدمہ ہوا حکیم ابوالفتح چونکہ بڑا نکتہ شناس اور نقاد فن تھا عرفی نے اس کے فیض صحبت سے بہت ترقی کی۔ عرفی نے بھی حکیم ابوالفتح کی احسانمندی کا پورا حق ادا کیا۔ جس زور کے قصیدے حکیم صاحب کی شان میں لکھے اکبر و خانخانان کی مدح میں بھی نہیں لکھے اور سب سے بڑھکر یہ کہ جب تک ابوالفتح زندہ رہا خود اپنی خواہش سے کسی

دربار کی طرف رُخ نہیں کیا۔

حکیم ابوالفتح کے مرنے کے بعد عرفی خانخانان کے درباریوں میں داخل ہُوا اور پھر خاندان شاہی کے سوا اور کسی کے آستانہ پر کبھی سر نہیں جُھکایا۔ چنانچہ خود فخریہ کہتا ہے ؎

یک منعم و یک نعمت و یک منت و یک شکر صد شکر کہ تقدیر چنیں راندہ قلم را

چونکہ خانخانان کے دربار میں بڑے بڑے نامور شعرا مثلاً نظیری نیشاپوری شیکیبی اصفہانی انیسی اور ظہوری وغیرہ سے مقابلہ رہتا تھا۔ عرفی کا کلام روز بروز ترقی کرتا گیا۔ یہانتک کہ تقرب اور اختصاص میں بھی وہ حریفوں کی صفوں کو چیرتا ہُوا آگے نکل گیا۔ یہ بات اسی کو نصیب ہوئی کہ دربار میں جاتا تو عام طریقہ پر آداب و کورنش نہیں بجالاتا تھا اور جس جگہ جس طرح چاہتا بیٹھ جاتا تھا۔

(عرفی نے اگرچہ خانخانان کے سوا امرا اور اہل دربار میں سے کسی کی مدح سرائی نہیں کی لیکن فرمانروائے وقت سے یہ بے نیازی ممکن نہ تھی اسلئے خود اپنی خواہش سے یا خانخانان کی فرمائش سے اکبر کی مدح میں اُس نے متعدد قصائد لکھے)

خانخانان اور اکبر کے سوا عرفی نے کسی اور آستانہ کی ناصیہ سائی کی تو وہ شہزادہ سلیم تھا اور عرفی کی تاریخ زندگی میں یہ واقعہ ایک خاص حیثیت رکھتا ہے۔ تمام تذکرے متفق ہیں کہ عرفی شہزادہ مذکور کا جان داد تھا یہ امر اگرچہ بظاہر بالکل خلاف قیاس ہے لیکن عرفی کے قصائد میں

بے شبہ یہ جھلک پائی جاتی ہے۔

شہزادہ موصوف کی شان میں اس کے جو قصیدے ہیں ان کے دیکھنے سے صاف نظر آتا ہے کہ یہ اور کوئی جوش ہے جس کا رنگ مداحی کے لباس میں بھی جھلک رہا ہے (عرفی کو اس خوش قسمتی پہ ناز ہو سکتا ہے کہ شہزادہ نے خود اس کو یاد کیا اور دربار میں بُلا کر قصیدہ لکھنے کی فرمائش کی)

اخلاق و عادات - عرفی کے اخلاق و عادات میں جو چیز سب سے زیادہ نمایاں ہے وہ فخر۔ غرور۔ کم بینی۔ خودستائی ہے اس کے معتقدین خاص تک اُس کے غرور سے نالاں ہیں اور اس کے ہمعصر بھی اس کے فخر و غرور سے بیزار ہیں (چنانچہ نظیری نیشاپوری جو ایک مرنج مرنجان شاعر تھا اس سے بھی ضبط نہ ہو سکا چنانچہ ایک قصیدے میں جو عرفی کے مرنے کے بعد اس کے جواب میں لکھا ہے کہتا ہے)

(دریں قصیدہ بہ گستاخی ارچہ عرفی گفت — بداغ رشک پس از مرگ سوخت خاقانی)
(کنوں بگور چنان اُو بر شک می سوزد — کہ در تنور تواں گوسفند بریانی)

عرفی چونکہ حد سے سوا مغرور اور خود ستا تھا اساتذہ سلف کا نام اپنے مقابلہ میں تحقیر سے لیتا ہے۔

(انصاف بدہ بوالفرج واتوری امروز — بہر چہ غنیمت نشمارند عدم را)
(بسم اللہ ز اعجاز نفس جان شان دہ باز — تا من قلم انداز م و گیرند قلم را)
(نازش سعدی بہ شت خاک شیراز چہ بود — گر نمی دانست باشد مولد و ماوائے من)

(دم عیسےٰ تمنا داشت خاقانی کہ برخیزد بامداد صبا اینک فرستادم بشروانش)

اکبر نے کسی موقع پر ایک گھوڑا انعام میں دیا تھا۔ شکریہ کے بجائے اس کی ہجو لکھ ڈالی

شاہنشہا حقیقت اسپے کہ دادۂ بشنو ز لطف تا برسانم بعرض عرض
ہستم بر و سوار و بمعنی پیادہ ام گامے بطول میروم اکنوں زنم بعرض

ظہوری سے اکثر دوستانہ خط و کتابت رہتی تھی۔ ایک دفعہ ظہوری نے کشمیر کی شال تحفہ میں بھیجی عرفی نے جواب میں رقعہ لکھا جس میں تین رباعیاں شال کی ہجو میں تھیں۔

نہایت حاضر جواب اور ظریف الطبع تھا۔ ایک دفعہ ابوالفضل کے گھر پر اس سے ملنے گیا۔ دیکھا تو ابوالفضل قلم دانتوں میں دابے ہوئے کچھ سوچ رہا ہے۔ سبب پوچھا۔ ابوالفضل نے کہا بھائی صاحب کی تفسیر بے نقط کا دیباچہ اسی صنعت میں لکھ رہا ہوں۔ ایک موقع پر والد کا نام آگیا ہے چاہتا ہوں کہ نام بھی آئے اور صنعت کا التزام بھی ہاتھ سے نہ جائے عرفی نے کہا تردد کی کیا بات ہے اپنے لہجہ میں مبارک لکھ دیجئے۔ (گنوار مبارک کو مبارک کہتے ہیں)

ایک دفعہ فیضی بیمار تھا۔ عرفی عیادت کو گیا۔ فیضی کو کتوں سے بہت شوق تھا۔ چند سگ بچے گلے میں سونے کے پٹے ڈالے پھر رہے تھے عرفی نے کہا "مخدوم زادہ ہا بچہ اسم موسوم اند" فیضی نے کہا "باسم عرفی" یعنی معمولی نام ہیں عرفی نے کہا "مبارک باشد"

(عرفی کی بداخلاقی کے سب شاکی ہیں لیکن تعجب ہے کہ فیضی نے جو اُسکا سب سے بڑا حریف کہا جاتا ہے عرفی کی شریف النفسی کو بہت سراہا ہے اور اس کے کمالات کی اسقدر تعریف کی ہے کہ اس سے زائد نہیں ہو سکتی)

معلوم ہوتا ہے کہ عرفی بخلاف اور شعرا کے رند اور اوباش نہ تھا۔ کسی نے اس کو فسق کا الزام لگا دیا تھا اس پر اس کو سخت صدمہ ہوا ایک قطعہ میں اس کا اظہار کیا ہے اور خاتمہ میں اپنے دل کو اس طرح تسلی دی ہے۔

اہل دنیا ہمگی تہمت گیرند و فساد عیسےٰ ایں را متحمل شد و مریم برداشت

باوجود بدمزاجی اور غرور کے عرفی نے کسی کی ہجو سے زبان کو آلودہ نہیں کیا ایک قصیدہ میں بہت جل کر کہا ہے تو صرف اسقدر۔ ع

با من از جہل معارض شدہ نامنفعلے

وفات۔ تذکرہ داغستانی وغیرہ میں لکھا ہے کہ حاسدوں نے اسکو زہر دیدیا۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ زہر دینے کی وجہ شاہزادہ سلیم کے ساتھ عشق کا اظہار تھا۔ انتقال کے وقت اس کی عمر ۳۶ سال تھی ۹۹۹ھ سنہ وفات ہے۔

تذکرہ داغستانی میں لکھا ہے کہ لاہور میں مدفون ہوا اور چند روز کے بعد کوئی بزرگ درویش کسی اور بزرگ کے دھوکے میں اس کی ہڈیاں قبر سے نکال کر بخف لیگیا اور وہاں دفن کر دیں لیکن یہ غلط ہے عبدالباقی نے جو خود عرفی کا معاصر تھا مآثر رحیمی میں لکھا ہے کہ میر صابر اصفہانی نے جو اعتماد الدولہ غیاث بیگ وزیر اور خسرو جہانگیر

بادشاہ) کا درباری تھا ایک قلندر کو رقم کثیر دی کہ عرفی کی ہڈیاں لاہور سے نجف لیجائے۔ بہرحال عرفی کی یہ پیشینگوئی پوری ہوئی۔

بکاوش مژہ از گور تا نجف بردم اگر بہند ہلاکم کنی وگر بہ تتار

تصنیفات۔ نفسیہ تصوف میں ہے۔ نام سے معلوم ہوتا ہے کہ نفس کے متعلق کوئی رسالہ ہے۔

مثنوی۔ بجواب مخزن اسرار۔ دیوان کے ساتھ چھپی ہے۔

مثنوی بجواب شیریں خسرو۔ (مجمع الفصحا اور آتشکدہ میں اسکے اشعار نقل کئے ہیں)

کلیات قصائد و غزلیات۔ ۹۹۶ھ میں ایک دیوان ترتیب دیا تھا جس میں ۲۶ قصیدے ۲۷۰ غزلیں اور ۷۰۰ شعر کے قطعات اور رباعیاں ہیں۔ یہ اخیر کا کلام ہے اس سے پہلے چھ ہزار شعر کہے تھے وہ ضائع ہو گئے۔

(مرنے کے وقت اپنا دیوان جو اس کے ہاتھ کا مسودہ تھا عبد الرحیم خانخانان کے کتب خانہ میں بھیجدیا تھا کہ مدون کر دیا جائے چنانچہ خانخانان نے محمد قاسم مشہور بہ سراج کو اس کام پر مامور کیا۔ سال بھر کی شبانہ روز کی محنت میں دیوان کی ترتیب پوری ہوئی کل ۱۴ ہزار شعر تھے۔ خانخانان نے اس محنت کے صلے میں سراج کو انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا)

کلام پر رائے۔ اسقدر مسلم ہے کہ اصناف سخن میں سے عرفی مثنوی اچھی نہیں کہتا تھا چنانچہ اس کے ایک معتقد خاص نے بھی اقرار کیا ؎

مثنویش رنگ فصاحت نداشت کان نمک بود و ملاحت نداشت

اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس کے کلام میں جا بجا خامیاں پائی جاتی ہیں لیکن باایں ہمہ وہ ایک طرز خاص کا موجد ہے اور آجتک تمام شعرا اس کی تقلید کرتے آتے ہیں۔

ایک عجیب بات یہ ہے کہ اس کی شاعری کی شہرت قصیدے میں ہے لیکن وہ خود کہتا ہے

قصیدہ کار ہوس پیشگان بود عرفی　　تو از قبیلہ عشقی وظیفہ ات غزل است

مرزا صائب نے اس کا رتبہ نظیری سے کم قرار دیا ہے چنانچہ کہتے ہیں

صائب چہ خیال است شوی ہمچو نظیری　　عرفی بہ نظیری نرسانید سخن را

(نظیری نے ایک ہم طرح قصیدے میں عرفی کے اشعار کا رد لکھا ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ نظیری جیسا شخص باوجود پوری کوشش کے عرفی کی شاعری پر اعتراض کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ لطف یہ ہے کہ اعتراضات کے ساتھ ہی نظیری نے خود اخیر میں عرفی کے تتبع کا قصد کیا ہے چنانچہ کہتا ہے)

(بطرز دے دو سہ بیتے دگر ادا سازم　　کہ بہر دعوی او قاطع ست برہانی)

(عرفی کیلئے یہ فخر کیا کم ہے کہ نظیری جیسا شخص اس کے تتبع کا قصد کرتا ہے)

ملا عبدالقادر بدایونی لکھتے ہیں کہ عرفی کا کلام گلی گلی اور کوچہ کوچہ میں کتب فروش بیچتے پھرتے ہیں اور اہل عراق و ہندوستانی تبرکاً لیتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر حسن قبول کی کیا دلیل ہو گی۔

خصوصیات کلام۔ (۱) زور کلام جس کی ابتدا نظامی نے کی تھی

اس کو عرفی نے کمال تک پہنچا دیا۔ زور کلام ایک وجدانی چیز ہے جس کا اندازہ صرف مثالوں سے ہو سکتا ہے۔ مجملاً یہ کہہ سکتے ہیں کہ شوکتِ الفاظ۔ رفعت خیالات۔ بندش کی چستی۔ فقروں کا دربست اس کے ضروری عناصر ہیں۔ عرفی کے کلام میں یہ سب باتیں موجود ہیں مثلاً

(آہنین پنجہ تیغش بہ اجل گفت کہ من — موج بر موج شکستم چو بہ عمان رفتم)
(چمن آید بہ چمن بہر تماشائے جمال — بلبل آید بر بلبل بہ تمنائے غزل)
(اگر بصحن چمن فی المثل شجاعت او — دہد نہیب کہ ہین یاسمین وہان نرگس)
(چو عکس لالہ زند یاسمین در آب آتش — چو شاخ بید کشد خنجر از میان نرگس)

نہیب۔ ہیں۔ ہاں۔ آتش در آب زدن۔ خنجر از میان کشیدن بہ الفاظ اور عکس لالہ و شاخ بید کی تشبیہ ان سب باتوں نے مل کر کلام میں کس قدر زور پیدا کر دیا ہے۔

(۱) **الفاظ کی نئی نئی ترکیبیں**۔ عرفی نے سیکڑوں نئی نئی ترکیبیں اور نئے نئے استعارے پیدا کئے جن سے جدّت اور طرفگی کے علاوہ نفس مضمون پر خاص اثر پڑتا ہے مثلاً

بہ دوش مہر فرو دہ بہ تگ صبر گداز — مرحبا اے زعنایات ازل مژدہ فروش
(کہ گر شود رہ کوئے تو حملہ نشتر خیز — کنم بہ مردمک دیدہ طے نشتر نار)
گل اندیشۂ من سحر غلط معجزہ رنگ — بلبل نطق من الہام غلط وحی سرائے

(۲) **جدّت و طرفگی استعارات**۔ یہ مسلم ہے کہ انشا پردازی اسی قدر لطیف اور پُر زور ہو گی جسقدر استعارات پُر زور اور لطیف ہونگے۔ عرفی نے

استعارات کی جدت اور تنوع سے ایک گوناگون عالم پیدا کر دیا ہے ان میں بعض بے مزہ اور دور از کار ہیں جیسا کہ صاحب آتشکدہ اور مجمع الفصحا کا خیال ہے لیکن زیادہ تر ایسے ہیں جو ایوانِ شاعری کے نقش و نگار ہیں مثلاً

میرا بوالفتح کو سیاست او غمزۂ زہرہ خنجر انداز د

(بہ بر شگفتن امروز و غنچہ کشتن ۔ یعنی آج کا دن گویا ایک پھول ہے جو کھل رہا ہے اور کل کا دن کھل کر مرجھا گیا اور غنچہ بن گیا)

بہ نے فشانی شبنم بہ خود فروشی گل بہ نیزہ بازی سوسن بدشنہ سازی خار

(بزمگاہ تو مجلہ یوسف رزمگاہ تو شانہ ضحاک)

(۴) عرفی کا زور طبع اور فصاحت و بلاغت کا زور شور وہاں نظر آتا ہے جہاں وہ قصائد میں کوئی مسلسل مضمون ادا کرتا ہے اور یہ اُس کا خاص انداز ہے (مثلاً جب شاہزادہ سلیم نے دربار میں بُلا کر قصیدہ لکھنے کی فرمایش کی ہے تو مدحیہ قصیدے کی ابتدا یوں کرتا ہے)

(صباح عید کہ در تکیہ گاہ ناز و نعیم گدا کلاہ نمد کج نہاد و شہ دیہیم)

(جہاں چنیں خوش من و خوشتر آپخناں بہ وثاق نشستہ با خرد اندر تعلم و تعلیم)

(کہ ناگہان زدرم در رسید مژدہ دہے چنانکہ از چمن طالعم ز مغز شمیم)

(چہ گفت بہ گفت کہ اے مخزن جواہر قدس چہ گفت بہ گفت کہ اے مطلب بہشت نعیم)

(بیا کہ از گہرت یاد میکند دریا بیا کہ تشنہ لبت را طلب کند تسنیم)

(۵) قصائد میں شعرا کی مجال نہ تھی کہ بادشاہ کی مدح و ثنا کے سوا اپنا ذکر کر سکیں ۔ اور کبھی ایسا کرتے تھے تو صرف اپنی بیچارگی اور بیکسی کا اظہار کرتے

تھے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ حضور اور شعرا کی زیادہ قدر کرتے ہیں حالانکہ میں اُن سے بڑھ کر ہوں عُرفی چونکہ باطبع نہایت غیور اور خود دار تھا۔ اسلئے مجبوراً اور ضرورتاً امرا و سلاطین کی مدح کرتا تھا۔ لیکن ساتھ ہی اپنے فضائل اور اوصاف اسقدر جی کھول کر بیان کرتا اور مزے لے لے کر کہتا تھا۔ شاید ہی کوئی ایسا قصیدہ ہو جس میں ایکدو شعر فخریہ نہ ہوں۔

(شہزادہ سلیم کی مدح میں خودستائی کا بالکل موقع نہ تھا تاہم کہتا ہے۔

خدا لگانا گویم بمدح خویش و بہت　　کزاں نیارد پرہیز کردِ طبع سلیم

اس کے بعد دو شعر فخریہ لکھتے ہیں۔ اکبر کے دربار میں خودستائی کی کس کو جرأت ہو سکتی تھی تاہم کہتا ہے۔

شہا بہ بزم تو چوں ایں قصیدہ برخوانم　　کہ ملک نظم ز فیضش گرفتہ است نظام

سزد بجائزہ باجیب پر گہر گردوں　　بدوشم افگند ایں جامہ سرو فام

اہل ادب نے انواع شاعری میں فخریہ کو ایک خاص صنف قرار دیا ہے۔ فارسی میں اس صنف خاص میں عُرفی کا کوئی ہمسر نہیں۔ عجیب نئے نئے اسلوب سے کہتا ہے اور اس جوش سے کہ آپے سے باہر ہُوا جاتا ہے۔

نوٹ۔ عرفی نے قصائد میں جس قسم کی خود داری کے خیالات کی ابتدا کی تھی اگر اُس کی طرف عام خیالات کا میلان ہو گیا ہوتا تو شاید یہ صنف کسی اچھے کام کا مصرف بن جاتی۔

(۶) عرفی کی مضمون آفرینی اور نازک خیالی کا دوست اور دشمن دونوں نے اعتراف کیا ہے۔ اس کی قوت تخیل نہایت زبردست تھی لیکن اُس زمانہ کے

حسب مذاق یہ قوت صرف مبالغہ۔ جدت۔ تشبیہ اور حسن تعلیل وغیرہ پر صرف ہوئی ورنہ اگر اس سے بجا طور پر کام لیا جاتا تو شاعری کی سرحد کہیں سے کہیں جا پڑتی۔ (گھوڑے کی تعریف میں کہتا ہے)

(لوحش اللہ زشبگیر سمند تو کہ ہست　　دو دمان کسل از شوخی او مستاصل)
(آں سبک سیر کہ گرگرم عنانش سازی　　از ازل سوئے ابد وز ابد آید بہ ازل)
(قطرہا کش دم رفتن چکد از پیشانی　　شبنم آساش نشیند گہ رجعت بکفل)

(۷) طرز ادا کی جدت۔ عرفی جدت ادا کا گویا موجد ہے۔ اس کا ہر شعر جدت کی ایک نئی مثال ہے۔

(۸) عشقیہ شاعری۔ عرفی ایک طرف تو نکتہ سنج۔ نکتہ شناس اور ذوق عرفان سے آشنا تھا۔ دوسری طرف شباب میں نہایت خوشرو اور حسین اور لوگوں کا منظور نظر رہ چکا تھا۔ ہندوستان میں آیا تو شہزادہ جہانگیر پر عاشق ہوا۔ ان اسباب کی بنا پر وہ عشق اور محبت کی ایک ایک ادا سے واقف تھا۔ کہیں وہ عشق حقیقی کے اسرار و دقایق بیان کرتا ہے اور کہیں عشق مجازی میں جو واردات اور معاملات پیش آتے ہیں اُن کو ظاہر کرتا ہے۔ لیکن اس عالم میں بھی وہ اپنے تمام ہمعصروں سے اس بات میں ممتاز ہے کہ وہ سطحی اور سرسری واردا تیں نہیں بیان کرتا۔ بلکہ گہرے اور دقیق معاملات پر اس کی نظر پڑتی ہے اور انہیں کو وہ شاعرانہ انداز میں بیان کرتا ہے۔

(کبھی ایسا ہوتا ہے کہ معشوقوں کے سامنے جب کوئی اُن کا ناز بردار نہیں ہوتا تو آپ ہی آپ بگڑتے ہیں اور گویا خود اپنے آپ پر ناز افشانیاں

کرتے ہیں اس مخصوص اور مخفی حالت کو بیان کرتا ہے)

(فغاں زغمزہ شوخی کہ وقت تنہائی بہانۂ بخود آغاز کردہ در جنگ است)

(جوش حسن میں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ معشوق آئینہ دیکھ کر خود اپنے آپ کو پیار کرنے لگتا ہے اس حالت کو دکھلاتا ہے)

(دہن خویش ببوسند و لب خویش مکند چوں در آئینہ بہ بینند بتاں صورت خویش)

(معشوق اگر ہمیشہ ظلم اور بے اعتنائی ہی کیا کرے تو عاشق اس کا خوگر ہو کر ایک اطمینانی حالت پیدا کرے لیکن مصیبت یہ ہوتی ہے کہ معشوق کبھی کبھی لطف اور نوازش کی بھی چاشنی چکھا دیتے ہیں۔ اس کے بعد سرد مہری اور زیادہ چڑ کے دیتی ہے۔ اس کیفیت کو کس لطف سے ادا کرتا ہے)

(ازاں بہ دردِ دگر ہر زمان گرفتارم کہ شیوہ ہائے ترا با ہم آشنائی نیست)

(۹) فلسفہ۔ عرفی نے غزل میں جسقدر فلسفیانہ خیالات ادا کئے کسی شاعر نے ادا نہیں کئے۔ اس کے ساتھ خصوصیت ہے کہ شاعرانہ طرز ادا ہاتھ سے نہیں جاتا۔ سحابی۔ ناصر خسرو وغیرہ نے بھی دقیق فلسفی مسائل بیان کئے ہیں لیکن وہ محض فلسفہ ہے جو نظم میں ادا کر دیا گیا ہے۔ شاعری نہیں۔ بخلاف اس کے عرفی اس انداز سے ان باتوں کو ادا کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص فلسفہ کی حیثیت سے اس سے لطف نہ اٹھائے۔ تاہم شاعرانہ ذوق سے محروم نہ رہیگا۔

یہ سب کہتے آئے ہیں کہ حقایق اشیاء ہم کو معلوم نہیں سقراط نے کہا تھا "مجھ کو صرف اسی قدر معلوم ہوا کہ کچھ نہ معلوم ہوا"، بعینہ اس خیال کو فارابی۔

ابن سینا وغیرہ نے اشعار میں ادا کیا لیکن عُرفی نے اس فلسفہ کو ایک قدم اور آگے بڑھا دیا۔ وہ کہتا ہے

حد کُنہ تو با درا ک نشاید دانست ویں سخن نیز باندازہ ادراک من است

(خدا کی ذات اور صفات کی جو تفسیر تمام اہل مذاہب نے کی ہے خوب غور کیجائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان نے انہیں حالات۔ اُنہیں اوصاف اُنہیں اخلاق کو جو اُسنے انسانوں میں دیکھے ہیں زیادہ وسیع۔ زیادہ پاک۔ زیادہ بلند فرض کر کے ایک ذات کا تصوّر باندھ لیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر قوم میں خدا کے اوصاف کے متعلق مختلف خیال ہیں۔ اس بنا پر کہتا ہے)

(فقیہان دفترے را می پرستند حرم جویان درے را می پرستند)

(برافگن پردہ تا معلوم گردد کہ یاران دیگرے را می پرستند)

(۱۰) اخلاق۔ عُرفی نے اخلاق کے اکثر مسائل بیان کئے لیکن وہ صرف ان اخلاقی اوصاف کو لیتا ہے جو عزّت نفس اور علو حوصلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہانتک کہ یہ اوصاف اگر غرور و نخوت کی حد تک بھی پہنچ جائیں تو اُسکے نزدیک ان اوصاف سے بہتر ہیں جن کی سرحد پست ہمتی سے مل جاتی ہے چنانچہ کہتا ہے۔

کفران نعمت گلہ مندان بے ادب در کیش من ز شکر گدایانہ بہتر است

علو نفس۔ بلند ہمتی اور حوصلہ مندی کے خیالات جو عموماً شاعری میں نہایت کم تھے عرفی نے کثرت سے ادا کئے ٭

نظیری نیشاپوری

محمد حسین نام۔ نظیری تخلص اور نیشاپور وطن تھا۔ شاعری کا ابتدا سے شوق تھا اور ابتدائے مشق ہی سے شہرت ہو چلی تھی خراسان میں جب اس کی شاعری مسلم ہو چکی تو کاشان میں آیا یہاں حاتم فہمی مقصود خردہ۔ شجاع رضائی۔ شاعری میں اُستاد تسلیم کیے جاتے تھے۔ ان کے مشاعروں میں جو طرحیں ہوتی تھیں۔ نظیری بھی ان میں طبع آزمائی کرتا تھا۔

عبدالرحیم خانخانان کی فیاضیوں کا شہرہ دُور دُور پھیل چکا تھا نظیری نے اس کے دربار کا قصد کیا اور آگرہ میں خانخانان سے ملا غالباً یہ ۹۹۲ھ ہو گا کیونکہ اسی سنہ میں خانخانان گجرات سے آگرہ گیا ہے۔ اور خانخانان ہی کی تقریب کرنے سے اکبر کے دربار تک اس کی رسائی ہوئی۔ ایک قصیدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت نظیری کے بہت سے حاسد پیدا ہو گئے تھے جو اُس کی رسائی میں خلل انداز ہوتے تھے۔

اکبر کی مدح میں اُسنے وقتاً فوقتاً اکثر قصیدے لکھے اور غالباً مقبول بھی ہوئے لیکن اس کو دربار میں کوئی خاص امتیاز حاصل نہیں ہُوا۔ اسلئے اُس نے اپنا مستقل تعلق خانخانان کے دربار سے رکھا اور احمد آباد گجرات میں سکونت اختیار کی۔ چند برس کے بعد حج کا ارادہ کیا اور اس تقریب پر ایک قصیدہ لکھ کر خانخانان کی خدمت میں پیش کیا اور شاعرانہ

انداز سے مصارف سفر کی درخواست کی ؎

ہمہ عیش ایں جہانی بعنایت تو دیدم چہ عجب اگر بیا بم ز تو زاد آنجہانی

حج ۱۰۰۱ھ سے واپس آکر اُسنے **مراد** کے دربار میں رسائی حاصل کی **اکبر** نے شہزادہ **مراد** کو دکن کی مہم پر بھیجا تھا نظیری چاہتا پھرتا اس طرف جانکلا۔ ایک قدردان سخن کی وساطت سے دربار میں پہونچا۔ دربار میں سجدہ بجالانیکا دستور تھا لیکن دربار کی شان و شوکت دیکھ کر نظیری کے حواس جاتے رہے اسلئے آداب و آئین سب بھول گیا۔

۱۰۱۴ھ میں اکبر نے وفات پائی اور **جہانگیر** تخت پر بیٹھا۔ وہ نہایت سخن شناس اور صاحب ذوق تھا۔ نظیری کا شہرہ سُن کر دربار میں طلب کیا۔ ۱۰۱۹ھ میں نظیری دربار میں حاضر ہُوا۔ جہانگیر کے فرمانِ طلبی کے بعد تین مہینے نظیری کو دوڑ دھوپ میں گذرے گو وہ تارک الدنیا ہو چکا تھا لیکن غلامی اور طمع کی جو عادت راسخ ہو چکی تھی اس کا اقتضا یہ تھا کہ تین مہینے تک خاک چھانتا پھرا اور شاہی فرمان کو قرآن سے تشبیہ دی۔ **گلزار ابرار** میں لکھا ہے کہ نظیری نے مرنے سے بارہ برس پہلے ترک دُنیا کر کے گوشہ عزلت اختیار کیا لیکن امرا کی مداحی اس حالت میں بھی جاری تھی۔

اخیر عمر میں اس کو علوم دینیہ کا شوق ہُوا۔ ۱۰۳۴ھ میں جب **خانخانان** کے ہمراہ دکن گیا ہے تو راہ میں **مندو** سے گذرا یہاں **شیخ غوثی مندوی** سے ملاقات ہوئی۔ نظیری نے اُنہیں سے پہلے عربیت کی تحصیل کی پھر

مولانا حسین جوہری سے تفسیر اور حدیث پڑھی۔
سنہ ۱۰۲۰ھ میں گجرات سے آگرہ آیا اور خانخانان کو اپنا دیوان حوالہ کر کے پھر گجرات واپس آگیا۔
سنہ وفات علی الاختلاف الروایات سنہ ۱۰۲۰ھ سنہ ۱۰۲۱ھ سنہ ۱۰۲۲ھ سنہ ۱۰۲۳ھ ہے
مکان کے قریب ایک مسجد بنوائی تھی اسی میں دفن ہوا۔ جس محلہ میں قبر ہے اس کا نام تاجپورہ ہے قبر پر ایک گنبد بھی ہے عام حالات اور اخلاق وعادات۔ نظیری نے اگرچہ بہت سے درباروں کی آستان بوسی کی لیکن اس کا اصلی تعلق خانخانان کے دربار سے تھا۔ خانخانان کو خان اعظم کوکہ کی بہن بیاہی تھی۔ اس تعلق سے خان اعظم کی مداحی بھی کی ہے اور باقی اکبر اور جہانگیر اور مراد تو حکمران وقت تھے اُن کی مداحی نہ کرتا تو کیا کرتا معلوم ہوتا ہے کہ شہزادہ مراد سے اس کو دلی محبت تھی شہزادہ موصوف کا جو مرثیہ لکھا ہے اس میں دلی جذبات نظر آتے ہیں۔
نظیری کو زرگری میں کمال تھا۔ ساتھ ہی تجارت بھی کرتا تھا۔ شاعری کی فتوحات الگ تھی۔ بنابریں امیرانہ زندگی بسر کرتا تھا اور امرا میں اُس کا شمار ہوتا تھا لیکن مزاج میں عُرفی کی سی آن بان تھی۔ مرتے مرتے بھی مداحی کا شغل نہ چھوڑا۔
بخلاف اور شعرا کے مذہب میں سخت تھا۔ اکبر کے دربار میں جن آزادانہ خیالات کے چرچے رہتے تھے اُن سے بہت جلتا تھا۔ سفر حج جس ذوق شوق سے کیا ہے اس سے بھی اُس کے مذہبی جوش کا پتہ چلتا ہے۔

جہانگیر اور شاہ عباس صفوی دونوں نے تمباکو کے استعمال کی ممانعت کردی تھی۔ نظیری بھی اس کا جاندادہ تھا چنانچہ تمباکو کی تعریف میں ایک غزل لکھی جس کا مطلع یہ ہے ؎

نے سنبل تمباکوئے نے آتش رخسارۂ دل بوئے خامی میدہد بے داغ آتشپارۂ

اس زمانہ میں نظیر نام ایک شاعر تھا نظیری نے اس کو لکھا کہ اپنا تخلص بدلدو تاکہ دونوں تخلصوں میں اشتباہ نہ رہے چونکہ نظیری دراصل نظیر سے ماخوذ ہے صرف ایک حرف زائد ہے لہذا سرقہ کا الزام نظیری ہی پر عاید ہوسکتا ہے۔ پس نظیری نے دس ہزار روپیہ دے کر یہ حرف زائد (ی) خریدا۔ اور نظیر نے اپنا تخلص بدل ڈالا۔

(شعرا میں سے خاص جن لوگوں سے نظیری کے معرکے رہتے تھے عرفی ظہوری اور ملک قمی تھے عرفی نے تو نظیری کو قابل خطاب نہیں سمجھا لیکن نظیری نے اس کے مرنے پیچھے قصیدہ میں اس کو گالیاں سنائیں۔ ظہوری اور ملک قمی نے ۱۰۲۰ھ میں نظیری کے پاس اپنے دیوان بھیجے اور نظیری نے ایک ایک غزل کا جواب لکھا یہ اوحدی کا بیان ہے (ماخوذ از عرفات) لیکن اس میں مبالغہ معلوم ہوتا ہے نظیری اس زمانہ کے دو ہی ایک سال بعد مرا ہے اسلئے اتنی قلیل مدت میں ظہوری اور قمی کی ہزاروں غزلوں کا جواب کیونکر لکھ سکتا تھا)

خصوصیات کلام ۔ نظیری۔ (۱) ابداع الفاظ۔ جدت ترکیب اور ندرت بندش کی شریعت کا اولوالعزم پیغمبر ہے اُسنے سیکڑوں نئے الفاظ اور

نئی ترکیبیں ایجاد کیں۔ الفاظ پہلے سے موجود تھے لیکن جس موقعہ پر اُسنے کام لیا۔ جس انداز سے اُن کو برتا۔ شاید پہلے اس طرح برتے نہیں گئے تھے مثلاً

(از کف نمی دہد دل آسان ربودہ را　　دیدیم زور بازوئے ناآزمودہ را)

(آسان ربودہ کی ترکیب بالکل نئی ہے اور اس سے ایک وسیع خیال ادا ہوگیا۔ دوسرے مصرعہ میں۔ زور بازو۔ ناآزمودہ۔ سب مستعمل الفاظ ہیں لیکن اُن سے نئی طرح سے کام لیا ہے۔ کہنا یہ تھا کہ معشوق کمسن ہے اور اُس کو کسی طرح کا تجربہ نہیں۔ تاہم جس شخص کا دل ایک دفعہ اس پر آجاتا ہے پھر اُسکے پنجہ سے چھوٹ نہیں سکتا۔ اس مضمون کو یوں ادا کرتا ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ ایک ناآزمودہ بازو میں کسقدر زور ہے)

چہ خوش است از دو یکدل سر حرف باز کردن　　سخن گذشتہ گفتن گلۂ دراز کردن

اثر عتاب بردن زدلِ ہم اندک اندک　　بہ بدیہہ آفریدن بہانہ ساز کردن

اشعار کا مطلب یہ ہے کہ وہ بھی کیا لطف کا موقع ہوتا ہے جب کہ دو یک دل دوست آپس میں مل بیٹھتے ہیں۔ گفتگو چھیڑتے ہیں۔ پرانے تذکرے کرتے ہیں۔ شکائتیں شروع ہوتی ہیں۔ ایک دوست روٹھا ہوا ہے۔ دوسرا دوست اس کو اس طرح آہستہ آہستہ مناتا جاتا ہے کہ جب وہ کوئی شکایت پیش کرتا ہے تو یہ جھٹ کوئی تاویل گڑھ لیتا ہے۔ فوری تاویل کرنے کے لئے "بدیہہ آفریدن" کسقدر موزون لفظ ہے جو ایک بڑے خیال کو اتنے سے مختصر الفاظ میں ادا کر دیتا ہے "زدل ہم" اور "اندک اندک" کی ترکیب کس قدر واقعہ کی تصویر کھینچ دیتی ہے۔

(۲) وہ اکثر وجدانی باتوں کو ایسے طریقہ سے ادا کرتا ہے کہ مجسم بن کر سامنے آجاتی ہیں اور اس سے عجیب خاص لطف پیدا ہوتا ہے مثلاً یہ امر کہ معشوق کا ایک ایک عضو یا ایک ایک ادا دلربا ہوتی ہے۔ یعنی ہر عضو اور ہر ادا کی طرف دل کھنچتا ہے اور اس طرح ادا کرتا ہے ؎

ز پائے تا بسرش ہر کجا کہ می نگرم کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

اس شعر سے یہ تصویر پیش نظر ہوتی ہے کہ معشوق کا سراپا ایک مجلس ہے جس میں بہت سے تماشائی جمع ہیں۔ انہیں میں دل بھی ہے۔ کرشمہ معشوق کے پیش خدمتوں میں ہے۔ دل اس مجلس میں جب آتا ہے تو جدھر اُس کا گذر ہوتا ہے۔ کرشمہ دامن پکڑ کر کھینچتا ہے کہ یہیں بیٹھ جاؤ۔

(۳) اسی خصوصیت کے سلسلہ میں یہ بھی داخل ہے کہ نظیری اکثر حالات اور کیفیات کی تشبیہ مادیات اور محسوسات سے دیتا ہے اسلئے اس سے ایک خاص استعجاب کا اثر پڑتا ہے کیونکہ جب دو مخالف چیزوں میں تناسب اور تشابہ نظر آتا ہے تو طبیعت میں استعجاب پیدا ہوتا ہے مثلاً

ہمہ شب برلب و رخسار و گیسو میزنم بوسہ گل و نسرین سنبل را صبا در خرمن است امشب

ز اظہار محبت بر زبان خلق افتادم چو محتاجے کہ گنجے یابد و ظاہر کند دوش)

(۴) وہ اکثر عشق و عاشقی کی سچی اور صحیح وارداتیں بیان کرتا ہے اسلئے دل پر خاص اثر ہوتا ہے مثلاً

مردم از شرمندگی تا چند با ہر ناکسے مردمت از دور بنمایند و گویم یا نیست

ایک خاص واقعہ کی تصویر کھینچدی ہے۔ حالت یہ ہے کہ معشوق اکثر کمینوں اور ہوس پرستوں کے ساتھ رہتا ہے۔ لوگ جو اس کو کہیں راستہ میں کمینوں کے ساتھ جاتا ہُوا دیکھتے ہیں تو دور سے عاشق کو دکھا کر کہتے ہیں کہ دیکھو تمہارا یار جاتا ہے۔ عاشق غیرت کے مارے کہتا ہے کہ نہیں میرا معشوق نہیں کوئی اور ہوگا۔

(۵) نظیری کے کلام میں فلسفہ کم ہے لیکن جسقدر ہے نہایت خوبی سے ادا ہوا ہے مثلاً

چند از مؤن شنوم توحید شرک آمیز را — کو عشق تا یکسو نہم شرع خلاف انگیز را
حور و جنت جلوہ بر زاہد دہد در راہ دُست — اندک اندک عشق بر راہ آورد بیگانہ را

تعجب یہ ہے کہ نظیری اگرچہ نہایت مذہبی آدمی تھا اور اکبر اور ابو الفضل کی لامذہبی پر نہایت لعن طعن کرتا ہے لیکن خود وہی خیالات ظاہر کرتا ہے جو اس زمانہ میں ابو الفضل وغیرہ کی طرف منسوب تھے۔ مثلاً

بوالبشر را قوے ملائکہ اند — جزو کل ست در سجود ایں جا
حضرت آدم کے قوی بھی فرشتے ہیں — اور جزو کل کو سجدہ کر رہا ہے
نزد تو جبرئیلؑ وحی آورد — عقل بر قع ز رخ کشود اینجا
تمہارے نزدیک تو جبرئیلؑ وحی لائے — لیکن در اصل وہ خود عقل تھی

(۶) اس زمانہ کے تمام نامور شعرا کا اصلی جوہر طرز ادا کی جدت ہے۔ نظیری اس میدان میں اکثر حریفوں سے آگے ہے۔

گرچہ میدانم قسم خوردن بجانت خوب نیست — ہم بجان تو کہ یادم نیست سوگند دگر

اس شوخی کو دیکھو کہتا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ تمہاری جان کی قسم کھانا

اچھی بات نہیں لیکن تیری جان ہی کی قسم کر مجھ کو اور کوئی قسم یاد ہی نہیں۔ شوخی اور بلاغت یہ ہے کہ قسم نہ کھانے پر بھی قسم کھائے جاتا ہے اور اس لطف سے کہ گویا اس کو خبر نہیں کہ اسنے قسم کھالی۔ اسی میں یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ اس کو اور کوئی قسم یاد ہی نہیں ؛

(۷) وہ اکثر غزلوں میں کسی خاص حالت کو مسلسل لکھتا جاتا ہے اور غزل کی غزل اسی ایک حالت کے بیان میں تمام ہو جاتی ہے۔ ان موقعوں پر اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ ایک مضمون کی تمام جزئیات کو کس طرح احاطہ کرتا ہے اور تسلسل بیان کو کس خوبی سے قائم رکھتا ہے۔

(۸) نظیری نے روزمرہ اور محاورات نہایت کثرت سے برتے ہیں جس سے زباندانی میں بہت مدد ملتی ہے معہذا وہ اکثر محاورات ایسے استعمال کرتا ہے کہ جس مطلب کو ادا کرنا چاہتا ہے بغیر اس محاورہ کے وہ مطلب اس خوبی کے ساتھ ادا نہیں ہو سکتا مثالوں سے اس کا اندازہ ہوگا۔

طفل بودیم کہ باز از شکر و شیر شدیم	از شیر باز شدن ۔ دودھ چھڑایا جانا
(شبنم بروے بستر و نرگس بخواب گیر	بخواب گرفتن ۔ سوتے میں جالینا)
(نیم بسمل شدۂ بر سر پر دانے ہست	بر سر پر واز ۔ اڑنے کو ہے)
شرح سودائے ترا نسخہ زیبا برداشت	نسخہ برداشتن ۔ کتاب کا نقل کرنا
شب آخر گشتہ و افسانہ از افسانہ می خیزد	افسانہ از افسانہ خیزد ۔ بات میں سے بات نکلتی ہے

طالب آملی - ملک الشعرائے دربار جہانگیری

طالب آمل کا رہنے والا تھا جو مازندران کا ایک شہر ہے۔ بچپن میں درسی علوم و فنون کی تعلیم پائی۔ اگر اُس کے دعوے پر اعتبار کیا جائے تو پندرہ سولہ برس کی عمر میں اُسنے ہندسہ۔ منطق۔ ہیئت۔ فلسفہ۔ تصوّف اور خوشنویسی میں کمال حاصل کیا اس زمانہ میں مازندران کا حاکم جسکو ایران کی اصطلاح میں وزیر کہتے تھے۔ میرابوالقاسم تھا۔ اسکی مدح میں متعدد قصائد لکھے۔ معلوم نہیں کہ کن اسباب سے یہاں طبیعت سیر ہوئی اور کاشان میں آیا۔ یہاں مستقل سکونت اختیار کی اور شادی بھی کر لی۔ تذکرہ میخانہ میں لکھا ہے کہ اُس کی شاعری کا نشو ونما یہیں ہُوا۔ لیکن چند روز کے بعد یہاں سے بھی برداشتہ خاطر ہوکر مرو میں آیا یہ عباس شاہ صفوی کا زمانہ تھا اور ملکش خان صوبہ کا گورنر تھا طالب نے ملکش خان کے دربار میں رسائی حاصل کی اور مدحیہ قصائد لکھے۔ دو برس تک یہاں قیام کیا۔ ملکش خان نے قدر دانی میں کمی نہ کی ہوگی لیکن طالب ہندوستان کی فیاضیوں کا خواب دیکھا کرتا تھا۔ ایک مثنوی لکھ کر ملکش خان سے وطن جانے کی اجازت حاصل کی۔ وطن کے بہانے رخصت لیکر طالب نے سیدھا ہندوستان کا راستہ لیا۔

(میخانہ کے مصنف نے جو خود طالب کا ہمعصر اور ہم صحبت تھا لکھا ہے کہ طالب مرو سے نکل کر سیدھا قندھار پہونچا۔ لیکن یہ تعجب انگیز غلطی ہے۔ قندھار جانے کا حال طالب نے خود ایک قصیدہ میں لکھا ہے اس سے صراحتہً ثابت ہوتا ہے کہ وہ برسوں ہندوستان میں رہکر قندھار گیا ہے)۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ اوّل جب وہ ہندوستان میں آیا تو یہاں اس کو کامیابی نہیں ہوئی اور اسوجہ سے وہ تمام مشہور مقامات میں تلاش معاش پھرتا رہا۔ دلی۔ ملتان۔ لاہور۔ سرہند وغیرہ میں وہ رندانہ وضع سے رہا اور خرمن حسن کی خوشہ چینی کرتا رہا۔

غازی خان وقاری۔ گورنر قندھار کی قدردانی کی شہرت نے طالب کو قندھار جانے پر آمادہ کیا۔ آگرہ سے لاہور۔ ملتان ہوتا ہوا قندھار پہونچا۔ غازیخان نے خاطر خواہ قدردانی کی اور مقربان خاص میں داخل کرلیا۔ طالب نے بہت سے پُرزور قصیدے اسکی مدح میں لکھے ہیں۔ جس میں مداحی سے گذر کر عاشقی کا دعویٰ کیا ہے۔

تکلف نیست معشوق من است ایں نیست ممدوحم ازاں ایں شعر عشق آمیز در مدحش سرائیدم

بدقسمتی سے غازی خان ۱۰۲۰ھ میں جبکہ اس کی عمر صرف پچیس برس کی تھی اپنے ایک غلام کے ہاتھ سے مسموم ہوا۔ طالب کے لئے اب کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ مجبوراً اُسنے پھر ہندوستان کا رُخ کیا اور آگرہ آیا۔ خواجہ **قاسم دیانت خان** نے جو امرائے جہانگیری میں حضور رس اور جہانگیر کی خدمت میں خاص تقرب رکھتا تھا۔ اس کی قدردانی کی اور

عبداللہ خاں فیروز جنگ حاکم گجرات کو اس کی سفارش میں خط لکھا۔ عبداللہ خان نے خط بھیج کر طالب کو بلایا اور حد سے زیادہ اُس کی عزت کی اور انعام واکرام سے مالا مال کر دیا۔

شاپور طہرانی۔ ایک مشہور شاعر تھا اس کا باپ **اعتماد الدولہ** پدرِ **نور جہان** کا حقیقی چچا تھا۔ طالب نے اس کے ذریعہ اعتماد الدولہ کے دربار میں رسائی حاصل کی۔ اعتماد الدولہ نے اس کو اپنے دامن تربیت میں لیا اور خاص توجہ مبذول کی۔

دیانت خان نے جہانگیر کے سامنے طالب کی اسقدر تعریف کی کہ جہانگیر نہایت مشتاق ہوا۔ دیانت خان خود ساتھ لیکر گیا لیکن طالب نے حماقت سے چلتے ہوئے **مفرح** کا استعمال کیا جس سے اس کے حواس جاتے رہے جہانگیر نے مہربانی سے باتیں کرنی چاہیں۔ لیکن طالب پتھر کی تصویر تھا۔

اعتماد الدولہ نے طالب کو مہرداری کی خدمت سپرد کی لیکن طالب شاعری کے سوا اور کسی کام کا نہ تھا۔ چونکہ بیدلی سے اس کام کو انجام دیتا تھا اسلئے ایسی بے عنوانیاں سرزد ہوتی تھیں کہ اُسے شرمندہ ہونا پڑتا تھا آخر اُسنے قصیدہ لکھ کر اعتماد الدولہ کی خدمت میں پیش کیا اور اس خدمت سے مستعفی ہوگیا۔ اعتماد الدولہ نے اس کی تقریب دربار شاہی میں کی۔ جہانگیر نے بُلا کر زمرہ شعرا میں داخل کیا اور ۱۰۲۸ھ میں ملک الشعرائی کا خطاب دیا۔ اسوقت طالب کا سن بیس برس سے زیادہ نہ تھا۔ اس عمر میں یہ اعزاز

خاص اسی شاعر کا کارنامہ اقبال ہے۔ جہانگیر کے دربار میں اُسنے اخیر زندگی تک نہایت عزت و احترام سے بسر کی۔ صرف ایک موقع ایسا پیش آیا کہ جہانگیر کسی بات پر ناراض ہوگیا اور چند روز تک شرف حضور سے محروم رہا۔ طالب نے ۱۰۳۶ھ میں یعنی جہانگیر کے مرنے سے ایک سال قبل عین شباب میں وفات پائی۔

(اعزہ و اولاد۔ طالب کی ایک بہن تھی ستی النساء طالب اسکو ماں کے برابر سمجھتا تھا۔ اس کو بھی طالب سے اسقدر محبت تھی کہ صرف اُس سے ملنے کے لئے ایران سے آگرہ آئی۔ اس کی شادی بصرائے کاشی سے ہوئی تھی جو مرزا صائب کے استاد مسیح کاشی کا حقیقی بھائی تھا۔ شوہر کی وفات کے بعد ستی النساء ممتاز محل کی پیش خدمت مقرر ہوئی۔ حُسن استعداد کے باعث ممتاز محل کی وفات کے بعد شاہجہان نے اس کو حرم سلطانی کا صدر کل یعنی مدار المہام بنا دیا)

(طالب کے اولاد ذکور نہ تھی دو لڑکیاں تھیں۔ ستی النساء نے ماں کی حیثیت سے پالا۔ بڑی کی شادی عاقل خاں اور چھوٹی کی ضیاء الدین خان سے کی۔ ستی النساء چھوٹی لڑکی کے مرنے پر اس کے ماتم میں سوگ نشین ہوئی شاہجہان نے خود اُس کے پاس لاہور جاکر ماتم پُرسی کی اور محل میں ساتھ لایا لیکن ستی النساء کو ایسا سخت صدمہ ہُوا کہ حرم سے واپس آکر اسی دن مرگئی۔)

عام حالات اور اخلاق و عادات۔ طالب نہایت دوست پرور۔

وفا شعار اور خوش اخلاق تھا۔ زمانہ کی ضرورتوں نے اگرچہ اُسے در در کی خاک چھنوائی۔ یہانتک کہ شیدا نے اس کی ہجو میں کہا۔

شب و روز مخدو مناطالبا پے جیفہ دنیوی در تگ است
مگر قول پیغمبرش یاد نیست کہ دنیا ست مردار طالب سگ است

لیکن درحقیقت وہ فطرتاً غیور اور خود دار تھا۔ غازیخان کی جوانمرگی نے اُسے دربدر پھرایا۔ اسنے ہر موقع پر اپنی آن قائم رکھی۔ جہانگیر نے ایک دفعہ نشہ کی ترنگ میں حکم دیدیا تھا کہ مقربان خاص ڈاڑھی منڈا کر شریک صحبت ہوں طالب نے اس حکم کی تعمیل سے سرتابی کی اور گھر میں بیٹھ رہا۔

شاعری۔ اس امر میں طالب تمام شعرا سے ممتاز ہے کہ وہ فطرتاً شاعر تھا۔ یعنی جب نہایت کمسن تھا اُسی وقت سے شعر کہتا تھا۔ ایک قصیدہ جو کلیات میں موجود ہے اسوقت کا ہے جب اس کی عمر تقریباً بارہ ۱۲ تیرہ ۱۳ برس کی تھی۔ وہ نہایت جلد شعر کہہ سکتا تھا **قلیچ خان** ناظم لاہور کی شان میں ۸۴ شعروں کا قصیدہ ایک رات میں کہا۔ جہانگیر کی مدح میں ۵۰۔۶۰ شعر کا ایک بڑا پُرزور قصیدہ لکھا ہے اور یہ بھی صرف رات بھر کی کمائی ہے۔

شاعری میں **طالب** کا امتیازی وصف صرف دو چیزیں ہیں (۱) ندرت تشبیہ (۲) لطف استعارہ استعارات کی نزاکت اس کے دور سے قبل شروع ہو چکی تھی لیکن اُسنے اور زیادہ ندرت اور لطافت پیدا کر دی۔ نمونہ کلام حسب ذیل ہے:۔

لب از گفتن چناں بستم کہ گوئی دہن بر چہرہ زخمے بود و بہ شد

عشق در اوّل و آخر ہمہ وجد است و سماع　　ایں شرابے ست کہ ہم پختہ و ہم خام بہ است

مزہ در جہان نمی بینم　　و ہر گوئی دہان بیمار است

دو لب خواہم یکے در مے پرستی　　یکے در عذر خواہی ہائے مستی

بے نیازانہ ز ارباب کرم مے گذرم　　چوں سیہ چشم کہ بر سرمہ فروشان گذرد

دشنام خلق راندہم جز دعا جواب　　ابرم کہ تلخ گیرم و شیریں عوض دہم

مرزا صائب اصفہانی

صائب ایک معزز خاندان کا آدمی تھا۔ اس کا باپ مشہور تاجر تھا۔ مرزا کی ولادت تبریز میں ہوئی لیکن نشو و نما اور تعلیم و تربیت اصفہان میں حاصل کی۔ شعر و شاعری سے اس کو قدرتی مناسبت تھی (آغاز سن شعور میں جب اس کی شاعری کے چرچے ہونے لگے تو ایک شخص نے امتحاناً ایک مہمل مصرع پیش کیا کہ اس پر مصرع لگا دیجئے۔ مصرع یہ تھا) مصرع

(شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت)

رصائب نے پیش مصرع کہکر بامعنی شعر بنا دیا۔ شعر

امشب از ساقی زبس گرم ست محفل بیتواں شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت

باوجود شاعری کے صائب پر مذہبی خیالات بہت غالب تھے۔ آغاز شباب میں حرمین کا سفر کیا۔ واپسی کے بعد مشہد مبارک کی زیارت کی۔

صائب نے شاعری کی باقاعدہ تعلیم حکیم کنا مسیح کاشی اور حکیم شفائی سے حاصل کی۔ ہندوستان کی فیاضیوں کے غلغلہ سے تمام ایران گونج رہا تھا۔ صائب کے دل میں بھی تحریک پیدا ہوئی اور تجارت کے ذریعہ سے دلی آیا اور شاہجہان کے دربار میں رسائی حاصل کی۔ ہزاری منصب اور مستعد خان کا خطاب عطا ہوا یہیں ظفر خان سے ملاقات ہوئی۔ ۱۰۳۹ھ میں شاہجہان نے دکن کا رخ کیا ظفر خان بھی اس سفر میں ہمرکاب تھا اور میرزا صائب اس کے ساتھ تھا۔

صائب کے باپ کو صائب سے نہایت محبت تھی۔ اس زمانہ میں ہندوستان کی آمد رفت ایک معمولی بات نہ تھی تاہم جوش الفت میں ۷۰ برس کی عمر میں میرزا کے باپ نے ہندوستان کا سفر اختیار کیا اور پیارے بیٹے کو ساتھ لیجانا چاہا میرزا کو مجبوراً ظفر خان سے رخصت کی استدعا کرنی پڑی اسی زمانہ میں ۱۰۴۱ھ میں شاہجہان نے دکن سے آگرہ کا قصد کیا اور ظفر خان کشمیر کی صوبہ داری پر ممتاز ہوا۔ میرزا صائب اسکے ہمراہ کشمیر آیا اور بہشت بریں کی سیر کر کے باپ کیساتھ وطن کو واپس گیا۔ ایران میں ایسے جوہر قابل کیلئے قدردانی کی کیا کمی تھی سلاطین صفویہ نے بڑی عزت اور احترام سے لیا۔ میرزا نے بھی انکی مدح میں پُرزور قصائد لکھے۔ شاہ عباس ثانی نے اسکو ملک الشعرا کا خطاب دیا لیکن جب اُسکے بعد سلیمان صفوی تخت نشین ہوا تو مرزا صائب نے قصیدہ لکھ کر پیش کیا جسکا مطلع یہ تھا

احاطہ کرد خط آں آفتاب تابان را گرفت خیل پری در میان سلیمان را

سلیمان صفوی چونکہ نوخیز اور نوخط تھا۔ نہایت رنجیدہ ہوا۔ اور تمام عمر میرزا سے خطاب نہ کیا۔ میرزا نے اگرچہ اخیر زندگی تک ایران سے قدم باہر نہیں نکالا۔ تاہم ہندوستان کی فیاضیاں رہ رہ کر یاد آتی تھیں۔ جب **نواب جعفر خان** آغاز عہد عالمگیری میں وزیر اعظم مقرر ہوا تو میرزا نے یہ شعر لکھ کر بھیجا۔

دور دستانرا باحسان یاد کردن ہمت است ورنہ ہر نخلے بپائے خود ثمر می افگند

جعفر خان نے پانچہزار روپے اور بقول بعض پانچہزار اشرفیاں بھیجیں۔

سنہ ۱۰۸۱ھ بمقام اصفہان وفات پائی۔ "صائب فات یافت" مادہ تاریخ ہے۔ مرزا کے حسب وصیت مرزا کا یہ مطلع

در ہیچ پردہ نیست نباشد نوائے تو عالم پرست از تو و خالی ست جائے تو

لوح مزار پر کندہ کر دیا گیا۔

عام حالات اور اخلاق و عادات۔ مرزا نہایت خوددار۔ پابند وضع۔ پاکیزہ خو اور منکسر المزاج تھا۔

شعرائے ایران کی عام عادت ہے کہ بجز امیر خسرو اور حسن کے ہندوستانی شعرا کو مطلق خیال میں نہیں لاتے لیکن مرزا اپنے ہمعصر ہندوستانیوں کا نام بھی غزل کے مقطعوں میں لاتا ہے اُن کی غزلوں پر غزلیں لکھنا گوارا کرتا ہے اور مقطع میں اُنکے پورے مصرعے نقل کر دیتا ہے اس سے اس کی صحت مذاق اور خوبی انتخاب کا اندازہ ہو سکتا ہے مثلاً

ایں آں غزل کہ نیشی شیریں کلام گفت در دیدہ ام خلیدہ و در دل نشستہ

شعرا میں باہم رقابت اور حسد ہوتا ہے لیکن میرزا اس کو نہایت ناپسند کرتا تھا۔ چنانچہ

ایک نظم میں باہمی محبت اور اعانت کی ترغیب دی ہے۔

یوں تو مرزا تمام اساتذہ بلکہ ہمعصروں کو ادب سے یاد کرتا تھا لیکن خاص خاص اساتذہ کا نہایت معتقد تھا۔ سب سے زیادہ خواجہ حافظ کا معترف تھا اور یہ اُس کی صحیح المذاقی کی بہت بڑی دلیل ہے۔

نظیری کو عرفی سے زیادہ مانتا تھا۔ چنانچہ خود کہتا ہے۔

صائب چہ خیال است شوی ہمچو نظیری عرفی بہ نظیری نہ رسانید سخن را

یہانتک مضائقہ نہیں لیکن افسوس ہے کہ عام خوش اعتقادی یا شہرت عام کی بنا پر ظہوری اور جلال اسیر کی بھی مداحی کرتا ہے۔ بدمذاقی کا یہ پہلا قدم تھا جسنے آخر ایک شاہراہ قایم کردی اور نوبت یہ پہنچی کہ آج لوگ ناصر علی۔ بیدل۔ اور شوکت بخاری وغیرہ کے کلام پر سر دُھنتے ہیں۔

میرزا صائب نے ہر قسم کی اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ قصائد متعدد ہیں ایک چھوٹی سی رزمیہ مثنوی بھی ہے۔ اور غزل تو اسکا خاص فن ہے لیکن قصائد اور مثنوی کم رتبہ ہے۔ یہ دونوں چیزیں اس دور سے پہلے ابتر ہو چکی تھیں اور مرزا بھی اس کی کچھ تلافی نہ کر سکا۔ رزمیہ مثنوی کا ایک شعر یاد رکھنے کے قابل ہے۔ شعر

چناں لرزہ در دشت کیں اوفتاد کہ قارون بروں از زمین باد فتاد

مرزا نہایت پُرگو اور بدیہہ گو تھا۔ جب وہ برہانپور دکن میں تھا۔ ایک قصیدہ ساٹھ شعر کا صرف دو پہر میں لکھا۔ (ایک فعہ اس کے ایک شاگرد نے ایک مہمل مصرع پیش کیا کہ اس پر مصرع لگا دیجئے۔ مصرع یہ تھا)

(از شیشہ بے مے مے بے شیشہ طلب کن)

(صائب نے فوراً کہا) (حق را ز دل خالی از اندیشہ طلب کن)

(ایک فعہ راہ میں چلا جا رہا تھا۔ ایک کُتّے کو بیٹھا ہُوا دیکھا۔ چونکہ کُتّا جب بیٹھتا ہے تو گردن اونچی کر کے بیٹھتا ہے فوراً یہ مضمون خیال میں آیا۔ شعر

شود ز گوشہ نشینی فزون رعونت نفس سگ نشستہ ز استادہ سر فراز ترست)

میرزا خاضع میرزا صائب کے شاگرد اور سید عبدالجلیل بلگرامی کے ہمنشین تھے اُنکی زبانی

منقول ہے کہ ایکدفعہ میں نے مرزا صائب کے سامنے یہ مصرع پڑھا۔ مصرع۔ دویدن۔ رفتن اُستادن۔ نشستن خفتن و مرزن مصرع بالکل مہمل تھا۔ مرزا نے پیش مصرع لگاکر عجیب فلسفیانہ مضمون پیدا کردیا بقدر ہر سکون راحت بود بنگر تفاوت را + دویدن۔ رفتن۔ استادن نشستن خفتن و مرزن

مرزا کی زندگی ہی میں مرزا کے کلام کو جس قبول حاصل ہوچکا تھا کہ سلاطین اور امراء شاہ ایران سے اسکے کلام کی استدعا کرتے تھے۔ اور تحفہ و سوغات کی طرح اسکی غزلیں بھیجی جاتی تھیں۔

میرزا نے فن سخن کے متعلق ایک بڑا کام یہ کیا کہ قدما اور متاخرین کا کلام انتخاب کرکے ایک بیاض مرتب کی جو سخندان کیلئے دلیل راہ کا کام دیتی ہے۔ میرزا کا اپنا انداز گو خاص ہے اور وہ شاعری کا معمولی درجہ ہے لیکن چونکہ اس کا مذاق نہایت صحیح تھا اسلئے (بلند اور نادر اشعار انتخاب کئے ہیں۔)

(شعرائے عرب میں ابو تمام ایک مشہور شاعر گذرا ہے جو متنبی کا ہم پلہ خیال کیا جاتا ہے اسنے ایک مجموعہ انتخاب کیا تھا جو حماسہ کے نام سے مشہور ہے۔ اور فن ادب کی جان ہے۔ اہل فن کا بیان ہے کہ ابو تمام کی شاعری کا کمال جسقدر اس انتخاب سے معلوم ہوتا ہے۔ خود اسکے دیوان سے ظاہر نہیں ہوتا میرزا صائب کے انتخاب کا بھی بعینہ یہی حال ہے) جس شاعر کے جتنے شعر انتخاب کردیئے ہیں، وہی اس کے تمام دیوان کا عطر ہے۔

میرزا کے لطائف و ظرائف بہت مشہور ہیں۔ ایک دن کشمیر میں ظفر خان کے دربار میں اشعار پڑھ رہا تھا۔ ہر طرف سے تحسین و آفرین کی صدا بلند تھی۔ ایک نوخیز نے حسد سے کہا تھا کہ یہ تمام مضامین قدما کے یہاں بندھ چکے ہیں موجودہ شاعروں کا صرف یہ کام رہگیا ہے کہ الفاظ کو اُلٹ پلٹ دیتے ہیں۔ صائب نے برجستہ کہا

اہل دانش جملہ مضمون ہائے رنگین بستہ اند ہست مضمون نو بستہ..... شما

چونکہ اتفاقاً شعر حسب حال تھا ظفر خان بے اختیار ہنس پڑا اور میرزا کو انعام دیا۔ میرزا نے ایک غزل لکھی جس کا مطلع یہ تھا۔ مطلع

سرو من طرح نو انداختہ یعنی چہ جامہ را فاختہ ساختہ یعنی چہ

ایک مولوی صاحب نے سُنا تو کہا ردیف غلط ہے "یعنی چہ" غائب کا صیغہ ہے اور مخاطب

کے لئے استعمال کیا گیا ہے میرزا کے سامنے کسی نے تذکرہ کیا انہوں نے کہا "شعر مرا بمدرسہ کہ برد"
کلام پر رائے۔ میرزا صائب کا خاص انداز تمثیل ہے۔ تمثیل کا طریقہ پہلے بھی تھا لیکن صائب نے اس کثرت سے اس کو برتا کہ اس کی خاص چیز ہو گئی۔ علاوہ ازیں اور شعرا عام مضامین میں تمثیل سے کام لیتے تھے۔ صائب نے اخلاقی مضامین کیلئے خاص کر دیا جا بجا خیال بندی اور مضمون آفرینی بھی پائی جاتی ہے اور یہ خاص متاخرین کا انداز ہے۔ اگرچہ صائب کے ہاں وہ لطیف خیالات اور عشق و محبت کے اسرار نہیں پائے جاتے جو عرفی اور نظیری کے ہاں بکثرت موجود ہیں تاہم زبان کی فصاحت۔ ترکیب کی بندش۔ محاورات کا استعمال ہاتھ سے نہیں جانے پاتا۔ بخلاف اور متاخرین کے کہ جنکے کلام کو پڑھ کر زبان کی خوبیوں کی طرف ذہن مطلق متوجہ نہیں ہوتا۔ نمونہ کلام حسب ذیل ہے:۔

قمریاں پاس غلط کردۂ خود می دارند ورنہ یک سرو درین باغ بہ اندام تو نیست

(شب کہ صحبت بہ حدیث شرف تو گذشت ہر کہ برخاست زجا سلسلہ بر پا برخاست)

کہ گذشت ست ازیں بادیہ دیگر کام مرو نبض رہ می طپد و سینہ صحرا گرم است

عالم بیخبری طرفہ بہشتے بودہ ست حیف صد حیف کہ ما در خبر وارشدیم

ہم اینجا صلح کن با من چہ لازم کہ در محشر ز ما شرمندہ باشی

ابو طالب کلیم

ملک الشعرائے شاہجہانی

یہ یگانۂ فن صحیفۂ شاعری کا اخیر ورق ہے جو ان میں پیدا ہوا لیکن کاشان میں زیادہ قیام رہا آغاز جوانی میں شیراز جاکر علوم درسیہ کی تحصیل کی۔ جہانگیر کے عہد حکومت میں ہندوستان آیا۔ اول شاہ نواز خان صفوی کے دربار میں رسائی پیدا کی۔ لیکن ۱۰۲۸ھ میں وطن کی یاد نے بیچین کیا۔ اس زمانہ کا ہندوستان وہ چیز تھا کہ کلیم گو وطن جاتا تھا لیکن حسرتوں کا انبار لئے جاتا تھا۔ اسی حالت میں ایک غزل لکھی جس کا ایک شعر یہ ہے۔

زشوق ہند زاں سامان چشم حسرت بر قفا دارم کہ رو ہم گر بہ آرم نمی بینم مقابل را

اس حالت کیساتھ وطن میں کیا جی لگتا۔ دو برس بھی گذرنے نہ پائے تھے کہ پھر ہندوستان واپس آیا اب کی اُسنے میر جملہ شہرستانی کا دامن پکڑا۔ جہانگیر تک اسکی رسائی نہ ہوسکی کیونکہ دربار کا ملک الشعرا طالب آملی تھا اُسکے سامنے کلیم کا فروغ پانا ممکن نہ تھا۔ کلیم کی ناکامیابی کی ایک اور وجہ یہ تھی کہ نور جہان بیگم اسکی شاعری کی معتقد نہ تھی۔ اکثر اُسکے اشعار پر حرف گیری کیا کرتی تھی ایکدفعہ کلیم نے ایک شعر کہا اور خوب دیکھ لیا کہ کہیں حرف رکھنے کی گنجائش نہیں۔ شعر یہ تھا۔

زشرم آب شدم کاب را شکستے نیست بجیر تم کہ مرا روزگار چوں بشکست

کلیم نے یہ شعر نور جہان بیگم کے پاس بھیجا وہ فوراً بول اُٹھی "بیخ بست و پس شکست"

معلوم ہوتا ہے کلیم نے دربار میں پہنچنے سے قبل جا بجا خاک چھانی شاہجہان نامہ میں لکھا ہے کہ وہ دکن میں مارا مارا پھرا۔ اسکی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے کہ کلیم کا ایک قصیدہ ابراہیم عادل شاہ کی مدح میں بھی ہے اور ایک قصیدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بیجاپور کے ارادہ سے چلا تھا راہ میں جاسوسی کے شبہ میں پکڑا گیا اور قلعہ شاہدرک میں قید رکھا گیا۔ بہرحال رفتہ رفتہ شاہجہان کے دربار میں رسائی ہوئی اور ملک الشعرا کا خطاب ملا ۱۰۴۲ھ میں جب شاہجہان نے کروڑ روپے کی لاگت سے تخت طاؤس تیار کرایا اور آگرہ میں جشن نوروز کے دن اس پر جلوس کی

رسم ادا کی تو کلیم نے قصیدہ لکھا۔ شاہجہان نے اسکے صلے میں کلیم کو روپے کے برابر تلوایا۔ ۵۵ روپے وزن میں آئے وہ اس کو عطا کئے۔

کلیم شاہجہان کیساتھ کشمیر گیا تو وہاں کی رنگینی اور آب و ہوا کی دلاویزی کا اسقدر شیفتہ ہوا کہ بادشاہ سے وہیں رہنے کی اجازت طلب کی اور کہا کہ یہیں اطمینان سے بیٹھ کر فتوحات شاہی نظم کروں گا۔ درخواست منظور ہوئی۔ ۱۰۵۵ھ میں جب شاہجہان پھر کشمیر گیا تو کلیم نے قصیدہ تہنیت لکھ کر پیش کیا خلعت اور دو سو اشرفیاں انعام میں پائیں۔ ۱۰۶۱ھ میں وفات پائی غنی نے سال تاریخ لکھا۔

مصرع "طور معنی بود روشن از کلیم"

عام حالات اور اخلاق و عادات۔ کلیم بخلاف اور شعرا کے نہایت صاف دل سیر چشم فیاض طبع تھا معاصر اور حریف شعرا کی عزت کرتا تھا اور گرمجوشی سے ملتا تھا میرزا صائب اور میر معصوم ابن حیدر معمائی سے خاص محبت تھی امیر جلال کا بہت معتقد تھا۔

اکثر شعرائے ایران باوجود اسکے کہ ہندوستان آکر خاک سے آسمان پر پہنچے لیکن ہندوستان کو گالیاں دیتے ہیں بخلاف انکے کلیم ہندوستان کا مداح اور افسانہ خوان ہے (ایک قصیدہ کی پوری تمہید ہندوستان کی مدح ہے اسکا ایک شعر یہ ہے)

(تواں بہشت دوم گفتنش بایں معنی کہ ہر کہ رفت ازیں بوستان پشیمان شد)

نہایت حاضر جواب اور مضمون یاب تھا قیصر روم نے شاہجہان کو خط لکھا کہ آپ صرف ہندوستان کے بادشاہ ہیں شاہجہان کا لقب کیوں اختیار کیا ہے شاہجہان کو بھی خیال ہوا کہ یہ غلط بیانی ہے۔ یمین الدولہ سے کہا کہ کوئی اور خطاب اختیار کرنا چاہیے۔ کلیم کو خبر ہوئی اسی وقت یہ قصیدہ لکھ کر پیش کیا جس میں لقب کی یہ توجیہ کی۔

ہند و جہان زدے عدد ہر دو چون یکیست شہ را خطاب شاہجہانی مبرہن ست

(خان جہان لودی نے جسکا اصلی نام پیرا تھا جب بغاوت کی اور شکست کھا کر مقتول ہوا تو اُسکا اور اسکے شریک بغاوت دریا خان کا سر ایک ساتھ دربار میں آیا کلیم نے برجستہ رباعی کہی)

(ایں مژدۂ فتح از پے ہم زیبا بود ایں کیف دہ بلا چہ نشاط افزا بود)

(از کشتن دریا سر پیرا ہم رفت رباعی گویا سراد حباب ایں دریا بود)

شاعری کلیم نے شاعری کی تمام صنفوں کو لیا ہے قصائد بکثرت ہیں۔ کئی مثنویاں ہیں۔ غزلوں کا دیوان الگ ہے۔ مثنوی مدت سے اپنے پایہ سے گر چکی تھی کلیم کی مثنویاں بھی کم رتبہ بلکہ عامیانہ ہیں۔ اتنی بات ہے کہ وہ نہایت چھوٹی چھوٹی چیزوں پر نظم لکھتا ہے اکثر شعرا کے نزدیک یہ بھی ابتذال میں داخل ہے

(مثلاً انگوٹھی۔ قلمدان۔ کشتی۔ بندوق وغیرہ کی شان میں قطعات اور رباعیاں لکھیں۔ ایک دفعہ گرمی دانے نکلے اس پر ایک بڑا قطعہ لکھ دیا۔ تپ آگئی اس پر بھی نظم لکھدی۔ اس جزئی واقعہ نگاری کا اثر ہے کہ اور ایرانیوں کے برخلاف ہندوستان کے بہت سے پیشوں۔ صنعتوں۔ پھولوں پھلوں وغیرہ کے نام لکھ دیئے ہیں جن کا نام بھی زبان قلم پر لانا اور شعر اگناہ سمجھتے تھے)

عرفی عمر بھر ہندوستان میں رہا لیکن عمر بھر میں صرف ایک ہندی لفظ جھکڑ زبان سے نکلا وہ بھی اس طرح کہ گویا فارسی ہے۔ طالب آملی نے رام رنگی ایک شعر میں باندھ دیا اس کو لوگوں نے تعجب سے دیکھا لیکن

کلیم سیکڑوں ہندی الفاظ بولتا چلا جاتا ہے۔ مثلاً

منہ بر وعدہ تنبولیان دل — کہ جز خون خوردن ازوے نیست حاصل

(از حسن شستہ دھوبی چہ گویم — ازاں بے پردہ محبوبی چہ گویم)

غرور حسن با جہل بچھانی — چو گردد جمع نتواں زندگانی

(گل گڈھل نہ فہمیدست موسم — شگفتہ چوں رخ یار است وایم)

(جو قابل ذکر واقعات اس کے زمانہ میں پیش آئے سب پر اُسنے کچھ نہ کچھ لکھا ہے)

(عالمگیر شہزادگی کے زمانہ میں جبکہ اس کی عمر چودہ سال کی تھی مست ہاتھی سے لڑا تھا کلیم بھی اس موقعہ پر موجود تھا لہذا ایک قطعہ اور ایک مثنوی اس واقعہ کی پوری کیفیت پر لکھ ڈالی۔)

قصائد۔ قصیدہ میں حاجی محمد جان قدسی کا انداز ہے یعنی عرفی اور نظیری کی

پیچدار اور مشکل بندشیں صاف کردیں مبالغہ اور حسن تعلیل کو وسعت دی لیکن اسکے ساتھ ہی قصیدہ کی متانت۔ زور۔ اور بلندی کم ہوگئی اور غزلیت کا رنگ غالب آگیا۔

اس زمانہ میں قصائد کا کمال صرف مبالغہ تشبیہ حسن تعلیل۔ اور مغالطہ شعری پر محدود تھا۔ یہ اوصاف کلیم کے قصیدوں میں بافراط موجود ہیں مضمون آفرینی کی انتہا نہیں۔ طالب آملی سے وہ جدت استعارات اور شوخی میں کم ہے لیکن اور اوصاف میں اُس سے بہت آگے ہے

غزل۔ کلیم کا اصلی کمال غزل گوئی ہے۔ جس میں اسکے پیش روؤں نے خاص خاص باتیں پیدا کی تھیں مثلاً عرفی نے فلسفہ۔ ظہیری نے تغزل طالب آملی نے شوخی استعارات وحشی اور میلی نے معاملہ بندی۔ کلیم کے ہاں گو تغزل کے سوا اور سب کچھ موجود ہے لیکن اُسکا خاص رنگ مضمون بندی اور خیال آفرینی ہے مثالیہ جو صائب کا خاص انداز ہے اسکی ابتدا بھی کلیم ہی نے کی۔ فلسفہ میں وہ زیادہ دقیق باتیں نہیں پیدا کرتا۔ اس کی غزل کے خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

مضمون آفرینی اور خیال بندی مضمون آفرینی کی اگر تحلیل کیجائے تو وہ یا کوئی نیا استعارہ یا تشبیہ ہوتی ہے یا کوئی انوکھا مبالغہ اور حسن تعلیل۔ یہ سب باتیں کلیم کے ہاں نہایت اعلےٰ درجہ پر پائی جاتی ہیں مثلاً

بسا زدیدہ ریختم خون دل خراب را گریہ گرفت در حنا پنجہ آفتاب را

(می نہم در زیر پائے فکر کرسی اد سپہر تا بکف مے آورم یک معنی بر جستہ را)

(حدیث بحر فراموش شد کہ دور از تو ز بس گریستہ ام آب بر دو دریا را)

مثالیہ۔ مثالیہ مضامین پہلے بھی خال خال پائے جاتے تھے لیکن کلیم نے اس صنف کو بہت ترقی دی مثالیں ملاحظہ ہوں۔

مرا مسوز کہ نازت ز کبریا افتد جو خس تمام شود شعلہ ہم ز پا افتد

(در روزگار دیدم از راستی نشان نیست صبحش کہ صادق آمد در شیر آب دارد)

صبر گوارا کند ہر چہ ترا ناخوش است ساعتے از کف بنہ آب گل آلود را

قوت تخیل۔ اکثر لوگوں کے نزدیک شاعری صرف قوت تخیل کا نام ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو کلیم ہمہ تن شاعری ہے اُس کا ہر شعر قوت تخیل کا ایک منظر ہے۔ مثلاً

بعد از ایں تاریکی شبہا بخود خوش کن کلیم شکوہ کم کن در چراغ اختران روغن نماند

وضع زمانہ قابل دیدن دوبارہ نیست رو پس نکرد ہر کہ ازیں خاکدان گذشت

ایں قدر فرق میان خط یک کاتب چیست سر نوشت ہمہ گر از قلم تقدیر است

روزمرہ اور محاورہ۔ اس زمانہ میں مضمون آفرینی اور خیال بندی کے استیلا نے روزمرہ اور محاورہ کی طرف سے شعرا کو غافل کر دیا تھا چنانچہ ناصر علی۔ غنی۔ بیدل اسی چکر میں پڑ کر تکلف زبان سے بیگانہ ہو گئے لیکن کلیم باوجود انتہا درجہ کی نازک خیالی کے یہ سررشتہ ہاتھ سے نہیں چھوڑتا۔ مثلاً

باعارض تو چہرہ شدن حد شمع نیست چہرہ شدن۔ مقابل ہونا۔ حد نیست۔ مجال نہیں

از دبستان برد ہر کہ سبق روشن کرد سبق روشن کرد۔ سبق یاد کر لیا

بچشم روشنی داغہائے کہنہ روم چشم روشنی۔ مبارکباد

ز عجب پیرے کہ می مالد جوان را مالیدن۔ پچھاڑنا)

تمام شد

خلاصہ شعر العجم چہارم ۸ خلاصہ حصہ پنجم ۴

المشتہر:۔ شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

هوالجلیل

الاعجاز

یعنی

خلاصۂ شعر العجم حصّہ پنجم

مُرتّبہ

جناب مولوی جاہت حسین صاحب عندلیب منشی فاضل (ذرۂ اوّل) صدیقی شادانی امروہوی

بفرمائش

شیخ مُبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

بار دوم سنہ ۱۹۲۵ء

(درخواست منظور کی گئی مورخہ ۱۱ مارچ ۱۹۲۵ء)

(۷۸۶)

قصیدہ

جس زمانہ میں شاعری کا آغاز ہوا۔ عرب کی شاعری مدحیہ قصائد پر محدود تھی۔ لہٰذا ایرانی شعرا نے بھی انہی کی تقلید کی۔ اس کے ساتھ ہی صلہ اور انعام کی توقع صرف قصیدہ سے ہو سکتی تھی۔ یہ اسباب تھے کہ ایران نے سب سے قبل قصیدہ گوئی سے ابتدا کی عرب میں مدحیہ قصائد کا یہ انداز تھا کہ تمہید میں عشقیہ اشعار ہوتے تھے جن کو تشبیب کہتے ہیں۔ پھر کسی تقریب سے ممدوح کا ذکر کرتے تھے اس کو اصطلاح میں تخلص یا گریز کہتے ہیں۔ پھر مدح ہوتی تھی اور دعا پر خاتمہ ہوتا تھا۔ فارسی نے بھی سراپا اسی کی تقلید کی۔ قصیدہ کے حسن کا معیار تین چیزیں سمجھی جاتی تھیں (۱) مطلع یعنی قصیدہ کا پہلا شعر کس شان کا ہے (۲) گریز یعنی ممدوح کا کس طرح بظاہر بلا قصد ذکر آ گیا ہے کہ گویا بات میں بات پیدا ہو گئی ہے (۳) مقطع یعنی خاتمہ کس عمدگی سے کیا گیا ہے۔ یہی تینوں چیزیں فارسی میں بھی قصیدہ کا معیار کمال قرار پائیں ۔

قصیدہ گوئی کے تین دور ہیں جن کے خصوصیات علانیہ ایک دوسرے سے ممتاز ہیں۔ قدما۔ متوسطین۔ متاخرین۔ قدما کے زمانہ کی خصوصیات

حسب ذیل ہیں۔ (۱) تکلّف۔ مبالغہ اور آورد نہ تھی۔ سادہ اور صاف خیالات کو سادہ لفظوں میں ادا کر دیتے تھے (۲) زیادہ تر الفاظ کی صنعت گری پر مدار تھا جس کی متعدد صورتیں تھیں۔ (ا) ایک مصرع میں جو الفاظ آتے تھے دُوسرے میں بھی اکثر انہیں کے مرادف الفاظ آتے تھے (ب) اس سے بڑھ کر یہ کہ ہموزن اور اکثر ہم قافیہ الفاظ لاتے تھے مثلاً ؎ اے منور بہ تو نجوم جمال ۔ وے مقرر بہ تو رسوم کمال (ج) میر معزّی اور عبدالواسع جبلی اکثر قصیدوں میں لف ونشر کا التزام کرتے ہیں اور بعض قصیدوں میں اس کے ساتھ صنعت اعداد بھی شامل کر دیتے ہیں۔ سب سے پہلے اس طرز میں کسی قدر تبدیلی انوری نے کی۔ الفاظ کے خاص ناپ تول کا کام کم کیا۔ بہت سے سادہ اشعار لکھے جن میں لفظی خصوصیات کی رعایت نہ تھی ساتھ ہی مضمون آفرینی پر توجہ کی جس سے الفاظ کی بندش کی قدر کم ہوئی۔ اور خیال دُوسری طرف رجوع ہو سکا۔ ظہیر فاریابی نے دقّت آفرینی اور مضمون بندی کا آغاز کیا۔ متوسطین اور متاخرین کی دقیق خیال بندیاں اسی نمونہ پر قائم ہوئیں۔ ظہیر فاریاب کا رہنے والا تھا جو ترکستان کا ایک شہر ہے۔ علوم درسیہ میں کمال پیدا کیا چنانچہ قوم کی زبان سے صدر الحکماء کا لقب ملا۔ آغاز شاعری میں نیشاپور آیا اور طغان شاہ بن موید کی مداحی کی پھر ماژندران گیا۔ اور یہاں کے سلاطین کی مدح میں قصائد لکھے بالآخر آذربائیجان پہنچکر جہان پہلوان محمد یلدگز کے دربار میں رسائی حاصل کی اُس نے ظہیر کی نہایت قدردانی کی۔ اسکے مرنے کے بعد قزل ارسلان کی مداحی کی کسی بات پر قزل ارسلان سے

ناراض ہوکر اتابک ابوبکر بن جہان پہلوان محمد بلدگز کے درباریوں میں داخل ہُوا اخیر عمر میں ترک دُنیا اختیار کیا اور تبریز میں گوشہ نشین ہوگیا۔ ۵۹۸ھ میں وفات پائی۔ خاقانی کے پہلو میں مدفون ہُوا انوری اور خاقانی کا ہمعصر اور ہم عہد تھا۔ اُس نے قصیدہ میں چند باتیں اضافہ کیں۔

(۱) دقت آفرینی اور خیال بندی کی بنیاد قائم کی (۲) ترکیب اور بندش میں چستی بلندی اور زور پیدا کیا چنانچہ اس وصف میں کمال اسماعیل اور سلمان ساوجی بھی اس سے آگے نہ بڑھ سکے (۳) زبان میں زیادہ صفائی اور گھلاوٹ پیدا کی چنانچہ اس کے قصائد نے انوری اور خاقانی کی طرح کبھی بُرے لوگوں کا احسان نہیں اُٹھایا (۴) اکثر نازک اور لطیف تشبیہیں ایجاد کیں اسی زمانہ میں خاقانی نے قصیدہ گوئی میں بہت شہرت حاصل کی اور ایک خاص طریقہ ایجاد کیا جس کی کسی نے تقلید نہیں کی خاقانی کا وطن شروان تھا۔ اصلی نام ابراہیم افضل الدین بن علی ہے۔ باپ بڑھئی تھا اسی بناء پر ابوالعلا گنجوی نے کہا ہے:

در و گر پسر بود نامت بشروان بخاقانیت من لقب بنہادم

ابتدا میں علوم درسیہ کی تحصیل کی پھر شاعری کا شوق پیدا ہُوا ابوالعلا گنجوی کی شاگردی اختیار کی اور حقائقی تخلص رکھا۔ جب شاعری میں کمال پیدا ہُوا تو میں شروان خاقان کبیر منوچہر اخستان کے دربار میں رسائی حاصل کی اُس نے نہائیت قدر دانی کی اور حکم دیا کہ ہر قصیدہ پر ہزار اشرفی انعام دی جائیں۔ اخیر عمر میں گوشہ نشین ہونا چاہا شروان شاہ کی اجازت

نہ تھی۔ مجبوراً ایک دن چھپ کر نکل آیا۔ بادشاہ کو خبر ہو گئی۔ خاقانی
ہبلقان تک پہنچ چکا تھا سرکاری آدمیوں نے وہیں گرفتار کیا۔ بادشاہ
نے بلا اجازت چھپ کر چل دینے کے جرم میں شاہران کے قلعہ
میں قید کر دیا۔ لیکن یہ واقعہ بالکل غلط ہے۔ اصل یوں ہے کہ
ملک نور را خواجہ جمیل الدین موصلی نے خاقانی کو ایک انگوٹھی دی
تھی جس کے نگینہ پر اسم اعظم کندہ تھا۔ اور عہد لیا کہ کسی کو نہ دینا
شروانی شاہ نے خاقانی سے یہ انگوٹھی طلب کی اس نے انکار کیا۔
اس گستاخی اور نافرمانی کی پاداش میں سات مہینے قید رہا بادشاہ کی ماں
نے سفارش کی تب چھوٹا۔ شکرانہ میں حج کا قصد کیا۔ حج سے واپس
آکر عراق میں قیام کیا۔ بادشاہ نے طلبی کا فرمان بھیجا۔ لیکن خاقانی
شاہی تعلقات سے سیر ہو چکا تھا۔ معذرت کا قصیدہ لکھ کر بھیج دیا
چند روز قزل ارسلان کے پاس رہا پھر تبریز میں گوشہ نشین ہو گیا۔
۵۸۲ھ یا ۵۹۰ھ میں یہیں وفات پائی۔ تبریز میں ایک مقام ہے
سرخاب یہاں مدفون ہوا۔ استاد سے کسی بات پر بگڑ گئی۔ دونوں نے
سخت فحش ہجویں کہیں۔ خاقانی ؎

بنی سگ گنجہ را درین گوئے ہم زرد قفا و ہم سیہ رو

رشید الدین وطواط جس سے نہایت محبت تھی جس کی مدح میں سیر
حاصل قصیدہ لکھا ہے ایک شعر یہ ہے:-

اگر بکوہ رسیدے روائت سخنش زہے رشید بوا آبدے بجائے سدا

اس سے بھی نہ نبہہ سکی۔ اور نہایت فحش ہجو لکھی اور تو اور خود اپنی ہی شان میں فرماتے ہیں ؎

شہرت حوا نو لسیم تہمت ہاجر نہم　　چادر مریم ربایم پردہ زہرا درم

اس کے کلام کے خصوصیات یہ ہیں (۱) مختلف علوم و فنون کی اصطلاحیں اور تلمیحات اور اشارات بکثرت لاتا ہے۔ جب تک کوئی شخص تمام علوم و فنون سے واقف نہ ہو اس کے کلام کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکتا (۲) یہ بات قابل تعریف ہے کہ تمام معاصرین کے خلاف واقعہ نگاری پر مائل ہے۔ ساتھ ہی اس پر تخیل کا رنگ بھی چڑھایا ہے۔ حج کے سفر میں طاق کسریٰ کو شکستہ حالت میں دیکھ کر نہایت پُر جوش اور پُر درد قصیدہ کہا۔ چند شعر یہ ہیں:۔ ؎

ہاں اے دل عبرت بیں از دیدہ نگہ کن ہاں　　ایوان مدائن را آئینہ عبرت دان

گویہ کہ تو از خاکی ما خاک تو ایم اکنوں　　گامے دو سہ بر ما نہ اشکے دو سہ ہم بفشان

از نوحہ چغد الحق مائیم بہ درد سر　　از دیدہ گلابے کن در دسر ما بفشان

ما بارگہ داریم ایں رفت ستم بر ما　　بر قصر ستمگاران آیا چہ رود خذلان

(۳) کئی کئی سو شعروں کا قصیدہ لکھتا ہے۔ اور کہیں زور طبع کم نہیں ہوتا۔ نہایت مشکل اور دشوار گذار ردیفوں میں بڑے بڑے قصیدے لکھے ہیں اور جو باتیں اس کے خواص کلام ہیں اس کے التزام میں فرق نہیں آتا۔ خاقانی

نوٹ:۔ یہ عجیب بات ہے کہ خاقانی اور نظامی دونوں ایک زمانہ میں تھے اور دونوں کو دعویٰ ہے کہ خضر نے ان کو تعلیم دی۔ خاقانی نے اپنی مثنوی تحفۃ العراقین میں خضر کی ملاقات کا حال بالتفصیل لکھا ہے۔ خدا جانے کون صاحب تھے جنکو وہم پرستی سے خاقانی نے خضر سمجھ لیا۔

کے بعد کمال اسمٰعیل نے قصیدہ کو بہت ترقی دی اور اسی پر قدما کے دور کا خاتمہ ہو گیا۔ قدما کے دور کے قصیدہ گویوں میں ابو الفرج رونی۔ عبد الواسع جبلی۔ میر معزی نیشاپوری سارزتی اور رشید الدین وطواط خاص امتیاز رکھتے ہیں +

قصیدہ میں رفتہ رفتہ جو ترقی ہوتی جاتی تھی وہ رفتار جاتی رہی۔ کیونکہ ہنگامہ تاتار نے دفعتاً وہ سارا دفتر الٹ دیا۔ ممدوح نہ رہے تو مدح خوان کہاں سے آتے۔ ہلاکو کا پوتا اسلام لایا اور مدتوں اس خاندان میں حکومت رہی لیکن دربار شاعرانہ لطافت سے خالی تھا اور تین سو برس تک سلیمان کے سوا جو قصیدہ کے مجددین میں سے ہے اور کوئی مشہور قصیدہ گو نہیں پیدا ہوا۔ سلاطین صفویہ نے نئے انداز سے دربار سجایا تو اس قالب مردہ میں پھر جان آئی۔ حسین ثنائی۔ محتشم کاشی۔ سنجر کاشانی وغیرہ نے قصیدہ گوئی کو بہت ترقی دی۔ عرفی نے اس زمین کو آسمان تک پہنچا دیا۔ اکبری دور کے شعرا کے بعد طالب آملی اور محمد جان قدسی نے قصیدہ کو بہت ترقی دی قدسی مشہد کا رہنے والا تھا۔ ۱۰۴۲ھ میں شاہجہان کے دربار میں پہنچا ۱۰۴۵ھ میں ایک قصیدہ کے صلے میں شاہجہان نے اسے جاندی میں تلایا ۵۵۰۰ ہوئے۔ یہ رقم انعام میں ملی۔ جہاں آرا بیگم کے شفا پانے پر جو مبارکباد لکھی تو خلعت اور دو ہزار روپے عنایت ہوئے۔ ایک قصیدہ پر سات مرتبہ جواہرات سے منہ بھرا گیا۔ شاہجہان کے دربار میں ملک الشعرا کا خطاب اول قدسی ہی کو ملا تھا۔ ۱۰۵۶ھ میں وفات پائی۔

عرفی کا زور طبع اور طالب آملی کی جدت اشعار قدسی کے

کلام میں نہیں۔ لیکن متاخرین جسے مضمون آفرینی کہتے ہیں اس کے دریا بہا دیئے ہیں وہ تمام انواع سخن پر قادر تھا قصائد کثرت سے لکھے ہیں مثنویاں متعدد ہیں۔ غزلوں کا دیوان مختصر ہے مگر جس قدر ہے انتخاب ہے۔ قدسی کے بعد قصیدہ کی متانت اور شان و شوکت میں فرق آگیا۔ رنگینی مضمون آفرینی جدت تشبیہات و استعارات کو ترقی ہوئی۔ تکلف اور عیش پرستی کی روز افزوں ترقی کے اثر سے اخیر میں قصائد غزل بن کر رہ گئے۔ نکتہ دانوں کو آخر کار قصیدہ گوئی بلکہ شاعری کے خصیص کا اندازہ ہوا سب سے پہلے مشتاق اصفہانی کو اس کا احساس ہوا اس کے ہم بزم بھی اس کے خیالات سے متاثر ہوئے۔ چنانچہ لطف علی آذر اور سید احمد ہاتف وغیرہ نے قدما کا تتبع شروع کیا اور ایک دور جدید پیدا کر دیا۔ اس دور نے ترقی کرتے کرتے قاآنی جیسا قادر الکلام پیدا کیا جس سے قدما کا دور دوبارہ واپس آگیا قاآنی کا نام مرزا حبیب ہے باپ بھی شاعر تھے گلشن تخلص کرتے تھے قاآنی شیراز میں پیدا ہوا۔ علوم درسیہ کی تحصیل کے بعد شاعری اختیار کی اور شجاع السلطنت کی مداحی کرتا رہا۔ جب زیادہ شہرت حاصل کی تو شاہی دربار میں پہنچا۔ محمد شاہ اور ناصر الدین قاجار نے اس کی نہایت قدر دانی کی ۱۲۷۰ھ میں وفات پائی۔ قاآنی کے تمام قصیدے قدما یعنی فرخی منوچہری سنائی اور خاقانی کے جواب میں ہیں۔ الفاظ کی بہتات۔ مرادف الفاظ کا اجتماع۔ صنعت ترصیع اور لف و نشر جو قدما کے خصائص ہیں ان باتوں

ہیں وُہ قدما کا ہمسر ہے معہذا جو قدرت کلام صفائی اور روانی اس کے کلام میں ہے قدما میں بھی نہیں۔ اس کے خصوصیات یہ ہیں:۔

(۱) تشبیہات اکثر نیچرل ہوتی ہیں۔

(۲) واقعہ نگاری میں کوئی شاعر آج تک اس کے رتبہ کا نہیں ہُوا وُہ طول طویل واقعات لکھتا ہے۔ ایک ایک جزئیات کو ادا کرتا ہے اور پھر سلاست۔ صفائی اور روانی میں مطلق فرق نہیں آتا۔

(۳) قدما کے جو الفاظ سینکڑوں برس سے متروک ہو گئے تھے۔ اور شعر کے ترک شدہ زحافات بھی۔ قاآنی بے تکلف استعمال کرتا ہے جسکی وجہ سے قاآنی کا طرز تمام ایران پر چھا گیا۔ لیکن اس کے بعد پھر ایران میں کوئی نامور پیدا نہیں ہُوا۔

عجب بات ہے کہ ایران کے انقلاب کی اگرچہ ہندوستانیوں کو خبر نہ تھی لیکن خود بخود یہاں بھی انقلاب پیدا ہُوا۔ یعنی مذاق شاعری جو ناصر علی وغیرہ کی بدولت سینکڑوں برس سے بگڑا چلا آتا تھا درست ہو چلا مرزا غالب نے شاعری کا انداز بالکل بدل دیا۔ ابتدا میں وُہ بھی بیدل کی پیروی کی وجہ سے غلط راستہ پر پڑے تھے۔ لیکن عرفی، نظیری، طالب آملی، ابوطالب کلیم کی پیروی نے اُن کو سنبھالا۔ اُنہوں نے قصیدہ میں متوسطین اور قدما کی روش اختیار کی اگرچہ اکثر قصائد میں متاخرین کی بدعتیں بلکہ خامیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ لیکن اخیر میں سب کچ پیچ نکل گئی اور بالکل اساتذہ کا رنگ آ گیا ہے۔ ان کی طبیعت میں اجتہاد اور جدت

کا مادہ نہایت شدت سے تھا۔ اس لئے قدما کی پیروی کی وجہ سے اگرچہ نہایت احتیاط کرتے ہیں تاہم اپنا خاص انداز بھی نہیں چھوڑتے +

قصائد سے کیا کام لیا گیا قوموں کا بننا۔ ابھرنا۔ ان کے جذبات کا تازہ اور مشتعل ہوتے رہنا اس بات پر موقوف ہے کہ ان کے اوصاف کی صحیح داد دی جائے۔ ان کے کارنامے نمایاں اور اجاگر کئے جائیں۔ قصیدہ درحقیقت اسی کام کے انجام دینے کا ایک آلہ تھا۔ عمدہ اوصاف۔ شریفانہ اخلاق اور جذبات کو قوم میں پھیلانا ہو تو اس کا سب سے عمدہ طریقہ یہ ہے کہ ان کی محسوس اور زندہ مثالیں پیش کی جائیں۔ اس بناء پر قصیدہ جس کا اصلی موضوع مدح ہے بڑے کام کی چیز ہے لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ

(۱) جس کی مدح کی جائے وہ درحقیقت مدح کے قابل ہو۔

(۲) مدح میں جو کچھ کہا جائے وہ سچ ہو۔

(۳) مدحیہ اوصاف اس انداز سے بیان کئے جائیں کہ جذبات کو تحریک ہو فارسی قصائد میں یہ شرطیں کبھی جمع نہیں ہوئیں یا تو ایسے لوگوں کی مدحیں لکھی گئیں جو سرے سے مدح کے مستحق نہ تھے یا تھے تو ان کے واقعی اوصاف نہیں لکھے گئے بلکہ تمام قوت مبالغہ اور غلو میں صرف کردی گئی۔ اکبر خانخانان۔ شاہجہان کے سینکڑوں معرکے تاریخی یادگار ہیں جن کے بیان سے مردہ دلوں میں جنبش پیدا ہوسکتی ہے۔ عرفی۔ نظیری۔ فیضی وغیرہ نے ان لوگوں کی مدح میں سینکڑوں پُرزور قصیدے لکھے لیکن ان معرکوں کا کہیں ذکر تک نہ آیا۔ اس کے مقابلہ میں عرب کی شاعری پر نظر ڈالو واقعی

تو عرب کسی کی شاعرانہ مدح کرنا عار سمجھتے تھے اور مدح کرتے تو صلہ لینا گوارا نہ کرتے پھر جو کچھ کہتے سچ کہتے تھے۔ عرب کے اکثر شعرا اسی وقت قصیدہ لکھتے تھے جب ممدوح کوئی معرکہ سر کرتا اور وہ قصیدے معرکہ کی پوری تاریخ ہوتے تھے اور معرکہ جنگ کا پورا سماں کھینچ دیتے تھے (دیکھو خلاصہ چہارم باب اول "شاعری کا استعمال")

قصیدوں میں اکثر اپنے ذاتی اور واقعی کارناموں کا ذکر اور اس پر فخر کا اظہار کرتے تھے۔ شعرائے فارس اس کے مقابلہ میں کس بات پر فخر کر سکتے ہیں زیادہ سے زیادہ یہ کہ ہم اقلیم سخن کے بادشاہ ہیں مضامین ہمارے سامنے دست بستہ کھڑے رہتے ہیں۔ مختلف شاعرانہ مضامین کے لئے قصیدہ بہت وسیع میدان ہے۔ مثنوی کے لئے مسلسل طول طویل قصہ کی ضرورت ہے۔ غزل میں چھوٹے چھوٹے مفرد خیال ادا کئے جاتے ہیں۔ باقی ہر قسم کے مضامین جو ان دونوں قسموں کے بین بین ہیں وہ صرف قصیدہ کے ذریعہ سے ادا کئے جا سکتے ہیں مثلاً کوئی دوست جدا ہو رہا ہے۔ کوئی مؤثر منظر نظر سے گذرا۔ کسی نے ناموری کا کام کیا۔ کسی گروہ کے معاشرت و تمدن کی تصویر کھینچنا ہے۔ عرب کے قصائد انہیں مضامین سے مملو ہیں۔ بنا بریں جذبات سے لبریز ہیں۔ بخلاف اس کے ایران میں اس صنف سے کبھی یہ کام نہیں لیا گیا۔

قصیدہ کا گو صحیح استعمال نہیں کیا گیا۔ لیکن یہ خیال غلط ہے کہ قصیدہ گوئی نے قوم میں خوشامد اور دولت پرستی پیدا کر دی۔ مادح اور ممدوح دونوں

بلکہ سب لوگ جانتے تھے کہ یہ مدح مبالغہ اور لفاظی کے سوا نہیں قصیدہ گوئی بالکل بیکار نہیں گئی ہزار برس کی متصل زور آوری اور طباعی بالکل بیکار نہیں گئی۔ قصیدہ سے گو اصلی کام نہیں لیا گیا تاہم شاعری کو اس نے بہت کچھ ترقی دی +

(۱) قصیدہ کی ایک خاص زبان بن گئی یعنی بندش میں چستی اور زور۔ الفاظ میں متانت اور شوکت۔ خیالات میں بلندی اور رفعت یہاں تک کہ قصیدہ کے شروع میں جو غزلیہ اشعار ہوتے ہیں وہ بھی عام غزل کی زبان سے مختلف ہوتے ہیں۔ اس سے یہ فائدہ ہوا کہ متین اور سنجیدہ اور پُرزور خیالات کے ادا کرنے کا ایک ذخیرہ مہیا ہو گیا۔ آج اگر قومی اور ملکی مضامین لکھنا چاہیں تو قصائد کی زبان ان خیالات کے ادا کرنے کے لئے پہلے سے تیار ہے +

(۲) شعرا مدح کرتے کرتے تھک گئے تھے لہذا وسعت خیالات کے لئے اور راستے نکالے مثلاً تمہید میں غزل کے بجائے طرح طرح کے مضامین داخل کئے۔ اسدی طوسی نے یہ خاص روش اختیار کی کہ قصائد کی تمہید میں مناظرات قائم کئے یعنی دو چیزوں کو لیکر ان کی زبان سے ان کے فضائل بیان کئے اس طرح مختلف چیزوں کی خوبیوں کے تمام پہلو دکھانے کا موقع ملا +

(۳) حکیم سنائی اوحدی۔ سعدی۔ امیر خسرو۔ خاقانی اور جامی نے بہت سے قصائد میں صرف پند و موعظت اور حکمت کے مضامین ادا کئے

اور کسی کی مدح و ستائش ان میں نہیں ۔

غزل یا عشقیہ شاعری

عشق و محبت انسان کا خمیر ہے اور کوئی قوم عشقیہ شاعری سے خالی نہیں۔ لیکن ایران اس خصوصیت میں تمام دنیا سے بڑھا ہوا ہے۔ تین ہزار برس کی متصل عیش و نعمت اور جاہ ثروت نے لطافت اور نفاست کو انتہا تک پہنچا دیا تھا۔ آب و ہوا۔ سبزہ زار۔ آب رواں۔ لالہ و گل دماغوں اور طبیعتوں کو ہمہ وقت نشاط انگیز اور ولولہ خیز رکھتے تھے سب پر مستزاد یہ کہ حسن و جمال کے لحاظ سے ملک کا ملک یوسف ستان تھا۔ ذرا سی تحریک سے شعلہ عشق مشتعل ہو کر دل و دماغ کو آتش فشاں بنا دیتا تھا یہی وجہ ہے کہ ایران میں جس قدر عشقیہ شاعری کو ترقی ہوئی اور اصناف سخن کو نہیں ہوئی ۔

ایران میں شاعری کی ابتدا قصیدہ سے ہوئی اور ابتداً غزل جوش طبع سے نہیں بلکہ اقسام شاعری کو پورا کرنے کے لئے وجود میں آئی۔ قصیدہ کی ابتدا میں عشقیہ اشعار کہنے کا دستور تھا۔ اس حصہ کو الگ کر لیا تو غزل بن گئی فارسی شاعری کا آدم رودکی خیال کیا جاتا ہے۔ اس کے زمانہ میں مستقلاً غزل کی صنف وجود میں آچکی تھی۔ رودکی نے ۳۰۴ھ میں وفات پائی لہٰذا اس کا کلام تیسری صدی کی یادگار سمجھنا چاہیئے۔ چوتھی صدی کا سب سے

بڑا شاعر دقیقی تھا۔ غزل گو قصیدہ سے الگ چیز ہے لیکن غور سے دیکھو تو اس زمانہ کی غزل کا اصلی عنصر قصیدہ ہے۔ قصیدہ میں ممدوح کے جود و سخا۔ جبروت و اقتدار۔ عدل و انصاف کی تعریف کرتے تھے۔ غزل میں محبوب کے حسن و جمال۔ ناز و ادا۔ جور و جفا کا بیان ہوتا تھا +

غزل نے ایک مدت کوئی نمایاں ترقی نہیں کی جس کے مختلف اسباب تھے

(۱) شاعری کا کمال قصیدہ گوئی سمجھا جاتا تھا۔ قصیدہ ہی میں ہر قسم کی قدر دانی اور ترجیح و امتیاز کا موقع مل سکتا تھا۔ دربار میں قصیدہ گویوں پر زر و گوہر کی بارش ہوتی تھی۔ جشن وغیرہ میں دھوم دھام کے قصائد لکھنے پڑتے تھے۔ اور مسابقت کے جوش میں زور طبع دکھانا پڑتا تھا +

(۲) غزل کی تحریک عشق و محبت کے جذبات سے ہوتی ہے۔ لیکن ایران میں مدتوں جنگی جذبات کا زور رہا +

غزل کی ترقی تاریخ تصوف سے شروع ہوتی ہے تصوف کا تعلق تمام تر واردات اور جذبات سے ہے اس کی تعلیم کی ابجد عشق و محبت ہے۔ تصوف کی ابتدا اگرچہ تیسری صدی کے آغاز میں ہوئی لیکن پانچویں صدی اس کے اوج شباب کا زمانہ ہے اور یہی زمانہ غزل کی ترقی کا پہلا دور ہے۔ سب سے پہلے حکیم سنائی نے غزل کو ترقی دی ان کے بعد اوحدی مراغی نے غزل کو جذبات سے لبریز کر دیا۔ یہ بہت بڑے صوفی اور عالم تھے۔ مدتوں سیاحت کی تھی۔ پھر اصفہان کو وطن بنا لیا اوحدالدین کرمانی سے بیعت کی تھی ان کی مثنوی جام جم مشہور ہے۔ انہوں نے زبان میں نزاکت

صفائی - روانی اور سلاست بھی پیدا کی - ان کے بعد خواجہ فرید الدین عطار مولانا روم اور عراقی وغیرہ نے غزل کو نہایت ترقی دی لیکن یہ لوگ چونکہ عشق حقیقی کے جانداده تھے اس لئے ان کے کلام میں حقیقت کا پہلو غالب رہتا تھا - لہذا اُن کی غزلیں عام نہ ہوئیں - اسی زمانہ میں تاتار کی باد صرصر نے امن و امان کا شیرازہ ابتر کر دیا - تمام سلطنتیں اور حکومتیں برباد ہو گئیں نتیجہ یہ ہوا کہ قصیدہ کا زور دفعتاً گھٹ گیا - چونکہ شجاعانہ جذبات کو زوال آچکا تھا لہذا صرف درد اور سوز کے جذبات رہ گئے اور اس کے اظہار کا ذریعہ سوائے غزل کے اور کیا ہو سکتا تھا - اس زمانہ میں شیخ سعدی پیدا ہوئے وُہ ایک مدت تک عشق و عاشقی میں بسر کر چکے تھے - اخیر اخیر تصوّف کے حلقہ میں آئے وُہ فطرتاً شاعر تھے - زبان خداداد تھی - ان باتوں نے مل کر اُن کی غزل میں یہ اثر پیدا کر دیا کہ تمام ایران میں آگ لگ گئی - ان کے بعد خسرو اور حسن نے اس شراب کو اور تیز کر دیا - اس دَور کے بعد شاعرانہ حیثیت سے سلمان اور خواجو نے غزل کو ترقی دی لیکن یہ دونوں تصوّف سے محروم تھے اس لئے ان پھولوں میں رنگ تھا بُو نہ تھی - ابھی سلمان اور خاجو زندہ ہی تھے کہ حافظ نے غزل گوئی شروع کی اور اس جوش سے یہ نغمہ چھیڑا کہ زمین سے آسمان تک گونج اُٹھا - چند خصوصیات یہ ہیں : -

(۱) حسن بیان - خوبی ادا - شستگی اور لطافت خواجہ حافظ کے برابر کسی کو نصیب نہیں ہوئی - قناعت - گوشہ نشینی - واعظوں کی پردہ دری دُنیا سے اجتناب - رندی اور مستی اُن کے مہمات مضامین ہیں جو پانسو برس سے

پامال ہوتے آتے ہیں لیکن آج تک خواجہ حافظ کا جواب نہ ہو سکا (۲)
خواجہ صاحب سے پہلے غزل عشقیہ مضامین کے لئے مخصوص تھی۔ خواجہ
صاحب نے غزل کو یہ وسعت دی کہ اخلاق۔ فلسفہ۔ تصوف۔ پند و موعظت
سیاست ہر قسم کے مضامین ادا کئے۔ ساتھ ہی یہ خصوصیت ہاتھ سے نہ گئی
کہ غزل کی جو زبان ہے اور جس قسم کی رنگینی اور لطافت و شیرینی اس کیلئے
درکار ہے سب باتیں قائم رہیں معارف و حقائق کے علاوہ ہر قسم کے قومی
ملکی۔ تمدنی۔ معاشرتی مسائل خواجہ صاحب نے ادا کئے پھر بھی غزل کی
لطافت اور نازک ادائی میں فرق نہ آیا۔ اس طرح خواجہ صاحب نے غزل
کو مجموعہ شاعری بنا دیا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ عرفی۔ نظیری۔ صائب۔ کلیم
نے غزل ہی میں تمدنی۔ اخلاقی۔ معاشرتی۔ پند و موعظت ہر قسم کے مضامین
ادا کئے اور غزلیت کی شان میں فرق نہ آیا۔

(۳) خواجہ صاحب نے جو مضامین ادا کئے ہیں سو سو دفعہ بندھ چکے
ہیں لیکن جو مضمون جس طرح انہوں نے ادا کر دیا اس پر آجتک اضافہ نہ ہو سکا۔

(۴) فارسی شاعری پر یہ عام اعتراض ہے کہ گو ایک چیز کو ہزاروں
دفعہ باندھتے ہیں لیکن بار بار وہی باتیں کہتے ہیں اگر یہ چاہیں کہ ان سب خیالات
کو یکجا کر کے اس چیز پر ایک بسیط اور وسیع مضمون تیار کر لیا جائے تو نہیں
کر سکتے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ مضمون کے تمام پہلو نہیں آتے بلکہ اکثر وہی
باتیں ہیں جو مختلف الفاظ میں بار بار ادا کر دی گئی ہیں۔ بخلاف اسکے خواجہ صاحب نے
جن مضامین کو مرکز شاعری قرار دیا ہے ان کا ایک ایک نکتہ اس طرح ادا کیا

ہے کہ کوئی پہلو باقی نہیں رہا۔ اب چاہیں تو اُن سے اس عنوان پر مستقل مضمون لکھا جا سکتا ہے۔

(۵) شاعری کی اصلی حقیقت جذبات کا اظہار ہے یعنی شاعر پر کوئی جذبہ طاری ہو اور وہ ان جذبات کو اس طرح ادا کرے کہ دوسروں پر بھی وہی اثر چھا جائے۔ خواجہ صاحب کے کلام کو دیکھو تو اندازہ ہوگا کہ جذبات کے اظہار میں اس سے بڑھ کر جوش کا اظہار نہیں ہو سکتا۔

خواجہ حافظ کے بعد اصول ارتقا کے خلاف غزلیہ شاعری کی ترقی ڈیڑھ سو برس تک رُک گئی لیکن ارتقا میں اتفاقی سکون ہو جاتا ہے سلسلہ منقطع نہیں ہوتا۔ خواجہ صاحب کے راستہ پر چلنا تو ممکن نہ تھا لہٰذا اور راہیں نکلیں اسی زمانہ میں حکومت صفویہ کا آغاز ہوا اور کچھ ہی مدت کے بعد تمام ایران سے طوائف الملوکی مٹ کر ایک وسیع اور پُر امن سلطنت قائم ہوئی۔ اس دور میں غزل کی جس قدر طرزیں ممکن تھیں تصوف کے سوا سب کی بنیاد پڑ گئی کیونکہ شیعیت کو تصوف سے ضد ہے۔ تاہم تصوف میں کچھ ایسی بات ہے کہ لوگ نقالی کی کوشش کرتے تھے چنانچہ شفائی وغیرہ نے اس رنگ میں کہا لیکن یہ نری نقالی اور کاغذی پھول تھے۔ اس دور جدید کے آدم فغانی ہیں ان سے پہلے جو طریقہ تھا اور جس کو انہوں نے بدلا اس کے نمایاں خصوصیات یہ تھے کہ کلام میں سادگی و صفائی تھی کسی بات کو زیادہ پیچ دیکر نہیں کہتے تھے۔

(۱) فغانی نے اس طرز کو بدلا اور ان کے پیروؤں نے انتہا تک پہنچا دیا۔
(۲) تشبیہات اور استعارات میں زیادہ جدت پیدا کی (۳) سب سے بڑی خصوصیت

فغانی کی اختصار کلام ہے یعنی ایک بڑے وسیع مضمون کو مختصر الفاظ میں ادا کرتا ہے
اوّل اوّل لوگوں کو فغانی کا طرز بیگانہ معلوم ہوا اور کسی نے کچھ قدر نہ کی۔
بنابریں وُہ دربار دل کو چھوڑ کر تبریز میں چلا آیا۔ اور یہیں اس کی نشو و نما
ہوئی۔ جس زمانہ میں دولت صفویہ کا آغاز تھا تبریز میں سلطان یعقوب
فرمانروا تھا وُہ ترک تھا اور صفویہ کا حریف مقابل ساتھ ہی نہایت سخن فہم
اور قدردان فن تھا لہذا ظاہری حسن و جمال سے بھی بہرہ ور تھا بعض شعرا اسکے
دلدادہ تھے ان میں شیخ نجم الدین یعقوب بھی ہیں قاضی مسیح الدین عیسیٰ جو
بہت بڑے فاضل اور سلطان یعقوب کے صدر الصدور تھے وُہ بھی سلطان کے
عشاق میں سے تھے۔ سلطان یعقوب جس طرح اور باتوں میں سلاطین صفویہ
کا حریف تھا اُس کا مذاق بھی اُن سے جُدا تھا اس لئے فغانی جو اور دربار
میں مردود تھا یہاں آکر مقبول ہوا۔ فغانی کے سلسلہ میں جن لوگوں نے زیادہ
شہرت حاصل کی عُرفی۔ نظیری وغیرہ ہیں جو ہندوستان چلے آئے اور یہاں
کے مذاق نے ان میں اور زیادہ لطافت اور رنگینی پیدا کر دی۔ جو شعرا خاص
ایران کے شمار کئے جاتے ہیں ان میں محتشم کاشی اور شفائی نہایت نامور
ہیں محتشم کو طہماسپ صفوی اور عباس شاہ صفوی کے دربار میں
نہایت اعزاز حاصل تھا۔ اکثر مشاہیر اس کے تربیت یافتہ ہیں۔ تمام
ایرانی تذکرہ نویس اس کا نام بڑی عزت سے لیتے ہیں لیکن فی الحقیقت
یہ محتشم کی خوش اقبالی ہے ورنہ عرفی اور نظیری کی صف میں وُہ حقیر نظر
آتا ہے۔ شفائی کا منتخب کلام البتہ نظیری وغیرہ کے لگ بھگ کہا

جاسکتا ہے۔

سلطان الجایتو کے زمانہ میں سید سیف الدین ایک معزز رئیس اور حکمران تھے۔ ان کے نواسے قاضی جہان تھے اُن کے بیٹے شرف جہان نے نہایت فضل و کمال حاصل کیا۔ رفتہ رفتہ طہماسپ صفوی کے دربار میں پہنچے اور سیاہ و سفید کے مالک ہو گئے۔ کربلا میں جو نہر ہے انہی کی بنوائی ہوئی ہے۔ یہ شاعر بھی تھے اور صرف غزل کہتے تھے۔ غزل میں وقوع گوئی یعنی معاملہ بندی گو خسرو اور سعدی کے ہاں خال خال پائی جاتی ہے لیکن انہوں نے اس کو ایک خاص فن بنا دیا۔ ہزار شعر کا دیوان ہے جو سرتاپا اسی انداز میں ہے مثلاً ؎

بہ ہر جا ببرد م اوّل حدیث نیکواں پرسم — کہ حرف آں منا مہربان را در میان پرسم
زدہ ہوشی نہ ضم ہر چہ گوید آں پری با من — چو از بزمش برخیزم مضمون آں از دیگراں پرسم

یہ طرز فغانی کے طرز سے زیادہ مقبول ہوا۔ اس زمانہ کے اکثر ممتاز شعرا اسی انداز میں کہتے تھے ان میں سے جن لوگوں نے زیادہ شہرت حاصل کی وہ یہ ہیں علی قلی میلی قزلباش امراء میں سے تھا نہایت خوشرو اور خوش مزاج تھا۔ مدت تک مشہد مقدس میں سلطان ابراہیم مرزا کے دربار میں رہا پھر ہندوستان آیا۔ یہاں حسین ثنائی۔ غزالی۔ وحشی وغیرہ سے معرکے رہے۔ مشہور ہے کہ اکبر کے دربار میں غزالی سے مناظرہ ہوا۔ غزالی نے حکمت عملی سے اس کو مغلوب کیا۔ جس کا اُس کو اس قدر صدمہ ہوا کہ اُسی وقت تپ چڑھ آئی اور بالآخر بیمار رہ کر مر گیا۔

ولی - قاین ایران کا ایک صوبہ ہے - اس کے مضافات میں ایک مقام ہے وہاں کی خاک سفید ہوتی ہے اس لئے اس کو دشت بیاض کہتے ہیں ولی یہیں کا رہنے والا تھا میلی اور وحشی کا معاصر تھا اور حریف مقابل بھی - ہندوستان بھی آیا تھا - کلام میں معاملہ بندی کے سوا سوز و گداز نہایت ہے اس کو فارسی کا میر تقی سمجھنا چاہئیے ۔

وحشی یزدی مشہور شاعر ہے - عرفی وغیرہ کا معاصر ہے - چونکہ تمام عمر شاہدان بازاری کے عشق میں گرفتار رہا اس لئے ہوس پرستی کی واردا تیں بہت پیش آئیں اور اس نے وہ سب ادا کر دیں واسوخت بھی اسی کی ایجاد ہے اور اسی پر اس کا خاتمہ بھی ہو گیا - آتشکدہ میں لکھا ہے کہ اس نے شراب خواری کی حالت میں جان دی - یہ غزل مرتے وقت لکھی ہے ؎

مگر در من نشان مرگ ظاہر شد کہ می بینم عزیزاں را نہانی آستین بر چشم تر مشب

فغانی کے سلسلہ میں رفتہ رفتہ خیال بندی مضمون آفرینی دقت پسندی پیدا ہوئی اس کی ابتداء عرفی نے کی - ظہوری جلال اسیر - طالب آملی کلیم وغیرہ نے اس طرز کو ترقی دی اور یہی طرز مقبول ہو کر تمام دنیائے شاعری پر چھا گیا - چونکہ اس طرز کی بے اعتدالی سخت مضر نتائج پیدا کرتی ہے اس لئے ملک سخن ناصر علی اور بیدل وغیرہ کے قبضہ اقتدار میں آ گیا اور اس طرح ایک عظیم الشان سلسلہ کا خاتمہ ہو گیا - اس انقلاب نے اگرچہ غزل کو نقصان پہنچایا - کیونکہ غزل دراصل عشقیہ جذبات کا نام ہے اور اس طرز میں عشقیہ جذبات بالکل فنا ہو گئے لیکن شاعری کو فی نفسہ ترقی ہوئی

عُرفی نے نہایت بلند فلسفیانہ مسائل ادا کئے۔ کلیم اور صائب نے تخیل کو بے انتہا ترقی دی۔ بعض شعرا نے اخلاق و موعظت کو نہایت خوبی سے ادا کیا +

غزل پر ریویو

غزل کے معائب (۱) غزل کا ایک بڑا نقص یہ ہے کہ عشق و محبّت کے کسی معاملہ یا واردات کا مسلسل بیان نہیں ہوتا۔ ہر شعر الگ ہوتا ہے۔ اور اس میں کوئی سفر و خیال یا واقعہ ادا کر دیا جاتا ہے۔ عربی اور یورپین زبانوں میں غزل اکثر مسلسل ہوتی ہے جس میں محبوب کا مفصل سراپا یا وصل و ہجر کی داستان یا کوئی دلچسپ واردات کوئی تفصیلی واقعہ بیان کرتے ہیں +

(۲) ایران کا محبوب اکثر شاہد بازاری اور متبذل ہوتا ہے وہ ہر ایک کو ہاتھ آسکتا ہے۔ بخلاف اس کے عرب کا معشوق عفت و عصمت کا حرم نشین ہے کوئی شخص ادھر کا رُخ کرے تو خون کی ندیاں بہ جائینگی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ عرب میں پردہ نشین اور باعفت عورتوں سے عشق کرتے تھے۔ اسی وجہ سے عرب کے عاشقانہ جذبات نہایت پُرجوش اور سچے ہوتے ہیں محبوب کی شان اور عفت عشق کو مشتعل کرتی ہے لیکن ابتذال نہیں آنے پاتا یہ بات ایران کو نصیب نہیں (۳) ایران میں عاشق ہر طرح کی ذلّت خواری اور بیقدری کو فخر خیال کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ کمال عشق اسی کا نام ہے بخلاف اسکے عرب میں خودداری اور عزّت نفس کے جذبات ہر حالت میں قائم رہتے

ہیں (۴) جن جذبات کا اظہار کیا جاتا ہے ان میں تصنع اور مبالغہ ہوتا ہے واقعیت کم ہوتی ہے اس لئے الفاظ اور طرز ادا میں اصلی جوش نہیں ہوتا۔ فارسی عشقیہ اشعار پڑھ کر دل پر کبھی اثر نہیں ہوتا کہ یہ ایک جانباز عاشق کے دلی جذبات ہیں۔ بخلاف اس کے عرب کا شاعر جو کچھ کہتا ہے اسی حد تک جس قدر اصلی واقعیت ہے اس لئے اس میں جوش اور اثر ہے (۵) فارسی شاعری میں معشوق حسنِ صورت کے لحاظ سے جس قدر بےمثل و بےنظیر ہے اسی قدر اخلاق کے لحاظ سے دُنیا کے تمام عیوب کا مجموعہ ہے +

غزل کے محاسن اگرچہ بلحاظ اغلب فارسی غزل گوئی میں سچے جذبات کم نظر آتے ہیں تاہم حضرات صُوفیہ کا کلام تمامتر جوش اور اثر سے لبریز ہے جو خیالات اور مضامین غزل کے عناصر اصلی ہیں۔ ان غزلوں میں نہایت پرجوش طریقہ سے ادا ہوئے ہیں +

تصوّف نے فارسی غزل گوئی کو بلند تر کر دیا عشق کا مبدء حُسن ہے اور جس قدر حُسن کامل تر ہوگا اسی قدر کشش بھی زیادہ قوی اور سخت ہوگی۔ اور چونکہ حُسن کامل صرف شاہد حقیقی میں پایا جاتا ہے۔ اس لئے عشق بھی وہی کامل ہوگا جو شاہد حقیقی سے تعلق رکھتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات صُوفیہ کی شاعری میں جو جذبہ اور اثر ہے اور وں کے کلام میں اُس کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا مجازی حسن ناکامل اور سریع الزوال ہے اس لئے عشق مجازی میں وُہ زور وُہ جذبہ اور وُہ استقلال نہیں جو عشق حقیقی کا خاصہ ہے۔ عشقیہ شاعری کا کمال چونکہ عشق حقیقی پر موقوف ہے جو تصوّف کے ساتھ مخصُوص ہے

چونکہ اور زبانوں میں صوفیانہ شاعری کم ہے اس لئے عشقیہ شاعری میں کوئی زبان فارسی کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ صوفیانہ شاعری میں یہ خصوصیتیں عموماً پائی جاتی ہیں۔

(۱) چونکہ تصوف میں جن جذبات کا اظہار کیا جاتا ہے وہ واقعی اور حقیقی ہوتے ہیں اس لئے شاعری میں نہایت جذب۔ جوش اور اثر ہوتا ہے۔ یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ عشق میں جو واردا تیں پیش آتی ہیں عشق حقیقی میں ان کا کیا موقع ہے۔ شاہد حقیقی زمان۔ مکان۔ صورت۔ شکل۔ سمت اور جہت سے مطلقاً بری ہے۔ دیدار۔ وصال۔ فراق۔ انتظار۔ شوق۔ محویت۔ جذبات کا کیا محل ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ عارف پر ذاتی اور صفاتی تجلیات اور مشاہدات میں جو کیفیتیں گذرتی ہیں وہ عشق مجازی کی واردات سے بالکل مبنی جلتی ہیں اس لئے اسی قسم کے لیکن زیادہ لطیف زیادہ پُرجوش اور زیادہ پاک جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

(۲) صوفیانہ شاعری کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ان الفاظ اور خیالات سے بالکل پاک ہوتی ہے جو پاکیزگی نزاہت اور تہذیب و متانت کے خلاف ہیں۔ مثلاً بوس و کنار و آغوش وغیرہ۔ کیونکہ تصوف میں عشق حقیقی کا بیان ہوتا ہے اور عشق حقیقی کو ان باتوں سے تعلق نہیں۔ جو خیالات مجاز کے پیرایہ میں ادا کئے جاتے ہیں وہ وہیں تک محدود رہتے ہیں جہاں تک تشبیہ و استعارہ کے ذریعہ سے عشق حقیقی پر بھی محمول کئے جاسکتے ہیں اور آلودگی کی حد تک نہیں پہنچتے۔

عشق کی حقیقت اور اُس کے آثار۔ عشق ایک فطری کشش ہے جو انسان میں پائی جاتی ہے وہ آکر دل میں ایک خاص ذوق و شوق اور شورش پیدا کرتا ہے۔ دل میں ایک کرید اور تڑپ پیدا ہو جاتی ہے زبان سے خود بخود پُرجوش الفاظ نکلتے ہیں۔ عشق کی منزل اگرچہ دُور دراز ہے تمام عمر صرف کرنے پر بھی یہ راہ طے نہیں ہوتی سینکڑوں نئی نئی واردتیں اور مقامات پیش آتے ہیں۔ رنج و مسرت۔ جوش و انبساط۔ وصل و ہجر۔ گلہ و شکر۔ صبر و بیقراری۔ مستی و ہشیاری۔ ان سب مرحلوں سے گذرنا ہوتا ہے لیکن کوئی حالت لطف و مزہ سے خالی نہیں ہوتی۔ عشق دلیرانہ جذبات یعنی جانبازی۔ جان نثاری۔ عزم و ثبات۔ پامردی و استقلال۔ ایثار نفس پیدا کرتا ہے۔ تمام اخلاق ذمیمہ کو اخلاق شریفہ سے بدل دیتا ہے ہر قسم کی خود پرستی۔ خویشتن بینی کبر و غرور۔ مال و دولت اور جاہ و حشمت کی طمع کو مٹا دیتا ہے عشق اور ہوس (یعنی شاہد بازی اور رندی) بظاہر اگرچہ ہم صورت ہیں لیکن دونوں میں بڑا فرق ہے عشق کی پہلی شرط وحدت اور دوام ہے +

صُوفیانہ شاعری

فارسی شاعری اس وقت تک قالب بیجان تھی جب تک اس میں تصوّف کا عنصر شامل نہیں ہُوا۔ شاعری اصل میں اظہار جذبات کا نام ہے۔ تصوّف سے پہلے جذبات کا سرے سے وجود ہی نہ تھا۔ قصیدہ مداحی اور خوشامد کا نام تھا۔ مثنوی واقعہ نگاری تھی۔ غزل زنانی باتیں تھیں تصوّف کا اصلی مایہ خمیر عشق حقیقی

ہے۔ جو سرتا پا جوش اور جذبہ ہے۔ سب سے پہلے صوفیانہ خیالات حضرت سلطان ابوسعید ابوالخیر نے ادا کئے وہ شیخ بوعلی سینا کے معاصر تھے ان سے اور شیخ سے اکثر مراسلت رہتی تھی شیخ مشکل مسائل ان سے دریافت کرتا تھا اور وہ جواب دیتے تھے یہ مراسلات آج بھی موجود ہیں۔ وہ ابتدائی حال میں چودہ برس تک مجذوب رہے سلوک میں آئے تب بھی جذب کا اثر باقی تھا ۴۴۰ھ میں وفات پائی۔ سلطان صاحب کے بعد حکیم سنائی نے اس باغ کی آبیاری کی وہ ابتدا میں قصیدہ گو تھے اور شاعری میں ان کی زبان خوب صاف ہو چکی تھی۔ چونکہ دل قابل تھا اس لئے ایک مجذوب کے ایک طنزیہ فقرہ نے ان کو دفعتہً دنیا سے بیزار کر دیا اور سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر صوفی بن گئے۔ شاعری اور علم و فضل کا سرمایہ پہلے سے موجود تھا۔ اس لئے صرف صوفیانہ جذبات نہیں بلکہ تصوف کے مسائل بھی ادا کئے اس زمانہ میں امام غزالی کی بدولت فلسفہ منطق اور علم کلام عام ہو گیا تھا ابوعلی فارمدی جو امام غزالی کے پیر تھے حکیم سنائی کے دادا پیر تھے اس نسبت سے سنائی امام غزالی کے بھتیجے تھے۔ یہ بھی اس بات کا سبب ہوا ہوگا کہ سنائی کو علم کلام کے ساتھ خاص لگاؤ تھا۔ چنانچہ صوفیانہ مسائل کے ساتھ علم کلام کے دلائل بھی قصائد میں درج کرتے ہیں۔ تصوف میں دو مستقل کتابیں لکھیں حدیقہ اور سیر العباد۔ حدیقہ چھپ گئی ہے اس میں تصوف کے اکثر مقامات مثلاً صبر۔ رضا۔ توکل۔ قناعت وغیرہ کے مستقل عنوان قرار دیئے ہیں اور ان کی حقیقت بتائی ہے۔ لیکن چونکہ تصوف سے پہلے علم کلام کا اثر زیادہ غالب تھا اس لئے شورش انگیز مباحث بھی شامل کر دیئے ہیں مثلاً امیر معاویہ کی لعن طعن

حالانکہ جس دل میں محبت کا گھر ہو اس میں دشمنی کو رگ و پے کسی کی ہو کہاں گنجائش ہے
سیر العباد میں اس قسم کے عنوانات ہیں۔ نفس ناطقہ۔ مراتب نفس انسانی گوہر
خاک۔ جوہر باد۔ جوہر آب۔ صورت حرص۔ صورت مکر۔ ارباب تقلید۔ ارباب
ظن۔ قرا و (یعنی علما) عقل کل۔ سالکان طریقت۔ اہل رضا۔ اہل توحید۔ ان
مضامین پر نہایت خوبی سے لکھا ہے اس کے معتد بہ اشعار مجمع الفصحا میں
نقل کئے ہیں +

۵۲۵ھ میں وفات پائی ان کے بعد اوحد الدین کرمانی المتوفی ۵۳۶ھ
نے تصوف میں مصباح الارواح لکھی اسی زمانہ میں ان کے مرید اوحدی
اصفہانی بڑے صوفی شاعر پیدا ہوئے ۶۔۷ ہزار اشعار کا دیوان ہے۔ ان
کی غزلیں سلاست اور صفائی میں تمام پیش روؤں سے ممتاز ہیں یہ مشہور
شعر انہی کا ہے۔

خاکساران جہان را بحقارت منگر　　تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

مثنوی جام جم ان کی مشہور تصنیف ہے یہ بحر خفیف یعنی حدیقہ کی بحر
میں ہے اور حدیقہ سے زیادہ فصیح اور سلیس ہے۔

حکیم سنائی کے بعد حضرت خواجہ فرید الدین نے اس شاعری کا دائرہ
نہایت وسیع کر دیا۔ ان کی بدولت قصیدہ۔ رباعی۔ غزل تمام اصناف سخن
تصوف سے مالا مال ہو گئے ان کے اشعار کی تعداد لاکھ سے زیادہ ہے مثنویاں
کثرت سے ہیں جن میں منطق الطیر زیادہ مشہور ہے۔ وحدت وجود کا مسئلہ
بادۂ تصوف کا نشہ ہے۔ خواجہ صاحب پر یہ نشہ بہت چھایا ہوا ہے اور اس

دور میں انہوں نے سب سے زیادہ اس راز کو فاش کیا ہے۔ خواجہ صاحب کے کلام میں حیرت کے مضامین بھی کثرت سے ہیں یہ مقام جب عارف پر طاری ہوتا ہے تو لا اور یہ بن جاتا ہے۔ خواجہ صاحب کے بعد صوفیانہ شاعری کی ترقی کے بہت سے اسباب پیدا ہو گئے +

(۱) تاتاریوں کے ہنگامہ نے جو اسی زمانہ میں شروع ہوا تمام اسلامی دنیا کو زیر و زبر کر دیا اینٹ سے اینٹ بج گئی مشرق سے مغرب تک سناٹا ہو گیا تصوف کی بنیاد دنیا و مافیہا کی بیقدری اور بے حقیقی ہے یہ سب کو آنکھوں سے نظر آگئی اس حالت میں جو دل متاثر اور قابل تھے ان کو خدا سے زیادہ لو لگی۔ انابت۔ خضوع۔ تضرع۔ رضا بالقضا۔ توکل جو تصوف کے خاص مقامات ہیں خود بخود دل پر طاری ہوئے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ جس کثرت سے صوفی شعرا اس زمانہ میں پیدا ہوئے کسی زمانہ میں نہیں پیدا ہوئے۔ مولانا روم۔ سعدی۔ اوحدی۔ عراقی سب انہیں اسباب کے نتائج ہیں +

(۲) صوفیانہ شاعری کی ترقی کا ایک بڑا سبب یہ ہوا کہ تصوف میں ابتدا ہی سے اخلاق کے مسائل شامل ہو گئے تھے کیونکہ اخلاق کو تصوف سے ایک خاص تعلق ہے۔ فن اخلاق اس زمانہ میں نہایت وسیع ہو گیا تھا احیاء العلوم نے اس فن کے دقیق اسرار عام کر دیئے تھے۔ محقق طوسی نے اخلاق ناصری میں ارسطو کی فلسفیانہ اخلاق ادا کئے اس کے اثر سے شاعری میں اخلاق کا ایک سرمایہ مہیا ہو گیا اور یہ سب تصوف کے حصہ میں آیا۔ چھٹی صدی میں فلسفہ کا عام رواج ہوا اور مذہبی گروہ میں بھی فلسفہ کی کتابیں درس میں داخل ہو گئیں

چنانچہ اس دور کے جس قدر مذہبی علما ہیں فلسفہ سے بھی آشنا ہیں۔ صوفیا کے گروہ میں مولانا روم اور شیخ محی الدین اکبر فلسفہ کے پورے ماہر تھے اس لئے خود بخود ان کی تصنیفات میں فلسفہ کا امتزاج ہو گیا۔ تصوف کے اکثر مسائل کی سرحد فلسفہ سے ملتی ہے۔ مثلاً وجود باری۔ وحدت وجود۔ جبر و اختیار۔ حقیقت روح وغیرہ اس لئے ان مسائل میں فلسفہ کا آنا ضرور تھا۔ غرض اب تصوف اور صوفیانہ شاعری اسی طرح فلسفہ سے ممزوج ہو گئی جس طرح اس زمانہ کا علم کلام طبیعیات اور فلکیات سے مملو ہے۔ اس عہد کے مشہور صوفی شعرا میں عراقی۔ سعدی اور مولانا روم ہیں عراقی نے بہاء الدین ذکریا ملتانی سے تعلیم پائی تھی ۶۸۸ھ میں بمقام دمشق ان کا انتقال ہوا۔ ان کا دیوان چھپ گیا ہے ایک مثنوی بھی ہے جس کا نام ”ذہ فصل“ ہے۔ غزل میں دقیق خیالات نہیں صرف عاشقانہ جذبات ہیں اکثر وحدت وجود کے مسئلے نہایت صاف تمثیلوں میں ادا کرتے ہیں ان کے بعد محمود شبستری۔ امیر خسرو۔ حسن صوفیانہ شاعری میں مشہور ہوئے لیکن خسرو اور حسن کے کلام میں مجاز کا رنگ اس قدر غالب ہے کہ ان کی شاعری کو عشقیہ شاعری کہنا زیادہ موزوں ہے۔ محمود شبستری شبستر کے رہنے والے تھے۔ جو تبریز سے آٹھ میل پر ایک قصبہ ہے وہ علوم عقلی اور نقلی کے جامع تھے ان کی مثنوی گلشن راز تصوف کی مشہور کتاب ہے۔ ان کی ایک اور مثنوی حدیقہ کی بحر میں ہے۔ ۷۲۰ھ میں وفات پائی۔ اس دور کے بعد بہت سے صوفی شعرا پیدا ہوئے جن میں شاہ نعمت اللہ ولی المتوفی ۸۲۷ھ مغربی المتوفی ۸۰۹ھ جامی المتوفی ۸۹۸ھ زیادہ مشہور ہیں۔ شاہ نعمت اللہ میں شاعری

کم ہے۔ مغربی کا کلام سرتاپا مسئلہ وحدت کا بیان ہے۔ چونکہ تخیل اور جدت کم ہے اس لئے طبیعت گھبرا جاتی ہے۔ جامی نے بہت کہا اور تصوف کا بہت بڑا ذخیرہ تیار کر دیا سلسلۃ الذہب میں اکثر مقامات تصوف کی نہایت تفصیل سے شرح لکھی ہے لیکن اس میں شاعری نہیں بلکہ تصوف کے مسائل نظم کر دیئے ہیں جس طرح نام حق فقہ میں ہے۔ غزلوں میں بھی تصوف کا رنگ ہے اور شاعری سے غالب ہے۔ خواجہ حافظ صوفی شعرا میں سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ جامی کے بعد صفویہ کا آغاز ہوا۔ صفویہ شیعہ تھے اس لئے دفعتہً صوفیانہ شاعری کو زوال آگیا۔

تصوف کا اثر۔ تصوف نے شاعری پر گوناگون اثر کئے۔

(۱) صوفی شعرا دنیا طلبی سے آزاد تھے اس لئے قصیدہ گوئی جو سرتاپا خوشامد تھی موقوف ہوگئی۔ مولانا روم۔ عراقی۔ مغربی۔ سحابی ان لوگوں کے دیوانوں میں قصائد بالکل نہیں جامی نے بہت قصیدے لکھے لیکن امرا کی مدح میں بہت کم زبان آلودہ کی (۲) مثنوی کے لئے یہ لازمی تھا کہ حمد و نعت کے بعد بادشاہ وقت کا نام لیا جائے اور جب نام آیا تو نام کے ساتھ اس کے لوازمات یعنی مداحی و باد خوانی بھی ضروری تھی۔ صوفی شعرا نے یہ داغ مٹا دیا۔ مثنوی مولانا روم۔ منطق الطیر وغیرہ سلاطین کے ذکر سے بالکل خالی ہیں (۳) دور اول کے ختم ہوتے ہوتے سوسائٹی کی خرابی سے زبان نہایت فحش ہوگئی تھی سوزنی الوزری وغیرہ کی فحاشی نے زبان کو سخت نجس کر دیا تھا۔ تصوف کی بدولت زبان مہذب اور شائستہ ہوگئی۔ ابتدا میں تو کچھ کچھ پچھلے آثار نظر

آتے ہیں مثلاً مثنوی مولانا روم میں بعض بعض حکائتیں فحش ہیں گلستان بھی اس آلودگی سے پاک نہیں لیکن رفتہ رفتہ یہ داغ بالکل مٹ گیا۔ خواجہ حافظ عراقی مغربی ہندی کا کلام بے داغ ہے۔ یہانتک کہ آگے چلکر تصوف خود نہیں رہا لیکن زبان کی شائستگی قائم رہی۔ عرفی۔ نظیری و طالب آملی۔ ملی۔ بیلی اہل ہوس میں ہیں لیکن ان کے کلام میں ایک حرف خلاف تہذیب نظر نہیں آتا۔

(۴) عام قاعدہ ہے کہ شاعری میں جب عاشقانہ خیالات آتے ہیں تو بہت ہی جلد ہوا و ہوس کی طرف منجر ہو جاتے ہیں۔ عاشقانہ شاعری چھٹی صدی میں شروع ہوئی اور چونکہ ایران کو رندی اور عیش پرستی سے خاص مناسبت ہے اس لئے احتمال تھا کہ بہت جلد اس کے خمیر میں عفونت آجائے لیکن تصوف نے کئی سو برس تک اس کی لطافت میں فرق نہ آنے دیا۔ تصوف کا یہ اعجاز تھا کہ وہ الفاظ جو رندی اور عیاشی کے لئے مخصوص تھے حقائق و اسرار کے ترجمان بن گئے (۵) تصوف کی راہ میں شاعری میں فلسفہ شامل ہو گیا (۶) تصوف کا اصلی مقام عشق و محبت ہے اس عالم میں دوست دشمن کی تمیز اٹھ جاتی ہے ہر چیز میں اسی کا جلوہ نظر آتا ہے ہر چیز سے محبت کی بو آتی ہے۔ ہر چیز کی طرف دل کھنچتا ہے۔ تمام عالم ایک معشوق بن کر نظر آتا ہے اور دنیا کی مکروہات اور مخالف چیزیں معشوق کی دلدوز ادائیں معلوم ہوتی ہیں۔ اس کا اخلاق پر عمدہ اثر پڑا۔ تفنا۔ اور جلیلہ سے ظاہر ہے اختلاف خیالات کی بنا پر جو دشمنی پھیلائی تھی اور جس کی بدولت نہ صرف غیر اہل مذاہب بلکہ خود اسلامی فرقوں میں ایک ابدی جنگ قائم ہو گئی تھی وہ حالت بدل گئی

عام محبت اور ہمدردی کے خیالات پھیل گئے۔

(۷) تصوف کے مقامات میں سے اکثر مقامات ایسے ہیں جن سے جذبات کو تعلق ہے مثلاً رضا۔ فنا۔ محویت۔ وحدت۔ استغراق اس لئے ان مقامات کے ادا کرنے میں خود بخود کلام کرنے میں زور اور جذبہ اور اثر پیدا ہوتا ہے اور یہی چیزیں شاعری کی روح ہیں۔

(۸) تصوف نے بہت سے نئے الفاظ اصطلاحات۔ تلمیحات۔ زبان میں داخل کر دیئے جن میں سے ایک ایک لفظ نے بہت سے گوناگون خیالات کے لئے راستہ پیدا کر دیا اور اس طرح شاعری کو نہایت وسعت حاصل ہو گئی۔ مثلاً حال۔ خرابات۔ سالک۔ قلندر وغیرہ۔

(۹) ایک مدت سے شخصی حکومت کے تسلط اور اثر نے عام طبیعتوں میں عزت نفس کا خیال مٹا دیا۔ معمولی خط و کتابت میں لوگ اپنی نسبت بندہ اور حقیر وغیرہ الفاظ لکھتے تھے۔ بادشاہ کے سوا ہر شخص گویا ماں کے پیٹ سے غلام پیدا ہوتا تھا کسی کو خود داری۔ رفعت نفس۔ اپنی عزت آپ کا خیال نہیں آسکتا تھا۔ سلاطین اور امرا سے دبنا۔ ان کے آگے غلامانہ تعظیم بجا لانا کوئی عیب نہ تھا تصوف میں چونکہ انسان کو شرف المخلوقات اور عالم اکبر مانا ہے اس لئے صوفیانہ شاعری نے عزت نفس کا خیال پیدا کیا۔ تصوف نے بتایا کہ زمین و آسمان اور کون و مکان سب انسان کے آگے ہیچ ہیں تصوف نے بتایا کہ فرشتے اور افلاک انسان کا مقابلہ نہیں کے قابل نہیں۔ یہ بات اگرچہ مقامات تصوف سے تعلق رکھتی ہے تاہم سکا پرتو اخلاق اور شاعری پر بھی پڑا صوفیانہ شاعری میں زبان بدل گئی اور انسان استدلیل نہ رہا جسقدر سمجھا جاتا تھا

اخلاقی شاعری

اخلاقی شاعری پر مختلف حیثیتوں سے نظر ڈالی جا سکتی ہے (۱) ابتدا اور نشو و نما (۲) وسعت (۳) معیار کمال ۔

اخلاق کے جستہ جستہ عنوان پند و موعظت کے طریقہ پر ابتدا ہی سے شعرا کے کلام میں آجاتے تھے لیکن مستقل لٹریچر کی بنیاد بدالعی بلخی نے ڈالی۔ اسکا نام محمد بن محمود ہے۔ وہ سلطان محمود کے زمانہ میں تھا۔ نوشیروان نے مسائل اخلاق کے متعلق اپنے خیالات قلمبند کرائے تھے جو پند نامہ کے نام سے موسوم ہیں اور فارسی علم ادب کی بہترین یادگار خیال کئے جاتے ہیں بدالعی نے اس کو نظم کا جامہ پہنایا۔ اس کے بعد اخلاقی شاعری روز بروز ترقی کرتی گئی جس کے مختلف اسباب تھے ۔

(۱) تصوف کو اخلاق سے نہایت قریب کا تعلق ہے۔ اس لئے صوفیانہ شاعری کا بڑا حصہ اخلاقی شاعری کے حصہ میں آیا (۲) اکابر شعرا مثلاً سنائی۔ نظامی۔ سعدی محض شاعر نہ تھے بلکہ صوفی اور عارف بھی تھے۔ اس لئے ان کی شاعری کا اخلاق سے خالی ہونا ممکن نہ تھا۔ ان اسباب سے اخلاقی شاعری کا جو بے پایان ذخیرہ پیدا ہوا اسکا اندازہ اس سے کرنا چاہیئے کہ نظامی نے مخزن اسرار تصوف اور اخلاق میں لکھی تھی اسکے تتبع میں سینکڑوں مثنویاں لکھی گئیں جن میں زیادہ تر اخلاقی مسائل ہی ہیں ۔

(۲) یورپ آزادی کی تعلیم۔ ہر قسم کی عمدہ تعلیم عمدہ تربیت عمدہ اخلاق اس پر موقوف ہیں کہ انسان محسوس کرے کہ وہ اپنے افعال و اقوال میں آزاد اور خود مختار ہے لیکن شخصی حکومتوں میں ہر شخص کو نظر آتا ہے کہ جو کچھ ہے بادشاہ ہے وہ کوئی چیز

نہیں اسلئے انسان کے تمام سچے جذبات مرکر رہ جاتے ہیں۔ اس لئے سب سے مقدم یہ ہے کہ حکومت کی جبّاری کا اثر کم کیا جائے۔ اس امر میں ایران صرف شعرا کا ممنون ہے۔ ایران بلکہ کل ایشیائی ممالک میں ہر در و دیوار سے حکومت پرستی کی صدائیں آتی ہیں۔ بادشاہ خدا کا سایہ ہے من اکرمہ اکرمہ اللہ ومن اھانہ اھانہ اللہ ان فقروں نے مذہبی حیثیت حاصل کرلی تھی اور ہر جمعہ کو خطبوں کے ذریعہ سے یہ صدا آسمانی صدا بنکر ہزاروں لاکھوں کانوں میں پڑتی تھی اس آواز کے مقابلہ میں کوئی مخالف صدا بلند کرنا آسان نہ تھا لیکن شیخ سعدی نے خود اپنے بادشاہ وقت کو مخاطب کرکے کہا ؎

خزاین پر از بہر لشکر بود — نہ از بہر آئین و زیور بود
چو دشمن خر و دستائی برد — ملک باج و وہ یک چرامی خورد

انکیانو چنگیزی خاندان کی یادگار اور بادشاہ وقت تھا شیخ اس سے خطاب کرکے کہتے ہیں ؎

سعدیا چند انکہ میدانی بگوئے — حق نشاید گفتن الا آشکارا
ہر کرا خوف و طمع دربار نیست — از خطا باکش نباشد وز ستار

جابر بادشاہوں کے مقابلہ میں اس زمانہ کے حالات کے لحاظ سے جو طریقے اختیار کئے جا سکتے تھے یہ تھے :—

(۱) بادشاہوں کو تواضع۔ حلم اور انکسار کی تعلیم دی جائے۔

(۲) ثابت کیا جائے کہ بادشاہت کا مقصود رعایا کا راحت و آرام ہے۔ اور سلطنت کی آمدنی بادشاہ کی ملک نہیں بلکہ قوم کی ملک ہے +

(۳) بادشاہوں کے مقابلہ میں حق گوئی اور آزادی کی موثر مثالیں پیش کی جائیں +
(۴) خود سلاطین کی زبان سے ان خیالات کا اعتراف کیا جائے +
(۵) حکومت اور سلطنت کی بے ثباتی اور بے استقلالی مختلف پیرایوں میں ثابت کی جائے +
(۶) نوکری اور ملازمت کی بُرائی بیان کی جائے۔
(۷) پبلک کو ترک خوشامد۔ احسان پذیری۔ درباداری۔ جوڑ توڑ اور سازش کی ترغیب اور قناعت۔ گوشہ نشینی۔ کم طلبی اور عزت نفس کی تعلیم دی جائے۔ شعرا نے یہ تمام باتیں نہایت موثر طریقہ سے ادا کیں اور اُس کا خاطر خواہ اثر پڑا +

فلسفیانہ شاعری

فارسی شاعری میں فلسفہ کا جو سرمایہ ہے اسکے حسب ذیل حصّے ہیں:۔
(۱) تصوّف (۲) الہیات و نبوّت (۳) اخلاق +

شاعری میں فلسفہ تصوّف کی راہ سے آیا۔ چونکہ اکثر تصوّف کی سرحد فلسفہ سے ملتی ہے اِس لئے صوفی شعرا فلسفہ کے مسائل بھی ادا کیا کرتے تھے امام غزالی کی بدولت فلسفہ کو عام رواج ہُوا۔ صوفیہ میں اکثر علماء مثلاً مولانا روم۔ سعدی۔ سنائی نے صُوفی ہونے سے پہلے باقاعدہ فلسفہ کی تعلیم پائی تھی صُوفی ہونے کے بعد فلسفیانہ خیالات نے قالب بدل دیا اور تصوّف کے پیرایہ میں ادا ہُوا۔ سب سے پہلے ناصر خسرو نے فلسفیانہ خیالات کو شاعری

میں داخل کیا وُہ فرقہ اسمعیلیہ میں سے تھا جو اس بات کے قائل ہیں کہ شریعت کے دو رُخ ہیں۔ ظاہر۔ باطن۔ باطن صرف امام وقت سمجھ سکتا ہے اور وہی مقصود اصلی ہے اس فرقہ کا دستور تھا کہ جب کسی کو اپنے طریقہ میں داخل کرنا چاہتے تھے تو قرآن اور حدیث کے منصوصات اور احکام کے متعلق اسکے دل میں شکوک پیدا کرتے تھے۔ مثلاً یہ کہ روزہ سے کیا فائدہ غسل جنابت کے کیا معنی۔ حجر اسود کو چومنا اور رمی احجار کرنا بظاہر بے سود ہے جب یہ شبہے دل میں جگہ پکڑ لیتے اور وُہ تسکین چاہتا تو کہتے کہ یہ رمز کی باتیں ہیں ان کو امام وقت کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ امام کے ہاتھ پر بیعت کی جائے تو یہ مسائل حل ہونگے۔ ناصر خسرو کی شاعری کا ایک بڑا عنصر اسی قسم کے خیالات ہیں وُہ افلاک اور ستاروں کے قدیم ہونے کا قائل تھا اور ستاروں کو ذی رُوح اور مدبر عالم مانتا تھا اور یہ باتیں اس نے بکثرت بیان کی ہیں۔ ناصر خسرو کا دیوان چھپ گیا ہے۔ اگرچہ اس میں فلسفہ کے بہت سے مسائل ہیں لیکن انداز بیان شاعرانہ نہیں۔ ناصر کے بعد نظامی نے فلسفیانہ شاعری کو ترقی دی سکندر نامہ بحری میں حکمائے یونان کے علمی مباحثے تفصیل سے لکھے ہیں اور اس خوبی سے ان کو ادا کیا ہے کہ ایک طرف تو شاعرانہ انداز بیان ہاتھ سے نہیں جانے پاتا دُوسری طرف اکثر فلسفیانہ اصطلاحیں جو عربی زبان کے ساتھ مخصوص تھیں فارسی میں آگئیں نظامی کے بعد فلسفیانہ خیالات عام ہو گئے لیکن تاتاریوں اور تیمور کے حملوں کی وجہ سے تین سو برس تک ایران میں امن و امان نصیب نہ ہو سکا۔ اس لئے فلسفیانہ شاعری کی رفتار رُک گئی

صفویہ کا دور آیا تو گھر گھر فلسفہ پھیل گیا اور اب گو فلسفہ کی حیثیت سے کسی نے شاعری نہیں کی لیکن اکثر شعرا جو کہتے تھے فلسفیانہ رنگ میں ہوتا تھا۔ خصوصاً سحابی۔ عرفی۔ نظیری۔ جلال اسیر کے کلام میں ہر جگہ فلسفہ کا رنگ جھلکتا ہے اور فلسفیانہ الفاظ بکثرت زبان میں داخل ہو گئے جن کو اگر جمع کیا جائے تو فلسفہ کا ایک مختصر سا لغت ہو جائے گا۔ مثلاً جوہر فرد۔ ممکن واجب۔ ممتنع۔ عرض جوہر۔ جزء لایتجزیٰ۔ رصد۔ ہیولیٰ۔ جوہر فعال وغیرہ وغیرہ

تمام شد

خلاصہ شعر العجم نمبر ۴ موسوم بہ حل لطیف بھی تیار ہے

قیمت ۸ر طلب فرماویں

خلاصہ حصہ سوم۔ قیمت ۶ر

ملنے کا پتہ:- شیخ مبارک علی تاجر کتب لاہور

اندرون لوہاری دروازہ

(رومی پریس اینڈ بک ڈپو لاہور میں بانتظام لالہ لبھارام پروپرائٹر کے چھپا)

۶۸۶

حلِ لطیف

شعرالعجم چہارم

از

جناب مولوی ابوالثناء عبدالرحمٰن غازی موگا

بفرمایش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ۔ لاہور

گلزار محمدی پریس لاہور میں بہتمام شیخ گلزار محمد مرتب طبع

حل لطیف

میں اس ناچیز تحفہ کو کمال علم وفضل کے لحاظ سے
اپنے علم دوست مہربان مولانا مولوی ابوالفضل
محمد لطیف انصاری محزوں جگرانوی کے نام نامی سے
معنون کرتا ہوں۔

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

غازی انبالوی

حامداً و مصلیاً

سرمۂ مفت نظر ہوں میری قیمت کیا ہے
کہ رہے چشمِ خریدار پہ احساں میرا

دیباچہ

پنجاب یونیورسٹی کی موجودہ ۱۹۲۰-۱۹۲۱ء کی اورنٹیل سکیم کے مطابق منشی فاضل کے امتحان میں بجائے سخندانِ پارس کے مولانا شبلی کی مصنفہ شعرالعجم حصہ سوم چہارم پنجم داخلِ نصاب ہوئیں۔ اور ساتھ ہی یہ کہ ہر ایک کتاب ۳۰۰ صفحہ کے اندازمیں ہے۔ طرفہ یہ کہ ان سب کا تعلق پہلے پرچہ کے ساتھ ہے کہ جس میں عربی کورس جیسی مشکل کتاب اور حدائق البلاغت جیسی دماغ سوز کتاب شامل ہے۔ ایسی مشکل کتابوں کے ہوتے ہوئے شعرالعجم جس کے محض ۲۵ نمبر یونیورسٹی کی طرف سے مقرر ہیں حاصل کرنے کے لئے ۱۰۰۰ صفحہ کا مطالعہ کرنا اور حفظ کرنا ایک زیادہ ہی اہم کام ہوجاتا ہے۔ حالانکہ خود اصل کتاب ایسی دلچسپ ہے کہ مطالعہ کے بغیر رہا نہیں جاتا۔ لیکن تیاری امتحان کیلئے محض مطالعہ ہی کافی نہیں بلکہ اس کا یاد رکھنا بھی شعرالعجم حصہ چہارم ایک نہایت ہی ضروری ۳۴۰ صفحہ کی کتاب ہے اور اہمیت رکھتی ہے۔ لہذا اس کا سب سے پہلے شائع کرنا ضروری سمجھا۔ گو حصہ پنجم کی طرف بھی بشرط زندگی توجہ کرونگا میری دلی تمنا ہے کہ طلبا کا نہال آرزو میرے اس حسنِ لطیف کے سینچے سیراب ہوکر بار آور ہو تب میں سمجھونگا کہ میری محنت ٹھکانے لگی۔

غازی

(۷۸۶)

نحمدہٗ ونصلی

تمام افعال و ارادت کا سرچشمہ دو قوتیں ہیں

اِدراک ۲ احساس ۲

ادراک کا کام } اشیا کا معلوم کرنا اور استدلال اور استنباط سے کام لینا ہر قسم کی ایجادات۔ تحقیقات۔ انکشافات اور تمام علوم و فنون اسکے نتائج عمل ہیں

احساس کا کام } کسی چیز کا ادراک کرنا یا کسی مسئلہ کا حل کرنا یا کسی بات پر غور کرنا اور سوچنا نہیں ہے بلکہ اس کا کام صرف یہ ہے کہ جب کوئی موثر واقعہ پیش آتا ہے تو وہ متاثر ہو جاتا ہے۔ غم کی حالت میں صدمہ ہوتا ہے خوشی میں سرور ہوتا ہے۔ حیرت انگیز بات پر تعجب ہوتا ہے۔ اسی قوت کو انفعال یا فیلنگ بھی کہتے ہیں۔

شعر:- یہی احساس جب الفاظ کا جامہ پہن لیتا ہے تو شعر کہلاتا ہے۔

شعر کی تعریف } جو کلام انسانی جذبات کو برانگیختہ کرے۔ اور ان کو تحریک میں لائے وہ شعر ہے۔

شعر کی تعریف اور یورپین خیال } ہر چیز جو دل پر استعجاب حیرت۔ جوش یا کسی قسم کا اثر پیدا کرے شعر ہے۔

یہ آجکل کا خیال ہے لیکن شیخ فریدالدین عطار نے آج سے چھ سو برس پہلے کہا تھا

پس جہاں شاعر بود چوں دیگراں

جو چیزیں دل پر اثر کرتی ہیں بہت سی ہیں۔ (۱) موسیقی (۲) مصوری (۳) صنعت گری۔

موثر اشیا اور شاعری کا فرق۔

موسیقی - صرف قوت سامعہ کو محظوظ کر سکتی ہے۔

مصوری - تصویر سے متاثر ہونے کے لئے بینائی شرط ہے۔

شاعری تمام حواس پر اثر ڈال سکتی ہے۔ باصرہ۔ ذائقہ۔ شامہ۔ لامسہ

فرض کرو شراب آنکھوں کے سامنے نہیں ہے۔ اس لئے آنکھ اس وقت اس سے حظ نہیں اٹھا سکتی۔ لیکن جب ایک شاعر اسے آتش سیال سے تعبیر کرتا ہے تو ان الفاظ سے ایک موثر منظر آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔

شاعری اور سائنس

شاعری	سائنس
۱۔ شاعری کا تخاطب جذبات سے ہے۔	۱۔ سائنس کا تخاطب یقین سے ہے۔
۲۔ شاعری محرکات کو استعمال کرتی ہے۔	(۲) سائنس استدلال سے کام لیتا ہے۔
۳۔ شاعری احساسات کو دلکش مناظر دکھاتی ہے۔	۳۔ سائنس عقل کے سامنے کوئی علمی مسئلہ پیش کرتا ہے۔

شاعری اور افسانہ

شاعری

۱۔ اندرونی جذبات اور احساسات کی تصویر ہوتی ہے۔

۲۔ شاعر اندرونی جذبات اور احساسات کی نیرنگیوں کا ماہر بلکہ تجربہ کار ہوتا ہے۔

افسانہ نگاری

۱۔ افسانہ افسانہ ہی جہانتک اسمیں خارجی واقعات اور زندگی کی تصویر ہوتی ہے

۲۔ افسانہ نگار بیرونی اشیاء کا استقصا کے ساتھ مطالعہ کرتا ہے۔

علم تاریخ و شعر کا فرق مندرجہ ذیل تمثیل سے سمجھ میں آسکتا ہے

شاعری

ایک شخص جنگل میں جارہا ہے کسی گوشہ سے ایک مہیب شیر ڈکارتا ہوا نکلتا ہے۔ اس کی پر رعب گونج۔ بھیانک چہرہ۔ خشمگیں آنکھوں نے اس شخص کے دل کو لرزا دیا۔ یہ شخص کسی کے سامنے شیر کا حلیہ اور شکل و صورت جن موثر الفاظ میں بیان کرے گا وہ شعر ہے۔

تاریخ

علم الحیوانات کا ایک عالم کسی عجائب خانے میں جاتا ہے۔ وہاں ایک شیر کٹہرہ میں بند ہے۔ یہ عالم شیر کے ایک ایک عضو کو علمی حیثیت سے دیکھتا ہے۔ اور علمی طریقے سے کسی مجمع کے سامنے شیر پر لیکچر دیتا ہے یہ تاریخ ہے۔

———*———

شاعری سپیکری یا خطابت کا فرق

شاعری

(۱) شاعر کو دوسروں سے غرض نہیں ہوتی وہ یہ نہیں جانتا کہ کوئی اُس کے سامنے ہے بھی یا کہ نہیں۔ اس کے دل میں جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ وہ بے اختیار ان جذبات کو ظاہر کرتا ہے۔ جس طرح درد کی حالت میں بیساختہ آہ نکل جاتی ہے۔ بے شبہ یہ اشعار اگر دوسروں کے سامنے پڑھے جائیں تو ان کے دل پر اثر ہوتا ہے لیکن شاعر کا یہ مقصود نہیں۔

(۲) شاعری تنہا نشینی اور مطالعہ نفس کا نتیجہ ہے۔

(۳) اگر ایک شخص کے اندرونی احساسات تیز و مشتعل ہیں تو وہ شاعر ہے۔

خطابت یا سپیکری

(۱) خطابت سے مقصود حاضرین سے خطاب کرنا ہوتا ہے سپیکر حاضرین کے مذاق، معتقدات اور میلان طبع کی جستجو کرتا ہے۔ تاکہ اس کے لحاظ سے تقریر کا ایسا پیرایہ اختیار کرے جس سے ان کے جذبات کو برانگیختہ کر سکے اور اپنے کام میں لائے۔

(۲) خطاب لوگوں سے ملنے جلنے اور راہ و رسم رکھنے کا ثمرہ ہے۔

(۳) اگر دوسروں کے جذبات اور احساسات کا نباض ہے تو خطیب ہے۔

شاعری کے اصلی عناصر

(۱) محاکات (۲) تخیل

ان میں سے ایک بات بھی پائی جائے تو شعر شعر کہلانے کا مستحق ہے۔

شاعری کے عوارضات یا مستحسنات

(۱) سلاست (۲) صفائی (۳) حُسنِ بندش +

محاکات:- محاکات کے معنی کسی چیز یا کسی حالت کا اس طرح ادا کرنا کہ اُس شے کی تصویر آنکھوں میں پھر جائے۔

فرق محاکات و تصویر

تصویر

(۱) تصویر میں مادی اشیاء کی تصویر ہوتی ہے بعض اوقات حالات و جذبات کی بھی تصویر کھینچی جاسکتی ہے لیکن یہ بالعموم نہیں۔

(۲) تصویر کی اصلی خوبی یہ ہے کہ جس چیز کی تصویر کھینچی جائے۔ اس کا ایک ایک خال و خط دکھلایا جائے۔

(۳) مصور کسی چیز کی تصویر کھینچنے سے زیادہ سے زیادہ وہ اثر پیدا کر سکتا ہے جو خود اُس چیز کے دیکھنے سے ہوتا ہے

محاکات

(۱) محاکات میں جذبات۔ خیالات اور کیفیات کا ادا کرنا ہوتا ہے۔

(۲) محاکات میں شاعر صرف اُن چیزوں کو لیتا ہے اور اُن کو نمایاں کرتا ہے جن سے ہمارے جذبات پر اثر پڑتا ہے۔

(۳) شاعر باوجود اس کے کہ تصویر کا ہر جزو نمایاں کرکے نہیں دکھلاتا۔ تاہم اس سے زیادہ اثر پیدا کر سکتا ہے جو اصل چیز کے دیکھنے سے ہو سکتا ہے۔

سبزی بر شبنم کو دیکھکر وہ اثر پیدا نہیں ہو سکتا جو اس شعر سے ہو سکتا ہے :-

کھا کھا کے اوس اور بھی سبزہ ہرا ہوا
تھا موتیوں سے دامن صحرا بھرا ہوا

تصویر	محاکات
(۴) تصویر کا اصل کمال یہ ہے کہ اصل کے مطابق ہو	(۴) محاکات میں چاہئے کہ نہ اصل کی پوری پوری تصویر ہو اور نہ اصل سے زیادہ دور ہو۔ اس موقع پر اسکو تخیل سے کام لینا پڑتا ہے

تخیل اور ہنری لوئیس

ہنری لوئیس نے تخیل کی مندرجہ ذیل تعریف کی ہے :-

وہ قوت جس کا یہ کام ہے کہ ان اشیا کو جو مرئی نہیں ہیں۔ یا جو ہمارے حواس کی کمی کی وجہ سے ہم کو نظر نہیں آتیں ہماری نظر کے سامنے کر دے۔

یہ تعریف مولانا شبلی کے نزدیک جامع و مانع نہیں اور ان کے خیال میں اس قسم کی چیزوں کی منطقی جامع و مانع تعریف ہو بھی نہیں سکتی۔

تخیل دراصل قوت اختراع کا نام ہے۔ فلسفہ اور شاعری میں قوت تخیل کی یکساں ضرورت ہے۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ

فلسفہ	شاعری
(۱) فلسفہ میں قوت تخیل کا استعمال اس غرض سے ہوتا ہے کہ ایک علمی مسئلہ حل کر دیا جائے	(۱) شاعری میں تخیل سے یہ کام لیا جاتا ہے کہ جذبات انسانی کو تحریک ہو۔

فلسفہ	شاعری
(۲) فلسفی کو صرف ان موجودات سے غرض ہے جو واقع میں موجود ہیں مثلاً فلسفہ میں ہما سیمرغ کی مطلق قدر نہیں۔	(۲) شاعر ان موجودات سے بھی کام لیتا ہے جو مطلق موجود نہیں۔ مثلاً ہما سیمرغ وغیرہ ایوان شاعری کے نقش و نگار ہیں

محاکات کی تکمیل کن کن چیزوں سے ہوتی ہے

(۱) وزن کا تناسب مثلاً فارسی میں بحر تقارب رزمیہ نظموں کیلئے مناسب ہے

(۲) محاکات کا اصلی کمال یہ ہے کہ اصل کے مطابق ہو۔ کیونکہ نقل کا اصل سے مطابق ہونا خود ایک مؤثر چیز ہے۔

(۱) یعنی جس شے کا بیان کرنا ہے۔ اس کی جزئیات کا اس طرح استقصا کیا جائے کہ پوری شے کی تصویر نظر کے سامنے آجائے۔ مثلاً فردوسی ایک موقع پر ایک دعوت کے جلسہ کا حال لکھتا ہے:-

دگر بارہ (بارگاہ) بستند زمیں داد بوس — چنیں گفت زیں بادہ بر روئے طوس

سراں جہاندار برخاستند — ابر پہلواں خواہش آراستند

(۳) محاکات میں ٹھیک وہی الفاظ استعمال کرنے چاہئیں جو ان خصوصیات پر دلالت کرتے ہوں۔ مثلاً معشوق کی ادا ایک عام چیز ہے۔ لیکن الگ الگ خصوصیتوں کی بنا پر ان کے جدا جدا نام ہیں۔ یعنی ناز۔ غمزہ۔ شوخی۔ دنیا کی جو زبانیں وسیع اور لطیف ہیں۔ ان میں ان دقیق فرقوں کی بنا پر ہر چیز کے لئے الگ الگ الفاظ پیدا ہو جاتے ہیں تو ان خصوصیات کا نظر انداز نہ کرنا باعث تکمیل محاکات ہے۔

(۴) جب کسی قوم یا کسی ملک یا کسی مرد یا عورت یا بچہ کی حالت بیان کی جائے تو ضرور ہے کہ ان کی تمام خصوصیات کا لحاظ رکھا جائے۔ مثلاً اگر کسی بچہ کی بات نقل کرنی مقصود ہو تو بچوں کی زبان کا۔ طرز ادا کا۔ خیالات کا۔ لہجہ کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ مثلاً ہمارے اُستاد الاُستاد (مؤلف خلاصہ) میر انیس صاحب قبلہ کے کلام کو دیکھئے۔

چلاتی ہے سکینہ کہ "اچھے میرے چچا — محمل میں گھٹ گئی "مجھے گودی میں لو ذرا"
بابا سے کہدو اب کہیں خیمہ کریں بپا — ٹھنڈی ہوا میں لیکے چلو تم پہ میں فدا
سایہ کسی جگہ ہے نہ چشمہ نہ آب ہے
تم تو ہوا میں ہو میری حالت خراب ہے

اسی لئے محاکات کے کمال کے لئے عالم کائنات کی ہر قسم کی چیزوں کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ شاعر کبھی لڑائیوں کا حال لکھتا ہے کبھی قوموں کے اخلاق و عادات کی تصویر کھینچتا ہے۔ کبھی جذبات انسانی کا حال دکھاتا ہے۔ کبھی شاہی درباروں کا حشم کبھی ٹوٹے پھوٹے جھونپڑوں کی سیر کراتا۔ اسی وجہ سے اسے عالم کائنات کا مشاہدہ ضروری ہے۔

(۵) دقائق اور باریکیاں کلام میں لانا۔

(۶) مخالف پہلو کا دکھلانا مثلاً فردوسی کا شعر

برہنہ دواں رخت افراسیاب
برستم آمد دو دیدہ پُر آب

(۷) تشبیہ (اس کی بحث آئندہ تفصیل سے آئے گی)

(۸) مبہم طریقہ سے محاکات کیونکہ بعض اوقات انسان پر ایک شے کی عظمت کا اثر اس وقت زیادہ پڑتا ہے۔ مثلاً سکندر نامہ کا مصرعہ ملاحظہ ہو:-

بیک تاختن تا کجا تا خستم

تخیل

شاعری دراصل تخیل کا نام ہے۔ اگرچہ محاکات اور تخیل دونوں شعر کے عنصر ہیں

(۱) **محاکات** :۔ محاکات نقالی سے زیادہ نہیں۔ قوت محاکات کا یہ کام ہے کہ جو کچھ دیکھے یا سُنے اُس کو الفاظ کے ذریعہ سے بعینہٖ ادا کر دے۔

(۲) **تخیل** :۔ لیکن ان چیزوں میں ایک خاص ترتیب پیدا کرنا تناسب و توافق کو کام لانا ان پر آب و رنگ چڑھانا قوت تخیل کا کام ہے۔

تخیل کیا کیا کچھ کرتی ہے

قوت تخیل ایک نیا عالم پیدا کرتی ہے

ہم کائنات کی دو قسمیں کرتے ہیں۔ حساس اور غیر حساس۔ لیکن شاعر کے عالم تخیل کا ذرہ ذرہ جاندار اور ہوش و عقل و جذبات سے لبریز ہے۔ آفتاب ماہتاب ستارے۔ صبح۔ شام۔ شفق۔ باغ۔ پھول۔ پتے سب ہم زبانی کرتے ہیں۔ سب اس کے رازدار ہیں۔ عالم فطرت شاعر کے اثر میں ہے۔ وہ سب پر حکومت کرتا اور ان سے کام لیتا ہے۔ افراد کائنات اس سے عجیب عجیب راز کہتے ہیں۔ بلبل نے اس سے زمزمہ سنجی کی تعلیم پائی۔ پروانے اس کے ساتھ کھیلے ہوئے ہیں وغیرہا مثلاً

ہم برکش اے آفتاب بلند خراماں شو اے ابر مشکیں پرند

(۲) تخیل صرف خیالی صورتوں کا ہی نام نہیں۔ تخیل نے اکثر وہ راز کھولے ہیں جو نہ صرف عوام بلکہ خواص کی نظر سے بھی مخفی تھے۔ دقت آفرینی اور حقیقت سنجی جو فلسفہ کی بنیاد ہے تخیل ہی کا کام ہے۔

گیزو جو فرانس کا مشہور مصنف ہے ہومر پر اس طرح ریویو کرتا ہے:۔

ہومر کے شعر میں جو یہ باتیں نظر آتی ہیں کہ وہ خیر اور شر ضعف اور قوت فکر اور جذبات کو ساتھ ساتھ دکھلاتا ہے۔ اور خیالات اور اقوال کا تنوع اور فطرت کے حالات کو اس وسعت اور رنگ برنگ طریقوں سے لکھتا ہے کہ شاعرانہ جذبات کو اشتعال ہوتا ہے جس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسکے کلام میں ہر اصل کی اصل اور انسان اور عالم کائنات کی حقیقت مندرج ہے۔

(۳) تخیل مسلم اور طے شدہ باتوں کو سرسری نظر سے نہیں دیکھتی۔ بلکہ دوبارہ اُن پر تنقید کی نظر ڈالتی ہے سینکڑوں مسائل کو لوگ بدیہی اور یقینی سمجھتے تھے لیکن آج جدید تحقیقات نے ثابت کر دیا کہ وہ غلط تھے۔ اس لئے غور و فکر کے محتاج تھے

ایں جہاں جنگ است کل چوں بنگری

(۴) قوت تخیل کی استدلال کا طریقہ عام استدلال سے الگ ہوتا ہے۔ وہ ان باتوں کو جو اور طرح سے ثابت ہو چکی ہیں نئے طریقے سے ثابت کرتی ہے مثلاً شعر

قطع امید کردہ نخواہد نعیم دہر — شاخ بُریدہ را نظرے بر بہار نیست

(۵) علت و معلول اور اسباب و نتائج کا عام طرح پر جو سلسلہ تسلیم کیا جاتا ہے شاعر کی قوت تخیل کا سلسلہ اس سے بالکل الگ ہے۔ وہ تمام اشیاء کو اپنے نقطہ خیال سے دیکھتا ہے مثلاً شعر

در عدم ہم ز عشق شورے ہست — گل گریباں دریدہ مے آید

(۶) قوت تخیل ایک چیز کو سو سو دفعہ دیکھتی ہے۔ اور ہر دفعہ اس کو اس میں

ایک نیا کرشمہ نظر آتا ہے۔ مثلاً پھول کو دیکھ کر کبھی اس کی بُو کا کبھی رنگ کا کبھی بے بقائی کا۔

(۷) شاعر قوت تخیل سے تمام اشیاء نہایت دقیق نظر سے دیکھتا ہے۔ وہ ہر چیز کی ایک ایک خاصیت اور وصف پر نظر ڈالتا ہے۔ ان کے مشترک اوصاف کو ڈھونڈھ کر ان سب کو ایک سلسلہ میں مربوط کرتا ہے۔ کبھی اس کے برخلاف جو چیزیں یکساں اور متحد خیال کی جاتی ہیں اُن کو زیادہ نکتہ سنجی کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور ان میں فرق اور امتیاز پیدا کرتا ہے۔ مثلاً شعر

چناں بادولت آمیزم بدل گرمی جانسوزی کہ در ہنگام جانبازی بہ دشمن دشمن آمیزد

تخیل کے لئے مواد

تخیل کے لئے معلومات، مشاہدات کی سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ کوئی خیال مشاہدات و واقعات کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔

قوتِ تخیل کی بے اعتدالیاں

(۱) قوت تخیل کو سب سے زیادہ موقعہ مبالغہ میں ملتا ہے۔ یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ مبالغہ کے لئے اصلیت اور واقعیت کی ضرورت نہیں۔ اس بنا پر قوت تخیل جی کھول کر بلند پروازی دکھاتی ہے۔ ایک شاعر گھوڑے کی تعریف میں کہتا ہے ؎

بہ کشور یکہ در و نام تازیانہ برند بہ لوح سنگ نگیرد شبیہ او آرام

لیکن یہ قوت تخیل کی سخت بے اعتدالی ہے۔ قوت تخیل کی خوبی یہ ہے کہ

محال بات اس انداز سے ادا کی جائے کہ بظاہر ممکن بن جائے۔ مثلاً اُستاد الاُستاد (مولف خلاصہ) حضرت میر انیس اعلی اللہ مقامہٗ اُس موقعہ پر جہاں حضرت عباس علمبردار علیہ السّلام کا نہر کے پاس پہنچنا لکھا ہے لکھتے ہیں:-

اُبھریں دردو پڑتی ہوئی مچھلیاں بہم　　بولے حباب آنکھوں پہ شاہا ترے قدم
دریا میں روشنی ہوئی جسم حضور سے　　لے لیں بلائیں پنجۂ مرجاں نے دور سے

(۲) وہ تخیل اکثر بیکار اور بے اثر ہوتی ہے جس میں تمام عمارت کی بنیاد کسی لفظی تناسب یا ایہام پر ہوتی ہے۔ مثلاً

مستانہ کشتگانِ تو ہر سو فتادہ اند　　تیغ ترا مگر کہ بہ مے آب دادہ اند

یا مرزا دبیر فرماتے ہیں ؎

تلواروں پر وہ سیف جو شعلہ فشاں ہوئی　　جل بھن کے آب تیغوں کی ان میں دھواں ہوئی

(۳) تخیل کی بے اعتدالی کا بڑا موقعہ استعارات اور تشبیہات ہیں۔ جب تخیل کو بے اعتدالی کا موقعہ ملتا ہے تو وہ دور از کار اور فرضی استعارات اور تشبیہیں پیدا کرتی ہے مثلاً مرزا بیدل کہتے ہیں ؎

تبسم کہ! بہ خون بہار تیغ کشید　　کہ خندہ بر لبِ گل نیم بسمل اُفتاد است

(۴) تخیل کی ایک بے اعتدالی یہ ہے کہ کسی چیز کو کسی چیز سے تشبیہہ دیتے ہیں۔ پھر اس شے کو جسقدر اوصاف اور لوازم ہیں سب میں ثابت کرتے ہیں۔ حالانکہ ان سے کسی قسم کی مناسبت نہیں ہوتی۔ مثلاً ناسخ لکھتے ہیں ؎

ابھی ہر چند وہ بُت نوجواں ہے　　سفید اسکا مگر موئے میاں ہے

(۵) تخیل کی ایک بڑی جولانگاہ حسن تعلیل ہے یعنی شاعر قوت تخیل سے ایک چیز کو ایک چیز کی علت قرار دیتا ہے۔ حالانکہ دراصل وہ اس کی علت نہیں ہوتی۔ مثلاً ؎

کسی کے آگے کوئی ہات پسارے کیا دخل　　مٹھی باندھے ہوئے پاتا ہے تو لڈو کو دک

تخیل کے استعمال کی غلطی

مناظر قدرت کے بیان اور مدحیہ شاعری میں محاکات کو استعمال کرنا چاہیئے۔ تخیل کا استعمال غلطی ہے۔

بحث تشبیہ و استعارہ

تشبیہ و استعارہ شاعری کے خط و خال ہیں۔ جن کے بغیر انشا پردازی کا جمال قائم نہیں رہ سکتا۔

تشبیہ و استعارہ دراصل فطری طرز ادا ہیں

ایک عامی سے عامی بھی جب جوش و غضب یا رنج و غم وغیرہ میں ہوتا ہے تو جو کچھ اس کی زبان سے نکلتا ہے۔ استعارات کا قالب بدل کر نکلتا ہے۔ مثلاً کسی کا عزیز مرجاتا ہے تو کہتا ہے "سینہ پھٹ گیا"۔ "آسمان ٹوٹ پڑا"۔ "دل میں چھید پڑگئے" وغیرہ

تشبیہ و استعارہ کی تعریف تمثیلی طور پر

اگر ہم کسی شخص کو شجاع یا بہادر کہنا چاہیں اور کہہ دیں کہ وہ شخص شیر کے مثل ہے تو یہ تشبیہ ہوگی۔ اگر اس شخص کا مطلق ذکر نہ کیا جائے اور یوں کہا جائے کہ میں نے ایک شیر دیکھا اور اس سے مراد وہی شخص ہو تو استعارہ ہے۔

تشبیہ و استعارہ کی ضرورت

۱۔ کلام میں وسعت اور زور پیدا کرنا۔ مثلاً آدمیوں کی کثرت کو اس پیرایہ میں

بیان کیا جائے کہ "وہاں آدمیوں کا جنگل تھا"

۲- بعض موقعوں پر جب شاعر کوئی غیر معمولی دعویٰ کرتا ہے۔ تو اس کے ممکن الوقوع ثابت کرنے کے لئے تشبیہ کی ضرورت پڑتی ہے مثلاً ؎

بہ سوز عشق شاہاں راچہ کاراست کہ سنگ لعل خالی از شرار است

۳- جب کسی نہایت نازک اور لطیف چیز یا حالت کا بیان کرنا ہوتا ہے تو الفاظ اور عبارت کام نہیں دیتی۔ اور یہ نظر آتا ہے کہ الفاظ نے اگر ان کو چھوا تو وہ کو صدمہ پہنچ جائیگا۔ جس طرح حباب چھونے سے ٹوٹ جاتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر شاعر کو تشبیہ سے کام لینا پڑتا ہے۔ وہ اسی قسم کی لطیف اور نازک صورت کو ڈھونڈھ کر پیدا کرتا ہے اور پیش نظر کر دیتا ہے مثلاً نظیری کہتا ہے

ہمہ شب بر لب و رخسار و گیسو میزنم بوسہ گل و نسرین و سنبل را صبا در خرمن است امشب

تشبیہ میں حسن کیونکر پیدا ہوتا ہے

۱- اچھوتی تشبیہوں اور نئے نئے استعاروں کا ہونا جیسا عرفی کے کلام میں ہے ؎

بہ بر شگفتن امروز و غنچہ گشتن دی

۲- تشبیہ مرکب یعنی کئی چیزوں کے ملنے سے جو مجموعی حالت پیدا ہوتی ہے وہ تشبیہ کے ذریعہ سے ادا کی جائے مثلاً

دو زلف تا بدار او بہ چشم اشکبار من چو چشمۂ کہ اندرو شناکنند مار ہا

جدت و لطف ادا

شاعری کے لئے یہ سب سے مقدم چیز ہے بلکہ بعض اہل فن کے نزدیک

جدت ادا ہی کا نام شاعری ہے۔ ایک بات سیدھی طرح کہی جائے تو ایک معمولی بات ہے۔ اسی کو اگر جدید انداز اور نئے اسلوب سے ادا کر دیا جائے تو یہ شاعری ہے

جدت ادا کی منطقی تعریف اور اُس کے اصول و قواعد کا انضباط ناممکن ہے کیونکہ وہ ایک ذوقی چیز ہے۔ تفہیم کے لئے چند مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

(۱) ساقی توئی و سادہ دلی بیں کہ شیخ شہر — باور نمے کند کہ ملک مے گسار شد

(۲) اے ہمراہ موافق بہ جہاں مے طلبی — آنقدر باش کہ عنقا ز سفر باز آید

(۳) زخمہا بر داشتیم و فتح ہا کردیم لیک — ہرگز از خون کسے رنگیں نشد دامان ما

حسن الفاظ } یہ ایک نہایت ضروری بحث ہے۔ اس لئے ہم اس کو تفصیل سے لکھتے ہیں۔ کتاب العمدہ میں باب فی اللفظ والمعنی ایک خاص عنوان قائم کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔ لفظ جسم ہے اور مضمون روح ہے۔ دونوں کا ارتباط باہم ایسا ہے جیسا روح اور جسم کا ارتباط کہ وہ کمزور ہوگا تو یہ بھی کمزور ہوگی۔ پس اگر معنی میں نقص نہ ہو اور لفظ میں ہو تو شعر میں عیب سمجھا جائیگا جس طرح لنگڑے یا لنجے میں روح موجود ہوتی ہے۔ لیکن بدن میں عیب ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر لفظ اچھے ہوں لیکن مضمون اچھا نہ ہو تب بھی شعر خراب ہوگا۔ اور مضمون کی خرابی الفاظ پر بھی اثر کریگی۔ اگر مضمون بالکل لغو ہو اور الفاظ اچھے ہوں تو الفاظ بھی بیکار ہونگے۔ جس طرح کہ مُردے کا جسم یوں دیکھنے میں سب کچھ سلامت ہے۔ لیکن درحقیقت کچھ بھی نہیں۔ اس طرح مضمون گو اچھا ہو لیکن الفاظ اگر برے ہیں تب بھی شعر بیکار ہوگا۔ کیونکہ روح بغیر جسم کے پائی نہیں جاسکتی۔

(۱) اہل فن کے دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ الفاظ کو ترجیح دیتا ہے۔ عرب کا اصلی انداز یہی ہے۔

(۲) بعض لوگ مضمون کو ترجیح دیتے ہیں اور الفاظ کی بدرواہ نہیں یہ ابن الرومی اور

متنبی کا مسلک ہے۔

زیادہ تر اہل فن کا یہی مذہب ہے کہ لفظ کو مضمون پر ترجیح ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مضمون تو سب پیدا کر سکتے ہیں لیکن شاعری کا معیار کمال یہ ہے کہ مضمون ادا کن الفاظ میں کیا گیا ہے اور بندش کیسی ہے۔ حقیقتاً شاعری اور انشا پردازی کا مدار زیادہ تر الفاظ ہی پر ہے۔ گلستاں اور سکندر نامے کو متانت و شان و شوکت الفاظ ہی کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے۔ شوکت الفاظ ملاحظہ ہو۔

دراں دجلہ خوں بلند آفتاب چو نیلوفر افگند زورق در آب

دجلہ اور زورق قابل ملاحظہ ہیں۔

اس لئے شاعر کو یہ سوچ لینا چاہیئے کہ جو مضمون اس کے خیال میں آیا ہے اسی درجہ کے الفاظ اس کو میسر آسکیں گے یا کہ نہیں۔ اگر نہ آسکیں تو اس کو بلند مضامین چھوڑ کر انہیں سادہ معمولی مضامین پر قناعت کرنی چاہیئے جو اس کے بس کے ہیں اور جن کو وہ عمدہ پیرایہ اور الفاظ میں ادا کر سکتا ہے بسی نے نہایت سچ کہا ہے۔

برائے پاکی لفظے شبے بہ روز آرد کہ مرغ و ماہی باشند خفتہ او بیدار

بہت سے شاہنامے لکھے گئے لیکن شوکت الفاظ ہی تھی کہ فردوسی کے شاہنامے کو ایک بھی نہ پہنچا۔

الفاظ کے انواع اور اُن کے مختلف اثر

(بحث لفظ کی حیثیت یعنی آواز صوت اور لہجہ کے لحاظ سے)

انفرادی:۔ نازک۔ لطیف۔ شستہ۔ صاف۔ رواں۔ شیریں الفاظ عشق و محبت کے مضامین کے ادا کرنے کے لئے موزوں ہیں۔ عشق و محبت انسان کے لطیف و نازک جذبات ہیں۔ اس لئے ان کے ادا کرنے کے لئے الفاظ بھی لطیف

نازک درکار ہیں۔ یہی بات ہے کہ قدما کی نسبت متاخرین کی غزل اچھی ہوتی ہے۔ قدماء کے زمانے تک فوجی تمدن باقی تھا۔ اس لئے اس کا اثر تمام چیزوں میں پایا جاتا تھا۔ فردوسی کے شاہنامہ کے بعد نہ لکھی تو وہ کوئی عشقیہ نظم معلوم نہیں ہوتی۔ نظامی نے جہاں اس قسم کے مضامین ادا کئے ہیں۔ ایسے لب و لہجہ میں ادا کئے ہیں کہ پتھر کا دل پانی ہو جاتا ہے۔ سعدی جو غزل کے بانی خیال کئے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ زیادہ تر یہی ہے کہ انہوں نے غزل میں رقیق۔ نازک شیریں اور پُردرد الفاظ استعمال کئے ہیں متنبی کے کلام پر جو علامہ ثعلبی نے نکتہ چینیاں کی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ وہ غزل اور تشبیب میں ایسے الفاظ لاتا ہے جو عاشقانہ خیالات کے لئے موزوں نہیں۔

۲۔ پرشوکت متین۔ بلند رزمیہ مضامین اور قصائد وغیرہ کیلئے موزوں ہیں۔ متاخرین یعنی کلیم۔ صائب وغیرہ کی نسبت یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ قصیدہ اچھا نہیں لکھتے۔ اس کا سبب یہی ہے کہ ان کے زمانے میں تمدن اور معاشرت میں نزاکت پرستی آگئی تھی اور عشقیہ جذبات عام ہو گئے تھے۔ جس کا اثر زبان پر بھی پڑا۔ نظیری کے کلام میں غزل کا مذاق غالب تھا۔ اس لئے اس کے قصیدوں میں زور نہیں ہے۔ اور تشبیب تو صاف غزل معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ تشبیب ان عشقیہ مضامین کو کہتے ہیں جو قصیدہ کے ابتدا میں لکھے جاتے ہیں۔ تاہم اہل فن اس امر کا لحاظ رکھتے ہیں کہ چونکہ یہ جزو قصیدہ ہے اس لئے اس کی زبان غزل کی زبان سے نہ ملنے پائے۔ اسی لئے عرفی تشبیب اور ہی انداز میں لکھتا ہے۔ چنانچہ شعر ملاحظہ ہو ؎

منم آں سیہ زجان گشتہ کہ بانیغ و کفن ۔۔۔ تا در خانۂ جلاد غزل خواں رستم

قصیدہ کے علاوہ مثنوی میں بھی اس امر کا خیال رکھنا چاہئے۔ مگر عشقیہ مثنویاں اس سے مستثنیٰ ہیں۔

ترکیبی علاوہ انفرادی حیثیت کے ترکیبی الفاظ کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ نہایت ضروری ہے کہ جو الفاظ ایک ساتھ کسی کلام میں آئیں۔ ان میں باہم ایسا توافق۔ تناسب۔ موزونی اور ہم آوازی ہو کہ سب ملکر گویا ایک لفظ یا ایک ہی جسم کے اعضا بن جائیں۔ یہی بات ہے جس کی وجہ سے شعر میں وہ بات پیدا ہوتی ہے جس کو عربی میں انسجام کہتے ہیں۔ اور جس کا نام ہماری زبان میں سلاست۔ صفائی اور روانی ہے۔ یہی چیز ہے جس پر خواجہ حافظ کو ناز ہے اور جسکی بنا پر اپنے حریف کی شان میں کہتے ہیں ؎

صنعت گر است اما شعر رواں ندارد

یہی وصف ہے جس کی وجہ سے شعر میں موسیقیت پیدا ہو جاتی ہے اور شاعری اور موسیقی کی سرحدیں مل جاتی ہیں :-

معنی کے لحاظ سے الفاظ کا اثر

۱۱۔ ہر زبان میں مترادف الفاظ ہوتے ہیں۔ جو ایک ہی معنی پر دلالت کرتے ہیں۔ لیکن جب غور سے دیکھا جائے تو ان الفاظ میں بھی باہم فرق ہوتا ہے یعنی ہر لفظ کے مفہوم اور معنی میں کوئی ایسی خصوصیت ہوتی ہے جو دوسروں میں نہیں پائی جاتی۔ مثلاً آواز۔ بانگ۔ صریر مترادف ہیں لیکن ہر لفظ میں ایک خاص بات اور خاص اثر ہے جو اس کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس لئے شاعر کی نکتہ دانی یہ ہے کہ جس مضمون کے ادا کرنے کیلئے خاص جو لفظ موزوں یا موثر ہے وہی استعمال کیا جائے۔ ورنہ شعر میں وہ اثر نہ پیدا ہوگا۔ فیضی کے شعر میں موزونیت ملاحظہ ہو ؎

بانگ قلم دہد شب تار بس معنی خفتہ کرد بیدار

بانگ۔ آواز و صریر میں بانگ کے لفظ کی موزونیت ظاہر ہے۔ قلم۔ خامہ۔ کلک

لیکن قلم میں جو ضخامت ہے اور لفظوں میں نہیں۔ پھر میم ضمیر متصل نے اس کے رعب کو اور چار چاند لگا دیئے ہیں۔ تار تیرہ۔ تاریک مترادف ہیں لیکن اس مصرعہ میں تار کا حسن پوشیدہ نہیں۔

بس۔ بسے۔ خیلے۔ بسیار لیکن بس کے لفظ میں جو کثرت کی توضیح ہے اور میں نہیں۔

(۲) معنی کے لحاظ سے بعض وقت ایک ہی لفظ وہ اثر پیدا کر سکتا ہے۔ کہ بڑی بڑی عبارات سے ممکن نہیں۔ ملاحظہ ہو یہ شعر جو اہل بیت کی شان میں ہے۔

از صاحب حرم چہ توقع کنند باز　　آں ناکساں کہ دست بر اہل حرم زنند

حرم کا لفظ قابل ملاحظہ ہے۔

(۳) فصیح اور مانوس الفاظ کا انتخاب شاعر کے لئے ضروری ہے۔ بعض الفاظ کا ایک زمانے میں تنافر احساس نہیں کیا جاتا لیکن بالآخر جب کسی قوم کا احساس نازک ہو جاتا ہے تو وہ الفاظ صاف کھٹکنے لگتے ہیں۔ اور رفتہ رفتہ متروک ہو جاتے ہیں لیکن نکتہ داں اور لطف المذاق شاعر فتوٰی عام سے پہلے اس قسم کے الفاظ ترک کر دیتا ہے۔ خواجہ حافظ نے معلوم نہیں کہ سو برس کے آئندہ احساسات کا اندازہ کر لیا تھا۔ کہ آج تک ان کی زبان کا ایک لفظ متروک نہیں ہوا۔

سادگی ادا سادگی ادا کے یہ معنی ہیں کہ جو مضمون شعر میں ادا کیا گیا ہے۔ بے تکلف سمجھ میں آجائیگا۔ یہ بات اسباب ذیل سے حاصل ہوتی ہے

(۱) جملوں کے اجزا کی وہ حالت قائم رکھی جائے جو عموماً اصلی حالت میں ہوتی ہے۔ وزن بحر اور قافیہ کی ضرورت سے اجزائے کلام اپنی جگہ سے زیادہ نہ ہٹنے پائیں۔

(۲) مضمون کے جسقدر اجزا ہیں ان کا کوئی جزو رہ نہ جائے جسکی وجہ سے یہ معلوم ہو کہ نظم میں خلا رہ گیا ہے جس طرح زینہ کا کوئی پایہ الگ کر لیا جاتا ہے مثلاً انوری کا یہ شعر ؎

تا خاک کف پائے ترا نقش نہ بستند　　اسباب تپ لرزہ نداد ند قسم را

اس کے ساتھ یہ بھی ملحوظ رکھنا چاہئے کہ اکثر موقعوں پر بعض اجزائے مضامین کا چھوڑ دینا خاص لطف پیدا کرتا ہے۔ مثلاً ؎

سخت خسرمائے میں اتنا نہ سمجھتا تھا انہیں　　چھیڑتا تھا تو کوئی شکوۂ بے جا کرتا

یہ شاعری کا خاص ایک نازک پہلو ہے اور مرزا غالب کا یہ خاص انداز ہے۔

(۳) استعارے اور تشبیہیں دور از فہم نہ ہوں۔

(۴) غیر متعارف تلمیحات نہیں ہونی چاہئے جیسا کہ خاقانی کا شیوہ ہے۔

(۵) سادگی ادا میں اس بات کو بہت دخل ہے کہ روزمرہ اور بول چال کا زیادہ لحاظ رکھا جائے داغ نے منازل سلوک کے دشوار گذار مرحلوں توکل۔ رضا۔ ترک خودی کو کس سادگی سے نبھایا ہے۔

رہبر و راہ محبت کا خدا حافظ ہے　　اس میں دو چار بہت سخت مقام آتے ہیں

خواجہ حافظ کس سادگی سے مضمون کو ادا فرماتے ہیں ؎

مادر پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم　　اے بیخبر ز لذت شرب مدام ما

اشکال شاعری کی بڑی خوبی جدت ادا ہے۔ جدت ادا میں خواہ مخواہ بات کو کسی معمولی پیرایہ سے بدل کر اور اصلی راستہ سے ہٹکر بیان کرنا ہوتا ہے اس صورت میں سادگی ادا کو قائم رکھنا اجتماع النقیضین ہوتا ہے۔

حل اس کی صورت یہ ہے کہ جدت کے سوا سادگی اور تمام باتیں موجود ہوں یعنی الفاظ سہل ہوں تشبیہات قریب الفہم ہوں۔ ترکیب میں پیچیدگی نہ ہو روزمرہ۔ محاورہ موجود ہو۔ ان سب باتوں کے سوا جدت ادا میں اعتدال سے تجاوز نہ کیا جائے۔ اس صورت میں جدت کی وجہ سے سادگی میں کسیقدر فرق پیدا ضرور ہوگا تو اور باتیں اس کی تلافی کر دینگی۔

جملوں کے اجزا کی تراکیب } الفاظ کے تقدم و تاخر کی ایک خاص ترتیب ہوتی ہے۔ اس سے تجاوز جائز نہیں۔ لیکن شعر میں وزن بحر اور قافیہ کی ضرورت سے اصلی ترتیب پوری پوری قائم نہیں رہ سکتی۔ تاہم شاعر کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ الفاظ اپنی جگہ سے زیادہ نہ ہٹنے پائیں جسقدر یہ وصف شاعر کے کلام میں زیادہ ہوگا۔ اُسیقدر شعر میں زیادہ روانی اور سلاست ہوگی۔ یہی وصف ہے جس نے سعدی کے کلام کو تمام شعرا سے ممتاز کر دیا مثلاً

اے تماشہ گاہ عالم روے تو تو کجا بہر تماشا مے روی

واقعیت اور مبالغہ } فن ادب کا یہ معرکۃ الآرا اور مبالغہ انگیز مسئلہ ہے۔ ایک فریق کا خیال ہے کہ محاسن شعری میں مبالغہ شاعری کا زیور ہے۔ نابغہ ذبیانی سے لوگوں نے پوچھا کہ اشعر الناس کون ہے؟ اُس نے کہا من استجیدہ کذبہ یعنی جس کا جھوٹ پسندیدہ ہو۔ نظامی ؎

در شعر بپیچ و در فن او چوں اکذب اوست احسن او

(۲) تمام بڑے بڑے شعرا جنکی فارسی شاعری مسلمہ عام ہے ان کے کلام میں عموماً مبالغہ اور غلو موجود ہے۔

(۳) اکثر وہی اشعار کا زمانہ شاعری خیال کئے جاتے ہیں جن میں کذب اور مبالغہ ہے مثلاً فردوسی کے یہ اشعار

(۱) فرو شد بہ ماہی دبر شد بہ ماہ بُن نیزہ و قبہ بارگاہ

(۲) زبس گرد میداں کہ برشد بہ دشت زمیں شش شد و آسماں گشت ہشت

فریق دوم کی طرف سے تردید } (۱) احسان بن ثابت کہتے ہیں وان اشعر بیت انت قائلہ بیت یقال اذا انشد صدقا اچھا شعر وہ ہے کہ جب پڑھا جائے تو لوگ بول اُٹھیں کہ سچ کہا۔

(۲) ابن رشیق نے کتاب "العمدہ" میں اساتذہ کے بہت سے اقوال اس کے موافق نقل کئے ہیں۔

(۳) جو شعرا بلاغت کے نکتہ شناس ہیں۔ وہ زور طبیعت کی وجہ سے مبالغہ کرنا چاہتے ہیں تو ساتھ ہی کوئی شرط لگا دیتے ہیں۔ جس سے مبالغہ مبالغہ نہیں رہتا۔ بحتری نے متوکل کی مدح میں کہا ہے۔

فلو ان مشتاقاً تکلف فوق ما ۔۔۔ فی وسعہ لمشی الیک المنبر

نکتہ شاعری اور انشا پردازی تمدن کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ قوم کی ابتدائی ترقی کے زمانے میں خیالات بھی سادہ ہوتے ہیں۔ جب قوم ترقی کرتی ہے تمام شریفانہ جذبات مشتعل ہو جاتے ہیں۔ تو گو شاعری میں جوش اور زور پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اب بھی سچائی اور راستی کے مرکز سے نہیں ہٹتے۔ کیونکہ یہ وہ زمانہ ہوتا ہے کہ جب قوم ہمہ تن عمل ہوتی ہے۔ اس کے بعد جب عیش اور ناز و نعم کی نوبت آتی ہے تو ہر ہر بات میں تکلف ساخت اور آورد پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی زمانہ ہے جب شاعری میں مبالغہ شروع ہوتا ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ قدمائے اولین کے کلام میں بالکل مبالغہ نہیں۔ جب عباسیہ دور آیا اور عیش پرستی کی ہوا چلی تو مبالغہ کا زور ہوا

اس تقریر سے غرض یہ ہے کہ جن شعرا کے کلام سے مبالغہ کی خوبی پر استدلال کیا جاتا ہے۔ اگر متاخرین میں ہیں تو سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ تمدن کی خرابی ہے جس کا اثر مذاق پر بھی پڑا۔ تمدن کی خرابی نے شاعر اور سامعین دونوں کے مذاق کو خراب کر دیا ہے۔

اصل امر یہ بھی ہے کہ کذب و مبالغہ میں تخیل کا استعمال کرنا پڑتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مبالغہ میں اگر کوئی حسن پیدا ہوتا ہے تو تخیل کی بنا پر ہوتا ہے۔ نہ اس لئے کہ وہ جھوٹ اور مبالغہ ہے۔ بعض مبالغوں میں تخیل کی بجائے اور کوئی

شاعرانہ حسن ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو ؎

تنم از ضعف چناں شد کہ اجل حیرت و نیافت ناله ہر چند نشاں داد کہ در پیرہن ست

اس شعر میں مبالغہ نے حسن نہیں پیدا کیا ہے بلکہ حسن ادا کی خوبی ہے۔

شبلی کی رائے } شعر کی دو قسمیں ہیں۔ تخیلی۔ غیر تخیلی۔ تخیلی میں واقعہ سے غرض نہیں ہوتی۔ بلکہ مطمح نظر یہ ہوتا ہے کہ قوت تخیل کسقدر پُر زور اور وسیع ہے۔ اس بنا پر اگر اس قسم کی شاعری میں مبالغہ سے کام لیا جائے تو چنداں بدنما نہیں۔

غیر تخیلی یعنی فلسفیانہ۔ اخلاقی۔ تاریخی۔ عشقیہ۔ نیچرل ان میں مبالغہ بالکل لغو چیز ہے۔ اس لئے اگر شعر میں مبالغہ جائز بھی ہو تو صرف شعر کی ایک خاص نوع تخیل میں ہوگا۔ اس سے عام خوبی نہیں ثابت ہو سکتی۔

(۲) شاعری سے اگر صرف تفریح خاطر مقصود ہو تو مبالغہ کام آسکتا ہے لیکن وہ شاعری جو ایک طاقت ہے جو قوموں کو زیر و زبر کر سکتی ہے۔ جو ملک میں ہلچل ڈال سکتی ہے۔ جس سے عرب قبائل میں آگ لگا دیتے ہیں۔ جس سے نوحہ کے وقت در و دیوار سے آنسو نکل پڑتے ہیں۔ وہ واقعیت اور اصلیت سے خالی ہو تو کچھ کام نہیں کر سکتی۔ یہ ضروری نہیں کہ شعر میں جو کچھ کہا جائے وہ سرتاپا واقعیت ہو بلکہ غرض یہ ہے کہ اصلیت کے اثر سے خالی نہ ہو۔ مثلاً ایک واقعہ واقع میں نہیں ہوا۔ لیکن شاعر کو اس کا پورا یقین ہے یہ واقعہ شعر میں ادا ہوگا تو اثر سے خالی نہ ہوگا۔ میر انیس فرماتے ہیں ؎

حملہ غضب ہے بازوئے شاہ حجاز کا لنگر نہ ٹوٹ جائے زمیں کے جہاز کا

اس شعر میں بظاہر مبالغہ ہے۔ لیکن جب یہ تصور کیا جائے کہ یہ کلام کس کی زبان سے نکلا ہے تو کلام میں واقعیت کا اثر آجاتا ہے۔

مبالغہ کے پیدا ہونے کا اصلی سبب } شعر میں مبالغہ کے پیدا ہونے کا اصلی

سبب یہ ہوا کہ شاعر کا احساس عام لوگوں کی نسبت زیادہ قوی اور مشتعل ہوتا ہے۔ اسلئے ہر واقعہ اس پر اوروں کی بہ نسبت زیادہ اثر کرتا ہے۔ شاعر اسی اثر کو ادا کرتا ہے لیکن چونکہ عام فہم لوگ اس درجہ کا احساس نہیں رکھتے اُن کو وہ مبالغہ معلوم ہوتا ہے۔ اور اب جو لوگ دراصل شاعر نہیں اور شاعر بننا چاہتے ہیں وہ بہ تکلف مبالغہ شروع کرتے ہیں اور اصلی حد سے نکل جاتے ہیں۔

بلاغت کے بعض اسالیب میں واقعیت کی وجہ سے حسن اور اثر پیدا ہوتا ہے

(۱) موقع۔ جہاں شاعر کسی بات کو شک اور اشتباہ کے طور پر بیان کرتا ہے مثلاً

دارد جمال روئے تو امشب تماشائے دگر　　یا آں کہ من مے بینمش بہتر ز شبہائے دگر

(۲) موقع۔ جہاں کسی چیز کو کچھ گھٹا کر بیان کیا جاتا ہے وہاں ایک خاص لطف پیدا ہوتا ہے مثلاً ؎

پاس ادب سے رہ گئی فریاد کچھ ادھر　　میں کیا کہوں کہ چرخ بریں کتنی دور تھا

غرض شعر اس وقت تک کچھ اثر پیدا نہیں کر سکتا۔ جبتک اس میں واقعیت نہ ہو۔ تخیل میں بظاہر واقعیت کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ لیکن دراصل تخیل بھی اسی وقت پُر لطف اور پُر اثر ہوتی ہے جب اس کی تہ میں واقعیت ہو۔ مثلاً یہ شعر

کے بہ ہر نامحرمے چاک جگر خواہم نمود　　منکہ زخمت را نہاں از چشم سوزن داشتم

شعر کیوں اثر کرتا ہے

ارسطو نے کتاب الشعر میں اس کی جو وجہ لکھی ہے اس کا حاصل یہ ہے (۱) محاکات ایک لطف انگیز اور مؤثر چیز ہے۔ اور چونکہ شعر بھی ایک قسم کی نقالی اور تصویری ہے۔ اس لئے خواہ مخواہ اس سے طبیعت پر اثر پڑتا ہے (۲) موسیقی اور راگ بالطبع موثر چیز ہے اور شعر میں موسیقی کا جزو شامل ہے اس لئے موثر ہے۔ لیکن شعر کی تعریف انہیں باتوں پر موقوف

نہیں بلکہ (۳) انسانی معاشرت کی کل جذبات سے چل رہی ہے۔ شاعری کو جذبات ہی سے تعلق ہے۔ اس لئے تاثیر اس کا عنصر ہے۔ شاعری ہر قسم کے جذبات کو برانگیختہ کرتی ہے۔ اس لئے رنج۔ خوشی۔ جوش۔ استعجاب۔ حیرت میں جو اثر ہوتا ہے شعر میں بھی وہی اثر ہوتا ہے (۴) شاعری محسوسات کی ہی تصویر نہیں کھینچتی بلکہ جذبات اور احساسات کو بھی پیش نظر کر دیتی ہے۔

سائنس فلسفہ اور شاعری

(۵) وجہ اثر۔ سائنس و فلسفہ عمل

(۱) دنیا کا کاروبار جس طرح چل رہا ہے اس کا اصلی فلسفہ خود غرضی اور اصول معاوضہ ہے۔ اور جب اسکو زیادہ وسعت دی جائے تو ہمارے تمام افعال و اعمال ایک داد و ستد بن جاتے ہیں۔ اس فلسفہ سے بے شبہ عمل کی قوت بڑھ جاتی ہے۔ تجارت کو ترقی۔ کاروبار وسیع۔ دولت کی ترقی ہو جاتی ہے۔ لیکن دل مردہ لطیف و نازک احساسات فنا ہو جاتے ہیں اور تمام دنیا ایک بیحس کل بنجاتی ہے جو خود غرضی کی قوت سے چل رہی ہے۔

شراب تلخ دہ ساقی کہ مرد افگن بود زورش
اس لئے شعر موثر ہوتا ہے۔

شاعری

شعر شریفانہ جذبات کو تر و تازہ کرتا ہے اور وسیع اور دلفریب عالم میں لے جاتا ہے وہ ہم کو بے لاگ اور بے غرض دوستی کی تعلیم کرتا ہے ہم کو سچی خوشی اور مسرت دلاتا ہے۔ جبکہ کاروبار کے ہجوم۔ مقابلہ کی کشمکش۔ معاملات کی الجھن۔ تردد کی دارو گیر سے دل بالکل ہمت ہار دیتا ہے۔ تو شعر مجسم سکون اور اطمینان بن کر ہمارے سامنے آتا ہے اور کہتا ہے

کہ تا لختے بیاسائم ز دنیا و شر و شورش

(۶) سائنس

جب سائنس ہم کو سخت دل اور کڑا بنا دیتی ہے۔ تمام مسلمات عامہ سے حقارت پیدا کر دیتی ہے۔ مادہ کے سوا تمام چیزوں کی حکومت دل سے اُٹھ جاتی ہے۔

شاعری

اس وقت شاعری ہمارے دل کو رقیق اور نرم کرتی ہے جس سے تسلیم اثر پذیری اور اعتقاد پیدا ہوتا ہے۔ مادیت کی بجائے روحانیت قائم ہوتی ہے۔ وہ ہم کو عالم تخیل میں لے جاتی ہے جہاں تھوڑی دیر کے لئے مشاہدات کی بیرحم حکومت سے ہمکو نجات ملجاتی ہے اسی لئے موثر ہے۔

شاعری کا استعمال

شعر ایک قوت ہے جس سے بڑے بڑے کام لئے جا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ اسکا استعمال صحیح طور سے کیا جائے۔

عرب کی شاعری کی ابتدا "رجز" سے ہوئی۔ اس کے بعد "مرثیہ" شروع ہوا۔ مرثیہ کے بعد قصیدہ آیا۔ شعرائے عرب اکثر صاحب تیغ و علم ہوتے تھے۔ اسلئے قصائد میں اپنے معرکے لکھتے تھے۔ شاعری کے جسقدر اقسام ہیں سب سے مفید کام لئے جا سکتے ہیں۔

۱۔ فلسفیانہ شاعری دقیق خیالات کو آسانی کیساتھ ذہن نشین کر سکتی ہے۔

۲۔ اخلاقی شاعری اخلاق کو سنبھالتی ہے۔ اخلاقی تعلیم کے لئے ایک ایک شعر ایک ضخیم کتاب سے زیادہ کام دے سکتا ہے استقلال و پامردی کی تعلیم

من آنگہ عناں باز نہیچم زراہ کہ یا سر دہم یا ستانم کلاہ

اخلاق کی کتابوں میں ریاکاری کی برائی کے دفتر ہیں۔ لیکن یہ ایک رباعی ان سب سے زیادہ اثر کر سکتی ہے۔

زاہد بہ زن فاحشہ گفتا مستی کز خبر گشتی و بہ شر پیوستی

زن گفت چنانکہ مے نمائیم ہستم　　تو نیز چناں کہ مے نمائی ہستی

۳۔ عشقیہ شاعری سے زندہ دلی اور تازگی روح پیدا ہوتی ہے۔

۴۔ تخیل سے طبیعت کو اہتزاز اور انبساط ہوتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اکثر شعرائے ایران نے شاعری کا صحیح استعمال نہیں کیا۔ شاعری صرف دو کام کے لئے مخصوص ہوگئی۔

(۱) سلاطین اور امرا کی مداحی جس میں کذب و افترا کا طومار باندھا جاتا تھا (۲) عشق و عاشقی جو دور از کار مبالغوں اور فضول گوئیوں سے معمور تھی۔

شاعری کی عظمت

(۱) عرب میں ایک ایک شعر ایک قبیلہ یا ایک شخص کا نام قیامت تک کے لئے زندہ کر دیتا تھا (۲) شاعر جس کی مدح کہدے وہ معزز ہو جاتا تھا۔ جس کی ہجو کہدے ذلیل ہو جاتا تھا۔ سلطان محمود کی عظمت و شان محتاج اظہار نہیں لیکن فردوسی نے ہجو کے جو شعر لکھ دیئے محمود کسی طرح اُن کو مٹا نہ سکا (۳) عرب میں شاعر کا یہ رتبہ تھا کہ شاعر کسی کی مدح کہنا عار سمجھتا تھا۔ سب سے پہلا شخص جس نے مدح لکھی نابغہ ذبیانی ہے اس سے نابغہ اگرچہ دولتمند ہو گیا۔ لیکن عرب میں اس کی عزت جاتی رہی۔

باب دوم

فارسی شاعری کی تاریخ

ڈاکٹر براؤن کے خیال میں فارسی کا سب سے پہلا شاعر باربد ہے۔ لیکن باربد نے راگ باندھے تھے وہ شعر نہ تھے۔

مولانا آزاد کے نزدیک فارسی زبان کا سب سے پہلا شاعر بہرام گور ہے۔ لیکن ان کے اس خیال کو کئی ایک اعتراض ہو سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ فارسی شاعری کا آغاز خلیفہ مامون کے زمانہ میں ہوا۔ جبکہ عباس مروزی نے اس کی مدح میں قصیدہ لکھ کر پیش کیا۔ جس کے صلہ میں ہزار اشرفیاں پائیں۔ چنانچہ وہ خود اس قصیدہ میں کہتا ہے ؎

کسی بدیں منوال پیش از من چنیں شعری نگفت — مر زبان پارسی را ہست باایں نوع بیں
لیک زاں گفتم من ایں مدحت ترا تا ایں لغت — گیرد از مدح و ثنائے حضرت تو زیب و زیں

پھر اس کے بعد خاندان طاہریہ کے زمانے میں جن کا دارالخلافہ خراسان تھا حنظلہ۔ محمود وراق۔ فیروز مشرقی جیسے بہت سے شعرا پیدا ہوئے۔

المختصر ایرانی شاعری کے متعلق ہم مندرجہ ذیل بات کہنے کا حق رکھتے ہیں (۱) ایران میں شاعری کی ابتدا مداحی اور قصیدہ گوئی سے ہوئی۔ زرطلبی کے لئے شاعری شروع۔ برخلاف اس کے عربی شاعری رجز سے شروع ہوئی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے (۲) جو شخص ایران میں شاعر ہونا چاہتا تھا کتابوں کے ذریعہ سے اس کی تعلیم حاصل کرتا تھا لیکن عرب کا شاعر صرف صحیفہ فطرت پڑھ کر شاعر بنتا تھا۔

شاعری کی تدریجی رفتار

(۱) شاعری میں ابتدا میں بے تکلف اور سیدھے سادے خیالات ہوتے ہیں۔ تشبیہات اور استعارات کہیں کہیں آجاتے ہیں۔ جس مضمون کو ادا کرنا ہوتا ہے بغیر پیچ پیچ کے بے تکلف ادا کر دیتے ہیں (۲) خیالات میں بلندی شروع ہوتی ہے۔ استعارے رنگین ہو جاتے ہیں تشبیہوں میں نزاکت آجاتی ہے۔ مبالغوں میں زور پیدا ہو جاتا ہے جس مضمون کو ادا کرتے ہیں استعاروں کے رنگ میں ادا کرتے ہیں (۳) دقت آفرینی اور باریک بینی شروع ہوتی ہے۔ مبالغہ آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔ بال کی کھال نکالی جاتی ہے۔ استعارہ میں استعارہ پیدا کرتے ہیں۔ محسوسات سے گذر کر صرف خیالی چیزوں پر مدار رہ جاتا ہے۔ یہی حال فارسی شاعری کا ہوا۔ اجمالی طور پر قدما اور متاخرین کا فرق دیکھ لو۔ قدما

احوال دلم مپرس کاں بیچارہ ۔ چوبے است در وفتادہ آتش در نیست

متاخرین یک پارہ آتشے است دلش نام کردہ اند

فرخی ہمہ دشمنی از تو دیدم و لیکن نگویم کہ تو دوستی را نشائی

اب تفصیل سنیئے۔

(۱) اتنی سادگی تھی کہ ابتدائی حالت میں صحت الفاظ کی بھی پروا نہ تھی۔ چنانچہ ہرگز بجائے ہرگز۔ ناخون بجائے ناخن۔ ابلاہ بجائے ابلہ وغیرہا متقدمین کے کلام میں اکثر پایا جاتا ہے (۲) عروض کے قواعد کا چنداں لحاظ نہ تھا۔ مثلاً

دیدہ بائے آرامدیں کار احتیاط زاں کہ جز بر تو ندارم اعتماد

اس میں ط اور د کو ہم قافیہ کیا ہے۔

ایطائے جلی آج سخت معیوب ہے۔ قدما کے ہاں عام طور پر شائع ہے۔

(۳) تشبیہیں نہایت سادہ اور نیچرل ہوتی تھیں۔ قدما دہن کو غنچہ بستہ کہتے تھے۔

واقعہ نگاری کے نقائص

(۱) اکثر شعرا جب کسی چیز کا بیان کرتے ہیں تو اُس کے ایسے عام اور مبہم اوصاف بیان کرتے ہیں جو قریباً ہر چیز کی نسبت بیان کئے جا سکتے ہیں شاعری درحقیقت ایک قسم کی مصوری ہے۔ اس لئے جب تک واقعہ نگاری میں خصوصیات نہ دکھائی جائیں کسی واقعہ کی اصلی اور صحیح تصویر ذہن میں نہیں آسکتی۔

(۲) واقعہ نگاری کا ایک بڑا نقص یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے واقعات نظرانداز کر دیئے جاتے ہیں۔

(۳) جب واقعہ نگاری کی جائے تو ناممکن یا مشکوک واقعہ بیان نہ کیا جائے۔

شاہنامہ پر ریویو

شاہنامہ کی تاریخی حیثیت } وہ یورپین محقق جو ایران کی قدیم زبانوں کے ماہر نہیں تسلیم کرتے ہیں کہ فردوسی کا بیان قدیم ایرانی تاریخوں سے حرف بہ حرف مطابق ہے۔

نیز فردوسی خود بھی اپنی تاریخی ذمہ داری کا اسقدر لحاظ کرتا ہے کہ واقعات کے بیان میں سب سے پہلے وہ اپنا ماخذ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہے۔

شاہنامہ ایران کی ایک مبسوط و جامع انسائیکلوپیڈیا ہے

اس میں مذہب۔ فلسفہ۔ اخلاق۔ نظام حکومت وغیرہ کی تفصیلی بحث مل سکتی ہے۔

ایرانی نظام حکومت کے متعلق شاہنامہ سے مندرجہ ذیل باتوں کا پتہ چلتا ہے

(۱) بادشاہ باوجود شخصی حکومت کے خود مختار نہیں تھا۔ بلکہ اُسے مذہبی پیشوا موبد سے مشورہ کرنا پڑتا تھا۔

(۲) جب نیا بادشاہ تخت حکومت پر بیٹھتا تھا تو سب سے پہلے کھڑا ہو کر اسپیچ دیتا تھا جس میں اپنی پالیسی اور اصول حکومت کا اظہار کرتا تھا۔ اس کے بعد پند و نصائح کرتا تھا۔

(۳) فوجی خدمت جبری اور عام تھی۔

(۴) تمام کا تمام ملک فوج بن گیا تھا۔

(۵) بے خانماں مفلس آدمیوں کو سرکار کی طرف سے مکان بنوا کر دیئے جاتے تھے اور روزینہ مقرر کر دیا جاتا تھا۔

(۶) جہاں آبپاشی نہیں ہو سکتی تھی وہاں کا خراج معاف کر دیا جاتا تھا۔

(۷) نادار کاشتکاروں کو آلات زراعت اور نقدی دی جاتی تھی۔

(۸) تعلیم صرف شرفا کے لئے مخصوص تھی۔ چنانچہ نوشیرواں کے زمانے میں ایک کفن گرنے لاکھوں روپے پیش کئے مگر اُس کے بیٹے کو پڑھنے کی اجازت نہ ملی۔

شاہنامہ ایرانی تہذیب و تمدن کا پورا نمونہ ہے

ایرانی تہذیب کی ابتدا

کیومرث نے (۱) بالوں سے کپڑے بنوائے (۲) بستر اور فرش ایجاد کیا۔

(۳) گھوڑے پالے اور وحشی جانوروں کو رام کیا۔

جمشید نے (۱) لڑائی کا لباس بنوایا (۲) منو کی طرح لوگوں کو چار گروہوں میں تقسیم کیا (۳) عمارت کے فن کو ترقی دی۔ یہ سب باتیں شاہنامہ میں درج ہیں۔

ایرانی تمدن کی تفصیل جو شاہنامہ سے معلوم ہوتی ہے

(۱) دربار میں بادشاہ طلائی تخت پر بیٹھتا تھا۔ جس کے پائے بلور کے ہوتے تھے (۲) ایک شخص سالار دربار ہوتا تھا جو لوگوں کو بادشاہ کے سامنے پیش کرتا تھا (۳) امرا جب دربار میں تخت کے پاس آتے تھے تو زمین کو بوسہ دیتے تھے۔ اور دیر تک سجدہ میں پڑے رہتے تھے (۴) دربار کے سلام کا یہ طریقہ تھا کہ ہاتھ سینہ پر رکھتے تھے اور سر جھکاتے تھے (۵) دربار میں جس پر نوازش ہوتی تھی اسکے چہرہ اور ڈاڑھی پر مشک چھڑکواتے تھے (۶) جب فوجی کسی معرکہ پر جاتے تھے تو دربار میں بلائے جاتے تھے اور مختلف طریقوں سے انہیں صلہ کی ترغیب دی جاتی تھی (۷) صلہ و انعام کے مختلف پر لطف طریقے تھے کبھی لعل و یاقوت سے منہ بھروا دیتے تھے کبھی روپوں اور اشرفیوں کا سر تک انبار لگوا دیتے تھے۔ (۸) شادی اور استقبال وغیرہ کے موقعوں پر گھوڑوں کے ایال پر مشک اور سر اور سم پر شکر چھڑکتے تھے (۹) خون کے انتقام میں عہد کرتے تھے کہ جبتک انتقام نہ لیں گے بدن سے ہتھیار نہ اتاریں گے اور منہ پر پانی نہ ڈالیں گے۔ رستم نے سیاوش کے قتل ہونے پر یہی عہد کیا تھا (۱۰) کبھی کبھی قتل عام کا حکم دیتے تھے لیکن بہت کم چنانچہ رستم نے سیاوش کے انتقام میں قتل عام کا حکم دیا تھا (۱۱) مذہبی آزادی نہ تھی (۱۲) دشمن کا خون پی لیتے تھے۔ چنانچہ گودرز نے پیران ویسہ کی زخمی لاش دیکھی تو خون چلو میں لیکر پیا اور چہرہ پر مل لیا (۱۳) عورتوں کو موسیقی کی تعلیم دی جاتی

تھی۔ (۱۴) تجہیز و تکفین کے یہ مراسم تھے کہ لاش کو آلائش سے صاف کرکے مشک اور کافور بھرتے تھے۔ تابوت میں تاج شاہی، گلاب کے شیشے اور زعفران و مشک و کافور رکھتے تھے (۱۵) بچہ جب پیدا ہوتا تھا تو باپ اُس کے کان میں آہستہ سے کسی کا نام لیتا تھا پھر ایک اور نام پکار کر کہتا تھا (۱۶) آگ کی پرستش کرتے تھے تو سفید کپڑے پہنتے تھے (۱۷) عورتوں کی طرح مرد بھی زیور پہنتے تھے (۱۸) عورتوں میں پردے کا عام رواج تھا

جنگی معلومات کو شاہنامہ میں اس طرح دکھلایا ہے

(۱) فوج کو اکثر ایسے موقعہ پر قائم کرتے تھے کہ دائیں بائیں طرف پہاڑ یا نہر ہوتی تھی۔ صرف سامنا کھلا ہوتا تھا (۲) فوج اس طرح جماتے تھے کہ سب سے پہلے پیدل فوجیں جن کے ہاتھوں میں برچھے ہوتے تھے۔ اُن کے پیچھے سوار۔ رسالے کے پیچھے ہاتھیوں کی صفیں (۳) طلایہ یعنی حفاظتی فوج الگ ہوتی تھی جس کا کام ہر طرح کی دیکھ بھال رکھنا تھا (۴) میدان میں لوہے کے گھوکھرو بچھاتے تھے کہ دشمن قدم نہ بڑھانے پائے (۵) نہر کی حفاظت پر دستے متعین ہوتے تھے (۶) اونچے مقام پر دیدہ بان متعین ہوتا تھا کہ مخالف فوجوں کی آمد اور نقل و حرکت کی خبر دیتا رہے اُس کو رات جاگتے رہنا پڑتا تھا (۷) جب دو حریف لڑتے تھے تو دونوں کے ساتھ ایک ایک ترجمان ہوتا تھا جو لڑائی کی ایک ایک ادا کو دیکھتا تھا اور بادشاہ کو آکر مفصل رپورٹ سناتا تھا۔ یہ قاعدہ تھا کہ ان ترجمانوں کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا تھا جس طرح آجکل کے نامہ نگار ہیں (۸) مختلف زبانوں کے جاننے والے ترجمانی کے کام پر مقرر تھے کہ دونوں کے پیغام کا ترجمہ کرکے سنائیں (۹) ڈاک کا یہ انتظام تھا کہ ہر منزل پر گھوڑے تیار رہتے تھے جو چیز جلد پہنچانی ہوتی تھی سوار لیکر جاتے تھے اور ہر منزل میں گھوڑے بدلتے جاتے تھے (۱۰) فوج میں طبیب و جراح

ساتھ ہوتے تھے (۱۱) دو حریف جب لڑتے لڑتے تھک جاتے تو گھوڑے سے اُتر کر دم لیتے تھے اور ترجمان گھوڑے تھامے رہتے تھے (۱۲) کبھی کبھی آپس کی رضامندی سے جاکر پانی پی آتے تھے۔

مفید معلومات

شاہنامہ کی ہر داستان ایک ناول یا افسانہ ہے جو کہ ادبی۔ اخلاقی علمی تاریخی معاشرتی۔ تمدنی معلومات کا خزانہ ہے۔ زال کی رودابہ سے شادی ایک معمولی واقعہ تھا لیکن فردوسی نے اس کے ضمن میں ایران کے تمدن۔ تہذیب۔ معاشرت۔ اخلاق تعلیم۔ فنون جنگ۔ سیاست۔ آداب سلطنت۔ عشقیہ جذبات۔ پدرانہ محبت۔ فرزندانہ ناز۔ مستورات کی حالت اس قسم کی سب باتوں کو بیان کر دیا ہے۔

کیرکٹر

فردوسی کیرکٹر کے فن میں بے نظیر ہے۔ اس کے کلام سے ہر شخص کا امتیازی وصف صاف الگ نظر آتا ہے۔ مثلاً اس کے مشہور ہیروز کا کیرکٹر حسب ذیل ہے:۔

(۱) کیکاؤس۔ جاہ و عظمت و حوصلہ مندی کے ساتھ حماقت اور زود اشتعالی۔

(۲) کیخسرو۔ علو ہمت۔ شجاعت۔ رحم۔ عدل و انصاف۔

(۳) رستم۔ پہلوانی اور تخت کی وفاداری۔

(۴) سہراب۔ شجاعت کی بدمستی اور البیلاپن۔

(۵) اسفندیار۔ شجاعت کے ساتھ تخت حکومت کی سخت حرص۔

(۶) افراسیاب۔ جور و ظلم و شجاعت۔

(۷) بیژن۔ شجاعت و دوستانہ وفاداری moral philosophy فلسفہ اخلاق

فردوسی نے شاہنامہ میں اکثر فلسفۂ اخلاق کی تعلیم پیرایہ سے دی ہے جدت ادا کا خاتمہ ہے مثلاً (۱) انگریزی میں ضرب المثل ہے Knowledge is power فردوسی کہتا ہے ع تو انا بود ہر کہ دانا بود۔

(۲) سخاوت کو کس طرح افراط و تفریط سے بری دکھلایا ہے ؎

بنوش و بپوش و بہ بخش و بہ دہ برائے دگر روز چیزے بنہ

(۳) بلند مرتبی جانبازی سے حاصل ہوتی ہے ؎

نشان بزرگی ہر آنکس کہ جست نخستیں بخوں بایدش دست شست

(۴) عزت سے مرنا بدنامی کی زندگی سے بہتر ہے ؎

بنام بلند ار بہ غلطی بخوں بہ از زندگانی بہ ننگ اندروں

(۵) دولت حقیقت میں خوشی کا نام ہے ؎

تونگر شود ہر کہ خوشنود گشت دل آرزو خانۂ دود گشت

(۶) سیاست۔ موعظت اور آزادانہ خیال و آزادانہ طرز عمل کی تعلیم سے سارا شاہنامہ بھرا پڑا ہے۔

(۷) فردوسی پہلا اور پچھلا شخص ہے جس نے عورتوں کے مظلوم گروہ کی قدر کی ہے ان کے رتبہ کو سمجھا اور اُن کو بلند رتبہ ثابت کیا ہے۔ چنانچہ رودابہ۔ ہما۔ سودابہ وغیرہ کے کیرکٹروں سے اس امر کا اثبات کیا ہے۔ ایک مقام پر عورت کی تعریف میں بہرام کی زبان سے کہلواتا ہے ؎

ہم از مے بود دین یزداں بپائے جواں را بہ نیکی بود رہنمائے

مذہب کے متعلق جو باتیں اہم فردوسی نے بیان کی ہیں حسب ذیل ہیں

(۱) مذہب اور سلطنت آپس میں بھائی بھائی ہیں بلکہ لازم و ملزوم کہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے (۲) مذہب کی حقیقت عدل ہے (۳) تمام مذاہب حق ہیں اور جو باتیں آج بُری نظر آتی ہیں اُن کی تعبیر لوگوں نے غلط کر دی (۴) مذہبی تعصب اور مذہبی جبر ناجائز ہے (۵) خدا زمان و مکان سے پاک ہے۔ وہ کسی حاسہ سے محسوس نہیں ہو سکتا۔ کسی کی عقل میں نہیں آسکتا (۶) ثبات باری کے متعلق فردوسی نے متعدد دلائل قائم کئے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

(۱) ہر چیز خدا کے وجود پر شہادت دیتی ہے۔ بے مور بر مہی او گواہ ست

(۲) جہان میں جسقدر چیزیں موجود ہیں کوئی مختار اور حاکم مطلق نظر نہیں آتی۔ اس سے ثابت ہے کہ کوئی اور وجود ہے جو اس سلسلۂ کائنات کا موجد اور فرمانروائے عام ہے (۶) بالا یں ہمہ فردوسی کا یہ فلسفہ ہے کہ خدا کے متعلق اس امر کے سوا کچھ نہیں معلوم ہو سکتا کہ ہے اور یکتا ہے۔

بلاغت شاہنامہ ایک وسیع نظم ہے تاہم یہ کمال بلاغت ہے کہ شروع سے آخر تک تناسب اور ائتلاف میں ذرہ بھر فرق نہیں آنے پایا وہ ایک رزمیہ نظم ہے۔ ایک قومی نظم ہے۔ ایک تاریخی نظم ہے۔ ایک شاعرانہ نظم ہے۔ ان سب حیثیتوں کے لحاظ سے بلاغت کے جدا جدا فرائض اس طرح ادا کئے ہیں کہ ہر حیثیت کا فرض جدا جدا ادا ہو۔ اور پھر باہم کسی قسم کا عدم تناسب پیدا ہونے نہیں پاتا۔ تخیل کا عالم اگر دیکھنا ہو تو بیژن کی داستان کی تمہید دیکھیے۔

جذبات اور احساسات فارسی شاعری پر یہ عام اعتراض ہے کہ اس نے جذبات اور احساسات کے وسیع عالم میں سے صرف عشق و محبت کا ایک جذبہ لیا ہے۔ اور اسی کے گوناگوں عالم دکھلائے ہیں۔ محبت کا دائرہ بھی نہایت محدود ہے۔ یعنی عشق و عاشقی سے آگے نہیں بڑھتا۔ یہ اعتراض ایک حد تک صحیح ہے لیکن فردوسی اس نکتہ چینی سے بری ہے۔ اس نے ہر قسم کے جذبات اور احساسات کو نہایت مؤثر طریقہ سے ادا کیا ہے۔ احباب کی محبت۔ بچوں کا پیار۔ میاں بیوی کی گرم جوشیاں۔ والدین کی اطاعت۔ انتقام کا جوش۔ غرور کی شان۔ عاجزی کا انداز۔ فردوسی نے ان احساسات کی نہایت کامل تصویر کھینچی ہے۔ مثلاً دیہہ لو سیاوش۔ فرنگیس روشنک و سکندر۔ رستم۔ ورود ابہ وغیرہ کے قصص اس پر دال ہیں۔

تمت بالخیر الحمد للہ رب العالمین

التماس

اس کتاب کے جملہ حقوق بحق خاکسار محفوظ ہیں۔ لہذا کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمائیں بلکہ جتنی جلدیں درکار ہوں طلب فرمائیں۔

(المشتہر)

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ۔ لاہور۔

متاخرین نے درہ۔ نقطہ۔ جوہر۔ فرد بنایا پھر سرے سے غائب کر دیا۔ قدما گل کو شاخ گل کہتے تھے پھر بال کہنے لگے۔ متاخرین نے رگ گل۔ تار نظر کہتے کہتے معدوم کر دیا۔

(۴) مدح میں سادگی تھی اور واقعیت تھی۔ ابوالفرج کہتا ہے۔ مدح شاہ

ہمت بلند باید کردن کہ تو ہنوز　　بر پایہ نخستیں از نرد بانیا

(۵) عاشقانہ خیالات بھی نہایت سادہ اور نیچرل تھے مثلاً

ہر جز قصد جفا ے نکنی　　حاجتم ہیچ روا ے نکنی
نگنی بر من بیچارہ سلام　　ور کنی جز بہ ریا ے نکنی

تیمور کے حملوں نے ملک کو تہ و بالا کیا۔ اس لئے خواجہ حافظ کے بعد ایک مدت تک شاعری کی ترقی رکی رہی۔ جب سلاطین صفویہ کا دور شروع ہوا شاعری کا جثہ اُبلا۔ محتشم۔ شفائی۔ عرفی۔ نظیری نے شاعری کو اوج کمال پر پہنچا دیا۔

عربی شاعری کا اثر فارسی شاعری پر

اہل عجم خود اعتراف کرتے ہیں کہ ان کے اُستاد عرب ہیں۔

انوری

شاعری دانی گدا ے قوم کردند آنکہ بود　　اول شاں امرالقیس و آخرشاں بوفراس

منوچہری

گوحرہ و فرزدق کو دیدہ و کو لبید　　رو بہ عجاج و یک الجن سیف ذی یزن

اثرات (۱) فارسی شاعری میں تشبیہات اکثر عربی کے ہیں مثلاً فارسی شاعری نے لیلا کو ایسا انتخاب کیا کہ معشوق اور لیلائے مترادف بن گئے انبیائے بنی اسرائیل کے قصوں سے ایرانی شاعری کا بڑا سرمایہ تیار ہوا ہے

طوفان نوح۔ قربانی اسمٰعیل تعمیر کعبہ۔ صبر ایوب۔ حاتم فارسی شاعری میں بھی ضرب المثل ہے۔

(۲) مذہبی اعتقادات اور خیالات کے متعلق اصطلاحات سب عربی سے ماخوذ ہیں۔ شراب۔ طہور۔ حور۔ غلمان۔ نامۂ اعمال۔ صبح محشر۔ روح القدس وغیرہ۔

(۳) صنائع بدائع جسقدر ہیں سب عرب سے لئے ہیں۔

(۴) تشبیہات میں عرب کا اثر کم ہے۔ کیونکہ ایران کا شوخ اور رنگین طبع شاعر بنفشہ۔ سنبل۔ یاسمن۔ نرگس سے تشبیہ دے سکتا ہے۔ یہ چیزیں عرب نے خواب میں بھی نہیں دیکھیں۔ پھر بھی قدما کے کلام میں خال خال عربی تشبیہیں نظر آتی ہیں۔ لف کو صلیب سے تشبیہ دینا۔

(۵) قدما کے قصیدے پر بھی عربی رنگ تھا۔ اگرچہ متاخرین نے ترک کر دیا۔

(۶) اخذ مضامین بھی عربی شاعری سے ہوتا تھا۔ چنانچہ فارسی کے اکثر اشعار محض عربی اشعار کا ترجمہ ہیں، جن کا یہاں لکھنا اطناب محل ہے۔ ایک دو اشعار پر قناعت کی جاتی ہے۔

عربی شعر	فارسی شعر
لیس من اللہ بمستنکر	کس از خدا ندارد عجب اگر دارد
ان یجمع العالم فی واحد	ہمہ جہاں را اندریک تن تنہا
(ابو نواس)	(عنصری)
اذا ایت ینوب اللیث بارزۃ	نباید شد از خندۂ شہ دلیر
فلا تظنن ان اللیث متبسم	نہ خندہ است دنداں نمودن نشیر
(متنبی)	(اسدی طوسی)

شاگرد کا اثر استاد پر عجم گو عرب کے شاگرد تھے۔ مگر انہوں نے یہانتک ترقی

کی کہ عربوں کو بھی عجم سے استفادہ کرنا پڑا۔ چنانچہ چوتھی صدی کے آغاز میں عربی شعرا فارسی ضرب الامثال مشہور جملے اور نادر مضامین ترجمہ کی صورت میں ادا کرنے لگے۔ جو آج مشہور ہیں مثلاً

فارسی	عربی
(۱) آفتاب بہ گل اندودن نتواں	الشمس بالتطین لا تغطّٰی ۔ (۱)
شب ست آبستنی بنیم چہ زائد	اللیل حبلی الیس بدری ما یلد
(۲) خاک از تودہ کلاں برادر	اذا وضعت علی الراس التراب فضع (۲)
(۳) چو آب از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یک ست	من اعظم التل ان النفع منہ بالقع
	اذا لماء فوق غریق طما (۳)
	فقاب قناۃ وانف سواءُ

فارسی شاعری نے عرب کی اصل شاعری کی تقلید نہیں کی

فارسی شاعری نے جس شاعری کی تقلید کی وہ اصل میں عربی شاعری نہ تھی۔ عربی شاعری اسلام سے بہت پہلے شروع ہو کر بنو امیہ کے زمانے تک ختم ہو چکی تھی۔ اس کے بعد عربی حکومت کا مرکز بغداد قرار پایا۔ جہاں عجم سے اسقدر اختلاط ہوا کہ عرب کا سارا تمدن بدل گیا۔ اس کے ساتھ ان کی شاعری بھی سرے سے بدل گئی۔ اس لئے ایران کی شاعری نے بظاہر عرب کی تقلید کی اصل میں وہ اپنی ہی تقلید تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فارسی شاعری ان تمام اوصاف سے محروم رہ گئی۔ جو عرب کی اصلی شاعری کا خاصہ تھا۔ مساوات آزادی۔ ترفع۔ بلند حوصلگی بہادری۔ جنگ آزمائی۔ مہمان نوازی۔ فیاض دلی کے مضامین فارسی شاعری میں نہیں ملتے۔ اگر ملتے ہیں تو شاعر نے ذاتی واقعات نہیں بلکہ اوروں کے واقعات

بیان کرتا ہے، فخر و ادعا ایرانی شاعری میں بھی ہے۔ لیکن وہ شاعری مضمون طرازی اور امتیاز علمی پر محدود ہے۔ بخلاف اس کے عرب کا شاعر ایک فاتح۔ ایک سپہ سالار ایک جنگ آزما کی حیثیت سے فخر کا اظہار کرتا ہے وہی کہتا ہے جو کر چکا ہے۔

تاہم بعض شعرا نے تقلیداً قدیم عربی شاعری کا انداز اختیار کیا ہے۔ مثلاً

جائیکہ بود آں دلستاں بادوستاں در بوستاں — شد زاغ و کرگس را مکاں شد مور و ماہی را وطن
بر جائے رطل و جام مے گوراں نہادستند پے — بر جائے چنگ و نادنے آواز زاغ است و زغن

فارسی شاعری کو ترقی نظام حکومت کا اثر

ایشیا میں علم و فن، صنعت و حرفت سب چیزیں سلطنت کی تابع ہوتی ہیں۔ سلطنت کا جو مذاق ہوتا ہے تمام چیزوں میں اثر کر جاتا ہے۔

ایرانی شاعری حکومت کی ہی بدولت پیدا ہوئی اور مندرجہ ذیل امور نے فارسی شاعری کو معراج کمال پر پہنچا دیا۔

۱۔ حکومت کی طرف سے شعرا کی عزت و تعظیم چنانچہ شاہ سنجر سلجوقی الوری سے اس کے گھر ملنے جاتا تھا وغیرہ۔

۲۔ لاتعداد اور گرانبہا صلہ جو اکثر درباروں سے شاعروں کو عطا ہوتے تھے۔ چنانچہ دارا شکوہ نے دانش مشہدی کو ایک شعر پر لاکھ روپے دیئے اور ایسے صلوں کی اسقدر مثالیں ہیں جن کے لکھنے کے لئے دفتروں کے دفتر چاہئیں۔

۴۔ حکمرانوں کا خود شاعر ہونا جیسا کہ شاہ شجاع۔ حسام مرزا۔ جہانگیر وغیرہ۔

۵۔ بادشاہوں کا بدیہہ گوئی کا شائق ہونا۔

۶۔ بادشاہوں کا حریف سلاطین کے مقابلے میں اشعار سے مفاخرت کرنا اور اس غرض کے لئے شعرا کا دربار میں موجود ہونا

۷۔ درباری شاعر کا اسباب فخر میں شمار ہونا۔ اسی بنا پر کسی دربار میں جب کوئی مشہور شاعر پہنچ جاتا تھا تو حریف بھی اس درجہ کا شاعر ڈھونڈھ کر پیدا کرتا تھا۔

۸۔ واقعہ نگاری کا کام شعرا سے لیا جاتا چنانچہ شاہجہان نامہ۔ اقبال نامہ تیمور نامہ اشعار میں لکھی ہوئی تاریخیں اس امر کا ثبوت ہیں۔ لیکن شعرا کو دربار تک یا شاید حکمراں تک رسائی بڑی مشکل سے ہوتی تھی۔ چنانچہ مغزی و ظہیر فاریابی وغیرہ کے قصے مشہور ہیں۔ اس ناکامی پر مدحیہ شاعری سے بالکل دست بردار ہو جانا چاہیے تھا۔ لیکن سفلہ طبعی نے ہجو ایجاد کی۔

کمال اسمٰعیل کا شعر قابل ملاحظہ ہے:۔

ہر آں شاعرے کو نباشد ہجا گو　　چو شیر یست چنگال و دنداں ندارد

ہجو کی وجہ اور اس کا ارتقا اس وجہ سے تھا کہ کمینہ لوگوں نے بھی شاعری اختیار کر لی۔ مثلاً خاقانی۔ سوزنی وغیرہ کمینہ لوگ تھے۔ اسی لئے فحاشی میں انہیں کمال تھا۔ فن ہجو اور فحاشی نے ملک پر نہایت برا اثر ڈالا اور یہ حالت اُس وقت تک قائم رہی جبتک صوفیانہ شاعری نے ملک پر پورا قبضہ نہیں کر لیا۔

۹۔ شعرا کے باہمی معرکوں نے فارسی شاعری کو بہت ترقی دی۔ اس بنا پر کلام کے جواب اور رد پر رد لکھی جانے لگی۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ اعلیٰ پایہ کے شاعر ایسی تنگ زمینوں اور ایسے تنگ قافیوں میں کلام کہنے لگے کہ دوسرے سے اس کا جواب نہ بن آئے۔ غرضیکہ اس جد و جہد نے فارسی شاعری کو بہت ہی فائدہ پہنچایا

فارسی شاعری پر حکومت کا دوسرا اثر

سلاطین کی غیر معتدل اور ناہموار حکومت نے اخلاقی شاعری پر نہایت خراب اثر ڈالا۔ ملاحظہ ہو:۔

اگر شہ روز را گوید شب است ایں بباید گفت اینک ماہ و پروین

اس قسم کی غلامانہ تعلیم طرز حکومت کا اثر ہے۔ یہ اثر شاعری میں ایک اور ذریعہ سے آیا ہے۔ بنو امیہ نے جب ظالمانہ حکومت کی تو بغاوتیں ہوئیں اس کے لئے ایک طرف تو حجاج جیسے ظالم گورنر مقرر کئے گئے کہ آزادی و خودسری کو پامال کردیں۔ دوسری طرف مذہبی آدمیوں کو رشوتیں دی گئیں کہ قضا و قدر کا مسئلہ پھیلائیں واہ بھائی شبلی بات تو پتہ کی کہی ہے۔ انسان کو چاہئے۔ مصرعہ

حق نباید گفت الّا آشکار

احقر مؤلف خلاصہ عفی عنہ

یہی وجہ ہے کہ اخلاقی شاعری میں آزادی و حریت کا عنوان ہی نہیں (اس کمی کو ڈاکٹر محمد اقبال نے مثنوی لکھ کر پورا کردیا ہے) (مؤلف)

یہ حالت تاتاری حملہ تک قائم رہی اس کے بعد شعر اگرچہ حکومت کے اثر سے آزاد ہوگئے۔ ادھر تصوف نے زور پکڑا۔ فارسی شاعری میں اخلاق و موعظت کے اہم مضامین یہ ہیں:۔

دنیا کی بے ثباتی۔ زمانے کا انقلاب اور بے اعتباری۔ آسمان کی شکایت نیک و بد قابل و نا قابل میں عدم تمیز کا گلہ۔ قناعت۔ زہد اور توکل کی ترغیب اور یہ مضامین ایشیائی سیاست دان کا نتیجہ ہیں۔ دنیا کی بے ثباتی کے مضامین نے شعرا کو دو طرح سے مؤثر کیا۔

۱۔ پہلے گروہ نے اس سے موثر ہوکر گوشہ نشینی۔ قناعت۔ توکل۔ زہد عبادت اختیار کرنا چاہی اور اسی قسم کے مضامین کو کلام میں بیان کیا۔

۲۔ دوسرے گروہ نے جد و جہد۔ فکر و تلاش۔ سعی و کوشش کو چھوڑ کر کہا

کہ چار دن کی زندگی کے لئے کیا ضرورت ہے۔ اس لئے عیش و عشرت۔ نفع و سرور رندی و شاہد پرستی اختیار کی۔ اور حافظ و خیام پیدا کئے۔

تمدن اور فوجی زندگی کا اثر

رزمیہ شاعری کے اسباب (۱) ایرانی شاعری کا آغاز ایسے وقت ہوا جبکہ قومی زندگی تمام کی تمام فوجی زندگی تھی۔ فتوحات کا زور شور تھا۔ ہر طرف لڑائیاں برپا تھیں (۲) سلاطین وقت کا شجاع و بہادر ہونا اور اشعار میں اسی قسم کے خیالات کا اظہار (۳) شاعری کے پایہ تخت بخارا۔ غزنی۔ بلخ۔ سمرقند۔ خوارزم تھے یہاں کی آب و ہوا سپہ گری۔ جانبازی اور بہادری کا اثر رکھتی تھی۔ ان مجموعی باتوں کا شاعری پر جو اثر پڑا اس کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

شاعری کے اصناف میں دو صفتیں پیدا ہوئیں (۱) قصیدہ ذریعۂ معاش تھا جس میں سلاطین کی مدح کرتے اور انعام لیتے تھے (۲) مثنوی میں واقعات ہوتے تھے اور زیادہ تر رزمیہ ہوتے تھے۔ غزل کی طرف لوگوں نے توجہ نہ کی۔

(۲) قصیدہ میں اکثر سلاطین کے ملکی فتوحات کا ذکر کرتے تھے۔

(۳) ممدوح کے اوصاف میں سپاہیانہ ہنروں یعنی تیر افگنی شمشیر بازی اسپ تازی کا ذکر بھی کرتے تھے۔

(۴) چونکہ اسباب سپہ گری میں شکار بھی تھا۔ اس لئے ممدوح کی تعریف میں شکار کا ذکر اکثر کرتے تھے۔

(۵) لطف کی بات یہ ہے کہ اس زمانے میں شعرا بزم کا سروسامان کرتے تھے تو اس میں بھی لڑائی کا سماں دکھاتے تھے ؎

میسرہ بطربان خوش سازیم میمنہ دوستاں بس دلخواہ

(۶) غرضکہ شاعری کی زبان بالکل فوجی بن گئی یعنی جو کچھ کہنا چاہتے ہیں رزمیہ انداز میں کہتے ہیں خواہ بہاریہ کا مضمون ہو۔

(۷) جنگی حالت کا یہ اثر ہوا کہ اکثر محاورات و مصطلحات انہیں الفاظ سے بنے جو لڑنے بھڑنے مرنے مارنے کے لئے مروج ہیں چراغ کشتن تیر پرتاب وغیرہ۔

(۸) عشقیہ شاعری پر بھی یہی رنگ چڑھ گیا۔ دیکھئے زلفیں کمند۔ ابرو خنجر پلکیں تیر۔ آنکھیں قاتل۔ انسان کی اصلی فطرت کے مطابق مرد عاشق اور عورت معشوق ہے ہندی زبان میں مرکز تعشق تو اور دیا ہے۔ لیکن چونکہ عاشق عورت ہے اسلئے یہ بھی فطرت کے قریب قریب ہے۔ لیکن ایرانی شاعری پر یہ بدنما دھبہ ہے کہ عاشق و معشوق دونوں مرد ہیں یہ بھی فوجی زندگی کا اثر ہے۔ جب ایرانی شاعری کا آغاز ہوا ہے تو فوجی صیغوں میں ترک ہی مرکز نظر آتے تھے یہ نوجوان سپاہی حسین اور خوبرو ہوتے تھے جو کہ مکتب عشق کے مبتدی تھے۔ تاتاریوں نے فوجی طاقت کا استیصال کر دیا تو اس فوجی جذبات کے تنزل نے زبان میں مندرجہ ذیل اثرات پیدا کئے۔

(۱) رزمیہ شاعری گویا فنا ہو گئی (۲) رزم بھی رنگین الفاظ اور استعارات میں کہی جانے لگی (۳) قصائد میں ممدوح کی سپہ سالاری۔ معرکہ آرائی۔ لشکر کشی وغیرہ کا ذکر مفقود ہو گیا (۴) قصیدہ اور مثنوی میں تنزل آگیا۔ چونکہ متاخرین کی زبان غزل کی زبان بن گئی (۵) تشبیہات اور استعارات بدل گئے۔ جہاں زلف کو کمند اور چوگان سے تشبیہ دیتے تھے سنبل تار نظر۔ خوشۂ انگور سے دینے لگے۔ اور ابرو کو کمان اور تلوار کی بجائے ماہ نو۔ طاق اور محراب سے (۶) ہجو۔ ہزل گوئی اور فحش گوئی نے ظہور کیا۔ شیخ سعدی اس زمانے کے اخلاقی رفتار میں ہیں لیکن گلستاں کے باب پنجم کی حکایتیں آج کسی مہذب آدمی کی زبان سے ادا نہیں

ہوسکتیں۔ مولانا روم کی مثنوی

ہست قرآں در زبانِ پہلوی

لیکن کنیزک اور خاتون کا قصہ بھی اسی میں داخل ہے وغیرہا۔

لیکن ہندوستانی فارسی شاعری پر یہ اثر نہیں پڑا

ہندوستان میں فارسی شاعری کی ابتدا مسعود سعد سے ہوئی۔ امیر خسرو، حسن دہلوی وغیرہ اور پھر ہزاروں شاعر ایران سے آکر دربار میں باریاب ہوئے۔ اس گروہ میں کسی کی زبان فحش سے آلودہ نہیں ہوئی۔ اگر کسی نے ہجو کہی بھی تو عجیب پیرایہ سے۔ عرفی

بامن از جہل معارض شدہ نامنفعلے — کہ گرش ہجو کنم او بودش مدح عظیم

شیری نے اکبر بادشاہ کی ہجو میں کہا۔

شاہ را مال خوئے نوت کردہ است — گر خدا خواہد پس از سالے خدا خواہد شدن

اختلاف معاشرت کا شاعری پر اثر

اختلاف معاشرت کا اثر بھی شاعری پر ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک دیہات کا رہنے والا شاعر سادہ بے تکلف اور دلیرانہ مضامین باندھے گا اور شہری رنگین۔ نازک اور لطیف مضامین باندھے گا۔ چنانچہ ایرانی شاعری ایران کے علاوہ غزنی سیستان، بلخ، سمرقند وغیرہ میں بھی تھی۔ وہاں بھی نامور شاعر پیدا ہوئے رشید الدین وطواط بلخی۔ فرخی سیستانی۔ حکیم سنائی غزنوی۔ ان ممالک کے شعرا اور شیراز و اصفہان کے شعرا کے کلام میں صاف یہی فرق نظر آتا ہے کہ ان ممالک کے شعرا کا کلام سادہ اور بے تکلف ہے۔ اور ایرانیوں کا نازک اور رنگین خواہ اسے ملکی فرق کہو۔

آب وہوا کا فرق کہو یا قومی فرق کہو۔ کیونکہ ان ممالک کے شاعر ترک ہوئے جو سپاہیانہ زندگیاں بسر کرتے تھے۔ برخلاف اس کے ایرانی نازک طبع تھے۔

خصوصیت ہندوستان

ایرانی شاعری نے جو لطافت ہندوستان میں آکر پیدا کی ایران میں اسے نصیب نہیں ہوئی۔ خاک پاک ہندوستان کی آب وہوا کی یہ تاثیر ہے۔ جو چیز یہاں باہر سے آتی ہے چند روز کے بعد اس میں ایسی موزونی اور لطافت آجاتی ہے کہ خود اس کے وطن میں نہ تھی۔ مثلاً

مادیات کشمیری۔ ترک۔ ایرانی ہر ایک کے حسن میں کچھ نہ کچھ ناموزونی ہوتی ہے یہی تو میں ایک دو پشت جب ہندوستان میں رہ جاتی ہیں تو نکھر کر عجیب جادو نما بن جاتی ہیں۔ اسی طرح اور چیزوں کو لو۔ قورمہ۔ قلیہ۔ پلاؤ ایران سے آیا۔ لیکن ہندوستان میں جو مزہ۔ رنگ اور بو پیدا ہوا ایران کو نصیب نہیں۔ کمخواب اور مشجرے ایران سے آئے لیکن آج بنارس کی کمخواب و مشجرہ سے ایران کو کیا نسبت۔ اسی طرح جو شاعر ایران سے آکر ہندوستان میں آباد ہوئے ان کا کلام اصل ایرانی شاعروں سے ہزار گنا بڑھ گیا۔

شاعری پر آب وہوا اور مناظر قدرت کا اثر

ایران ایک قدرتی چمن زار ہے۔ ملک پھولوں سے بھرا پڑا ہے۔ بہار آئی اور تمام سرزمین تختۂ زمرد بن گئی۔ شاعری پر اس کا اثر یہ ہوا کہ:۔

(۱) ہر قسم کی تشبیہات۔ استعارات۔ مجازات۔ محاورات میں باغ و بہار کے لوازمات داخل ہو گئے (۲) عرب کا انداز یہ تھا کہ قصائد کی ابتدا تشبیب عشقیہ شاعری

سے کرتے تھے لیکن ایران کے قصائد کے مطلع اکثر بہاریہ ہوتے ہیں (۳) اسی کا اثر ہے کہ معشوق کا سراپا تمام چمن زار ہے۔ قد سرو ہے۔ بال سنبل ہیں۔ چہرہ پھول ہے۔ آنکھیں نرگس ہیں۔ دہن غنچہ ہے وغیرہ۔

ایک نکتہ:۔ آنکھ کی تشبیہ نرگس سے عام ہے لیکن نرگس کو دیکھا تو اسکا پھول ایک گول سی کٹوری ہوتا ہے۔ جس کو آنکھ سے مناسبت نہیں۔ تفحص سے معلوم ہوا کہ ابتدائی شاعری میں ترک معشوق تھے ان کی آنکھیں چھوٹی اور گول ہوتی ہیں۔ جب مغنچہ اور ایرانی معشوق بنے تو بادام آہو وغیرہ اور تشبیہیں پیدا ہوئیں

(۴) ہر زبان میں انسان کے علاوہ اور چیزوں کو بھی عاشق و معشوق باندھتے ہیں۔ ایرانیوں نے بلبل و گل قمری و سرو کو انتخاب کیا (۵) یہ آب و ہوا کا اثر ہے کہ فارسی میں قاصد کا کام باد نسیم سے لیتے ہیں ؎

صبا بلطف بگو آں غزال رعنا را کہ سر بکوہ و بیاباں تو دادۂ ما را

حُسن کا اثر شاعری پر

ایران کی شاعری میں عشقیہ شاعری تمام اصناف سخن پر غالب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ملک حُسن سے لبریز ہے۔ ایرانی خود حسین تھے۔ سامانیوں کے زمانے میں ترکی خون کی آمیزش ہوئی۔ غلامی کے رواج نے دُور دُور ممالک کی نسلیں ایران میں لاکر جمع کر دیں۔ ان کے اختلاط سے شراب حُسن دو آتشہ سہ آتشہ بن گئی۔ ایران چونکہ تمام حسینوں کا مجموعہ تھا اس لئے یہاں ہر رنگ مقبول ہے۔ اور ہر ایک کے جدا جدا نام ہیں۔ حُسن گندم گون۔ حسن سبز۔ حسن لیموی حسن مہتابی۔ حسن صندلی۔ حسن شُستہ۔ حسن نیم رنگ۔ حسن فرنگ۔ حسن برشتہ۔ حسن تنک۔ حسن کی عالمگیری نے تمام ملک میں عشق کی آگ لگا دی اور ذرہ ذرہ

عشق سے مشتعل ہوگیا۔ انسان پر موقوف نہیں تمام کائنات عاشق و معشوق ہے ذرہ و آفتاب۔ کاہ و کہربا۔ کبک و آتش۔ سرو قمری۔ گل و بلبل۔ پروانہ و شمع۔ نیلوفر و آفتاب۔ ماہ کتاں یہی جذبۂ عشق کا تخیل ہے کہ خود عاشق نہیں تو تمام عالم عشق زار نظر آتا ہے۔ اس حالت میں عشقیہ شاعری کو جو وسعت ہوئی لازمی و ضروری تھی۔ اس پر مزید یہ کہ تمام ممالک میں مرد و عورت عاشق و معشوق ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان دونوں میں پردہ کی وجہ سے ہمہ وقت اختلاط ممکن نہیں اس لئے عشقیہ جذبات ہر وقت تحریک میں نہیں آسکتے۔ لیکن ایران میں امارد اور نوخط معشوق تھے جن سے ہر وقت کا ملنا جلنا رہتا تھا۔ اس لئے ملک کا ملک پاگل ہوگیا۔ دیندار بزرگوں سے امید ہوسکتی تھی کہ ان کا دامن اس آگ سے محفوظ رہے گا۔ لیکن وہاں عشق مجازی کی قدردانی نے یہ حکم دیا ؎

مناب از عشق او گرچہ مجازی است کہ آں بہر حقیقت کارسازی است

نتیجہ یہ ہوا کہ خانقاہوں میں اس جنس کی اور زیادہ مانگ ہوئی اور سعدی کو کہنا پڑا

محتسب در قفائے رندان است غافل از صوفیان شاہد باز

یہ بُرا ہوا یا اچھا اس سے غرض نہیں۔ مقصود یہ ہے کہ ایران میں عشقیہ شاعری اور غزل گوئی کو جو یہ ترقی ہوئی اُس کے یہ ناگزیر اسباب تھے ؛

باب سوم

فارسی شاعری پر اجمالی ریویو

عربی شاعری کے خصوصیات جن سے فارسی شاعری خالی ہے

(۱) عربی شاعری میں بہادری جانبازی۔ آزادی۔ بیباکی۔ مہمان نوازی ایثار وغیرہ مضامین کثرت سے ہیں۔ فارسی میں یہ مضامین نہایت کم ہیں (۲) عرب کی شاعری سے ملک کا تمدن۔ معاشرت۔ ملکی حالات۔ رہنے سہنے کے طریقے پوشش اور لباس۔ وضع قطع۔ اسباب خانہ داری۔ طریق ماندوبود تعیش سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ فارسی میں یہ باتیں نا پید ہیں (۳) عرب میں عورت سے عشق کرتے ہیں۔ اس لئے ہر قسم کے سچے جزبات ادا ہو سکتے ہیں۔ ایران میں عورت کی بجائے مرد ہیں۔ اس لئے بہت سے نامردوں مضامین پیدا ہو گئے چنانچہ مغابت کے بیہودہ خیالات اسی کا نتیجہ ہیں (۴) مرثیہ کا جوش، خروش جو عرب میں ہے ایران میں نہیں۔

فارسی شاعری کی خصوصیات جو عرب میں نہیں پائی جاتیں

(۱) فارسی میں تاریخی نظمیں کثرت سے ہیں۔ عربی میں ایک بھی نہیں جسکی وجہ یہ ہے۔ کہ تاریخی واقعات مثنوی کے بحر ادا نہیں ہو سکتے عربی میں مثنوی سرے سے نہیں اور اگر ہے تو برائے نام (۲) برسات اور بہار وغیرہ کے مناظر

جو ایران نے ادا کئے عرب نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی وجہ اختلاف آب و ہوا ہے۔ (۳) عشق و محبت کے خیالات میں ایران عرب سے بڑھا ہوا ہے۔ یہ اختلاف تمدن کا اثر ہے (۴) فلسفہ اور تصوف جسقدر فارسی شاعری میں ہے عربی میں نہیں (۵) اخلاقی نظمیں جسقدر فارسی میں ہیں عربی میں نہیں (۶) ریاکاری کی ہجو جس کی خیام اور سعدی نے ابتدا کی اور خواجہ حافظ نے ریاکاری کا سارا طلسم توڑ دیا۔ نظم کی یہ صفت عربی میں نہیں (۷) لطافت الفاظ۔ الفاظ کی نزاکت و نفاست کا خاتمہ ہوگیا (۸) حسن ترکیب الفاظ۔ ایک ایک لفظ کو ایسے طریقہ سے ترکیب دیا کہ وہ حامل مطالب و خیالات کثیرہ ہوگئے۔ دور گردی۔ قاصد بے تصرف وغیرہ نمونہ مشتے از خروار ہیں (۹) ایک شعر بلکہ ایک مصرعہ میں وسیع خیال کا ادا کرنا (۱۰) لطافت خیال۔ اس میں فارسی زبان اپنی آپ ہی نظیر ہے (۱۱) بدیع الاسلوبی۔ یہ بھی فارسی زبان کا خاص حصہ ہے۔ اسکی مثالیں پہلے باب میں نظیراً پیش ہو چکی ہیں۔

فارسی شاعری پر تفصیلی ریویو

شاعری کے اقسام: (بلحاظ (وزن۔ قافیہ۔ ردیف) (۱) قصیدہ (۲) غزل (۳) مثنوی

مصوری کے لحاظ سے شعراء کے اقسام } عالم میں جو کچھ ہے ان کی دو قسمیں کی جا سکتی ہیں۔
مادیات۔ زمین۔ آسمان۔ چاند ستارے۔ باغ۔ جنگل وغیرہ (۲) کیفیات باطنی۔ رنج و مسرت۔ محبت و بغض۔ حسرت و غم۔ غیظ و غضب وغیرہا۔ اسی لحاظ سے شعر کی دو قسمیں ہیں

(۱) ایک جس میں مادیات اور اُس کے متعلقات کی تصویر کھینچی جائے۔ رزمیہ مثنویاں۔ تاریخی افسانے۔ مناظر قدرت۔

(۲) دوسری قسم جذبات کی شاعری ہے جس میں جذبات انسانی کی

تصویر کھینچی جاتی ہے۔
(۱) غزل۔ جس میں محبت کے جذبات کا بیان ہوتا ہے (۲) عشقیہ مثنویاں (۳) مرثیہ (۴) وہ اشعار جن میں فخر۔ غرور۔ انتقام۔ مسرت۔ غم جب وطن اس قسم کے جذبات کا اظہار کیا جائے۔

مثنوی انواع شاعری میں یہ صفت تمام انواع شاعری کی نسبت زیادہ مفید زیادہ وسیع۔ زیادہ ہمہ گیر ہے۔ شاعری کے سب انواع اس میں نہایت خوبی سے ادا ہو سکتے ہیں۔ جذبات انسانی۔ مناظر قدرت۔ واقعہ نگاری تخیل۔ اخلاق۔ فلسفہ۔ تصوف۔

اس آسانی و وسعت کی وجہ (۱) مثنوی کا ہر شعر جدا ہوتا ہے۔ اسلئے یہ پابندی نہیں ہوتی ہے کہ پوری نظم ایک ہی قافیے میں ادا کی جائے۔
(۲) مثنوی میں اشعار کی تعداد بھی محدود نہیں جسقدر وسعت چاہیں دے سکتے ہیں۔
(۳) مضامین کی بھی تخصیص نہیں رزمیہ۔ عشقیہ۔ تصوف۔ فلسفہ۔ واقعہ نگاری جو چاہیں ادا کر سکتے ہیں۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ مثنوی کی ابتدا ایران میں کیونکر ہوئی ہر یا تو ایران نے اسے ایجاد کیا یا عربوں کی رجز کی تقلید کی۔ کیونکہ مثنوی کوئی عرب میں مستقل طور پر نہیں تھی۔ اگر رودکی کو شعر کا آدم کہا جائے تو مثنوی کا موجد بھی اُسے ہی کہنا چاہیئے۔

رودکی کے بعد بہت سی مثنویاں لکھی گئیں۔ فردوسی نے شاہنامہ لکھا۔ اس پر رزمیہ مثنوی کا خاتمہ ہوگیا۔ اگر اس کے بعد رزمیہ مثنوی سکندر نامہ لکھی گئی مگر وہ بات پیدا نہیں ہوئی۔ مضامین کے اعتبار سے اگر مثنوی کی تقسیم کی جائے تو تمام مثنویاں ذیل کے عنوانوں میں داخل ہو سکتی ہیں:-

(۱) رزمیہ یا تاریخ۔ شاہنامہ۔ سکندر نامہ وغیرہ۔
(۲) عشقیہ شیریں خسرو وغیرہ۔
(۳) اخلاقی۔ حدیقہ سنائی۔ بوستاں وغیرہ۔
(۴) قصہ و افسانہ۔ ہفت پیکر۔ ہشت بہشت وغیرہ۔
(۵) تصوف۔ رزمنامہ۔ مثنوی مولانا روم و جام جم اوحدی۔

مثنوی رزمیہ پر ریویو

رزمیہ کو انگریزی میں ایپک کہتے ہیں۔ ہومر کی ایلیاڈ کو تمام یورپ مذہب شاستری کی کتاب آسمانی سمجھتا ہے۔ رزمیہ ہی ہے اس لئے اس صنف پر ہم تفصیلی بحث کرنا چاہتے ہیں۔

فارسی میں قابل ذکر رزمیہ نظمیں (۱) شاہنامہ (۲) گشتاسپ نامہ (۳) سکندر نامہ لیکن مثنوی معیار کمال صرف شاہنامہ ہے۔

مثنوی کا معیار کمال

۱۔ حسن ترتیب۔ یعنی ابتدائے واقعہ کا بہترین طریقہ پر رنبہ دینا۔

۲۔ کیرکٹر۔ مثنوی میں مختلف خصوصیات اور کیرکٹر ہوتے ہیں۔ ساہ کا کمال یہ ہے کہ ان تمام کی امتیازی خصوصیات کو قائم رکھے۔ مثلاً مرد۔ عورت۔ جوان۔ امیر۔ غریب۔ ہر ایک کو اس کی خاص خصوصیت میں دکھلایا جاوے۔

۳۔ کیرکٹر کا تحاد۔ اس لحاظ سے ضروری ہے کہ ہر شخص کا ایک خاص کیرکٹر قائم کیا جائے۔ اور جہاں اس کا ذکر آئے یہ کیرکٹر دکھائی دے۔

۴۔ واقعہ نگاری۔

Auth

خلاصۂ
کشف المحجوب

از علی بن عثمان الہجویری

جناب مولانا لسان الشعرا مولوی سید اولاد حسین صاحب شاعر لکھنوی

مصاحب خاص و واعظ دربار حامدی

ریاست رامپور

بفرمائش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲/

گلزار ہند سٹیم پریس لاہور میں باہتمام شیخ گلزار محمد پرنٹر کے چھپا ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلاصہ کشف المحجوب

نحمدہ ونصلی علی نبیہ محمد ولیہ العلم

مصنف (علی ابن عثمان جلابی) سائل سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ تیری خواہش کے مطابق میں نے خدا سے مدد طلب کی اور اغراض نفسانی سے چھٹکارا حاصل کر کے اور اس کتاب کو تیرے لئے (سائل) مفید جان کر تصنیف کا مصمم ارادہ کیا۔ اور کشف المحجوب نام رکھ کر تیرے سوالات کو کئی قسموں پر تقسیم کر دیا۔ اس کے اہتمام کی توفیق خدا سے چاہتا ہوں۔ اور اپنی (ناکارہ طاقت بشری) کو ہیچ جانتا ہوں۔ کیونکہ اس کی توفیق بہترین مددگار اور وہ توفیق دینے والا ہے۔

فصل اول دیباچہ میں اظہار نام کے دو سبب ہیں خاص و عام۔ سبب عام یہ ہے۔ کہ جس کتاب پر مصنف کا نام نہ ہو تو جاہل اس کو اپنا کر لیتے ہیں جیسا کہ دو بار مجھ پر گذرا۔ دیوان شعر اور منہاج العارفین کو نا اہلوں نے اپنے نام سے منسوب کر لیا۔ اور غرض مصنف جو بقائے نام وحصول دعائے خیر تھی اس سے محروم رہا۔ سبب خاص یہ ہے کہ کتاب مصنف کے نام سے طلبا میں مرغوب یا غیر مرغوب ہوا کرتی ہے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مصنف کامل ہے یا نہیں اس لئے معتبر مصنفین کی کتابیں زیادہ شوق سے پڑھی جاتی ہیں۔ اور یہی ہر مصنف کی مراد ہے۔

فصل دوم خدا سے طلب خیر (مدد) کا سبب حکم خدا اور سواے ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے۔ اذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم اور استخارہ و استعاذہ و استعانت ایک ہی معنے کے

الفاظ ہیں۔ یونہی آنحضرتؐ نے اصحاب کو حکم استخارہ دیا ہے۔ دوسرے بندہ کے معاملات سے خدا خوب واقف اور وہ سب کچھ مقدر بھی کر چکا ہے۔ پھر امور کو حوالہ بخدا کرنے اور راضی برضا رہنے کے سوا کیا چارہ ہے۔ کیونکہ رضا سے سرکشی نفس کو وہ دور اور صلاح امور کو شریک حال کرتا ہے۔ لہذا استخارہ ضروری ہے اور وہی توفیق دینے والا ہے۔

فصل سوم نفسانی اغراض ترک کرنے کی یہ وجہ ہے کہ اغراض نفسانی برکات خدا سے محروم اور راہ خدا سے گمراہ کرتے ہیں۔ اور یہ دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو اغراض پورے ہونگے یا نہیں اگر حاصل ہوئے تو خود غرضی کلید جہنم ہے اور اگر نہ حاصل ہوئے تو عذاب بھی اور ناکامی بھی۔ اور ترک خود غرضی کلید جنت ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے ومن نھی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماوی۔ اور جو خواہشات بھی رضائے الٰہی سے خالی ہوں وہ سب خود غرضانہ ہیں۔

فصل چہارم مراد سائل کا جواب دینے سے یہ مقصود ہے کہ اول تو سائل ایسے ہی سے سوال کرتا ہے جس کو جواب کا اہل پاتا ہے۔ دوسرے سائل سے معلومات پر منہ چوری کرنا جرم اخلاقی ہے۔ لہذا سائل کے سوال پر جواب مجھ پر واجب ہو گیا۔ اور حسب مراد سائل میں نے جواب کی مصمم نیت کر لی کیونکہ نیت ہر کام کی جڑ ہے۔ اس لئے آنحضرتؐ نے فرمایا ہے نیۃ المؤمن خیر من عملہ۔ جس وقت تک کہ مسافر کسی شہر میں ارادہ قیام نہ کرے اس کو مقیم نہیں کہتے۔ اگرچہ وہ مدت تک کیوں نہ رہے۔ اس لئے کہ نیت قیام نہیں ہے۔

فصل پنجم وجہ تسمیہ کتاب یہ ہے کہ کشف المحجوب نام دیکھ کر لوگ اس کے مقاصد معلوم کر لیں کیونکہ دراصل تمام خلقت اولیاء وعرفا کے علاوہ ایک پردے میں ہے۔ اور یہ کتاب اس پردہ کو اٹھانے والی ہے۔ اس لئے اس کو کشف المحجوب کہا اور جس طرح پردہ کا وجود خفیات کا حیات ہے اسی طرح پردہ کا اٹھنا مخفی کی موت یونہی مفرحیات اشیاء اپنے مخلوق کو ہلاک نہیں کرتے مرکے میں جو جانور گرتا ہے مرجاتا ہے اور سرکے کا جانور اسی طرح سرکے سے باہر نکل کر مر جاتا ہے۔ لہذا جو جس کام کے لئے بنا ہے اس کام کو وہی خوب کرتا ہے۔ اور حصول علم

صرف اسی کے لئے ہے۔ جو جستجو کرے جیساکہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کل میسر لما خلق لہ پردۂ حجاب کی دو قسمیں ہیں (۱) حجاب ذہنی اس حجاب کو حجاب فطری کہنا چاہیئے۔ ایسے لوگوں پر ہدایت کا بھی اثر نہیں ہوتا۔ جیسے پتھر ہزار تدبیروں پر آئینہ نہیں بنتا۔ اس لئے قرآن مجید میں ہے۔ کذالک یطبع اللہ علی قلوب الذین لا یعلمون۔ اور رین و طبع و ختم ہم معنے ہیں۔ یا فرمایا۔ ہے ان الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون اور وجہ یہ بیان فرمائی ہے۔ ختم اللہ علی قلوبہم دوسرا حجاب غینی ہے اس کو حجاب عارضی سمجھنا چاہیئے۔ جو کسی سبب سے ہو گیا ہو۔ جیسے میلا آئینہ کہ جلد صاف ہو جاتا ہے۔ اسی طبقہ کی ہدایت مقصود ہوا کرتی ہے۔ اور ہم نے بھی اس کتاب سے انہی کی ہدایت چاہی ہے۔ مشائخ نے ان معنوں کو استعارہ بیان کیا ہے۔ جیسے جنید کا قول الرین من جملۃ الوطنات الغین من جملۃ الحضرات رین مقیم اور اٹل پردہ ہے۔ اور غین عارضی پردہ ہے جو اٹھایا جا سکتا ہے۔

فصل ششم مراد سائل کو معلوم کر کے جواب دیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ سوال پر ایسا غیور ہو جائے کہ الفاظ سوال دوسری طرف دھیان نہ دے سکیں اور مراد سائل سے کافی اشتغال ہوتا جواب ٹھیک ہو ورنہ فائدہ نہیں ہے۔ یہ جو کہا گیا کہ شرح غرض کر دی گئی ہے۔ یہ اسلئے کہ جیسے سوال ہیں ویسا ہی جواب دیا گیا ہے۔ مجمل ہوں یا مفصل اور جواب کو ابواب و فصول پر سہولت فہم کے لئے تقسیم کر دیا ہے کیونکہ مقصود تیاری کتاب سے تھا۔ اور کتاب کے لئے ابواب و فصول ضروری ہیں۔

فصل ہفتم طلب توفیق الٰہی اس لئے ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ بندہ کا وہی اکیلا مددگار ہے جو امور خیر میں اتفاقہ سعی کرتا ہے۔ اور توفیق سے تائید خدا مقصود ہوا کرتی ہے۔ اس پر معتزلہ و قدریہ فرقوں کے سوا تمام امت کا اجماع ہے۔ مشائخ صوفیہ توفیق کو طاقت دھیبہ علی الطاعۃ جانتے ہیں التوفیق ھو القدرۃ علی الطاعۃ عند الاستعمال۔ یوں تو تمام حرکات و سکنون تخلیق الٰہی سے ہیں۔ لیکن مطیع بندوں کی جو مدد خاص کی جاتی ہے اس کو توفیق کہتے ہیں۔

صورت السوال ابوسعید نے علی بن عثمان جلابی سے ذیل کے سوال کئے تھے۔ (۱) طریق صوفیہ کی حقیقت (۲) کیفیت مقامات (۳) اقوال و مذاہب صوفیہ مع رموز و اشارات۔ (۴) محبت الٰہی کی کیفیت اور اس کے آثار ظہوری (۵) حجاب عقول کا سبب و تحقیق کہ بعض میں انکار نفس کے وجوہ (۶) محبت الٰہی سے آرام و سکون روح اور ان سب کے متعلقات بیان فرمائے۔ **الجواب** علی بن عثمان ہجویری نے یہ جوابات دیئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ [illegible] تو دنیا سے علم صوفیہ عموماً اٹھ گیا ہے۔ خاص کر ہمارے ملک سے اور اس پر طرہ یہ کہ [illegible] نے نافہمی سے اور بھی مٹایا ہے۔ ہاں علم گم شدہ کی جستجو کرنا چاہئے [illegible] کے ہاتھ اب سلسلہ تک پہنچنے والے ہیں۔ یہ سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ اور خواہان حقیقت بے بس کر دیئے گئے ہیں۔ اسی وجہ سے تحقیق غائب اور تقلید [illegible] کے بار ہو گئی ہے [illegible] کے لئے یہ ہی غنیمت ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ہم نے حق کو پہچان لیا۔ اور اہل خصوص [illegible] خوش ہیں کہ دل میں تمنا، نفس میں محبت، سینہ میں سیلان، تو نے قریب تصور کو مشاہدہ ظن خیر کو سوز محبت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اہل دعویٰ دلیل سے دور مرید، سعی عبادت و مجاہدہ ریاضت سے کنارہ کش ہو کر گمان کو مشاہدہ جانتے ہیں۔ میری پہلی تصانیف کو اپنا کر لیا۔ درانحالیکہ نہ پڑھا اور نہ سمجھے۔ الفاظ سے وقار علمی حاصل کرنا چاہا۔ اگرچہ قلیل اکتساب معانی ہوتے ہیں۔ مگر معانی کو گوگرد احمر کی طرح ہر ایک نہیں پا جایا کرتا۔ اور یہ لوگ کیونکر پاتے۔ ان کی طلب ہی اتنی نہ تھی۔ مریض درد جواہر نہیں دوا چاہتا ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎ کل من فی فؤادہ وجع یطلب شفا یوافق الوجعا اور سچ تو یہ ہے کہ صوفیہ رموز سب کو مل بھی نہیں سکتے۔ اس سے پہلے بھی بعض نااہل مشائخ کی کتابوں کو کاغذ ساز و جلد ساز کے حوالے کر چکے ہیں۔ جنہوں نے ٹوپی کے استر اور دیوان البونواس و [illegible] خط کی جلدوں میں ان کے ورق صرف کر دیئے۔ واقعہ ہم ایک ایسے ناقدر شناس زمانے میں پیدا ہوئے ہیں جب لوگوں نے خواہشات کو شریعت، جاہ و ریاست طلبی و تکبر

کو عزت و علم، خوشامد کو خوف خدا، کینہ پوشی کو حلم، مجادلہ کو مناظرہ، لڑائی جھگڑے کو فصاحت، نفاق کو زہد، امید کو ارادت، لغویات کو معرفت، فرمائشات دل کو محبت، بیدینی کو فقیری، انکار کو صاف دلی، کفر و زندقہ کو فنا فی اللہ، ترک شریعت کو طریقت، جانا ہے جو قابل لوگ تھے وہ رہ گئے۔ اور ان ایسوں نے ان پر اس طرح غلبہ پالیا جس طرح ابتدائے اسلام میں اہلبیت رسول خدا پر آل مروان و بنی امیہ نے فتح پائی تھی۔ ابوبکر واسطی نے کہا ہے ابتلینا بزمان لیس فیہ اداب الاسلام ولا اخلاق الجاھلیۃ ولا احکام ذوی المروۃ۔ اور شبلی کا قول ہے لعن اللہ ذوی الدنیا منا فانا لراکب فکل بعیدالھم فیھا معذب۔

فصل ہشتم اہل بصیرت کے لئے دنیا محل اسرار و موجودات و ثابت الذات ہستیاں (ملائکہ) کارگاہ خداوندی ہیں اور جوہر و عرض عناصر و جسم انہی لطائف کے حجاب، محل توحید میں اگرچہ ان کا خیال بھی محرک ہے۔ لیکن دنیا انہی حجابات میں پڑکر معرفت توحید سے محجوب اور ارواح عالم طبعیات میں مبتلا اور مقام خلوص و قربت سے دور ہوگئی۔ طبعیات کے اولجھاؤں نے الٰہیات سے ایک حد تک بے خبر کر دیا۔ کیونکہ راز ہائے الٰہی کا علم و ادراک عقول کے لئے دشوار تھا۔ لہذا انسان تاریکی میں پھنس گیا اور گھاٹا اٹھایا۔ قرآن شریف میں ہے۔ والعصر ان الانسان لفی خسر اور دوسری جگہ ارشاد ہے انہ کان ظلوماً جھولاً اور آنحضرت نے فرمایا ہے خلق اللہ الخلق فی ظلمۃ ثم القی علیہ نورہا۔ یہ سب کچھ طبعیات کے ابتدا کا سبب اور عقل فرسائیوں کا نتیجہ تھا۔ عالم طبعیات کی تحقیق نے مشاہدہ سے محروم کیا۔ جذبہ حیوانی کے غلبہ نے اسرار ہائے ربانی سے روگردان بنا کر دنیا کو (جو مقام سکونت حیوان ہے) قیام گاہ ابدی سمجھایا اور عالم آخرت سے غافل کر دیا۔ فی الحال دنیا نہ بوئے توحید سے آشنا نہ اُس کے ذائقہ سے واقف ہے۔ نہ چشم بصیرت کو جلوہ حق کی جستجو ہے۔ نہ مشاہدہ ہو سکتا ہے۔ حیوانیت میں مبتلا اور کھانے سونے اور صرف شہوۃ کے سوا سب سے لاعلم ہے۔ دراں حالیکہ یہ راہ دوستان خدا کے لئے بند کر دی گئی ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے ذرھم یاکلوا و

یتمتعوا دیلھم الامل فھم یعلمون آب وغذا میں مبتلا ہونے والے توفیقات الٰہی سے محروم کردیئے گئے ہیں۔ اس لئے کہ یہ سب کچھ نفس امارہ کی فرمانبرداری ہے۔ اور نفس امارہ زبردست حجاب ہے جیسا کہ فرمایا ہے ان النفس لامارۃ بالسوٗ اب میں تیرے مقصود کا جواب تفصیلی مع اقوال وکلام مشائخ وحکایات پرمعنی وفوائد مذہب صوفیہ کا ذکر کرتا ہوں۔ اس مذہب میں ہمیشہ علم کو پسند کیا گیا ہے اور خود علما نے حاصل کیا ہے۔ اور مریدین کو تحصیل کا حکم دیا ہے

باب الاوّل فی اثبات العلم ارشاد جناب باری ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اور آنحضرت کا ارشاد ہے طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ اطلبوا العلم ولو کان بالصین لیکن علوم ہزاروں ہیں۔ ان میں بعض مفید اور بعض غیر مفید ہیں جیسے نجوم وہندسہ وطب وغیرہ یہ غیر ضروری ہیں۔ ان میں سے اتنا حاصل کرنا چاہیئے جس قدر ضروری ہو۔ مثلاً نجوم سے وقت شناسی اور طب سے حفظان صحت کے قواعد باقی سب بیضرورت ہے۔ اور ان کی تحصیل سے روکا گیا ہے یتعلمون مایضرھم ولا ینفعھم آنحضرتؐ غیر مفید علوم سے پناہ مانگتے تھے اعوذ باللہ من علم لا ینفع دائرہ عمل کی وسعت دیکھ کر علم حاصل کرنا چاہیئے۔ اس لئے اعلم وہی ہے جس پر عمل بھی کیا جاسکے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے المتعمق فی علم الظاھر اس میں اختلاف ہے۔ علم وعمل میں کون افضل ہے۔ ان میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے والے گمراہ ہیں۔ اس لئے کہ عمل بغیر علم درست نہیں ہوتا۔ جیسے نماز عمل ہے لیکن اس عمل علم مذاب یا ثواب میں موجود میں لایا۔ یونہی نماز بغیر علم طہارت وارکان وضو وغیرہ کے صحیح نہیں۔ اسی طرح علم بے عمل کو عمل نہیں کہا جاتا جیسا کہ قرآن شریف میں ہے فنبذوہ وراء ظھورھم کانھم لا یعلمون اس قول میں عالم بے عمل کی نفی کی گئی ہے۔ دراصل علم کے لئے پڑھنا یاد کرنا وغیرہ ضروری ہیں۔ اور یہی علم کا عمل ہے۔ اور وہ دونوں گروہ جو عمل وعلم میں ایک ایک دوسرے پر افضلیت دیتے ہیں۔ دونوں ہی ناواقف ہیں۔ ان کی تحصیل علم معرفت وقار دنیا حاصل کرنے کے لئے ہے۔ ابراہیم ادھم کے واقعات میں ہے کہ ان کو راستے کے کسی پتھر نے آواز

دی اور کہا کہ میری پشت کی تحریر پڑھتے جاؤ۔ اولٹ کر جو پڑھا تو لکھا تھا انت کاعمل بما تعلم فکیف تطلب مالا تعلم۔ انس بن مالک کہتے ہیں۔ ھمۃ العلماء الدرایۃ وھمۃ السفہاء الروایۃ۔ علم سے بہتر کوئی مرتبہ نہیں۔ اسی سے مراد پائے الٰہی معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن تحصیل عزت کے لئے حاصل نہ کرنا چاہئے۔

فصل اوّل علم کی دو نسبتیں ہیں۔ (۱) علم خدا (۲) علم عبد۔ علم خدا اس کے صفات میں سے ہے۔ اور صفات قائم بالذات اور ذات قدیم ہے۔ لہذا اس کے علم کی انتہا نامعلوم ہے۔ ہمارا علم ہماری ذات کی طرح حادث و محدود و قلیل ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ علم کی تعریفیں بہت ہیں۔ لیکن بہترین تعریف یہ ہے العلم صفۃ یصیر الجاھل بہا عالما۔ علم خدا کا پتہ نہیں چلتا۔ کیونکہ اس کی ذات محیط ہے واللہ محیط بالکافرین یا واللہ بکل شئی علیم اور معدومات و موجودات دونوں کا عالم ہے۔ علم عبد ان صفات سے خالی ہے۔ اس کے علم پر مختصر دلیل اس کا فعل ہے۔ فاعل اپنے فعل سے ناواقف و لاعلم نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کے افعال اسرار علمی سے لبریز اور وہ تمام سے واقف ہے۔ افعال عبد اس سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ بندہ کو اپنے دل میں اس کا خیال رکھنا چاہئے۔

حکایت بصرہ کا ایک امیر کسی عورت پر اپنے باغ میں عاشق ہو گیا۔ اس کے شوہر کو کسی حیلہ سے باہر بھیجدیا۔ اور اس کو بلا کر دروازے بند کرنے کا حکم دیا۔ عورت نے کہا۔ سب دروازے تو میں بند کر دونگی مگر وہ دروازہ (علم) جس سے خدا دیکھ رہا ہے۔ اس کو کون بند کرے گا۔ یہ سن کر امیر کانپ گیا۔ اور اپنے فعل سے باز آیا۔

حاتم اصم کہتے ہیں کہ مجھے ان چار علوم نے تمام علوم سے مستغنی کر دیا۔ (۱) میرا رزق مقرر ہو چکا۔ طلب زیادہ سے نجات پا گیا۔ (۲) خدا کا فرض صرف میں ہی ادا کر سکتا ہوں (۳) موت سے گریز نہیں ہو سکتی (۴) ایسا خدا رکھتا ہوں جو میرے افعال سے واقف ہے۔

فصل دوم بندہ پر معرفت معبود، وقت کے لحاظ سے ظاہر و باطن عمل، علم فروع و

اصول" فرض ہیں۔ علم دو قسم ہیں۔ اصول و فروع۔ اور عمل بھی دو طرح کے ہیں۔ ظاہر و باطن اور ان میں ہر ایک بغیر اپنے ساتھی کے مہمل ہے۔ مثلاً اصول ظاہر کلمہ گوئی اور باطن معرفت یا ظاہر درستی معاملات باطن نیت خیر اور ظاہر ہو اور باطن نہ ہو۔ نفاق اور باطن ہو اور ظاہر نہ ہو تو بیدینی ظاہر شریعت بے باطن ناقص اور باطن بے ظاہر موس ہے۔ علم حقیقت یعنی (باطن) کے تین رکن ہیں (۱) توحید بغیر اعتقاد شریک و شبیہ (۲) علم صفات و احکام خدا (۳) علم افعال و حکمت اسی طرح علم شریعت کے بھی تین رکن ہیں (۱) قرآن (۲) سنت رسول (۳) اجماع امت۔ اگر بحیثیت اجماع ہو۔ ثبوت باری (توحید) کی بہت سی دلیلیں ہیں فاعلم انہ لا الٰہ الا اللہ یا واعلموا ان اللہ ھو مولٰکم یا الم تر الی ربک کیف مد الظل یا افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت اور آنحضرتؐ نے فرمایا من علم ان اللہ بری حرم اللہ لحمہ و دمہ علی النار شرط علم یہ ہے کہ عاقل وجود و قدم وغیرہ ماننے اور جسم و جسمانیت و مکان و سمت سے اس کو بری جانے۔ موت و فنا زن و فرزند سے بلند تر سمجھے۔ وہ فرماتا ہے لیس کمثلہ شئ وھو السمیع البصیر اس کے صفات کو جاننا بھی ضروری ہے۔ جو اس کی ذات کی طرح قدیم ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ علم قدرت حیات ارادت سمع بصر۔ کلام و بقا۔ ان پر آیات ذیل دلیل ہیں۔ انہ علیم بذات الصدور واللہ علی کل شئ قدیر" ھو السمیع البصیر" فعال لما یرید" ھو الحی لا الٰہ الا ھو" قولہ الحق ولہ الملک اس کے افعال کا جاننا اور خالق اشیاء سمجھنا و شریعت کو من اللہ و انبیاء کو صادق و پاک پاکیزہ و معجز نما و مدعی حق ماننا ضروری ہے۔ شریعت کی پہلی چیز قرآن شریف فیھن ام الکتاب اور دوسری چیز سنت ہے ما اتاکم الرسول فخذوہ و ما نھاکم عنہ فانتھوا تیسری چیز اجماع ہے۔ جیسا کہ آنحضرت نے فرمایا۔ لا یجتمع امتی علی الضلالۃ علیکم بالسواد الاعظم اور احکام حقیقت کا احصار ناممکن ہے۔

فصل سوم ملاحدہ میں سے ایک فرقہ سوفسطائی ہے۔ جس کا قول ہے۔ کہ نہ علم کوئی شے ہے نہ کسی شے کا علم درست ہو سکتا ہے۔ لیکن ان سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ تمہارا یہ قول خود بھی درست ہے یا نہیں۔ اگر کہیں کہ صحیح ہے تو بھی اقرار علم ہے۔ اور اگر کہیں صحیح نہیں ہے تو

غیر صحیح سے بحث بے معنی ہے۔ اسی اعتقاد کے بعض صوفیہ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ترک علم اثبات سے ہے۔ اس لئے کہ ہمارا علم درست نہیں۔ لیکن یہ جہالت ہے۔ اور اس کا جواب بھی وہی ہے جو اوپر بیان ہوا یعنی ترک علم جہالت سے ہے یا علم سے اگر علم سے ترک ہے تو علم اپنی ذات کا منفی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر جہالت سے ترک ہے تو جہالت مذموم اور قرینۂ کفر و باطل ہے۔ اگرچہ صوفیہ کا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ لیکن لوگوں نے زبردستی شہرت دیدی ہے مجھ سے مصنف ایک جاہل عالم صورت سے مناظرہ ہوا جس نے کہا تھا کہ ملاحدہ کے بارہ فرقے ہیں۔ ان میں سے ایک صوفیہ بھی ہے جس کا عقیدہ یہی ہے۔ میں نے کہا کہ خیر گیارہ کا اس سے خلاف ہے۔ (یعنی علم کو ضروری جانتے ہیں) اور ایک پر گیارہ کا غلبہ ظاہر ہے۔ دراصل یہ زمانے کی خرابیوں کا نتیجہ ہے۔ علی بن بندار نے خوب کہا ہے فساد القلوب علی حسب فساد الزمان واھلہ غنیمت ہے کہ خداوند عالم ہر عہد میں اپنے دوستوں کو باقی رکھتا ہے۔ کہ وہ ایسے خیالات فاسدہ کو مٹاتے رہتے ہیں۔

فصل چہارم محمد بن فضل بلخی کہتے ہیں۔ کہ علم کی تین قسمیں ہیں (۱) علم باللہ اور یہ محض عطائے الٰہی ہے۔ کیونکہ بندہ جن مدرکات کو ادراک شے میں صرف کرتا ہے وہ یہاں بیکار ہیں دوسرے علم بشر کا علت معرفت خدا ہونا کیا معنے (۲) علم من اللہ یعنی علم شریعت و سنن اور ان پر اعتقاد کہ یہ تکلیف خدا ہی کی طرف سے ہے۔ (۳) علم مع اللہ یہ درجات و مراتب اولیا کا علم ہے۔ جو شریعت و حقیقت مقامات کے علم پر منحصر ہے۔ ابو علی ستقفی کا قول ہے۔ العلم حیوۃ القلب من الجھل و نور العین من الظلمۃ لہذا جو علم معرفت سے بے بہرہ ہے۔ وہ مردہ اور جو بے خبر ہے وہ بیمار ہے۔ کفار مردہ اور شریعت سے غافل بیمار ہیں۔ ابو بکر وراق ترمذی کہتے ہیں من اکتفی بالکلام من العلم و زاد الزھد فی فرقی و من التقد و الورع علی نفسہ غرض معرفت توحید عقلی ہے۔ اور اس کے لئے کوشش چاہئے۔ وحدت پرستی جبر نہیں۔ اس بوڑھے آدمی نے خوب کہا ہے توحید دون الجبر فوق القدر علم وحدت پر عمل اور اس کے مخالف کا ترک ضروری ہوگا۔ ورنہ یہی

زندقہ ہے۔ یونہی علم فقہ پر ممنوعات سے پرہیز سہل تلاشی سے گریز لازم ہے ورنہ یہی فسق ہے۔ یحییٰ بن معاذ رازی کہتے ہیں۔ اجتنب صحبۃ ثلاثۃ اصناف من الناس العلماء الغافلین والمتصوفۃ الجاہلین۔ علمائے غافل متوجہ شاہ رس وظالم کے خوشامدی شریعت میں سہل طلب لوگ ہیں۔ فقراء مداہنین وہ ہیں جو فعل کو موافقت زمانہ کا خیال کر کے اچھا یا برا کہیں۔ متصوفہ جاہلین وہ ہیں جنہوں نے پیر سے اکتساب نہ کیا ہو نہ ملامت کے دقائق سے واقف نہ ہو عزتی دنیا پر راضی ہوا ہو۔ کیونکہ صوفیہ میں ایک گروہ ملامتیہ ہے جو ملامت کو پسند کرتا ہے۔ جیسا کہ آگے بھی ذکر آئیگا) ان ہر سہ اقسام کے لوگ مکار و کاذب ہوتے ہیں علم کے بعد عمل ضروری مگر دشوار ہے۔ ابو یزید بسطامی کا قول ہے عملت فی المجاھدۃ ثلاثین سنۃ فما وجدت شیئا علی من العلم ومتابعتہ پل صراط پر ہزار بچہ یا آگ پر سے گذرنا ایک مسئلہ علمی کے حصول سے آسان ہے۔ مگر حصول علم ضروری ہے۔ اور علم میں بھی درجہ کمال اور درجہ کمال یہ ہے کہ سب کچھ جاننے پر بھی یہ جانے کہ ہم کچھ نہیں جانتے۔ اس لئے کہ علم بشر کے سامنے علم واجب الوجود ہے۔ جس کے سامنے اس کے علم کو ہستی نہیں ہے۔ اور حقیقتاً بندہ سوائے علم بندگی کے اور کیا جانتا ہے۔ اور بندگی حجاب اعظم ہے۔ اسی سے کہا گیا ہے العجز عن درک الادراک ادراک والوقف طریق الاحجام افتراک عالم اسی سے متکبر نہیں ہوتا کہ اس کو معلوم کہ عجز ہی انجسام علم اور زیادتی علم سبب ہے۔ اور جو اپنے جہل پر اصرار کرے وہ مشرک ہے۔

باب اوّل

راہ خدا میں فقیری مرتبہ عظیم ہے۔ جا بجا کلام مجید میں اس کی مدح ہے۔ (۱) الفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف (۲) ضرب اللہ مثلا عبدا مملوکا لا یقدر علی شیء ممّا کسبوا (۳) تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفا وطمعا۔

اس طرح دعائے رسول ﷺ تھی اللھم احیینی مسکینا واعتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین اور آنحضرت ﷺ محشر
میں بھی انہی کی صحبت و ملاقات کے خواہاں ہونگے وما تواضع احمائی فیقول الملائکۃ مزوجہا ہم
یعنی فقراء المسلمین اس قسم کی حدیثیں کثیر ہیں۔ خدا بھی ایسے لوگوں کی عزت اور ان کی نگہداشت
کا آنحضرت کو حکم فرماتا ہے۔ ولا تطرد الذین یدعون ربہم بالغداوۃ والعشی یریدون وجہہ (۲) ولا تعد عینا
عنہم تریدزینۃ الحیوۃ الدنیا ان لوگوں کو دیکھ کر آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرے ماں باپ ان پر نثار یہ وہ لوگ
ہیں جن کیلئے مجھے عتاب فرمایا گیا ہے۔ خدا نے متوکل فقراء کو عظیم مرتبہ دیا ہے۔ یہانتک
کہ آنحضرت ﷺ کا قول تھا الفقر فخری اگرچہ ظاہر میں فقر افلاس و اضطرار ہے۔ لیکن سرمایۂ
قبول و اختیار ہے۔ یہ اور بات ہے کہ باطن سے متحیر رہ کر ظاہر کو برا سمجھا جائے۔ اصل
فقر یہی ہے کہ کچھ نہ ہو اور ہو تو فقر میں خلل انداز نہ ہو۔ اسباب نہ غنی کریں نہ بے اسبابی
محتاج بنائے۔ یہاں تک کہ ناداری وجہ شادمانی ہو جائے۔ کیونکہ مشائخ نے کہا ہے کہ فقیر
تنگدست کی راہ زیادہ کھلی ہوتی ہے۔ اس کا راز یہ ہے کہ وجود اسباب اگرچہ مختصر ہی کیوں
نہ ہو۔ غیر از خدا ہے۔ اور اپنی طرف توجہ چاہتا ہے اور یہی فکر رہتا ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔
مال و منال دنیا رضائے خدا سے مانع ہے۔

حکایت۔ کسی بادشاہ نے کسی فقیر سے کہا مجھ سے کچھ مانگ۔ اس نے کہا کہ ذلت سوال بھی
گوارا کروں اور پھر اس شخص سے جو میرے غلاموں کا غلام ہے۔ بادشاہ نے کہا میں غلاموں
کا غلام کیونکر ہوں۔ اس نے کہا میں حرص و آرزو کا مالک ہوں۔ یہ دونوں میرے غلام اور
تیرے مالک۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے الفقر عز لاھلہ فقر ان ہی کے لئے عزت ہے جو اس کے لائق ہیں
نہ کہ غیر کے لئے۔ اصلی فقیر کی یہی عزت ہے کہ اسباب دنیا سے بچا رہے۔ تاکہ اس کی حالت
محفوظ رہے۔ یعنی جب عالم ناسوت کی دلکشی سے فراغت ہو جائے گی تو آپ سے آپ
ملکوتیت پیدا ہو جائے گی۔ اور اس سے بھی اونچا درجہ یہ ہے کہ دنیا کی طرح نعمات آخرت

کی بھی حرص نہ کی جائے۔ کیونکہ جنت کے لئے عبادت کرنا مزدوروں کا کام ہے (یہ فقرہ سید السجدین امام زین العابدین علی ابن الحسین علیہما السلام کا ہے) جب یہ حالت پیدا ہو جائیگی تو فقر کی ہر سانس کی لذت کونین سے بلند تر ہوگی۔

فصل دوم مشائخ میں فقر و غنا کی ترجیح میں اختلاف ہے۔ (۱) یحییٰ ابن معاذ رازی (۲) احمد بن ابی الحواری (۳) حارث محاسبی (۴) ابو العباس بن عطار (۵) ابو الحسن بن شعون متقدمین میں سے اور شیخ المشائخ ابو سعید فضل اللہ بن محمد المہنی متاخرین سے اس کے قائل ہیں۔ کہ غنا فقر سے افضل ہے۔ اور دلیل یہ ہے کہ ایک صورت میں اگر دو دوست شریک ہوں تو کمال محبت ہے۔ (کیونکہ غنی صفت الٰہی ہے) لیکن یہ شرکت اسمی ہے نہ کہ حقیقی، کیونکہ وہ غنا کے ساتھ قدیم بھی ہے اور ہم حادث ہیں۔ مصنف علی بن عثمان کہتے ہیں کہ غنی نام خدا ہے۔ اور وہ اسی کی قابل اور فقر شان عبد ہے۔ یہ اسی کے لائق ہے۔ اور اطلاق اسم غنی بھی عبد کے لئے مجازاً ہے دلیل یہ ہے۔ ہماری غنا کثرت اسباب کا نام ہے اور وہ خود سبب ہے۔ اس کی غنا بے نیازی کے معنوں میں ہے کسی کا محتاج نہیں ہے۔ لہذا شرکت باطل ہوئی۔ دوسرے اس کی ذات میں شرکت ناجائز ہے تو صفات میں کیونکر ممکن ہوگی (یہ جواب صفات کو عین ذات مان کر مصنف نے دیا ہے۔ اور یہی صحیح بھی ہے) رہی شرکت رسمی و مجازی وہ بھی درست نہیں ہے۔ بندہ کا نام غنی رکھنا نشان کے طور پر ہے اور اس کو (خدا) کو غنی کہنا اظہار بے نیازی و اختیار کامل کے لئے ہے۔ کیونکہ ہر خیر و کل پر وہ متصرف ہے۔ اس کا کوئی نشان نہیں ہے۔ اور بندہ غنی ہونا اسباب مہمت کے اجتماع یا اسباب خوف کے انتشار و حصول نجات سے ہوتا ہے۔ لہذا وہ تمام چیزیں فنا سے دور اور یہ تمام اشیاء چونکہ حادث ہیں۔ اس لئے فنا پذیر ہیں اور اسم غنی خدا کا اسم حقیقی ہے جیسا کہ فرمایا ﴿یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ ہو الغنی الحمید (۲) واللہ الغنی وانتم الفقراء بعض عوام کہتے ہیں کہ غنا فقر سے افضل ہے۔ کیونکہ غنی کو دنیا و آخرت کی نعمت دی ہے۔ اور عطا

نعمت کا احسان بھی جتاتا ہے۔ اور حکم شکر بھی دیا ہے۔ اور فقر کے لئے مقابلتہً صرف حکم صبر ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ شکر نعمت میں اور صبر بلا میں ہوتا ہے۔ اور ان دونوں کا فرق واضح ہے لئن شکرتم لازیدنکم اور ان اللہ مع الصابرین سے ظاہر ہے مصنف کہتے ہیں کہ انہی آیتوں سے ہمارے قول کی تائید پیدا ہے کیونکہ نعمت در اصل غفلت ہے اور غفلت پر شکر از دیاد غفلت کا باعث ہوگا۔ اور فقر بلا ہے مگر اس پر صبر مقام قربت تک پہنچانیوالا ہے۔ مگر عوام الناس حصول نعمت کو غنا کہتے ہیں۔ اور مشائخ جس کو غنا کہتے ہیں وہ در اصل نعمت سے خود منعم کو مراد جانتے ہیں۔ لہذا حصول غفلت اور شے ہے۔ اور وصول وصلت اور چیز۔ ابو سعید کا قول ہے الفقر ھو الغنی باللہ ان کے نزدیک غنا سے کشف ابدی مع مشاہدہ مراد ہے۔ لیکن مکاشف ممکن الحجاب ہے۔ اگر اس صفت سے محجوب ہو جائے تو محتاج مشاہدہ ہوگا۔ یا نہیں۔ ظاہر ہے کہ اس کا جواب نفی میں نہیں دیا جا سکتا۔ لہذا جب محتاج مشاہدہ ہوگا تو غنی نہ رہے گا۔ یونہی غنا یا ابد قائم الصفتہ و ثابت المراد کے لئے ہے۔ انسان وجودی تقاضوں سے کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ حادث ہے۔ اور حادث محتاج ہے۔ لہذا باقی الصفتہ (خدا) غنی کہا جا سکتا نہ کہ فانی الصفتہ اس کے لئے کوئی نام موزوں نہیں الغنی من اغناہ اللہ اور الغنی باللہ یہ دو جملہ (ترکیب نحوی) سے۔ پہلے میں غنی مفعول اور دوسرے میں فاعل واقع ہوا ہے۔ فاعل قائم بالذات ہے۔ اور مفعول اقامت فعل میں محتاج فاعل لہذا اقامت ذاتی صفت بشری اور اقامت بحق موصوف ہے۔ مصنف کہتے ہیں یہ طے ہو جانیکے بعد اگر انسان کو باقی الصفتہ بھی فرض کر لیا جائے تو بھی غنا کا اطلاق صحیح نہ ہوگا۔ اس لئے کہ بقا صفت ہے۔ اور صفت فرع موصوف اور یہ ظاہر کہ موصوف فانی ہے۔ لہذا صفت بھی اصل کے ساتھ فنا ہو جائیگی جب موصوف نہ رہا تو صفت کیونکر رہی۔ اور جب محل باقی نہ رہا تو نام رکھنا بے محل ہو گیا لہذا بندہ فقر اور خدا غنا کے لئے ہیں۔ اور اکثر مشائخ جو خود بھی عوام ہی سے ہیں۔ آیات

واحادیث وارادہ کا خیال کر کے فقر کو غنا سے افضل جاننے لگے ہیں۔ اور قریب قریب یہ مسئلہ اجماعی ہو گیا ہے۔ بعض حکایات میں ہے کہ افضلیت فقر و غنا کا قضیہ جنید و ابن عطا کے درمیان اتفاق سے چھڑ گیا۔ ابن عطا نے کہا کہ غنا اس لئے افضل ہے کہ حساب یوم قیامت اسی سے متعلق ہے۔ اور حساب کے ساتھ ساتھ خطاب بے واسطہ بھی اگرچہ اس کلام میں عتاب بھی سہی۔ لیکن بے جا نہیں ہے۔ کیونکہ عتاب دوستی کو اور گہرا کرتا ہے جنید نے کہا اس طرح فقر بھی اس سے کم نہ ہوگا۔ اس لئے کہ فقرا سے حساب کی جگہ عذر پوچھا جائیگا۔ اور عذر حساب سے برتر ہے۔ میں (مصنف) کہتا ہوں کہ یہ عجیب لطیفہ ہے۔ اس لئے کہ جس طرح عتاب یگانیت سے دور ہے۔ یونہی عذر اہل محبت سے بیگانگی ہے۔ یہ دونوں صحیح نہیں ہیں۔ اور یہ قصہ مدت سے یونہی چلا آتا ہے۔ اور اسی طرح نعمت پر شکر اور بلا پر صبر بھی ثابت نہیں ہے۔ کیونکہ ایک دوست ایک دوست سے نہ احسان کے صلہ (شکر) کا طالب ہوگا۔ نہ ایک دوست دوسرے کے حلم کو ٹال سکے گا جو عذر کی نوبت آئے اصل چیز رضا ہے لہذا ظلم من سمی ابراہیم ادہم وقت سماعہ ربہ فقیرا کسی تخت نشین کو امیر نہ سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ خدا نے اس کا نام فقیر رکھا ہے۔ فقیر و امیر میں ایک صاحب صدقہ دوسرا صاحب صدقہ ہوتا ہے۔ اور دونوں کا فرق ظاہر ہے۔ مگر جب دونوں رضا کے لئے ہوں تو برابری پیدا ہو جائے گی۔ جیسے سلیمانؑ مالک اورنگ سلیمانی اور ایوبؑ مبتلائے بلا تھے مگر رضا حاصل تھی۔ لہذا دونوں کو نعم العبد کا لقب دیا گیا۔ سلیمانؑ کی شاہی مثل فقر سلیمانؑ ہوئی۔ ابوالقاسم قشیری نے کہا ہے۔ کہ ان دونوں مرتبوں میں اپنا اپنا مختار لوگ خود تجویز کرتے ہیں۔ میں اس اختیار ہی کو خدا کے سپرد کئے دیتا ہوں۔ اگر وہ مجھے غنی کر دیگا۔ تو غفلت سے بچونگا۔ اور اگر وہ فقر عطا کرے گا تو حرص سے پرہیز کرونگا۔ حرص و غفلت ہی دراصل انسان کے لئے آفت ہیں۔ اور جب یہ دونوں نہ ہوں تو انسان فارغ ہوگا۔ اور غیر سے فراغت بھی اصل فقر ہے۔ لہذا غنی و فقیر برابر ہوں گے ۔

فصل سوم فقر و غنا میں مشائخ کے لطیف اقوال متاخرین میں سے کسی کا قول ہے۔
لیس الفقر من خلا من الزاد وانما الفقر من خلا المراد غنی حصول مال و ترک مال دونوں سے ہوتا ہے۔
اور مال کے لئے حفاظت شرط ہے۔ ادھر حصول و ترک ملک غیر میں حفاظت ملک غیر میں تصرف
ہے۔ اور فقر حفاظت و تصرف دونوں کے عدم کا نام ہے۔ یحیٰی بن معاذ رازی کا قول ہے۔
علامۃ الفقر خوف الفقر کمال ولایت یہ ہے کہ فنائے غنا کا بھی خوف نہ ہو۔ رویم بن محمدؒ کا قول ہے
من نت الفقیر حفظ سترہ وصیانۃ نفسہ واداء فریضۃ اس لئے کہ اظہار باطن راضہ اظہار، شکوہ خوانی
اور اور حالت ظاہر کی پردہ داری پر وا ہے اور ان کشاکش کی وجہ سے ترک فرائض موجب
گناہ ہے۔ اگرچہ بشریت ان علامات سے مجبوب ہے۔ لیکن رویم بن محمدؒ کی یہ فرمائشات بھی
درست ہیں۔ بشر حافی کہتے ہیں افضل المقامات اعتقاد الصبر علی الفقر الی القبر قول کے معنی ظاہر ہیں
لیکن مصنف کے نزدیک چونکہ فقر عدم اسباب ہے۔ اس لئے اعتقاد صبر بھی ایک سبب
ہے۔ لہذا یہ بھی نہ چاہیئے۔ اس لئے مصنف کہتے ہیں کہ اس قول کے معنے اظہار فضل
فقر علی الغنا ہے۔ شبلی کہتے ہیں الفقیر من لا یستغنی بشیئی من اللہ یعنی بغیر اس کو پائے فقر کو غنا حاصل
نہیں ہو سکتی۔ لہذا واضح ہو گیا کہ ہماری ہستی سے وہ جدا ہے۔ دوسرے جب ترک ماسوی پر
غنا منحصر ہے تو راہ طلب بھی غیر ہے۔ اس سے بھی گریز چاہیئے ہوگا۔ یہ قول نہایت دشوار اور
لطیف ہے۔ دراصل اس کے معنے یہ ہیں الفقیر ان لا یستغنی عنہ بغیر اسکے غنا نہ ہو۔ اس کی تائید میں عبداللہ
انصاری نے بھی کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہماری فکر دائم ہے۔ اس لئے کہ ہماری ہستی کا مقصود دل
نہیں سکتا۔ اور ہماری کلیت فنا پذیر نہیں۔ کیونکہ دریافت و ادراک کے لئے مجانست لازم
ہے۔ اور وہ نہ اجناس سے ہے نہ اعراض سے۔ لہذا دریافت محال ہے۔ جب دریافت
محال ہے تو ہم کو جستجو سے غافل ہو جانا چاہیئے۔ مگر یہ بھی نہیں ممکن اس لئے کہ فقیر غافل
نہیں ہوتا۔ لہذا یہ فکر ہمیشہ رہنے والی فکر ہے۔ نہ وہ دولت ایسی ہے کہ اس تک دست
طلب پہنچ سکے۔ نہ اس کا وصال قدرت بشری میں ہے۔ اور ہو تو کیونکر وہ باقی اور ہم

فانی نہ فانی باقی کے درجہ پر پہنچ سکتا ہے نہ باقی فانی کے لباس میں سما سکتا ہے۔ لہذا اُس کے دوستوں کے لئے محنت ابدی ہے۔ یہ اور بات ہے۔ کہ تسلی کے لئے مزخرف باتیں بنا لیں۔ رہے اس کے مقامات وصفات،، وہ ایسے مقامات ہیں جو ہم نے اس سے منسوب کئے ہیں ورنہ ذات بلند وبالا ہے۔ ابوالحسن نوری کہتے ہیں۔ لغت الفقر السکون عند العدم والبذل عند الوجود وقال ایضاً الاضطراب عند الوجد اس قول کے یہ معنے ہیں کہ عدم رضا میں سکوت اور وجود محبت میں بذل (تعلیم) بھی معنے رضا ہیں۔ اور اس مرتبہ پر پہنچنے والا قابل خلعت ہے۔ لیکن خلعت میں خود دو معنے ہیں۔ قربت وفرقت قربت بوسیلہ انعام اور فرقت اس لئے کہ عطائے خلعت سے وہ غیر مراد لیا جاتا ہے۔ اور یہی فرقت ہے۔ دوسرے معنے جو اضطراب کے ساتھ مربوط ہوتے ہیں۔ کہ عدم انتظار وجود میں سکوت اور عالم وجود میں اضطراب اس لئے کہ اس کا وجود غیر ہے۔ اسی لئے شیخ المشائخ ابوالقاسم جنید بن محمد کا قول ہے الفقر خلو القلب عن الاشکال۔ اسلئے کہ تصور میں ایک صورت لازمی ہے۔ اور ہر شکل اس کی غیر ہے۔ جس کو نہ ہونا چاہئے شبلی کہتے ہیں۔ الفقر ہو البلاء وبلائہ کلہ عز۔ لہذا جو مبتلائے بلا ہے۔ وہ عزیز ہے اور عین عزت میں ہے۔ کیونکہ اس کی نگاہ بلا نازل کرنیوالے پر ہے۔ اور اس کا صلہ نورانیت دماغ ہے۔ جو محل جلوہ ہے۔ اور اس جلوہ کے وجود میں سماعت و بصارت کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اس بندہ کو عزیز ہونا چاہئے۔ کیونکہ بلائے دوست گویا مردی سے جھیل رہا ہے۔ یہیں سے بلا عزت معلوم ہونے لگی۔ اور جب بلا عزت ہو۔ تو نعمت ذلت ٹھہری بلا محل قربت اور نعمت مقام ذلت وفرقت ہوئی یہیں فقر وغنا کے مراتب بھی واضح ہو گئے جنید کہتے ہیں۔ یا معشر الفقراء انکم تعرفون باللہ وتکرمون اللہ فانظروا کیف تکونون مع اللہ اذا خلوتم یعنی تم جس اسم تعریفی فقر سے پہچانے جاتے ہو اس کا حق ادا کردو۔ اس لئے کہ وہ بدترین شخص ہے جو کسی کام کے لائق تصور کیا جاتا ہو۔ لیکن وہ قابل نہ ہو اور بہترین اشخاص وہ ہے جو کسی کام کے لائق نہ مانا جاتا ہو۔ مگر وہ اس کے قابل ہو۔ جیسے ایک وہ حکیم جو مشہور ہو لیکن قاعدہ

علاج سے نا واقف ہو اور نہ اپنا علاج کر سکے نہ دوسروں کا اور ایک وہ حکیم جو ابن نام سے مشہور نہ ہو لیکن قت پر مریضوں کو اچھا کر سکے۔ اور اگر اس گم نامی کی وجہ سے دوسروں کو فائدہ نہ بھی پہنچا سکے لیکن کم از کم اپنی حفظ صحت کر سکے۔ متاخرین میں سے کسی نے کہا ہے الفقر عدم الوجود اگر فقر کو لاشے محض لیا تو لاشے سے بحث عبث اور فقر پر جو اجماع اولیا رہے وہ بھی باطل ہو جائے گا۔ لیکن در اصل یہاں عدم ذات فقر مقصود نہیں ہے۔ بلکہ عدم آفت مراد ہے۔ اس لئے کہ صفات کمل آفت ہیں اور فنائے آفت فنائے صفت ہے۔ جو کشف حجاب ہے۔ مصنف کہتے ہیں کہ میں نے اس فقرہ پر بعض کو ہنستے دیکھا۔ اور بعض کو اسرار بے محل کرتے پایا۔ کیونکہ آخر الذکر فرقہ کی اصطلاح پر عدم و فنا سے ضعف اللہ مذموم مراد ہے۔ یہ فرقہ رزائل کو اکتساب فضائل کے لئے حاصل کرنا برا نہیں جانتا۔ مگر فقیر کا فقر عارضی اور اسباب سے خالی ہے۔ اگرچہ اسرار الٰہی کا جادہ گذر بھی ہے۔ اسی لئے اس کے تمام افعال و اعمال منسوب الی اللہ ہیں۔ جب تک کہ کسب فقر سے منسوب رہے اور بعض زبان آور لوگ جو خود درک کمال نہیں رکھتے وہ ذات فقر میں نفی وجود کرتے ہیں۔ یعنی فقر میں فنا ہیں اور یہ خود پسندیدہ بات ہے ان کی نفی حقیقتِ فقر میں نفی صفت ہے۔ یونہی نفی طلب کو حق و حقیقت میں فقر و تصوف جانتے ہیں۔ لیکن در اصل ان کی خواہش کا اثبات نفی کلی ہے اور ان تمام مدارج میں حجاب ہے۔ لہٰذا اس راز کا پہچاننا ضروری ہے۔ اور بھی کمالات ولایت ہے۔ لہٰذا ہم تصوف کے اصول و فروع کو دوسرے فرقوں سے جداگانہ کر کے اور اس کے اشارات اور رموز اور مشائخ کے نام اور صوفیہ کے اندرونی اختلاف و آداب و مقامات وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں +

اس سے آگے دیکھو صفحہ ۱۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب فی ذکر اختلافهم فی الفقر والصفوة

فقر وصفوت میں کون قابل تقدیم ہے۔ یہ مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ قائلین تقدیم فقر صفوت کو مقامات فقر میں سے ایک مقام جانتے ہیں۔ اور فقر کی تفسیر فنائے کل ہے۔ لہذا مقامات کی فنا تسلیم کر لینے کے بعد یہ مسئلہ فقر و غنا کے گذشتہ قضیہ کی طرف راجع ہو جائے گا۔ اور قائلین تقدیم صفوت فقر کو شے موجود قابل تسمیہ تسلیم کرتے ہیں۔ اور صفوت کو صفائے کل موجودات اور انتہائی درجہ کمال تصور کرتے ہیں۔ یہ اختلاف ابوالحسن سمنون کے وقت سے چلا آتا ہے۔ لیکن اولیا کا مرتبہ صفات و تسمیہ سے بلند تر ہے۔ جہاں یہ منسوبات نہیں پہنچتے۔ اصل چیز حصول معنے ہے۔ وہ حاصل ہو جائیں تو پھر کیا پڑی ہے کہ اس کا نام فقیر رکھا جائے یا صوفی۔ کیونکہ یہ دونوں نام اضطراری ہیں ابوالحسن سمنون کسی فقر کو کسی صفت پر مقدم کر دیا کرتے تھے۔ لیکن جواب میں کہا کرتے تھے کہ فطرت بشری جانبین فنا و بقا سے متعلق ہے۔ لہذا میں جس محل پر ہوتا ہوں۔ اسی محل کو مقدم کر دیتا ہوں۔ چونکہ فقر بقا ہے۔ اور صفوت اس کی فنا۔ لہذا حال بقا میں بقا کو فنا اور عالم فنا میں فنا کو فنا کرنا میرا اختیار ہے۔ ان کا یہ قول حسب معنے کچھ بھی سہی لیکن نہ فنا کو فنا ہے۔ اور نہ باقی کو فنا ہے۔ اس مسئلہ کو میری کتاب فنا و بقا میں دیکھنا چاہئے۔ رہا ان دونوں کا فرق باطن تو سمجھ لینا چاہئے۔ کہ فقر دنیا سے تہی دستی کا نام ہے۔ مگر فقر کو اثر تہی دستی نہ سمجھنا چاہئے۔ وہ اور ہی چیز ہے۔ اگرچہ فقر و مسکنت میں بھی اختلاف ہے۔ فقر کو بہتر جاننے والے الفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ اور مسکنت کو افضل جاننے والے حدیث آنحضرتؐ اللھم احینی مسکیناً وامتنی مسکیناً

وحشرنی فی زمرۃ المساکین کو استدلالاً پیش کرتے ہیں

باب الملامۃ طریقت میں ایک طریقہ ملامت پسندی ہے۔ اور اس ملامت کا اثر محبت الٰہی پر کافی ہے اس پر دلیل یہ ہے کہ قبل بعثت آنحضرت ﷺ کفار میں عزیز تھے مگر خلعت دوستی (نبوت) ملتے ہی کفار کے نشانہ ملامت بن گئے۔ (معلوم ہوتا ہے۔ کہ قبل بعثت آپ میں صفات محبوبیت نہ تھی) اور خدا نے بھی ایک گروہ کی تعریف انفاظ ذیل میں کی ہے۔ ولا یخافون لومۃ لائم ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم اور یہ ایک سنت جاریہ بھی ہے۔ کہ خدا کے چاہنے والے دنیا کی طرف سے نشانہ ملامت ہی رہتے آئے ہیں۔ اور یہ شاید اس لئے ہو کہ ان کا جمال باطن ان کو مغرور نہ کردے۔ اس لئے کہ اسباب غرور میں جاہ کی طرح مدح بھی ہے۔ عزیز خدا عزیز خلق" عزیز خلق عزیز خدا نہیں ہوا کرتے ابلیس پسندیدہ ملائک تھا۔ لعنت ملی اور آدم سے یہ ناخوش تھے۔ جیسا کہ ان کا قول ہے۔ اتجعل فیہا من یفسد فیہا لیکن خلافت الٰہی پائی۔ یہ انتخاب الٰہی کی انتخاب جمہور پر فتح تھی۔ یہاں تک کہ خدا یہ بھی نہیں چاہتا کہ میرے اولیا سے کوئی واقف ہو۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے زبان جبرئیل سے قول الٰہی نقل فرمایا ہے۔ اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری الا اولیائی فصل ملامت کی تین قسمیں ہیں۔ صراط مستقیم کے اختیار پر دنیا کا ملامت کرنا (۲) جاہ دنیا سے فراغت حاصل کرنے کو قصد حصول ملامت کرنا (۳) حصول ملامت ترک شریعت سے جب کوئی ضلالت طبعی میں گرفتار ہو۔ لیکن اس کو بتا دینا چاہئے۔ کہ یہ طریق ملامت ہے۔ حکایات میں ہے کہ شیخ ابو طاہر حرانی گدھے پر سوار بازار سے گذر رہے تھے اور مرید لجام تھامے ساتھ تھا۔ ناگاہ ایک راہ گیر نے کہا وہ زندیق آپہنچا۔ مرید نے اس سے لڑنا چاہا۔ شیخ واپس لے آئے اور گھر پر لاکر چند خط دکھلائے۔ جن میں کسی نے شیخ زکی اور کسی نے شیخ الاسلام وغیرہ ان کو لکھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ سب القاب کاتب کے عقیدہ کی بنا پر ہیں۔ لہذا اس شخص نے اگر اپنے عقیدہ کی بنا پر زندیق

کہہ دیا تو جنگ کی کیا وجہ ہے۔ اس طرح ملامت قصدی میں حضرت عثمان کا واقعہ ہے کہ باوجود چار سو غلاموں کے اپنے سر پر بار خرمہ لا رہے تھے۔ لوگوں کے اعتراض پر جواب دیا اجربت نفسی یونہی ابو یزید کی حکایت ہے کہ زمانہ صیام میں کسی شہر میں پہنچے۔ جہاں کے اشخاص کی گردیدگی نے یاد خدا کا وقت ضائع کرنا شروع کر دیا۔ انہوں نے ایک دن دوپہر کو بازار میں روٹی نکال کر کھانا شروع کر دی۔ لوگوں کا اعتقاد بدل گیا درانحالیکہ یہ سفر میں تھے۔ اور روزہ سفر میں ساقط ہے۔ جب تک کہ قیام نہ کرے۔ میں کہتا ہوں کہ آجکل اس قسم کے ملامت کا حاصل کرنا آسان ہے۔ شریعت کو پورا برتو۔ یا نماز کو طول دے کر پڑھو اور کفر کے فتوے مفت میں لے لو۔ لیکن صورت ترک میں مخالفت شریعت ضلالت واضح ہے۔

فصل ابو حمدون قصار کے لطائف ملامت بہت کچھ ہیں۔ جیسے کہا ہے الملامۃ ترک السلامۃ ترک سلامت قطع امید خلق ہے و ترک وصف ہے اور یہی اخلاص وحدت اور وجہ وجدان جیسا کہ احمد بن خانک سے روایت ہے۔ ان سے پوچھا گیا من الصوفی قال وجد فی الذات احمد بن حمدون کا قول ہے کہ راہ ملامت اگرچہ دشوار گزار ہے مختصر یہ کہ طالب ملامت کو رجاء المرجیۃ و خوف القدریۃ حاصل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ملامت محبت میں بہت ہی عمدہ چیز ہے۔ اجعل الملامۃ فی ھواک لذیذۃ لان الملامۃ روضۃ العاشقین وفرحۃ المحبین وراحۃ المشتاقین وسرور المریدین ولقیا ملامت بل اسلام خاصہ ہے۔ جو اور کسی امت کو یہ حصہ خیر نہیں ملا۔ یہاں تک کہ ملائکہ بھی اس سے محروم ہیں۔ مگر میرے نزدیک طلب ملامت ریا اور ریا نفاق ہے۔ فقر کو دنیا سے دل ہٹا لینا چاہیئے۔ تاکہ نفی و اثبات ملامت سے فارغ و بیکدوش ہو جائے ماوراء النھر میں میں نے ایک ملامتی سے پوچھا کہ یہ شوریدہ سری کیوں ہے اس نے کہا کہ دنیا اور افعال دنیا کو اپنے میں محو کر رہا ہوں۔ میں نے کہا چونکہ یہ کثیر ہیں اس لئے تم کو خود جذب ہو جانا پڑے گا۔ کلیہ یہ ہے کہ تم یوں محو ہو کہ نہ خلق تم کو دیکھے

نہ تم اپنی ذات کو۔ ابراہیم کی حکایات میں ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میری خوشی اس روز پوری ہوئی جب میں ایک کشتی میں سوار اور اہل کشتی مجھ سے ناواقف تھے۔ اولاً انہوں نے مجھ سے مذاق کیا پھر میرے اوپر پیشاب کر دیا تو میری خوشی انتہا کو پہنچ گئی۔ اسی طرح اور ایک روز میں اپنی مراد کو پہنچا۔ جب سردی میں اہل قریہ نے مجھ کو مسجد میں بیٹھنے نہ دیا۔ اور میں بیتاب ہو کر ایک حمام کے آتش دان میں جا گھسا۔ جس نے میرا لباس میلا اور منہ کالا کر دیا۔ اور مجھے بھی بمدت دراز دیر دن نصیب ہوا جب میں سفر کرتا ہوا ایک خانقاہ صوفیہ میں پہنچا۔ جہاں انہوں نے نہ پہچان کر چھڑی کے چھلکے مجھے مارے میں اس گمنامی اور ان کی طعن و تشنیع پر خوش رہا۔

باب فی ذکر ائمتہم من الصحابۃ اب صحابہ میں ایسے لوگوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو اس دو رئیس صوفیہ گذرے ہیں۔ ان میں سب سے پہلے ابوبکر صدیق ہیں۔ مشائخ نے حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر میں مشاہدہ و مجاہدہ کا فرق بالترتیب بتایا ہے۔ اور اس پر ترتیباً قلت روایت و سخت گیری دلیل بتائی ہے۔ صحاح میں ہے کہ یہ دونوں بزرگ نماز شب پڑھتے تھے۔ مگر حضرت ابوبکر نرم آواز سے اور حضرت عمر بلند آواز سے قرأت کرتے تھے۔ آنحضرتؐ کے سوال پر حضرت ابوبکر نے کہا اسمع من اناجیۃ اور حضرت عمر نے کہا اوقظ الوسنان واطرد الشیطان مرتبہ مشاہدہ بہت بلند ہے۔ اور درجہ مجاہدت ادنیٰ ہے۔ یوں سمجھنا چاہیئے۔ جیسے دریا کے سامنے قطرہ یعنی حضرت ابوبکرؓ کے سامنے حضرت عمر کی کوئی ہستی نہ تھی۔ اس لئے آنحضرتؐ نے خود حضرت عمرؓ سے فرمایا ہے ھل انت الا حسنۃ من حسنات ابی بکر۔ حضرت ابوبکر کے کلمات میں ہے۔ دارنا فانیہ واحوالنا عاریۃ وانفاسنا معدودۃ و کسلنا موجودۃ مقصود یہ ہے کہ جب فنا پذیر موجودات سے مشغولیت ہوگی تو شے باقی سے خود بخود حجاب ہوگا۔ اس کلام کو دیکھتے ہوئے آپ کی مشغولیت خلافت پر اعتراض کرنا خوش عقیدگی کے خلاف ہے۔ آپ کی دعا تھی اللھم ابسط لی الدنیا وزھدنی شیئاً۔ طلب دنیا

شکر کیلئے اور زہد صبر کے لئے تھا۔ تاکہ دونوں جزائیں حاصل ہو جائیں۔ دوسرے دوست داری کے فقر کو ترجیح ہے۔ کیونکہ فقر تہی دستی اضطراری صفت فقر ہے۔ اور فقر اختیاری صانع فقر ہے۔ ان کے فقر اختیاری پر انہی کا قول دلیل ہے۔ جو روز خلافت خطبہ میں فرمایا تھا۔ واللہ ما کنت حریصا علی الامارۃ یوما ولیلۃ قط ولا کنت فیہا راغبا ولا سالتہا اللہ قط فی سر ولا علانیۃ ومالی فی الامارۃ راحۃ انسان کو ہر حال میں راضی برضا رہنا چاہیئے۔ خواہ وہ امیر کرے یا فقیر جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ نے کیا ترک ریاست پر اصرار کرنا اسی دلیل سے باطل ہے۔ (۲) حضرت عمر ابن الخطاب ہیں آنحضرتؐ سے روایت کیگئی ہے ان الحق ینطق علی لسان عمرؓ اسی طرح دوسری جگہ ہے قد کان فی الامم محدثون فان یکن منہم فی امتی فعمرؓ حضرت عمرؓ کے اقوال میں سے ہے۔ العزلۃ راحۃ من خلطاء السوء عزلت کی دو قسمیں ہیں ایک اعراض دوسرے انقطاع۔ پہلا ظاہریات اور دوسرا باطنیات سے متعلق ہے۔ اور یہ مقام نہایت بلند ہے حضرت عمر ظاہراً تو خلیفہ تھے۔ مگر باطناً انقطاع تھا۔ اور یہ اس پر دلیل ہے کہ خدا رسیدہ لوگ مخلوق سے ملتے ہیں۔ مگر باطناً ان کا دل خدا کی طرف ہوتا ہے۔ اگرچہ مختصر سا لوث بھی بلا و آفات سے خالی نہیں ہے۔ جیسا کہ انہی کا دوسرا قول یہ ہے دار است علی البلوی بلا یلوی محال آپ آنحضرتؐ کے خواص اصحاب سے تھے کہا گیا ہے کہ آپ کے اسلام لانے کے دن حضرت جبرئیلؑ نے خبر دی قد استبشر اہل السماء باسلام عمر۔ پیوند دوشی میں اس گروہ کا اقتدا انہی سے ہے (۳) حضرت عثمان ہیں۔ قتادہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ روز حرب الدار (جس روز مصریوں نے آپ کو آپ ہی کے مکان میں بارادہ قتل یہ کہہ کر گھیر لیا تھا کہ آپ خلاف قرآن حکم کرتے ہیں اور جو عہدہ دیتے ہیں وہ اپنے عزیزوں کو اور یہ منافی مساوات اسلام ہے) حضرت عثمان کے غلام لڑنے مرنے پر تیار ہو گئے لیکن حضرت عثمان نے کہا مجھے خوف دشمن نہیں ہے۔ جو آج ارادۂ جنگ سے باز رہے گا۔ وہ (انعاماً) آزاد ہے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسنؑ کے ساتھ ہم ان دونوں کی گفتگو

سننے کو آئے۔ مگر حضرت عثمان نے یہ کہہ کر پلٹا دیا یا ابن اخی ارجع الی بیتک واجلس فیہا حتی یاتی اللہ بامرہ مالنا حاجۃ فی احراق الدماء یہ آپ کا مرتبہ تسلیم تھا۔ حضرت ابراہیم نے بھی حضرت جبرئیلؑ کو پلٹا دیا تھا۔ آخر امین وحی نے کہا کہ اگر مجھ سے حاجت نہیں کہتے تو تو خدا ہی سے فرمائے آپ نے فرمایا۔ حسبی من سوالی علمہ بحالی (۴) امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب،، آپ کا مرتبہ ہمارے گروہ عظیم تر ہے۔ یہاں تک کہ جنید ایسا شخص تو اس کا قائل ہے۔ شیخنا فی الاصول والبلاء علی المرتضی۔ یعنی اصول و فروع میں آپ ہی امام ہیں۔ آپ کے نصائح میں ہے لا تجعلن اکبر شغلک باھلک وولدک فان یکن اھلک وولدک من اولیاء اللہ فان اللہ لا یضیع اولیائہ وان کانوا اعداء اللہ فما ھمک وشغلک لاعداء اللہ۔ حق یہ ہے کہ انقطاع دل انہیں کو کہتے ہیں یہ ویسا ہی ہے جیسے حضرت موسیٰؑ نے اپنے عیال (دختر شعیبؑ) اور حضرت ابراہیم نے اپنے زن و فرزند (ہاجرہؑ و اسمٰعیلؑ) کو خدا کے لئے بے چیل و حجت چھوڑ دیا تھا۔ ایک سائل کے سوال پر آپ نے فرمایا کہ بہترین چیز غناء القلب باللہ ہے۔ اس فقرہ کو فقر و صفوۃ میں کافی مداخلت ہے۔ اور جمیع اہل اسلام کی اقتداء حقائق و دقائق و اشارات و معاملات میں آپ ہی کے دامن علم و ورع سے وابستہ ہے۔ آپ کا کلام قوت سے باہر ہے۔

باب فی ذکر ائمتھم من اھل البیت آنحضرتؐ کے اہل بیت صرف وہی لوگ ہیں جن کے لئے آیہ تطہیر خدا نے کلام حق میں نازل فرمائی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا انہیں (۱) امام حسن مجتبیٰ ہیں آپ اسرار دنیا سے اس حد پر واقف تھے۔ کہ آخر آپ کے نانا رسول اکرم کو وصیتاً منع فرمانا پڑا علیکم بحفظ السرائر فان اللہ مطلع علی الضمائر انسان کے لئے ان دونوں کی حفاظت ضروری ہے۔ حفظ اسرار کی تعریف اغیار سے عدم التفات ہے۔ اور حفظ اضمار شاہان جبر و جور سے عدم اظہار مخالفت ہے چنانچہ حسن بصری نے آپ سے مسئلہ قدر کو ایک خط میں دریافت کیا ہے۔ کیونکہ مذہب معتزلہ

کا زور شور تھا۔ وہ لکھتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ السلام علیک یا ابن رسول اللہ وقرۃ عینہ اما بعد فانکم معاشر بنی ھاشم (آنحضرتؐ اسی قبیلہ سے تھے) کالفلک الجاریۃ فی البحر لجی ومصابیح الدجی واعلام الھدیٰ والائمۃ القادۃ الذین من تبعھم نجی کسفینۃ نوحؑ المشحونۃ التی یول الیھا المؤمنون ویبخوا فیھا المتمسکون (یہ حدیث آنحضرتؐ کی طرف اشارہ ہے جو جامع ترمذی میں موجود ہے مثل اھل بیتی کسفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا غرق وھوی) فما قول یا ابن رسول اللہ عند حیرتنا فی القدر واختلافنا فی الاستطاعۃ لتعلمنا بما تاکد علیہ ذلک فانکم ذریۃ بعضھا من بعض (یہ الفاظ آیت میں جس میں افضلیت ذریت رسولؐ کا خداوند عالم نے ذکر فرمایا ہے) بعلم اللہ علمتم وانتم شھداء علی الناس (یہ بھی الفاظ آیت ہیں۔ یعنی اہلبیت دوسرے درجہ پر اور تمام دنیا تیسرے درجہ پر ہے) والسلام حضرت امام حسن نے جو کچھ ان کو تعلیم فرمایا ہے وہ یہ ہے۔ آپ جواب میں لکھتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد فقد اتانی کتابک عند حیرتک وحیرت من زعمت من امتنا والذی علیہ راھی ان من لم یؤمن بالقدرۃ خیرہ وشرہ من اللہ فقد کفر ومن حمل المعاصی علی اللہ فقد فجر ان اللہ لا یطاع بالاکراہ ولا یعصی بغلبۃ ولا یعمل العباد فی ملکہ لکن الملک لما ملکھم والقادر علی ما علیہ اقدرھم فان امروا بالطاعۃ لم یکن لھم صادا ولا لھم عنھا مبتعا وان اتوا بالمعصیۃ وشاء ان یمن علیھم فیحول بینھم وبینھا فعل وان لم یفعل فلیس ھو حملھم علیھا اجبارا ولا الزمھم اکراھا ایاھا باحتجاجہ علیھم ان عرفھم وبکتھم وجعل لھم السبیل الی اخذ ما دعاھم الیہ وترک نھیھم عنہ وللہ الحمد البالغ والسلام روایت میں ہے کہ آپ ایک روز دربار دولت پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عرب آپ کو اور آپ کے ابائے طاہرین کو دشنام دیتا ہوا گذرا۔ آپ نے مخاصم کی جگہ اس کے گھر والوں اور اس کی خیریت و حالت پوچھی۔ اور پھر ایک ہزار درم عطا فرمائے اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول خدا کے بیٹے ہیں۔ میں آپ کے

حلم کا امتحان لینے آیا تھا۔ یہ صفت محققین کی ہے۔ (۲) شہید کربلا و مظلوم بینوا حضرت امام حسینؓ ہیں۔ جنہوں نے اثبات حق کے لئے اپنے جان و مال و اولاد سے دریغ نہ کی۔ آپ کی مدح میں بہت سی حدیثیں ہیں جیسے آنحضرتؐ نے فرمایا۔ الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ حضرت عمر کہتے ہیں میں نے امام حسین کو دوش آنحضرتؐ پر سوار اور آنحضرتؐ کو ایک رشتہ (مثل لجام) منہ لئے دیکھا۔ جس کا سرا امام حسین کے ہاتھ میں تھا۔ میں نے کہا نعم الجمل جملک یا اباعبد اللہ آنحضرتؐ کو صرف اپنی تعریف اچھی نہ معلوم ہوئی۔ اور آپنے فرمایا نعم الراکب ھو یا عمر آپکے محققانہ کلمات میں ہے اشفق الاخوان علیک دینک کیونکہ دین کی متابعت وجہ نجات و مخالفت وجہ ہلاک ہے۔ آپ نے ایک سائل کو پانچ ہزار اشرفی عطا فرمائی اور وہ چند لمحے جو اس کو گذرے اتنی تاخیر پر شرمندگی ظاہر فرمائی۔ آپ کے مناقب حصر بیان سے باہر ہیں۔ اور کون مسلمان ہے جو آپ سے واقف نہ ہو۔ (۳) سید الساجدین زین العابدین امام علی ابن الحسین بن علی بن ابی طالب آپ کا صبر کربلا سے شام تک روشن ہے۔ آپ سردار عبادت کنندگان زمانہ تھے۔ اور کشف حقائق اور بیان دقائق میں آپ کا مرتبہ افہام سے بلند تر تھا۔ آپ نے کسی کے جواب میں فرمایا ہے اذا رضی لم یحملہ رضاہ علی الباطل واذا سخط لم یخرجہ سخطہ من الحق فھو سعید فی الدنیا والآخرۃ یہ صفت مخصوص مستقیمان کمال کی ہے۔ روایت میں ہے کہ بعد شہادت امام حسین کوئی باقی نہ تھا کہ اہل بیت رسولؐ کی نگرانی کرتا۔ آپ کو گرفتار کرکے جب یزید کے سامنے لایا گیا تو اس نے طنزاً اس طرح حالات دریافت کئے۔ جس کی خبر خود اس کو تھی۔ اس نے پوچھا کیف اصبحتم یا علی یا اھل بیتہ الرحمۃ قال علی اصبحنا فی قومنا بمنزلۃ موسیٰ من آل فرعون یذبحون ابنائھم ویستحیون نساءھم فلا تدری صباحنا من مسائنا من حقیقۃ بلائنا۔

اور ان تمام حالتوں پر بھی ہم مصروف صبر و شکر ہیں۔ واقعات میں ہے کہ ہشام بن

عبدالملک (خلیفہ آل امیہ) ایک سال حج کے لئے گیا اور جب ازدہام حجاج سے سنگ اسود تک رسائی نہ پائی تو اپنے مصاحبوں کے ہمراہ کرسی پر دروازۂ خانہ کعبہ کے سامنے بیٹھ کر وقت کا انتظار کرنے لگا۔ یکایک کنارہ مجمع سے امام زین العابدین آتے نظر آئے اگرچہ آپ کسی کو ہٹانا نہ چاہتے تھے۔ مگر ہیبت امامت رہبری کر رہی تھی۔ اور جو آپ کو دیکھتا تھا راہ دے دیتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ آہستہ آہستہ سنگ اسود تک گئے اور یونہی واپس تشریف لائے آپ کی حرمت بنظیر کو دیکھ کر مصاحبین ہشام میں سے کسی نے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ جس کو یوں راستہ مل گیا ہشام نے نام بتانے سے گریز کیا تو فرزدق شاعر بول اٹھا کہ اگر ہشام نہیں جانتا تو مجھ سے سنو اور فی البدیہہ اس نے ایک قصیدہ امام کی تعریف میں پڑھا جس کا مطلع یہ ہے:۔ ھذا الذی تعرف البطحا وطاتہ ۔ والبیت یعرفہ والحل والحرم ہشام نے آزردہ ہو کر فرزدق کو قید کر دیا۔ امام نے خبر پا کر بارہ ہزار درم بھیجے اور کہلا بھیجا کہ اے ہشام ابوفراس۔۔۔ ہم سے زمانہ ناموافق ہے ورنہ اور بھی دیتے۔ اس نے کہا میں روپیہ کے لئے بادشاہوں کی تعریف کرتا ہوں آپ سے آخرت کا طالب ہوں فرمایا اس کے بھی ہم ضامن ہیں (۴) امام الائمہ باقر العلوم امام محمد باقر بن علی ابن الحسین علیہم السلام آپ کی کنیت ابوعبداللہ لقب باقر ہے آپ حل دقائق علوم و تفسیر کلام مجید میں شہرت و قبولیت عامہ رکھتے ہیں۔ آپ کو کسی خلیفہ عہد نے بارادہ قتل بلایا۔ اور پھر خلعت و انعام کے ساتھ رخصت کر دیا۔ لوگوں کے سوال پر ان سے کہا میں نے آپ کے ساتھ دو شیروں کو آتے دیکھا۔ جو بزبان فصیح کہہ رہے تھے کہ اگر ذرا بھی ایذا بھیجی تو تجھ کو زندہ نہ چھوڑیں گے آپ نے تفسیر ومن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ میں فرمایا ہے کل من شغلک عن مطالعۃ الحق فھو طاغوتک۔ یعنی کشف حجاب کرو تو محجوب نہ ہو گے۔ آپ کی مناجات بعد از نماز قابل دید ہے۔ آپ کثیر البکا تھے۔ اور سوالات پر جواباً فرماتے تھے کہ حضرت یعقوب کے بارہ فرزندوں میں صرف یوسفؑ غائب ہوئے۔ تو وہ اس قدر روئے کہ آنکھیں

سپید ہوگئیں اور میرے نواسے جوانان بہشت جاں کربلا میں بنی امیہ کی تیغوں سے خون میں غرق ہوئے میں کیوں نہ روؤں۔ (۲) امام صادق آل محمد امام جعفر صادق بن محمد الباقر آپ کو تمام علوم پر تبحر کامل حاصل تھا اور جملہ فنون میں آپ کے بے شمار طائف مشہور ہیں۔ مشائخ میں آپ کی بہت سی کرامتیں متداول ہیں آپ کا قول تھا من عرف الله اعرض عما سواه۔ آپ نے فرمایا ہے لا تصح العبادة الا بالتوبة لان الله تم وفق التوبة على العبادة وقال عج التائبون العابدون۔ یہ اس لئے کہ توبہ مرتبہ ابتدائی ہے۔ اسلئے جمیع الناس سے حکم ہے۔

آپ سے داؤد طائی نے طلب نصیحت کی آپ نے انکار فرمایا کہ تم خود ہی ازہد ناس ہو انہوں نے کہا آپ سے اس لئے چاہتا ہوں کہ آپ کو دنیا پر افضلیت حاصل ہے۔ آپ آنحضرتؐ کے فرزند ہیں۔ آپ نے فرمایا ڈرتا ہوں کہ آنحضرتؐ مجھ سے نہ کہیں کہ تم نے میری پوری متابعت نہ کی۔ یہ کام عمل سے ہوتا ہے یہ سن کر داؤد رونے لگے اور کہتے تھے الٰہی جب رسول کا فرزند اس حیرانی میں ہے تو اور کسی کی کیا حقیقت ہے انہی داؤد سے مروی ہے کہ آپ ایک جلسہ میں اہل مجلس سے فرما رہے تھے کہ آؤ ہم تم آپس میں معاہدہ کریں۔ جو محشر میں نجات پائے وہ بقیہ لوگوں کی شفاعت کرے۔ اہل مجلس نے عرض کی آپ کو ہماری شفاعت کی کیا حاجت ہے۔ آپ اور آپ کے آباؤ اجداد شفیع یوم محشر ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے شرم آتی ہے کہ غیروں کی طرح میں بھی آنحضرتؐ کو زحمت شفاعت دوں۔ یہ اہل مجلس کو آگاہ کرنا مقصود تھا۔ کہ شفاعت کا ذریعہ ہم کو بناؤ۔ کیونکہ جو آنحضرتؐ سے شرمائے وہ اغیار کا احسان کیوں لینے لگا۔ یہ مرتبہ انبیاء اور خواص اولیا کو نصیب ہوتا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا ہے اذا اراد الله تعم بعبد خیر الصقه العیوب بنفسه اگر تمام اہل سنت و تبعیہ چہاراموں کا ذکر کروں تو بہت طول ہوگا اہل دل کے لئے اسی قدر کافی ہے۔

باب فی ذکر اھل الصفۃ۔ اصحاب کا یہ تارک الدنیا گروہ تھا۔ جو ہمیشہ عبادت خدا میں مصروف تھا۔ انہی کے متعلق آنحضرتؐ کو حکم حفاظت و خاطر داری دیا گیا تھا۔ بروایت ابن عباسؓ ان کی جمع عبادت و فقر کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ بشارت جنت قبول کرو۔ اور میری امت میں جو تمہاری روش اختیار کریگا جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ ان میں قابل الذکر یہ حضرات ہیں سلمان فارسیؓ ان کے لئے آپ نے فرمایا۔ سلمان میرے اہل بیت سے ہیں۔ بلال بن رباح مؤذن عبداللہ بن الجراح عماریاسر جو جنگ صفین میں اہل شام کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ عبداللہ بن مسعود قاری عتبہ بن مسعود مقداد بن اسود جناب بن الارث مہجب بن سنان عتبہ بن غزوان زید بن الخطاب برادر حضرت فاروق ابو کبشہ غلام آنحضرتؐ ثابت بن الحصین سالم غلام خدیفہ الیمان عکاسہ بن الحصین مسعود بن ربیع القاری ابوذر جندب بن جنادہ غفاری ان کے لئے آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ ایسا سچا سایہ فلک و پشت زمین پر نہیں گذرا۔ مطیع بن ثابت بن عباد وغیرہ اصحاب صفہ کی تاریخ عبدالرحمن محمد بن حسن السلمی نے لکھی ہے مطیع سے میں راضی نہیں ہوں۔ اس لئے کہ حضرت ام المومنین عائشہ پر انہی نے تہمت زنا لگائی ہے۔ غرض قرن صحابہ بہترین قرون تھا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ خیر القرون قرنی الخ اور کلام مجید میں ہے والسٰبقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان۔

باب فی ذکر ائمتھم من التابعین (۱) اویس قرنی ہیں۔ اگرچہ یہ عہد رسالت میں موجود تھے۔ مگر ملاقات و صحبت کے فیض سے محروم رہے آنحضرتؐ نے ان کا ذکر غائبانہ فرمایا ہے۔ اور حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب اور حضرت فاروق عمر ابن الخطاب کے وسیلہ سے سلام کہلوایا ہے زمانہ جنگ میں یہ سلام پہنچایا گیا ہے۔ اس زمانہ کے بعد پھر ان کو کسی نے نہیں دیکھا۔ البتہ زمانہ جنگ صفین میں خدمت امیر المومنین علی ابن ابیطالب میں حاضر ہوئے۔ اور آپ کی طرف سے اہل شام سے جنگ فرما کر درجہ شہادت پر فائز ہوئے عاش

سعیدًا ومات شہیدا رضی اللہ عنہ۔ ان کے کلمات میں ہے السلامۃ فی الوحدۃ مگر اس کے معنے حیات تنہائی کے نہیں ہیں۔ جو تقریبًا محال ہے۔ بلکہ اس کا مقصود خلوت دل از ذکر غیر ہے (۲) ھرم بن حیان اکثر صحابہ کی طرح یہ حضرت اویس سے بھی کنار و ریائے فرات ملے ہیں۔ اگرچہ اویس نے ان کو کبھی نہ دیکھا تھا۔ مگر سلام کیا تو ان کا نام لے کر اور ان کی دریافت پر فرمایا عرفت روحی روحک۔ یہ ملاقات زیادہ تر حضرت امیر المومنین حضرت فاروق کے ذکر پر مشتمل رہی اور آپ نے حدیث الاعمال بالنیات ھرم سے نقل کی اور روایت میں فرمایا علیک بقلبک اس کے معنے یا یہ ہیں کہ دل کو تابع حق بنایا جائے یا دل نافرمان کی فرمائشات سے آزادی حاصل کی جائے۔ لیکن قلوب کاملین خدا کی طرف سے معصوم پیدا کئے جاتے ہیں۔ ان کی متابعت فرض ہوتی ہے یہ لوگ مالک القلوب ہوتے ہیں۔ نہ کہ مغلوب القلوب انہی کے لئے ارشاد ہے الا عبادک منہم المخلصین (۳) ابوالحسن البصری جن کی کنیت باختلاف ابو محمد و ابو سعید بھی کہی گئی ہے۔ یہ لطیف الاشارات تھے۔ انہوں نے ایک اعرابی کو جواب دیا ہے۔ کہ صبر دو قسم کے ہیں۔ ایک بلیات میں دوسرے منہیات خدا میں۔ یہ سن کر اعرابی نے کہا۔ انت زاھد ما رأیت ازھد منک۔ انہوں نے کہا ہم کو زاہد کہنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارا زہد رغبت (باطنی) اور صبر جزع و خوف ہے۔ پھر اس کی تفصیل میں کہا کہ ہمارا زہد دراصل رغبت جنت اور صبر خوف جہنم سے ہے۔ مطلب یہ کہ خلوص اور ہی چیز ہے۔ ان کے اقوال میں ہے۔ ان صحبۃ الاشرار تورث سوء الظن بالاخیار۔ اس قول کا مشاہدہ ارباب زمانہ میں کرلو۔ اور یہ ناگزیر نتیجہ ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

فلا تقرن نفسی وانت حبیبہا

فکل امری یصب الی من یجانس

(۴) سعید بن مصیب فقہ و تفسیر و ادب میں ان کا بڑا ذخیرہ ہے۔ ان کا قول ہے۔

ارض بالیسر من الدنیا مع سلامت دینك کما رضی قوم بکثیرها مع ذهاب دینهم
مقصود یہ ہے کہ فقر و دین غنائے یا غفلت سے راجح ہے۔ اس لئے کہ ان کا بھروسہ
خدا اور ان کی آس دنیا ہے۔ کسی نے ان سے سوال کیا کہ ایسا حلال بتایئے جس میں حرام نہ ہو
اور ایسا حرام جس میں حلال نہ ہو انہوں نے کہا۔ ذکر الله حلال لیس فیه حرام
وذکر غیره لیس فیه حلال +

باب فی ذکر ائمتهم من تبع التابعین الی یومنا (۱) حبیب عجمی ابتداءً یہ سود خوار تھے پھر دولت
حسن بصری پر توبہ کی۔ زبان عرب فرات سے ناواقف تھے۔ اس لئے حسن بصری نے نماز
میں ان کی اقتدا نہ کی تو شیخ کو ہدایت ہوئی کہ میری رضا اسی میں تھی۔ تم نے قدر رضا نہ کی۔ حجاج
بن یوسف سے ڈر کر حسن بصری ان ہی کے یہاں پوشیدہ ہوئے تھے۔ مگر ان سے جو پوچھتا
تھا یہ صاف بتا دیتے تھے کہ میرے یہاں ہیں۔ حسن بصری نے کہا کہ اگرچہ بجا تو میں تمہاری
برکت سے مگر تم کیوں بتا دیتے تھے۔ انہوں نے کہا یہ صرف صداقت کی برکت تھی۔ ان سے
پوچھا گیا کہ رضا کاہے میں ہے انہوں نے جواب دیا۔ القلب لیس فیه غبار النفاق۔
اس لئے کہ نفاق خلاف رضا و وفاق ہے۔ اور وفاق اصل رضا (۲) مالک بن دینار صاحب
حسن بصری ان کو محفل سرور میں ایک تنبورے نے ہدایت توبہ کی اور دست حسن بصری پر
انہوں نے توبہ کی۔ ایک کشتی میں جب کسی کے جواہرات چوری گئے۔ تو ناواقفیت سے
تہمت انہی پر لگائی گئی۔ انہوں نے دریا کو دیکھا ہر مچھلی منہ میں جواہر لئے پیدا ہوئی اُن
میں سے ایک لے کر انہوں نے صاحب مال کو دے دیا اور خود براہ آب ساحل کیطرف
چلے گئے ان کے اقوال میں ہے احب الاعمال علی الاخلاص فی الاعمال۔ اس لئے
کہ عمل ظاہر ہے اور اخلاص باطن اور باطن کے تاثر ہی سے ظاہر ہی قابل قبول ہوتا ہے۔
(۳) امیر الاولیا ابو حلیم حبیب بن اسلم الراعی صاحب سلمان رضؓ فارسی انہی نے آنحضرتؐ
سے روایت نقل کی ہے نیة المؤمن خیر من عمله۔ مشائخین میں سے کسی نے بیان کیا

. . . . . ہے کہ یہ کنار فرات نماز میں مشغول تھے۔ اور گرگ ان کی گلہ کی نگہبانی کر رہا تھا۔ سوال پر جواب دیا کہ یہ اس لئے ہے کہ راعی خالق گوسفند کا دوست ہے۔ پھر ایک کاسہ چوبی میں ایک سنگ کو دودھ شہد و شیر لبکر پلایا۔ اور اس کو پھر دی آنحضرتؐ کا سبب بتایا۔ اور تمثیل میں حضرت موسیٰ کا واقعہ انشا رحجر کہہ سنایا۔ اور نصیحتاً فرمایا لا یجعل قلبک صندوق وبطنک وعاء الحرام (۴) ابو الحازم مدنی اکثر مشائخ کے استاد صاحب کلام مقبول تھے۔ ان سے پوچھا گیا۔ ما مالک قال الرضا عن اللہ وغنا من الناس مشائخ میں سے ایک شخص سے بیدار ہو کر انہوں نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرتؐ کو خواب میں دیکھا۔ وہ تجھے حکم دیتے ہیں کہ بکوفی ماور حج سے بہتر ہے (۵) محمد بن واسع اکثر تابعین کے صحبت یافتہ تھے۔ ان کے اقوال میں ہے ما رأیت شیئا الا ورأیت اللہ فیہ یہ فقرہ مشاہدہ کامل پر دلیل ہے۔ یعنی فعل میں فاعل کا جلوہ نظر آتا ہے۔ جیسے حضرت ابراہیم تارو نمیں جلوہ خالق نجوم دیکھ کر فرما رہے تھے۔ ھذا ربی لیکن خدا کا مکان معین کرنا باطل ہے۔ کیونکہ تعین مکان سے تجزیہ اور پھر فنا لازم آئے گی (۶) امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت ان کو عزلت سے آنحضرتؐ نے خواب میں منع فرمایا تھا پھر بھی جب منصور نے قاضی مقرر کرنا چاہا تو یہ راضی نہ ہوئے۔ کسی نے خواب میں آنحضرتؐ سے پوچھا۔ آپ کو کہاں ڈھونڈوں۔ فرمایا یعنی علم ابی حنیفہ کے نزدیک میں نے روضہ بلالؓ مؤذن پر آنحضرتؐ کو خواب میں دیکھا۔ کہ بچوں کی طرح ایک بوڑھے کو گود میں لئے ہوئے ہیں اور محبت سے فرما رہے ہیں کہ یہ تمہارے امام ابو حنیفہ ہیں۔ داؤد طائی کو انہوں نے نصیحت کی تھی۔

(۷) عبداللہ بن مبارک مروزی صاحب تصانیف و امام وقت تھے۔ ان کی توبہ کے متعلق نقل ہے کہ جس لڑکی پر عاشق تھے اس کو لب بام پاکر صبح تک محو نظر بازی رہے یہانتک کہ شوق نے اذان صبح کو اذان عشا بتایا۔ آفتاب نکلنے پر آنکھیں کھلیں اور نفس کو زجر

کرتے واپس ہوئے پھر تو یہ حال تھا کہ ان کی ماں نے ان کو ایک باغ میں سوتے اور سانپ کو شاخ مروہ جنبانی کرتے دیکھا۔ ان کا قیام بغداد و مکہ معظمہ و مرو میں رہا ہے۔ آخر الذکر مقام میں درس بھی ہوتا تھا۔ یہاں دو فرقے تھے۔ حدیث و قیاس یہ ہمیشہ توفیق بین القولین کرتے رہے۔ اس لئے ان کو ذی الفریقین لقب ملا۔ ان کے اقوال میں ہے۔ السکون حرام علی قلوب اولیائہ اس لئے کہ دنیا میں طلب و آخرت میں طرب ہے۔ اور دونوں حالتوں میں اضطرار لازم لہذا دونوں جہان ایک سے ہیں۔ (۸) ابو علی الفضل بن عیاض تھے یہ اجرت پر اونٹ کرتے تھے۔ مگر اس وقت خوف خدا دل میں تھا جس قافلہ میں عورت ہوتی تھی اس پر حملہ نہ کرتے تھے ایک سوداگر ان کے رحم دل سے واقف ہو کر یوں آیا کہ نگہبانوں کی جگہ حافظ قرآن ہمراہ تھا۔ اور جہاں یہ تاک میں بیٹھے تھے وہیں قاری نے پڑھا الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ اسی کے بعد توبہ کی اور مدتوں مجاور خانہ کعبہ رہے۔ ان کے اقوال میں ہے۔ عرف اللہ حق معرفتہ عبد اکل طاقتہ کیونکہ کثرت طاعت ہی نشان دوستی ہے جیسا کہ حضرت عائشہ سے روایت ہے۔ کہ شب آنحضرتؐ میرے بستر پر مجھے نظر نہ آئے مجھے یقین ہوا کہ کسی دوسری بی بی کے پاس چلے گئے ہیں فوراً جستجو میں نکلی تو آپ کو مسجد میں محو عبادت پایا۔ جب واپس ہوئے تو پاؤں پر ورم انگلیاں شق اور ان سے آب زرد جاری۔ میں نے کہا آپ کے گناہ تو عفو کر دیئے گئے پھر یہ سعی کیوں ہے فرمایا افلا اکون عبدا شکورا آپ نے شب معراج پچاس رکعت نماز قبول فرمائی تھی یہ کمی حضرت موسیٰؑ کے کہنے سے ہوئی۔ کیونکہ آپ میں فرمان پذیری پوری پوری تھی لان المحبۃ ھی الموافقۃ فضل بن عیاض اور خلیفہ ہارون رشید سے ملاقات ہوئی ہے۔ خلیفہ نے نصائح سن کر ایک ہزار اشرفی پیش کی تو انہوں نے کہا کہ میری نصیحت سب بیکار گئی۔ جو جابر و ظالم ہی رہا۔ کہا یہ کیوں جواب دیا میں تجھے نجات دینا چاہتا ہوں۔ اور تو مجھے روپیہ سے مبتلائے آفت کرنا چاہتا ہے۔ (۹) ذوالنون ابن ابراہیم مصری یہ اثنا نوبی اور نوبیان نام تھے۔ آخر

روز تک اہل مصر نے ان کو نہ پہچانا۔ روز وفات لوگوں نے ستر ہزار پیمبروں کو استقبال روح کے لئے (خواب میں) آتے دیکھا۔ اور ان کی پیشانی پر لکھا ہوا تھا ھذا حبیب اللہ مات فی حب اللہ فبیل اللہ لاش پر مرغان ہوا کا۔۔ مجمع بھی تھا۔ ان کے اقوال میں ہے العارف کل یوم اخشع لانہ فی ساعۃ من الرب اقرب اسی وجہ سے حضرت موسیٰ ع کو جواب دیا گیا تھا۔ جب آپ نے پوچھا تھا۔ یارب این اطلبک قال عند منکسرۃ القلوب حقیقت معرفت بغیر خشوع حاصل نہیں ہوتی۔ اور علامت معرفت صدق ہے۔ جیسا کہ انہی کا قول ہے الصدق سیف فی ارضہ ما وضع علی شئی الا قطعہ ان کے حکایات میں ہے کہ یہ کشتی پر سیر دریائے نیل کر رہے تھے کہ دوسری کشتی پر کچھ لوگ سرود و غنا میں مست نظر آئے۔ شاگردوں نے کہا کہ ان کو بد دعا سے غرق کر دیجئے۔ انہوں نے دعا کی کہ ان کو بہترین زندگی عطا فرما۔ جب وہ کشتی قریب آئی اثر دعا سے ان لوگوں نے آلات غنا توڑ ڈالے اور توبہ کر لی۔ انہوں نے کہا یہاں کی توبہ وہاں کی بہترین حیات ہے۔ یہ آنحضرتؐ کی پیروی تھی۔ جیسے آپ ستم کفار قریش پر فرمایا کرتے تھے اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ سفر بیت المقدس میں ایک ضعیفہ زنایاں ہوئی۔ میں نے اس سے پوچھا من این قالت من قلت الی این قالت الی اللہ میں نے اسے اشرفی دی۔ اس نے انکار کیا۔ اور کہا میں جو کچھ کرتی ہوں اس کے لئے اور سوا اس کے کسی سے کچھ لیتی بھی نہیں۔ اس قول کے یہ معنے ہیں کہ افعال بشر اگر ریا و ہوئے ثواب سے ہیں تو اپنے لئے ہوئے اور اگر ریا سے ہیں تو خلق کے لئے خلوص دوسری چیز ہے۔ اگرچہ خدا افعال عبد کا محتاج نہیں ہے کما قال اللہ تعالیٰ ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اسأتم فلھا دوسری جگہ ہے ومن جاھد فانما یجاھد لنفسہ ان اللہ لغنی عن العٰلمین (۱۲) ابو اسحٰق ابراہیم بن ادھم منصور امام ابو حنیفہ سے تسلیم حاصل کی اور سفیان ثوری و فضیل بن عیاض سے ملاقاتیں رہیں یہ امیر بلخ تھے بشکار میں ایک ہرن نے آواز دی الھذا خلقت او لھذا۔ مسمات یہی فقرہ وجہ توبہ ہوا۔ انکے

. . . . لئے جنید کا قول ہے مفاتیح العلوم ابراہیم انہی کی صفت میں ہے اتخذ
اللہ صاحبا و ذر الخلق جانبا۔ بندہ کا لبیک کہنا ہے خلق سے روگردانی کا سبب اور
تعمیل فرائض کی وجہ اور صحبت حق پر منتج ہے کیونکہ خلوص دشمنی نفس و خواہشات سے
پیدا ہوتا ہے۔ جو اپنی ہی ذات میں ہے۔ اپنے سے اعراض خلق سے اعراض ہے۔
ان دو خبروں کو آخر میں سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ہر حرکت و سکون بے حکم نہیں۔ اور تعمیل احکام
و فرائض ضروری ہے۔ ان سے بادیہ گردی میں کسی نے کہا جس راہ پر چل رہے ہو کیا اس
میں زاد لینا بھی ضروری ہے۔ میری جیب میں چار دانگ چاندی تھی وہ میں نے پھینک دی
اور پہچان لیا کہ یہ شیطان ہے۔ پھر مجھے چار سالہ بادیہ گردی میں خدا رزق دیتا رہا حضرت
خضرؑ سے بھی ملاقات ہوئی۔ اور انہوں نے اسم اعظم تلقین فرمایا (۱۱) بشیر بن الحافی عالم
فروع و اصول و مرید بوعلی خشوم تھے۔ ایک دن مست آرہے تھے۔ راہ میں ایک کاغذ پر بسم اللہ
الرحمن الرحیم لکھی پڑی پائی۔ اس کو اٹھا لیا اور معطر کر کے جائے پاک پر رکھا۔ خواب میں
دیکھا کہ آواز آرہی ہے۔ یا بشر طیبت اسمی فعزتی لاطیبن اسمک فی الدنیا والاخرۃ
یہی واقعہ وجہ توبہ ہوا۔ عظمت مشاہدت کی وجہ سے ہمیشہ پابرہنہ رہتے تھے۔ اور کہتے تھے
کہ بساط خدا اور اپنے قدم میں حائل نہیں چاہتا۔ ان کے اقوال میں ہے من اراد ان یکون
عزیزا فی الدنیا و شریفا فی الاخرۃ فلیجتنب ثلاثا لا یسال احدا حاجۃ ولا یذکر
احدا بسوء ولا یجیب احدا بطعامہ اس لئے کہ دوسرے سے سوال بمعرفتی ہے۔ اور
ان استعانۃ المخلوق الی المخلوق کالاستعانۃ المسجون الی المسجون اور بدگوئی ممنوع ہے۔
اور طعام غیر پر نظر رزاقیت الٰہی کی توہین ہے۔ اگرچہ میزبان کا احسان و منت نمائی کرنا
فضول ہے۔ کیونکہ جو کچھ مہمان نے کھایا وہ اس کی روزی تھی۔ اہل سنت روزی کو خدا
اور معتزلہ ملک جانتے ہیں (۱۲) ابویزید طیفور بن عیسیٰ بسطامی ان کے لئے جنید کا قول ہے
ابویزید مثلنا مثل جبرائیل من الملائکۃ متصوفین کے دس اماموں میں سے ایک یہ ہیں

ان کے اقوال میں ہے۔ لقد عملت فی المجاهدة ثلثین سنة فما وجدت شیئا اشد علی من العلم والمتالقیه ولولا اختلاف العلماء لبقیت اختلاف العلماء رحمة الا فی تجرید التوحید انہی کا قول ہے الجنة لاخطر لها عند اهل المحبة واهل المحبة محجوبون بمحبتهم خود بیان کرتے ہیں کہ پہلے حج کیا تو صرف گھر کو دیکھا اور اس نے نامقبول سمجھا۔ دوسری مرتبہ گیا تو مکان و مکین دونوں کو دیکھا۔ میں نے کہا یہ شرط وحدت نہیں ہے۔ تیسری مرتبہ مکین ہی مکین تھا۔ اور کوئی کہہ رہا تھا کہ اگر تو اپنے کو اور عالم کو نہ دیکھتا تو مشرک نہ ہوتا خودی میں مبتلا ہو کر مشرک رہا میں نے توبہ کی اور پھر توبہ سے توبہ کی (کیونکہ یہ بھی غیریت ہے) اور خود بینی سے بھی توبہ کی (۱۳) ابو عبداللہ حارثی صاحب کتاب رعایت یہ مشہور اہل علم ہیں ان کے اقوال میں ہے۔ العلم بحرکات القلوب فی مطالعة الغیوب اشرف من العمل بحرکات الجوارح۔ ایک مرتبہ ایک فقیر سے کہا کہ کن لله والا فلا تکن یعنی یا خدا کے اوامر میں مصروف ہو جیسا کہا گیا ہے وابعد والا دم یا فنا ہو جا کیونکہ دوسری حالت یہی تھی هل اتی علی الانسان حین من الدهر لم یکن شیئا مذکورا (۱۴) ابو سلیمان داؤد طائی شاگرد امام ابو حنیفہ و مرید حبیب راعی یہ بڑے فقیہ تھے اپنے مرید کو نصیحت کی تھی ان اردت السلامة سلم علی الدنیا وان اردت الکرامة فسلم علی الآخرة دونوں جہان کی سلامتی دونوں کا ترک ہے۔ اور یہی فراغت دل و دین ہے۔ حکایات میں ہے کہ یہ محمد بن الحسن سے تو ملتے تھے اور ابو یوسف قاضی کی ملاقات سے انکار کرتا تھا سبب پوچھا تو کہا کہ محمد نے امیری سے علم حاصل کیا ہے جو نا اہل دنیا میں ان کی ذلت کا سبب ہے۔ اور قاضی نے فقیری میں تحصیل علم کی ہے۔ جو طلب جاہ ہے۔ معروف کرخی کہتے ہیں کہ دنیا کو ہیچ جاننے والا ان ایسا نہیں دیکھا۔

(۱۵) ابو الحسن سری بن مغلس سقطی مرید معروف کرخی اور ہم صحبت حبیب راعی تھے ان کی مناجات میں ہے اللهم مهما غذیتنی به من شیء فلا تعذبنی بذل الحجاب

یعنی محبوب کے لئے ہر نعمت خواہ وہ جنت ہی کیوں نہ ہو لعنت ہے۔ اور مکاشف کے لئے جہنم ہی نعمت ہے (۱۶) ابو علی شقیق بن ابراہیم الازدی صاحب تصانیف و مرید ابراہیم ادھم ہیں ان کے اقوال میں ہے جعل اللہ طاعۃ احیاء فی مماتہم واھل الغفلۃ امواتا فی خیرا تھے ایک بوڑھا آدمی ان کے پاس توبہ کو آیا۔ انہوں نے کہا بہت دیر کی اس نے کہا قبل موت جو آئے وہ جلد آتا ہے۔ ان کی توبہ کا یہ واقعہ ہے کہ ایک سال بلخ میں قحط پڑا۔ لوگ گریہ وزاری و مردم خواری میں مصروف تھے۔ مگر ایک غلام ہنس رہا تھا۔ لوگوں نے جب اس سے پوچھا تو اس نے کہا مجھے کیا پروا میرے مالک کے دیہات محفوظ ہیں۔ انہوں نے دل سے کہا کہ یہ چند فانی دیہاتوں پر اتنا اعتماد رکھتا ہے اور میں جس کا بندہ ہوں اس کا تو مال فانی ہی نہیں۔ مگر مجھے اعتماد نہیں۔

(۱۷) ابو سلیمان عبد الرحمن بن عطیہ الدارانی ان کے اقوال میں ہے۔ اذا غلب الرجاء علی الخوف فسد الوقت۔ وقت رعایت حال ہے۔ جو خوف سے ممکن ہوتی ہے۔ لیکن نہ اس قدر کہ خوف رجا پر غلبہ پا جائے۔ کیونکہ یہ شرک ہے۔ اور اس کا نتیجہ یاس رجا کا سید مشاہدہ اور خوف کا سید مجاہدہ ہے۔ اس لئے احمد بن طواری نے ابو سلیمان سے سوال کیا جب رات کو نماز میں ان کو راحت ہی راحت رہی انہوں نے جواب دیا ابھی تم میں ضعف اور خلا و ملا میں چگونیت ہے۔ ورنہ کوئی وقت خدا سے جدا نہیں ہوتا۔

(۱۸) ابو المحفوظ معروف کرخی یہ امام ہشتم علی ابن موسیٰ الرضا کے پروردہ اور آپ ہی کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے تھے۔ یہ بزرگ سادات مشائخ و علمائے عہد سے تھے۔ ورع و اتابت و استجابت دعا میں مشہور و ممتاز زمانہ تھے۔ یہاں تک کہ ان کا ذکر اس قدر بعد بر امعلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ سری سقطی ایسے بزرگ کے استاد تھے لیکن میں نے استاد ابو القاسم کی کتاب سے نقل کیا ہے۔ اور ان کے یہاں یہی ترتیب تھی۔ ان کے اقوال میں ہے للفتیان ثلاث علامات وفاء بلا خلاف وسلح بلا جود و

عطاء بلاسوال عطا بلا تمیز مراد ہے جو صفت ابراہیمیؑ ہے۔
(۱۹) حاتم بن عنوان الاصم بلخی مشائخ خراسان سے اور مرید احمد خضرویہ و صدیق وقت تھے۔ جنید نے کہا ہے۔ صدیق زمانا حاتم الاصم۔ ان کے اقوال میں ہے الشھوۃ ثلاثۃ شھوۃ فی الاکل و شھوۃ فی الکلام و شھوۃ بالنظر فاحفظ الاکل بالثقۃ واللسان بالصدق والنظرۃ بالعبرۃ حفاظت اکل توکل و حفاظت راست گوئی اور راست نگاہی مکاشفہ ہے۔ اور حقیقتہ یوں کھانا اور دیکھنا اور بولنا لفظ شہوت کے ماتحت ہی نہ ہونگے اور یہ سب کچھ باجازت الٰہی ہوگا۔ تو عین رضا ہوگا نہ کہ شہوت (۲۰) ابو محمد احمد بن حنبل شافعی و حنفی طبقہ ان کو اچھا جانتا ہے اگرچہ بعض نے برا بھی کہا ہے۔ بغداد میں معتزلہ کے زور نے قرآن کو مخلوق خدا منوا دیا۔ مگر یہ انکار ہی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ہاتھ بند ہوا کر تازیانے لگوائے گئے۔ اور انہی کی وجہ سے انتقال ہوگیا۔ اسی حالت میں لوگوں نے تضحیک کے لئے ازار بند کھول دیا مگر ہاتھ پیدا ہوا۔ اور ان سے ستر کر دیا۔ جب یہ زخمی ہوکر واپس ہوئے تو پوچھا گیا کہ جن لوگوں نے آپ کو ایذا دی ان کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے جواب دیا کہ یہاں اور وہاں کہیں ان سے مخاصمہ نہ کروں گا۔ اس لئے کہ وہ اپنے نزدیک اعلائے حق چاہتے تھے۔ اکثر مشائخ سے ان سے ربط تھا۔ معاملات کا جواب خود دیتے تھے۔ اور حقائق کے سوال پر مشائخ کا راستہ بتا دیتے تھے۔ چنانچہ ایک شخص نے اخلاص و توکل و رضا و محبت کو دریافت کیا ابتدائی تین چیزوں کا جواب انہوں نے دیا۔ کہ الاخلاص ھو الخلاص من آفات الاعمال والتوکل الثقۃ باللہ تعہ والرضا التسلیم الامر الی اللہ تعہ اور محبت کے لئے بشر کا حوالہ دیا۔
(۲۱) ابو عبداللہ بن ادریس الشافعی شاگرد امام مالک تھے۔ ان کے فضائل مشہور ہیں۔ ان کا ارادہ عزلت پورا نہ ہوسکا۔ کیونکہ عراق میں مقلدین زیادہ ہوگئے۔ اور جاہ طلبی میں مشغول ہوگئے۔ مگر بہرحال محمود الصفات ہیں۔ ابتدا میں صوفیہ سے انکو کدورت

ہی تھی۔ مگر جب تک سلیمان راعی سے ملاقات نہ ہوئی تھی۔ ان کے اقوال میں ہے۔
اذا رائیت العالم یشغل بالرخص فلن یجئ منہ شیئا۔ سہل طبقی تاویلات
پرستی ہمیشہ مجاہدہ سے دور کہتی ہے (۲۲) ابوالحسن احمد بن ابی الجواری الشامی مشائخ
شام میں ممتاز ہیں۔ جنید کا قول ہے الاحمد ریحانۃ الشام سلیمان الدارانی کے مرید
وراویان حدیث سے ہیں۔ ان کے اقوال میں ہے الدنیا مزبلۃ ومجمع الکلاب
واقل الکلاب من عکف علیہ فان الکلب یاخذ منہا حاجۃ وینصرف
والمحب لا یزال عنہا ولا یترک بحال۔ یہ جہالت تک پہنچ چکے تھے اور تمام تصانیف یہ کہہ کر دریا
برد کرویں نعم الدلیل انت واما اشتغال بالدلیل بعد للوصول الی المدلول
اکثر مشائخ کے نزدیک ان کا یہ فعل سکری تھا۔ مگر میرے نزدیک درست ہے۔ کیونکہ یہ
(صوفیہ) کا راستہ کتابوں سے نہیں ملتا یعنی علم سینہ ہے علم سفینہ نہیں ہے۔ اور یہ فعل
اور مشائخ سے بھی ظہور پذیر ہوا ہے۔ جیسے ابوسعید مفضل اللہ (۲۳) احمد بن خضرویہ البلخی
ان کا طریقہ ملامتی تھا۔ اور یہ تو یہ ان کی بی بی فاطمہ بھی بڑی خدا رسیدہ معظمہ تھیں۔ فاطمہ
نے اپنے عقد کا آپ اصرار کیا۔ آخر انہوں نے فاطمہ کے دوستدار باپ سے خواہش کی اور
عقد ہوا۔ ایک زمانہ میں یہ دونوں بایزید کی زیارت کو آئے اور فاطمہ نے ان سے بیباکانہ
و بے پردہ گفتگو کی جس پر غیرت شوہریت نے احمد کو دریافت حال پر مائل کیا۔ جواب دیا
کہ تم میری طبیعت کے محرم ہو۔ اور وہ میری طریقت کے محرم ہیں۔ اور تم سے رسم ہوا ہے
اور ان سے رسم پئے خدا ان سب کے بعد یہ کہ وہ ہم کو دیکھنے ہی کیوں لگے۔ یہ جواب
مسکت تھا۔ آخر ایک روز پھر یہ دونوں حاضر خدمت ہوئے۔ اور فاطمہ کے ہاتھ حنا آلود
تھے۔ بایزید پوچھ بیٹھے کہ حنا بندی کیوں کی ہے۔ فاطمہ کو یہ سوال اچھا نہ معلوم ہوا۔
اور کہا کہ اب ہماری تمہاری صحبت درست نہیں۔ کیونکہ تمہاری آنکھ پڑتی ہے لہذا یہ
دونوں نیشاپور میں آرہے۔ مشائخ نیشاپور ان سے خوش تھے۔ اتفاقاً یحییٰ بن معاذ کی

کی آمد کا شہرہ ہوا۔ اور احمد نے ارادہ دعوت کرکے بی بی سے سامان دعوت دریافت کیا۔ انہوں نے جہاں فہرست میں سب ضرورت کی چیزیں درج کرائیں ان میں بیس گدھے بھی تھے۔ اور احمد کے پوچھنے پر جواب دیا کہ جب میزبان کریم کے یہاں مہمان کریم آئے تو چاہیے کہ محلہ کے کتے بھی دعوت سے بے خبر نہ رہیں۔ فاطمہ کے لئے ابو یزید کا قول تھا۔ من اراد ان ینظر الی رجل من الرجال محتو بحت لباس النسوان فلینظر الی فاطمۃ اور ابو حفص حداد کا قول ہے لولا احمد ما ظهر الفتوة۔ ان کے اقوال میں ہے۔ الطریق واضح والحق لائح والراعی قد اسمع فما البقر بعدها الا من العمی یعنی اب راہ کو نہیں اپنی ہستی کو دیکھنا چاہیے۔ کہ ہم کہاں ہیں۔ انہی کا قول استغن بفقرك یعنی سوال سے اپنا راز نہ کھولو۔ ایک فقیر نے ماہ صیام میں ایک پڑوسی امیر کی دعوت کی۔ دعوت میں سوکھی روٹی سے زیادہ کچھ نہ تھا۔ اس امیر نے واپس جاکر ایک سنہری تھیلی بھیج دی۔ انہوں نے کہا یہ اس کی سزا ہے جو اپنے راز کو ظاہر کردے۔

(۲۴) ابو تراب عسکر بن الحسن النخشبی مشائخ خراسان و بادیہ گردان صوفیہ میں بلند درجہ رکھتے ہیں صحرائے عراق میں انتقال کیا۔ مدت کے بعد لوگوں نے دیکھا تو قبلہ رو کھڑے تھے۔ درانحالیکہ جسم خشک ہو چکا تھا۔ ان کے اقوال میں ہے قوة الفقر ما وجد ولباسه ما ستر وسكنه حيث نزل۔ انہوں نے ان ہر سہ اشیاء میں اختیار و تصرف سے منع کیا۔ کیونکہ دنیا بھر اسی آفت میں مبتلا ہے۔ یہ بحیثیت معاملت ہے۔ ورنہ غذائے درویش وجد ولباس تقوی و مکان غیب ہے۔ جیسا کہ کلام مجید میں وان لو استقاموا على الطريقة لاسقيناهم ماء غدقا۔ اس طرح دیتا ولباس التقوى ذلك خير فرمایا ہے۔ اور آنحضرتؐ کا ارشاد ہے الفقر وطن الغيب۔

(۲۵) ابو زکریا یحیی بن معاذ رازی ان کا خشوع زبردست تھا۔ یہاں تک کہ کہا گیا ہے کہ خدا کے دو یحیی تھے ایک نبی اور ایک ولی ان کے اقوال میں ہے الدنیا دار الاشغال و

الآخرة دار الاهوال لا یزال العبد بین الاشغال والاهوال حتی یستقر به القرار الی الجنة اما الی النار۔ یہ غنا کو فقر سے افضل جانتے تھے۔ اور ان کے پاس دولت بھی تھی اگرچہ آخر عمر میں لٹ گئی۔ اور نیشاپور میں بے زاد پہنچے اور وہیں انتقال کیا۔

(۲۶) ابو حفص عمر بن سالم النیشاپوری یہ صاحب ابو عبداللہ ابیوردی و رفیق احمد خضرویہ تھے۔ شاہ شجاع نے انہی کی زیارت کی تھی۔ بغداد میں یہ چرچا تھا۔ کہ ابو حفص عجمی اور زبان عرب سے ناواقف محض ہیں۔ مگر جب صبح کو لوگ ان سے ملے تو اپنی ہی زبان میں گفتگو کرتے پایا۔ مشائخ میں امتحاناً فتوۃ کی تعریف پھر ہی جنید نے کہا۔ الفتوة عندنا ترک الرؤیة واسقاط النیة انہوں نے کہا۔ وعندی ادآء الانصاف وترک مطالبة الانصاف یہ کسی خوبرو پر عاشق تھے۔ ایک یہودی سے عمل جس کی خواہش ظاہر کی اس نے چالیس روز ترک ذکر خدا اور عمل خیر کو مشروط کیا۔ یہ چالیسویں روز ناکام پہنچے۔ اور وجہ ناکامی پوچھی۔ اس نے کہا ضرور تم نے کوئی عمل خیر کیا۔ انہوں نے کہا البتہ ایک دن سر راہ سے ایک پتھر کنارے کر دیا تھا۔ کہ راہگیر ٹھوکر نہ کھائیں۔ یہودی نے کہا پھر ایسے خدا کو نہ بھولو جو تمہارا اتنا سا عمل خیر بھی ضائع نہیں کرتا۔ یہی واقعہ سبب توبہ ہوا۔ پھر تو ان کا حال اس قدر زبردست ہوا کہ حال سماع قرآن میں کورہ آہنگر سے ہاتھ ڈال کر آگ نکال لیتے تھے۔

(۲۷) سردار اہل ملامت ابو صالح حمدون بن احمد عمارۃ القصاریہ فقیہہ و عالم تھے۔ وعظ سے انکار تھا۔ جواباً کہا ہے کہ واعظ اس کو کہنا چاہیئے جس کا سکوت مضر اسلام ہو۔ میرا دل دنیا سے تعلق نہیں ہے اس لئے نصیحت بے اثر ہوگی۔ ان سے پوچھا گیا کہ سلف کا کلام ہمارے کلام سے زیادہ پر تاثیر کیوں ہے تو انہوں نے کہا۔ لانهم تكلموا بعز الاسلام و بخبات النفوس و رضاء الرحمن و بحق تتكلم لعز النفس و یطلب الدنیا و قبول الخلق

(۲۸) ابو اسری منصور بن عمار یہ عراق و ایران دونوں جانب شہرت رکھتے تھے۔

لوگوں کو ان کے معاملہ میں اگرچہ بڑا مبالغہ ہے مگر واعظ فصیح ضرور تھے۔ ان کے اقوال میں ہے۔ سبحان من جعل قلوب العارفین اوعیۃ الذکر وقلوب الزاھدین اوعیۃ التوکل وقلوب المتوکلین اوعیۃ الرضاء وقلوب الفقراء اوعیۃ القناعۃ وقلوب اھل الدنیا اوعیۃ الطمع دوسرا قول ہے۔ الناس رجلان عارف بنفسہ وشغلہ فی المجاھدات والریاضۃ وعارف بربہ فشغلہ بخدمتہ وعبادتہ ومرضاتہ پہلی عبادت عبادت ریاضت دوسری عبادت ریاست فشتان بین الرتبتین۔ یعنی ایک مجاہدہ اور دوسرا مشاہدہ ہے الناس رجلان مفتقر الی اللہ فھو فی اعلی الدرجات علی لسان الشریعۃ والاخر لا مری الا فتقار لما علم من فراغ اللہ تعالیٰ من الخلق والرزق والاجل والحیوٰۃ والسعادۃ والشقاوۃ وھو فی افتقادہ واقتصائہ دراصل یہ آخری گروہ ہے۔ جو خالصًا محتاج الٰہی ہے اس لئے کہ قسم اول کے متوکل درمیانی فکروں سے خالی نہیں ہیں اور یہی ان کے لئے حجاب ہے۔ ان دونوں کا مختصر فرق یہ ہے کہ ایک کا آسرا نعمت ہے۔ اور ایک کا بھروسا خود منعم

(۲۹) ابو عبداللہ احمد بن رضا بن عاصم الانطاکی یہ بزرگ طویل عمر بعض تابعین مشغل فضل کے صحبت یافتہ ومرید حارث محاسبی تھے۔ ان کے اقوال میں ہے انفع الفقر ما انت بہ مجملا وبہ راضیا جمال اجتماع اسباب غنا ہے۔ اور یہی حجاب اوفقر فقدان اسباب واثبات مسبب اور یہی رضا

(۳۰) ابو محمد عبداللہ بن خنیق یہ زاہد ترین مردم مذہب ثوری ولطف صحبت ثوری رکھتے تھے۔ ان کے اقوال میں ہے من اراد ان یکون حیا فی حیوتہ فلا یکن الطمع فی قلبہ طمع کا دل پر حاوی ہونا ہی دل کو مختوم کرتا ہے۔ اور حمات وذل دل ہے خلق اللہ تعالیٰ القلوب مساکن بالذکر فصارت مساکن الشھوات اور ترک شہوت دو ہی چیزوں پر منحصر ہے۔ خوف جہنم وشوق جنت اور یہی دو قائمہ ایمان ہیں۔ اور حصول ایمان پر طمع و

غفلت کہاں ہے، طمع وحشت ہے اور وحشت وہی عالم ہے جہاں بیخودی و بے ایمانی ہو۔ اور ایمان غیر حق سے حصول وحشت ہے الطماع مستوحش منه کل واحد۔

(۳) شیخ المشائخ جنید بن محمد جنید بغدادی علم و فضل میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ یہانتک کہ ان کی امامت عامتہ صوفیہ میں مقبول ہے۔ یہ سری سقطی کے بھانجے اور مرید تھے۔ چنانچہ سری سقطی سے پوچھا گیا کہ کیا کسی پیر سے کوئی مرید بلند درجہ ہو سکتا ہے۔ کہا۔ جیسے مجھ سے جنید بلند ہیں۔ حیات سری میں جنید سے ہر طبقہ کے لوگوں نے طلب نصیحت کی۔ مگر انہوں نے.... انکار کیا۔ یہاں تک کہ آنحضرتؐ نے خواب میں حکم دیا تو خیال ہوا کہ میرا درجہ سری سے بلند ہے۔ ادھر سری سقطی نے ایک مرید کو حکم دیا کہ جب سے ہی نماز صبح تمام ہو جنید سے کہہ دینا کہ میری التجا پر تو توجہ نہ کی۔ کیا حکم رسولؐ بھی اب ٹالو گے۔ جب جنید سے یہ پیغام کہا گیا تو ان کو اپنی پستی اور پیر کی بلندی کا اعتراف ہوا۔ اور انہوں نے بعد توبہ پوچھا کہ آپ کو کیونکر خبر ہوئی۔ تو انہوں نے کہا تمہارے خواب صرف رسول آئے تھے اور میرے خواب خدا آیا تھا۔ ان کے اقوال میں ہے۔ کلام الانبیاء نبأ عن الحضور و کلام الصدیقین اشارات من المشاهدة۔ خبر کا مبدء نظر ہے۔ اور مشاہدہ کا مبدء فکر فرق ظاہر ہے۔ ملاحدہ کے بعض فرقے اولیاء کو افضل از انبیاء جانتے ہیں۔ یہ خود فرماتے ہیں کہ مجھے ملاقات ابلیس کی بڑی آرزو تھی، ایک دن دروازہ مسجد پر مل گیا۔ اور صاف صاف اپنا نام بھی بتا دیا۔ میں نے کہا۔ کہ مردود تو نے آدم کو سجدہ کیوں نہ کیا۔ اس نے کہا۔ تم سا موحد مجھے سجدہ غیر کی رائے دے سکتا ہے۔ یہ سن کر میں حیران ہو گیا۔ ناگاہ آواز آئی۔ قل کذبت لو کنت عبدا مأمورا لفزت من امرہ و نهیه یہ سن کر وہ یہ کہتا ہوا بھاگا۔ احرقتنی بالله ان کے ایک مرید کو خیال ہوا کہ اب ہم بھی کچھ ہو گئے۔ ان کا امتحان لینا شروع کیا۔ انہوں نے پوچھا۔ تمہارا جواب لفظی دوں یا معنوی۔ کہا دونوں طرح۔ کہا لفظی تو یہ ہے اپنا امتحان کرو۔ تو

میرے امتحان کی ضرورت نہ رہے گی۔ اور معنوی یہ ہے کہ ولایت سے معزول کیا۔ یہ کہتے ہی مرید کا منہ کالا ہو گیا۔ بعد توبہ ان کو پھر رحم بھی آیا اور معاف کر دیا۔

(۳۳) ابوالحسن احمد بن محمد نوری خراسانی صوفیہ کے مقبول دس گروہوں میں ایک گروہ ان سے بھی منسوب ہے (جن کا ذکر اختلاف فرق صوفیہ میں آئے گا) یہ مرید سقطی تھے۔ اور اکثر مشائخ مثل جنید والی جواری سے ملاقات کی تھی۔ ان کے اقوال میں ہے الجمع بالحق تفرقۃ عن غیرہ والتفرقۃ عن غیر جمع بہ اکثر یہ رات رات بھر خروش میں رہا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اسی حالت میں تین راتیں گذریں اور جنید اطلاع پا کر آئے اور کہنے لگے کہ اگر فائدہ خروش ہی میں ہے تو ہم بھی یہ رنگ اختیار کر لیں ورنہ خاموش ہوں۔ اس نصیحت پہ چپ ہو گئے اور جنید کو داد دی۔ ان کا قول ہے۔ اعز الاشیاء فی زماننا بشان عالم بعلمہ و عارف ینطق عن حقیقتہ اس لئے کہ علم بے عمل و معرفت بے حقیقت دونوں لایعنی ہیں۔ لیکن یہ دونوں چیزیں اپنی ذات میں ہونی چاہئیں نہ کہ جستجوئی عارف و عالم میں ضیع اوقات ہو من علم الاشیاء باللہ تعالیٰ فرجوعہ فی کل شئ الی اللہ ع اشیانہ افعال علت ہیں نہ سبب نہ قائم بالذات لہذا سبب الاسباب سے رجوع کرنا نجات ہے (۳۴) ابوعبداللہ احمد بن یحییٰ ان کے اقوال میں ہے ھمۃ العارف الی مولاہ فلم یعطف علی شئ بسواہ یہ ایک یہودی مرد کے جمال پر حیران کھڑے تھے۔ جنید جو گذرے تو اُن سے کہنے لگے کیوں استاد کیا ایسے جمیل بھی تمہیں جلائے جا سکیں گے۔ انہوں نے کہا۔ نظر عبرت سے دیکھو تو کائنات میں بھی صورت موجود ہے اور تم کو ترک نظر عبرت کی سزا ضرور ملے گی۔ چنانچہ اسی روز قرآن شریف دل سے محو ہو گیا اور بہت استغفار کے بعد یاد آیا

(۳۵) ابو محمد رویم بن احمد ان کو فقہ و تفسیر و قرأت میں کامل دستگاہ تھی۔ اور صاحب تصنیف و مرید جنید تھے۔ آخر عمر میں دنیا سے روپوش ہو گئے۔ ان سے کسی نے پوچھا کیف حالک قال کیف حال من دینہ ھواہ ھمتہ دنیاہ لیس ھو یصلح تقی ولا بعارف نقی

(۳۵) ابو یعقوب یوسف بن الحسین الرازی یہ طویل العمر و ائمہ صوفیہ سے مرید ذوالنون مصری تھے۔ ان کے اقوال میں ہے۔ اذل الناس الفقیر الطماع ۔

(۳۶) ابوالحسن سمنون بن عبداللہ الخواص محبت میں شہرت یہاں تک کہ منون المحب لقب ہو گیا اگرچہ اپنا نام خود سمنون الکذاب ہی رکھا تھا۔ غلام الخلیل جو شاہی درباریوں میں تھا۔ اور مدعی صوفیت بھی تھا۔ اس نے ایک عورت سے مل کر تہمت زنا لگائی۔ بادشاہ نے حکم قتل دینے کا ارادہ کیا تو زبان رک گئی اور شب کو خواب میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ سمنون نہ رہے تو ملک بھی نہ رہے گا۔ ان کا کلام اس قدر پر اثر تھا کہ ایک مجلس میں گوش شنوا نہ پاکر قندیلوں سے خطاب کیا تو وہ بھی گر کر چور چور ہو گئیں۔ ان کے اقوال میں ہے لا یغیب عن شئ الا بما هو اوق منه ولا شئ ارق عن المحبه فیم یعبر عنها۔

(۳۷) شاہ شجاع کرمانی خاندان شاہی اور مرید ابوتراب نخشبی اور صاحب مراۃ الحکماء میں۔ ان کے اقوال میں ہے لاهل الفضل فضل مالم یره فاذا اراه فلا فضل لهم و لاهل الولایة ولایة مالم یروها فاذا اوروها فلا ولایة لهم۔ ان کے آثار میں ہے کہ چالیس سال نہیں سوئے۔ اور جب سوئے تو خدا خواب میں آگیا۔ انہوں نے کہا میں تو بیداری میں چاہتا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ یہ بیداری ہی کا نتیجہ ہے۔

(۳۸) عمود بن عثمان مکی عالم و صاحب تصنیف تھے۔ اول مرید جزاز اور پھر مرید جنید رہے۔ ان کے اقوال میں ہے لا یقع علی کیفیة الوجد عبارة لانه سر عند المومنین ان کی حکایات میں کہ ایک لڑکے سے اس کی باپ کی ممانعت پر ملتے تھے۔ وہ بیمار ہوا تو عیادت کو گئے اور لڑکے کی فرمائش سے قوالی ہوئی اور ان دو شعروں نے لڑکے کو اچھا کر دیا۔ ؎ مالی مرضت فلم یعدنی عائدا منکم و بمرضی عندکم فاعبد

واشد من مرضی علی صدودکم وصدودی عندکم علی شدید

(۳۹) ابو محمد سہل بن عبداللہ سری ان کی تعریف میں علما کا قول ہے کہ هو جمع بین

والشریعۃ الحقیقۃ۔ درانحالیکہ یہ دونوں چیزیں کبھی بھی جداگانہ نہ تھیں۔ ان کے اقوال میں ہے۔ ماطلعت الشمس ولا غربت علی اھل وجہ الارض الا وھم جھال باللہ الا من یوثر اللہ علی نفسہ وروحہ ودنیاہ واخرتہ ۔

(۴۰) ابو محمد عبداللہ بن محمد بن الفضل البلخی احمد بن خضرویہ کے مرید اور ابو عثمان حیری کے عزیز تھے۔ بلخ سے خارج البلد کر دیئے گئے تھے تمام عمر سمرقند میں رہے ان کے کلمات میں ہے۔ اعرف الناس باللہ اشدھم مجاھدۃ فی اوامرہ وانبعھم بسنۃ نبیہ دوسرا قول یہ ہے۔ عجب من یقطع الوادی والقفار والمفاوز حتی یصل الی نبیہ وحرمہ لان فیہ اثار انبیائہ کیف لا یقطع نفسہ حتی یصل الی قلبہ لان فیہ اثار مولاہ ۔

(۴۱) ابو عبداللہ محمد بن علی الترمذی صوفیہ ترمذان کو حکیم کہتے ہیں۔ ان کی تصانیف مثل نوادر اصول بہت مشہور مقبول ہیں۔ فقہ میں امام ابو حنیفہ سے سلسلہ تلمذ رکھتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ہر اتوار کو حضرت خضر ان سے ملنے آیا کرتے تھے۔ مذاکرات علمی ہوا کرتے تھے۔ ان کے اقوال میں ہے من جھل اوصاف العبودیہ ففی الربوبیۃ اجھل۔

(۴۲) مودب الاولیا ابو بکر محمد بن عمر الوراق محمد بن علی کے مرید تھے۔ ادب اخلاق میں صاحب تصانیف تھے۔ انہی نے بیان کیا ہے کہ استاد نے اپنی تصانیف کا بڑا حصہ دیا کہ دریا برد کر دوں۔ مجھے اچھا نہ معلوم ہوا۔ اس کو گھر میں رکھا اور صبح کو استاد سے کہہ دیا کہ ڈال دیا۔ انہوں نے کہا کہ غلط ہے جاؤ اور دریا برد کر دو۔ میں نے مجبور ہو کر دریا میں کتاب کے اوراق پھینکے تو قعر دریا سے ایک صندوق نکلا اور ان اوراق کو لے کر غائب ہو گیا۔ میں نے یہ حکایت بیان کی تو استاد کو یقین آیا۔ اور انہوں نے بتایا۔ کہ یہ علم اصول کی ایک ایسی تصنیف تھی جو فہوم عوام پر گراں ہوئی۔ اس لئے حضرت خضرؑ کی التجا پر میں نے ان کو بھیج دی۔ ان کے اقوال میں ہے۔ الناس ثلاثۃ العلماء والامراء والفقراء فاذا فسد العلماء فسد الطاعۃ والشریعۃ واذا فسد الامراء فسد المعاش واذا فسد

الفقراء فضل الاخلاق ۔

(۴۳) ابوسعید احمد بن عیسیٰ خراز ان کے اذکار میں ہے کہ حدیث جبلت القلوب علی حب من احسن الیھا کو سن کر کہا کرتے تھے اوعجبا من لم یر غیر اللہ کیف لا یجمل بکلیۃ الی اللہ ۔

(۴۴) ابوالحسن علی بن محمد الاصفہانی رفقائے جنید میں سے تھے۔ ان کے کلمات میں ہے الحضور افضل من الیقین لان الحضور وطنات والیقین خطرات ۔

(۴۵) ابوالحسن محمد بن اسمٰعیل خیر النساج خوش بیان واعظ واقران جنید و نوری سے تھے شبلی وابراہیم نے انہی کی مجلس میں توبہ کی ہے۔ ان کے واقعات میں ہے۔ بارادہ حج کوفہ سے گذر رہے تھے۔ ایک شخص نے اپنا غلام جان کر پکڑ رکھا انہوں نے کوئی انکار نہ کیا۔ جب تک کہ اس نے خود شرمندہ ہو کر رہا نہ کیا۔ وقت وفات نماز مغرب کا وقت تھا۔ لہذا ملک الموت سے انہوں نے کہا کہ ہم تم دونوں عبد مامور ہیں لہذا اپنا اپنا کام کرنا چاہیئے (یعنی نماز پڑھ لینے دو) ان کے اقوال میں ہے۔ شرح اللہ قلوب المتقین بنور الیقین وکشف بصائر المؤمنین بنور حقائق الایمان ۔

(۴۶) ابوحمزہ خراسانی مشائخ خراسان وہم صحبت ابوتراب سے تھے توکل میں ان کا نظیر کنوئیں میں گر پڑے۔ اور سر چاہ آواز اہل قافلہ سنی مگر نہ پکارا۔ کیونکہ ایک قسم کی شکایت تھی۔ ادھر قافلے والوں نے سر راہ چاہ کو خطرناک صورت میں پا کر اس کو بند ہی کر دینے کا ارادہ کر لیا۔ اور منہ بند کر دیا۔ مگر رات کو ایک اژدر نے دم لٹکائی اور اس کو تھام کر یہ نکل آئے۔ ان سے پوچھا گیا کہ غریب کون ہے کہا المستوحش من الالف ۔

(۴۷) ابوالعباس احمد بن مسروق خراسانی قطب وقت تھے۔ ان کے اقوال میں ہے من کان سروہ بغیر الحق فسروہ یورث الھموم ومن لم یکن انسہ فی خدمۃ ربہ فانسہ یورث الوحشۃ ۔

(۴۸) ابوعبداللہ احمد بن اسمٰعیل مغربی ابراہیم خواص وابراہیم خیابانی دونوں انہی کے

مرید تھے۔ ان کے اقوال میں ہے ما رأیت الضعف من الدنیا الا ان خدمتها خدمتنا وان ترکتها ترکتنا ۔

(۴۹) ابو محمد بن احمد بن الحسین الحریری جنید کے ہمعصر اور مصاحب سہل تھے فقہ میں کمال حاصل تھا۔ جنید اپنے مریدین کی تادیب ان کے سپرد کرنا پسند کرتے تھے۔ ان کے اقوال میں ہے۔ دوام الایمان وقوام الادیان من وصلاح الابدان۔ فی ثلاثة خصال الاکتفاء [illegible] من اکتفی بالله صلحت سریرته ومن تقی الله عنه استقامت سیرته ومن احتماء عالم یوافقه ارتاضت طبیعته فمرة الاکتفاء صفوة المعرفة وعاقبة الالقاء حسن الخلیقة وغایة الاحتماء اعتدال الطبیعة چنانچہ اہل تقویٰ کے لئے ارشاد ہے من کثر صلوته باللیل حسن وجهه بالنهار دوسری حدیث جو قیامت میں ان کی رونما ہے وہ یہ ہے وجوهم نور علی منابر نور جنید کے بعد یہی ان کے قائم مقام بھی ہوئے۔

(۵۰) ابو علی الحسن بن علی الرجانی مرید حکیم ترمذی اقران ابو بکر وراق وابراہیم سمرقندی کے پیر تھے۔ ان کے اقوال میں ہے۔ الخلق کلهم فی میادین الغفلة یرکضون وعلی الظنون یعملون وعندهم انهم فی الحقیقة ینقلبون وعن المکاشفة ینطقون ۔

(۵۱) ابو العباس احمد بن محمد بن سہل الاملی تفسیر وقرات کے عالم ومرید جنید تھے۔ ابو سعید اپنے عہد میں ان کے سوا کسی کو صوفی نہ جانتے تھے۔ ان کے اقوال میں ہے السکون الی المالوفات الطبائع یقطع صاحبها عن بلوغ درجات الحقائق کیونکہ مالوفات الآت طبیعت ہیں اور طبیعت حجاب ہے۔

(۵۲) ابو المغیث الحسین بن منصور الحلاج یہ اماجگاہ اختلاف ہیں۔ بعض نے ان کو اگر ساحر کہا ہے تو بعض نے ولی سے بھی کام لیا ہے۔ ان کی تصانیف سے اس مد اعتقادی کا پتہ نہیں چلتا جو مشہور ہے۔ میں نے منہاج میں یہ بحث تفصیلاً کی ہے ان کے اقوال میں الالسنة

مستطقات تختطفها مستهلکات یہ قول عبارتاً آفت ہے اور اگر اس کے معنی حاصل ہونگے تو خود باقی نہ رہے گی۔

(۵۳) ابو اسحٰق ابراہیم بن احمد الخواص ان سے بہت سے مشائخ سے ملاقاتیں ہی ہیں ان کے کرامات بھی کثیر ہیں۔ اقوال میں ہے لا تکلف فی ما کفیت ولا تضم ما استکفیت انہوں نے سیاحت میں عمر گذاری ہے۔ اور بہترین عجائبات میں بیان کیا ہے۔ کہ حضرت خضر نے مجھ سے التجائے ملاقات کی۔ مگر میں نے روکردی اور اس کا سبب یہ بتایا ہے۔ کہ مجھے ان سے اچھا مصاحب درکار تھا۔ اور ان کی ملاقات میرے توکل کو ضائع کردیتی اور شاید کوئی نافلہ نماز رہ جاتا۔ عبد کا درجہ کمال یہی ہے۔

(۵۴) ابو حمزہ البزاز صاحب سری سقطی و مرید حارث و اقران نوری و خیر النساج عالم تفسیر و واعظ مسجد رصافہ یہ تھے۔ ان لوگوں میں تھے جو واقعہ نوری میں شریک تھے اور بچ آئے تھے ان کے اقوال میں ہے اذا سلمت منك نفسك فقد ادیت حقها واذا اسلم منك الخلق فضیت حقوقهم۔

(۵۵) ابو بکر محمد بن الموئل الواسطی جنید کے صحابی اور صاحب کلام دقیق و بلند پایہ تھے ۳۲۰ھ میں انتقال کیا۔ ان کے کلمات میں ہے الذاکر فی ذکره اکثر غفلة من الناس لذکره کیونکہ اسی کو پتہ از حضوری ہوتا ہے اور یہی غفلت ہے۔

(۵۶) ابو بکر بن دلف بن مجدالشبلی ان کے اشارات صوفیہ میں معتبر ہیں۔ یہاں تک کہا گیا ہے ثلثة من عجائب الدنیا اشارات الشبلی ونکات الہرتعش وحکایات الجعفر۔

(۵۷) ابو محمد جعفر بن نصیر الخالدی صاحب حکایات و اصحاب جنید میں سے تھے ترک دعوت پر ان کا اصرار سخت تھا۔ ان کے اقوال میں ہے التوکل استواء القلب عند الوجود والعدم۔ انہیں نے جنید سے کہا تھا کہ تب سے شفا کے لئے دعا کیوں نہیں کرتے۔ جنید نے کہا کہ جب کو میں نے کہا تھا جواب ملا کہ مال میرا ہے۔ جسطرح چاہوں رکھوں آپکو سفارش کا حق

(۵۸) العباس قاسم بن محمد البارری واسطی کے ہم صحبت و ائمہ وقت و صاحب تصانیف و ظریف و زاہد تھے۔ ان کے اقوال میں ہے۔ التوحید ان لا یخطر فی قلبک دون التوحید اپنے تمام مال سے آنحضرتؐ کے دو موئے مبارک خریدے۔ اور حسب وصیت وہ دونوں ان کے منہ میں رکھ کر دفن کئے گئے ان کی قبر مرو میں ہے۔

(۵۹) ابو سعید عثمان بن سلام المغربی صاحب تمکین و وجد تھے۔ ان کے اقوال میں ہے من اثر صحبة الاغنیاء علی مجالسة الفقراء ابتلاء الله بموت القلب صحبت و مجالس کا فرق ظاہر ہے۔

(۶۰) ابو القاسم ابراہیم بن محمد النصیر آبادی متاخرین کے استاد و مرید شبلی تھے۔ ظاہری شان خراسان میں شاہانہ تھی۔ ان کے اقوال میں ہے انت بین النسبتین نسبة الی ونسبة الی الحق فاذا نسبت الی آدم دخلت فی میادین الشهوة ومواضع الآفات والزلالات وهی نسبة تحقق البشریة قال الله تعالیٰ انه کان ظلوما جهولا واذا نسبت الی الحق دخلت فی مقام الکشف والبراهین والعصمة والولایة وهی نسبة تحقق العبودیة قال الله تعالیٰ وعباد الرحمن الذین یمشون فی الارض هونا نسبت آخر قیامت میں بھی قطع ہونے والی نہیں ہے۔ یعبادی لا خوف علیکم۔

(۶۱) ابو الحسن علی بن ابراہیم المصری امام صوفیہ تھے۔ ان کے اقوال میں ہے دعوتی فی بلاهاتوا فالکم الستم فی اولاد آدم خلق الله تعالیٰ بیده ونفخ فیه من روحه واسجد له الملئکة ثم امره بامر فخالف اذا کان اول الدین دروبا فکیف یکون آخره۔

باب فی ذکر ائمتهم من المتاخرین اگرچہ یہ زمانہ وہ ہے جس میں ریاضت غائب اور طلب ریاست نے موجود ہو کر تحقیق سے کھو دیا ہے۔ مگر بنا بر حدیث آنحضرتؐ پھر بھی کچھ لوگ باقی ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے لا یزال طائفة من امتی علی الخیر والحق حتی تقوم الساعة اور دوسری حدیث ہے لا یزال فی امتی اربعون علی خلق ابراهیم

اس اعتبار سے بعض اب بھی موجود و زندہ ہیں۔ جن کا ہم ذکر کرتے ہیں۔

(۱) ابو العباس احمد بن محمد القصاب اگرچہ جاہل مگر صاحب صدق و زہد کرامات تھے۔ ابو عبد اللہ طبنیا کہتے تھے کہ یہ صرف فضل خدا ہے مجھے جو دشواری پیش آتی ہے ان سے پوچھ لیتا ہوں۔ کرامتوں میں ایک کرامت یہ تھی کہ ایک لڑکے کا اونٹ جس کا پاؤں ٹوٹ گیا تھا۔ اس کو انہوں نے دعا کر کے اچھا کر دیا۔

(۲) ابو علی بن الحسین بن محمد الرقاق مرید نصیر آبادی تھے۔ ان کے اقوال میں ہے من انس بغیرہ ضعف فی حالہ ومن نطق من غیرہ کذب فی مقالہ۔

(۳) ابو الحسن علی بن محمد الخرقانی ابو سعید نے ان کو اپنی ولیعہدی کے لئے تجویز کیا ہے استاد ابو القاسم کہتے ہیں کہ میں خرقان پہنچا تو فصاحت سے معرا تھا۔ میں سمجھا کہ ولایت سے معزول کر دیا گیا۔ مگر یہ اثر فصاحت خرقانی تھا۔

(۴) ابو عبد اللہ محمد بن علی الدستانی مقیم بسطام ان کے اقوال میں ہے۔ التوحید عنک موجود وانت فی التوحید مفقود۔

(۵) ابو سعید فضل اللہ بن محمد المیہنی انہوں سرخس اکر ابو علی زاہد تحصیل علم کی للفضل حسن والی سرخس سے بھی ملاقات ہوئی ہے انکے اقوال میں ہے التصوف قیام القلب بلا واسطۃ یعنی مشاہدہ

(۶) ابو الفضل محمد بن حسن الختلی علم تفسیر کے عالم و مذہب جنید پر اور مرید حصری تھے میں طریقت میں انہی کا مرید ہوں یہ لباس صوفیہ نہ پہنتے تھے۔ اہل رسوم پر خاص کر ان کی بڑی ہیبت تھی۔ ان کے اقوال میں ہے۔ الدنیا یوم ولنا فیہا صوم۔

(۷) ابو القاسم عبد الکریم ابن ہوازن القشیری صاحب تصانیف بزرگ تھے۔ ان کے اقوال میں ہے مثل الصوفی کعلۃ السرسام اولہ ہذیان واخرہ سکوت فاذا تمکن خماص یعنی وجود نمود ہذیان ہے اور وجد چونکہ عبارت میں نہیں آ سکتا لہذا اعلوی ہمتے سلسلۂ نطق یہی ہذیان جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام طالب محال تھے رب ارنی انظر

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متمکن لا احصی ثناء علیک۔

(۸) ابو العباس احمد بن محمد الاشقانی اصول و فروع کے عالم زبردست مگر سخت گو تھے یہانتک کہ سوا ائمہ فن کے ان کے کلام سے فائدہ حاصل نہ کیا جا سکتا تھا۔ اکثر کہا کرتے تھے۔ انتہی علیہ فالا وجود لہ ان کے نزدیک ہر محل حجاب تھا اور حجاب پر آرام حرام لہذا طالب دیدار رہا کرتے تھے میں علوم میں ان کا شاگرد ہوں۔

(۹) ابو القاسم بن عبد اللہ الگرگانی صاحب علم و سفر تھے۔ ان کے خلیفہ فضل بن محمد سے مجھ سے ملاقات ہوئی ہے۔ اچھے بزرگ ہیں۔

(۱۰) ابو احمد مظفر بن احمد میں ان کے فرزند خواجہ احمد سے ملا ہوں۔ پہلے یہ صاحب دولت تھے خدا نے تاج کرامت بھی عطا کیا۔ ابو سعید قائل تھے کہ ہم کو راہ افلاس اور خواجہ مظفر کو راہ دولت سے بلایا گیا ہے یعنی ان کے لئے مشاہدہ پہلے اور مجاہدہ بعد ہوا ہے۔

باب فی ذکر وحال الصوفیۃ من المتاخرین شام فارس میں شیخ زکی بن علا فارس میں ابو الحسن بن سالبہ آذربائجان و طرستان میں شیخ شفیق فرح اہل کرمان میں خواجہ علی بن الحسین البرکانی اور خراسان میں تو اتنے ایسے اور اتنے ہیں کہ اگر ان میں کا ایک بھی ہوتا تو دنیا بھر کو کافی تھا۔ ماوراء النہر میں ابو جعفر محمد بن الحسین غزنین ابو الفضل اسعدی وغیرہ وغیرہ گذر رہے ہیں۔ ان میں سے اکثر سے مجھ سے ملاقات ہوئی ہے۔

باب فی فرق فرقہم فی مذاہبہم صوفیہ کے بارہ فرقے ہیں جن میں کہ دو مقبول اور دس مطرود ہیں (۱) فرقہ محاسبیہ ان کے پیشوا ابو عبد اللہ بن اسد الحی سے ہیں۔ ان کا اختلاف یہ ہے کہ رضا ان کے نزدیک مقامات سے یعنی اکتسابی نہیں ہے بلکہ وہبیہ ہے۔

(۲) اس گروہ کے پیشوا ابی صالح بن حمدون بن عمارہ القصار ہیں اور ان کا مذہب نشر و اعلان ملامت ہے (۳) طیفوریہ یہ گروہ ابو یزید بن طیفور بن عیسیٰ سے اقتدا کرتا ہے ان کا مدار مکمل زہد پر ہے۔ اور یہ گروہ عزلت پسندی کا امر ہے۔

(۴) اس گروہ کی اقتدا ابوالقاسم الجنید بن محمد بن جنید طاؤس العلماء ہے۔ میں بھی جنیدی مذہب ہوں۔ جنیدیہ کو طیفوریہ سے اختلاف ہے۔ اور یہ گروہ بجائے سکر صحو کو افضل جانتا ہے۔ اور صاحب کیلئے صحت حال کو مشروط کرتا ہے۔

(۵) نوریہ اس گروہ کی اقتدا ابوالحسن نوری سے معاملات میں مثل جنیدیہ کے ہیں۔ لیکن تصوف کو فقر سے افضل جانتے ہیں۔ اور ایثار وغیرہ کو واجب اس لئے عزلت کے یہاں حرام مطلق ہے (۶) سہلیہ اس گروہ کے پیشوا سہل بن عبداللہ تستری ہیں۔ ان کے طریقہ میں مجاہدہ وریاضت واجب ہے۔ مرید کی پرورش تدریجاً کرتے ہیں۔ مثلاً پہلے دن بھر ذکر یا اللہ پھر راتوں کو اور پھر ہر وقت جس سے عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ فرقہ حمدونیاں اس کے مقابل میں خدمت درویشان کا قائل ہے۔ اور جنیدیہ مراتبہ باطن کے عامل فرقہ سہلیہ مجاہدہ سے منکر کو منکر شریعت وانبیا جانتا ہے۔

(۷) حکیمیہ اس گروہ کے پیشوا ابوعبداللہ محمد بن علی الترمذی ہیں۔ ان کے مذہب کا اعتماد مرتبہ ولایت ہے۔ ان کا پھلا کشف یہ ہے کہ خدا نے اپنے اولیاء کو دام نفس سے آزاد کرکے درخت پر جگہ دے دی ہے۔

(۸) اس گروہ کا اقتدا ابوسعید خراز سے ہے ان کا مذہب فنا و بقا ہے یعنی صفت انسانی سے فنا اور باقی میں بقا کیونکہ اصطلاح صوفیہ میں فنا ایک صفت سے فنا اور دوسرے میں بقا کو کہتے ہیں۔ جیسے علم سے فنائے جہل وغیرہ۔

(۹) خفیفیہ کے پیشوا ابی عبداللہ محمد بن خفیف الشرازی ہیں۔ ان کا طریقہ حضور وغیبت ہے۔ یہ شہزادگان عجم سے تھے۔ اور علوم میں دستگاہ کامل حاصل تھی۔ چار سو نکاح کئے تھے اور قبل دخول سب کو طلاق دیا تھا۔ کیونکہ عورتیں خود اصرار کرتی تھیں تاکہ برکت حاصل کریں حضور سے مقصود دلالت یقین اور غیبت سے مقصود ماسوا اللہ سے غیبت ہے

(۱۰) سیارہ ان کے امام مذہب ابوالعباس سیاری ہیں۔ مرد و نساء میں یہ فرقہ اب تک

اپنی پہلی حالت پر موجود ہے۔ ان کا طریقہ جمع و تفرقہ ہے۔ جمع سے مقصود حقیقت سر معلوم حق جیسے واللہ یدعوا الی دار السلام دعوت جمع ہوئی اور اس کا تفرقہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ہے یعنی جمع میں بعض کو مقبول اور بعض کو مطرود کیا۔

(۱۱) حلولیہ یہ دو گروہ ہیں ایک کے پیشوا ابی حلمان دمشقی اور دوسرے کے حسن بن منصور حلاج ہیں۔ درانحالیکہ ان دونوں کے وہ مجسمیت اعتقاد نہ تھے جو فرقے والوں کے مشہور ہیں۔ بہرحال یہ گروہ حلول خدا اور امتزاج و تناسخ ارواح کا قائل ہے۔

کشف المحجوب الثانی فی التوحید توحید پر اسلام کی بنا ہے اور قرآن و حدیث میں اس کا ثبوت بیشتر مقاموں پر ہے۔ جیسے قل ھو اللہ احد علم توحید کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) وہ علم جو خود ذات کو ہے (۲) وہ حکم توحید جو دل عبد میں پیدا کیا جائے (۳) بندہ جس علم پر خدا کو واحد (غیر وحدت عددی) و وصل و فصل و مکان و جہت و عرض و جوہر و طعت و روح و جسم و وزن و وزن سے بری اور بے مانند و مثل و فاعل بے آلات و حرکات، قدیم و حی و علیم و قدیر، رؤف و رحیم و مرید و سمیع و بصیر و متکلم و باقی و خالق جانے صوفیہ کے نزدیک وہ خالق شر و خیر ہے آخرت میں اہل بہشت اور دنیا میں اولیاء اس کا دیدار کر سکتے ہیں۔ فصل توحید میں مشائخ کے بیشمار اقوال ہیں۔ مختصراً ان میں سے چند نقل کئے جاتے ہیں۔ (جنید) التوحید افراد القدم من المحدث یعنی قدیم محل حوادث و جنس حادث نہیں ہے یہ فقرہ گویا ان کا خواب ہے جو روح کو قدیم ماننے میں حسین بن منصور کا قول ہے اول القدم فی التوحید فناء التفریط (حصری) اصولنا فی التوحید خمسۃ اشیاء رفع الحدث واثبات القدم وھجر الاوطان و مفارقۃ الاخوان ونسیان ما علم وجھل (۱) نفی حدوث و استحالہ و اثبات قدم (۲) ہجر اوطان مالوفات طبائع و رواسم سے گریز (۳) مفارقۃ الاخوان صحبت خلق سے اعراض کیونکہ یاد غیر بھی حجاب ہے (۴) نسیان علم کا ابطال تو ظاہر ہے۔ نسیان علم بھی دو قسم ہے

کہ جو کچھ ثبوت علمی بھی بہم ہوتے ہیں وحدت خود ان کو رد کر دیتی ہے (تستری) ذات اللہ موصوفۃ بالعلم غیر مدرکہ بالاحاطۃ ولا مرئیۃ بالابصار فی الدار الدنیا وھو موجودۃ بحقائق الایمان من غیر حد ولا حلول وتراہ العیون فی العقبیٰ ظاھرا باطنا فی ملکہ وقد تاہ وقد حجب الخلق عن معرفۃ کنہ ذاتہ وھم علیہ بآیاتہ والقلوب تعرفہ والعقول لا تدرکہ ینظر الیہ المؤمنون بالابصار من غیر احاطۃ ولا ادراک نہایۃ اور جنید نے معرفت میں جس قدر کو بہتر سے بہتر مانا ہے وہ حضرت ابوبکر کا یہ فقرہ ہے سبحان من لم یجعل لخلقہ سبیلا الی معرفتہ الا بالعجز عن معرفتہ بعض کو اس پر ایراد ہے کہ عجز معرفت ہی معرفت ہے۔ مگر میرے نزدیک عجز حالت موجود میں ہوتا ہے۔ نہ کہ مفقود میں مردہ حیات سے نہیں موت سے عاجز ہے۔ اس مقام پر حضرت علی کا فقرہ یاد گار ہے۔ لو کشف الغطاء لم ازدد یقینا (شبلی) التوحید حجاب الواحد عن حمال الاحدیۃ یعنی توحید کی دوسری قسم حکم ہے۔ اور فعل بندہ ہے۔ جو علت کشف نہ ہوگا اور اس لئے حجاب ہوگا۔

کشف الحجاب الثالث فی الایمان کلام مجید کا مخاطب ہی طبقہ ایمان ہے۔ بار بار یا ایہا الذین آمنوا کی ندا آتی ہے لغت ایمان کو تصدیق کہتا ہے۔ اور مذہب اس میں مختلف شرطیں بڑھاتے ہیں اور اختلاف کثیر رونما ہوتا ہے۔ معتزلہ علم وعمل کو ایمان کہتے ہیں۔ اسی لئے خوارج کی طرح عاصی کو خارج از ایمان جانتے ہیں۔ اسی طرح ایمان بعض کے نزدیک معرفت اور بعض کے نزدیک تصدق وعمل ہے۔ صوفیہ میں فضل وسمنون المحب وفقہا میں شافعی ومالکی وحنبلی بھی اسی طرف ہیں۔ اور جو تصدیق وقول کو ایمان کہتے ہیں۔ ان کے موید ین صوفیہ میں ذوالنون وجنید ودارانی ومحاسبی وفقہا میں امام ابوحنیفہ ہیں۔ مگر میرے نزدیک یہ اختلاف لفظی ہے۔ معنا سب ایک ہیں۔

فصل پہلے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ایمان کی اصل دل اور فرع ہے۔ اور در اصل ایمان

تصدیق بالقلب ہے اور عمل اس کی فرع ہے۔ جس طرح فرع شے کو اصل شے کے نام سے پکارتے ہیں۔ مثلاً دھوپ کو آفتاب کہنا اسی طرح تصدیق کے ساتھ عمل کو شریک کرکے ایمان نام رکھا ہے۔ اسی طرح جنہوں نے ایمان کو امن کے معنے میں لیا ہے انہوں نے بھی طاعت (عمل) کو موجب نجات عقوبت جان کر تصدیق کا شریک کر دیا ہے جو لوگ معرفت کو ایمان کہتے ہیں وہ بھی درست ہے کیونکہ طاعت بے معرفت کوئی ہستی نہیں رکھتی۔ آنحضرتؐ نے بھی فرمایا ہے کہ مجھ کو اور تم کو صرف عمل نجات نہیں دے سکتا۔ اور معرفت کی تین راہیں کمال و جلال و جمال وصف کمال بندہ کے لئے معرفت ناممکن ہے۔ اہل جلال کا دل مہل ہیبت اور جمال والوں کی آنکھیں رداق منظر دوست ان دونوں حالتوں میں معرفت محبت ہوگی اور اہل محبت کا فرض اطاعت۔

کشف الحجاب الرابع فی الطہارۃ من النجاسۃ ایمان کے بعد پہلی چیز طہارت ہے۔ جس کے بغیر عبادت درست نہیں ہوتی۔ اور یہ طہارت طہارت جسم ہے۔ جو مشہور ہے مگر اس کی ایک قسم طہارت باطن بھی ہے۔ جس طرح ظاہر کے لئے اب مطلق شرط ہے۔ اسی طرح باطن کے لئے اب توحید لازم ہے۔ آنحضرتؐ فرماتے تھے اللھم طھر قلبی من النفاق چاہئے یہ ہے کہ وضو میں طہارت باطن بھی ہوتی جائے۔ طہارت میں انہماک صوفیہ کے حکایات کثیر ہیں۔ ایک مرد زشلی طہارت ظاہر (وضو) کرکے مسجد میں جانے لگے تو آواز آئی کہ طہارت باطن کو کہاں چھوڑا انہوں نے اس وقت واپس ہو کر تمام دولت راہ خدا میں دے دی۔ پھر جب جنید سے ملے تو انہوں نے بھی ان کی طہارت کی مدح کی۔ نماز تقرب ظاہر کا وسیلہ ہے۔ اس میں طہارت بھی ظاہری درکار ہے اور تقرب باطن کے لئے طہارت باطن ضروری ہے۔ اور وہ تو یہ ہے **باب فی التوبۃ وما یتعلق بہا** اہل ظاہر کا مرتبہ دل طہارت اور اہل باطن کے کے لئے پہلا درجہ توبہ ہے یا ایھا الذین امنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا دوسری جگہ ارشاد ہے توبوا الی اللہ ایھا المؤمنون لعلکم تفلحون اور آنحضرتؐ نے فرمایا۔

ما من شئ احب الی من شاب تائب اس طرح ارشاد ہے التائب من ذنب کمن لا ذنب له۔ لغت مَنْ تَابَ کے معنے باز گشتن کے ہیں اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے الندم التوبة توبہ کے لئے تین شرطیں ہیں تاسف و ترک و عزم کہ آئندہ نہ کریں گے اور یہی سب ندامت میں موجود ہیں۔ اگر خوف سے ندامت ہو تو مقام عوام مومنین ہے۔ رغبت الی الثواب کی وجہ سے ندامت مقام تقرب و اولیا ہے۔ خودی سے خدا کی طرف رجوع مرتبہ مرسلین ہے اور سامان توبہ خود اسی طرف سے ہو جاتا ہے۔ اہل سنت کے نزدیک یہ بھی جائز ہے۔ کہ ایک گناہ سے توبہ کرے اگرچہ دوسرے گناہوں میں مبتلا ہو معتزلہ کا گروہ ہشامان تمام کبائر سے توبہ کو توبہ جانتا ہے۔ سری کا قول ہے التوبة ان لا تنسی ذنبك اور جنید کہتے ہیں التوبة ان تنسی ذنبك یعنی تائب محب ہے اور محب مشاہد لہذا محبت میں یاد گناہ بھی جفا ہے۔ فصل توبہ بار بار ہو سکتی ہے۔ اس کے ثبوت میں مشائخ کی کثیر حکایات ہیں۔ یہاں تک کہ ایک بزرگ ناقل ہیں کہ میں نے ستر بار توبہ کر کے توڑی اکثر ہوں مرتبہ استقلال حاصل ہوا۔ فصل ذوالنون مصری کا قول ہے توبة العوام من الذنوب و توبة الخواص من الغفلة (حداد) لیس للعبد فی التوبة شئ لان التوبة الیه لا منه حسب مذہب جنید (ابوالحسن قوشجی) التوبة اذا ذکرت الذنب ثم لا تجد حلاوة عند ذکرہ فهو التوبة یعنی ارادہ معصیت بھی نہ رہے۔ ذوالنون نے توبہ کی دو قسمیں بتائی ہیں۔ ایک توبہ خوف عقوبت سے اور ایک توبہ حیا کرم سے یعنی توبہ جلال و جمال و سکر و صحو۔

کشف الحجاب الخامس فی الصلوٰة نماز کو ظاہراً و باطناً ادا کرنا چاہیئے۔ حالت نماز میں آنحضرتؐ کے سینہ مبارک سے ایک جوش کی آواز آتی تھی۔ جو دیگ کے جوش سے مشابہ تھی حضرت علیؑ وقت نماز لرزہ براندام ہوتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ اس امانت کے ادا کرنیکا وقت آگیا۔ جس کا تحمل آسمان و زمین نہ کر سکے۔ حاتم اصم نے جواباً کہا ہے کہ وقت نماز پہلے وضو ظاہر پانی سے اور پھر طہارت باطن توبہ سے کرتا ہوں اور ہر مسجد کو مسجد حرام

اور درمیان دوابرو مقام ابراہیم دہنے بائیں بہشت و دوزخ پس پشت ملک الموت قدم کو صراط پر سمجھتا ہوں پھر تکبیر بہ تعظم و قیام بحرمت و قراءت بہیبت و رکوع بتواضع و سجود بتضرع و جلوس بحلم و وقار و سلام بشکر ادا کرتا ہوں **فصل** نماز میں کل راہ حق موجود ہے۔ طہارت سے توبہ استقبال قبلہ سے رجوع بہ پیر قیام سے مجاہدت قرات سے دوام ذکر رکوع سے تواضع سجود سے معرفت نفس و تشہد سے مقام امن اور سلام سے تفرید از دنیا مقصود ہے۔ نماز بعض کے نزدیک آلہ حضور و بعض کے نزدیک آلہ غیبت ہے۔ اولیاء دونوں حالوں میں پائے گئے ہیں مگر میرے نزدیک صلوٰۃ امر ہے اس لئے کسی کی علت نہیں ہو سکتی۔

باب المحبۃ وما یتعلق بہا یا یہا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ اسی طرح حدیث میں زبان جبرئیل سے نقل کیا گیا ہے کہ جناب باری نے فرمایا من اھان لی ولیا فقد بارزنی بالمحاربۃ اور ارشاد ہوا ہے کہ قبض روح مومن سے زیادہ مجھے کبھی تردد نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وہ موت کو اور میں اس کی زیادتی معاصی کو پسند نہیں کرتا۔ اور اس کے لئے موت سے ناچاری بھی ہے۔ اسی طرح آنحضرت نے فرمایا من احب لقاء اللہ احب اللہ لقائہ ومن کرہ لقائہ کرہ اللہ لقائہ اسی طرح روایت ہے کہ خداوند عالم جس کو چاہتا ہے اس کی اطلاع جبرئیل کو دیتا ہے۔ جبرئیل تمام ملائک و اہل ارض کو پہنچاتے ہیں۔ اور اہل ارض بھی اس کو چاہنے لگتے ہیں۔ ایسی حدیثیں کثیر ہیں لیکن لغت میں بھی اختلاف ہے۔ اور جتنے اختلاف ہیں وہ بھی معنی محبت کے مؤید مثلاً اگر بکسر اول حبہ سے متفق ہے تو اس کے معنے ان صحرائی تخموں کے جو زمین پر گر پڑتے ہیں۔ اور مرور زمانہ سے خراب نہیں بلکہ مثمر ہوتے ہیں۔ یونہی محبت اعلیٰ مقامات سے متغیر نہیں ہے۔ اور اگر حب سے ماخوذ ہے جس کے معنی چھلکتے پانی کے ہیں۔ جس میں اضافہ کی گنجائش نہ ہو تو بھی محبت دل دوست کی تصویر ہے کہ اس میں جائے غیر باقی نہیں ہے۔ انہی معنوں میں شبلی کا قول ہے:۔

فسمیت المحبۃ لانہا تھوا من القلب ماسوی المحبوب اور اگر حب اس کی اصل ہے جس کے معنے اس گھڑا ونچی کے ہیں جس پر ظرف آب رکھا جائے تو بھی دل دوست کی بار برداری ناز و جفا واضح ہے۔ اور مابہ جمع حبہ ہے۔ تو بھی یہ محل لطیف دل ہے جو مرکز محبت ہے۔ یا حباب سے ماخوذ ہے۔ جس میں جوش آب کی طرح جوش آرزو مستور ملے گا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ محبت صفائی مودت اور رحیۃ الانسان سے ماخوذ ہے۔ جو سپیدی چشم ہے تو بھی آنکھ کا محبت سے لگاؤ پوشیدہ نہیں ہے **فصل** محبت کے دوسرے ہیں بندہ کی محبت خدا سے یہ وہ صفت ہے جو دل مومن میں پیدا کی جائے اور اس کے معنی تعظیم میں اور خدا کی محبت سے بندہ سے انعام دینی و دنیاوی ہے۔ یہ دنیاوی محبت سے مشابہ نہیں ہے۔ اور اہل محبت کے بھی دو طبقہ ہیں۔ ایک نعمت سے منعم کو چاہنے والے اور ایک نعمت سے معرض ہو کر چاہنے والے اور ان کا مرتبہ بلند ہے۔ **فصل** سمنون محب محبت کو اصل و قاعدہ جانتے ہیں۔ جو اور مقامات کی طرح معتبر بھی نہیں ہے۔ یہ تمام مشائخ کا اعتقاد ہے لیکن اپنا نام محب اس لئے نہیں رکھا کہ محبت دست برد اہل زمانہ سے محفوظ نہ تھی۔ اس لئے بنا بر پاس صفوت صوفی لقب اختیار کیا۔ کیونکہ یہ صفائے محبت ہے۔ اور دوسرا گروہ جو اپنا نام فقیر رکھتا ہے وہ بھی ترک اختیار کو اثبات اختیار محب فقر جانتا ہے اس لئے فقیر نام رکھتا ہے۔ محبت وہ شے ہے جس سے نہ کوئی ملک خالی ہے نہ کوئی دل نہ اس کو کوئی دفع کر سکتا ہے۔ **فصل** خدا سے عشق میں مشائخ کو اختلاف ہے کیونکہ صفت ممنوع ہے۔ مگر جب عبد و معبود دونوں ممنوع ہیں۔ تو ایک (خدا) کے لئے غیر ثابت اور دوسرے (بندہ) کے لئے ثابت ہوگا۔ مگر یہاں پر پھر اختلاف ہے۔ اس لئے کہ عشق حد سے تجاوز کا نام ہے۔ اور خدا محدود نہیں یا عشق ادراک و طلب ادراک اور اس کی شرط دیدہ اور خدا نہ مدرک ہے نہ مرئی اس لئے محبت متحسن ہے اور واقعات بھی اسی کے موید ہیں۔ یعقوبؑ استغراق محبت یوسف میں کامیاب اور زلیخا عشق میں مطعون و رسوا ہوئیں **فصل** اقوال مشائخ (ابوالقاسم قشیری) المحبۃ ھو اطلب بصفاتہ

واثبات المحبوب بذاته (ابو یزید بسطامی) المحبة استقلال الکثیر من نفسک واستکثار القلیل من جنبک اس شان کو خدا نے ان الفاظ سے پورا کر دیا۔ قل متاع الدنیا قلیل الخ المحبة معانقة الطاعات ومجانبة المخالفات جو جب دونوں طرف سے اطاعت شرط ہے تو طاعدہ کا قول رفع طاعت بے معنی ہے۔

کشف الحجاب السادس۔ قولہ تعالیٰ واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ زکوٰۃ اتمام نعمت پر ہوتی ہے اور اس کی حد شرع نے معین کر دی ہے۔ مثلاً بیس درم یا پانچ اونٹ جبکہ بحکم ملک سال بھر تک رہیں اس کی ادائی واجب اور ضروری ہے۔ اور اسی طرح زکوٰۃ جاہ بھی واجب ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے ان اللہ فرض زکوٰۃ جاھکم کما فرض علیکم زکوٰۃ مالکم دوسری حدیث ہے ان لکل شئ زکوٰۃ وزکوٰۃ الاریبیت الضیافۃ جب ہر نعمت پر زکوٰۃ کا وجوب ثابت ہو گیا۔ تو تندرستی بھی نعمت کا ملہ ہے اس کی زکوٰۃ اعضا کو دینا چاہیئے اور وہ طاعت ہے اس طرح نعمت باطن کی زکوٰۃ شکر بے پایاں ہے۔ مگر صوفیہ میں زکوٰۃ کچھ ممدوح نہیں ہے۔ جس کا ماخذ حضرت علیؓ کا یہ شعر ہے ؎ فما وجبت علیّ زکوٰۃ مال + وھل یجب الزکوٰۃ علی الجواد۔ اس لئے کہ کسی رقم کا سال بھر تک اس طرح جمع رکھنا کہ جس میں رد و بدل ہی نہ ہو بخل ہے۔ اور حضرت علیؓ کی سخاوت اس بخل کو کبھی گوارا نہیں کر سکتی تھی **فصل** صوفیہ کہتے زکوٰۃ لیتے تھے یہ خیال کرنا کہ زکوٰۃ کا دینے والا صاحب دست علیہ اور لینے والے (صوفیہ) صاحب دست سفلی ہوں غلط ہے۔ اس لئے کہ یہ لینا امر اولی ہے **باب الجود والسخاء** آنحضرتؐ نے فرمایا۔ السخی قریب من الجنۃ و بعید من النار والبخیل قریب من النار وبعید من الجنۃ فضیلت جود و سخی میں اختلاف ہے۔ کیونکہ خدا نے اپنی ذات کو جواد کہا ہے سخی نہیں کہا ہے۔ اجماع امت سے خدا کا ایسا نام نہیں رکھا جا سکتا جس پر سنت و کتاب ناطق نہ ہو سخی و جواد میں یہ فرق ہے کہ بغرض و بے تمیز دے تو سخی اور بے غرض و بے تمیز دینے والا جواد ہے۔ ہمارے نبی جواد اور حضرت

ابراہیم سخی تھے۔ آپ بڑے مہمان دوست تھے۔ مہمان نہ ہوتا تھا تو تین تین دن کھانا نہ کھاتے تھے۔ آنحضرتؐ کے پاس جب عدی بن حاتم آئے ہیں تو آپ نے اپنی ردا پر بٹھایا تھا۔ اور فرمایا تھا۔ اذا اتکم کریم قوم فاکرموہ۔ بہترین فرق یہ ہے کہ دل میں آتے ہی جو دیدے وہ جواد ہاں "نہیں" علامت بخل ہے اور صوفیہ میں اس کا خیال پابندی سے ہے یہاں تک کہ تستری کا قول ہے الصوفی رمۃ ھدر و ملکہ مباح۔ امام حسنؑ سے ایک سائل نے ادائے قرض کے لئے چار سو درم طلب کئے آپ نے وہ روپیہ دے کر رونا شروع کیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ اے رسول کے بیٹے اس سخاوت پر رونے کی کیا وجہ ہے فرمایا کہ میں نے اس کا تفحص حال کیوں نہ کیا۔ کہ اس کو سوال کی ذلت اٹھانی پڑی۔ بعض صوفیہ کو کردوں نے لوٹنا شروع کیا۔ سب نے اپنا لباس حوالے کر دیا۔ مگر ایک بزرگ حیل حجت کرنے لگے تو کردوں نے ان کو مار ڈالنا چاہا۔ بعض نے سفارش کی۔ نوکروں نے کہا کہ اس کا مار ڈالنا ضروری ہے۔ اس لئے کہ یہ صوفیہ کو بدنام کرتا ہے کیونکہ صوفیہ کا ابتدائی درجہ یہ ہے کہ جواد ہوں یہ بنا ہوا صوفیہ ہے۔

کشف الحجاب السابع فی الصوم۔ قولہ تم یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام اور آنحضرتؐ نے بقول باری فرمایا ہے کہ الصوم لی وانا اجزی بہ چونکہ عبادت سری ہے اس لئے اجر بھی بڑا ہے کہا گیا ہے کہ دخول جنت رحمتاً اور حصول درجہ عباداً اور خلود جنت صوم کے صلہ میں ہوگا۔ جنید کا قول ہے الصوم نصف الطریقۃ صوفیہ میں زمانہ صیام کے علاوہ بھی اکثر صائم ہوتے تھے اور بعض بخیال ریا روضہ نہ بھی رکھتے تھے۔ اور اگر کسی صائم کے سامنے کسی نے کھانا رکھ دیا ہے اور اس نے افطار بھی کر لیا ہے اور یہ آنحضرتؐ کی پیروی ہے۔ اور آپ مثل حضرت داؤد ایک دن فصل کر کے روزہ رکھتے تھے۔ روزہ در اصل جوع و گرسنگی ہے اور کہا گیا ہے۔ الجوع طعام اللہ فی الارض اور روزہ شرعاً و عقلاً تمام مکلفوں بالغ و تندرست و مقیم اشخاص پر واجب ہے۔ لیکن روزہ میں صرف گرسنگی نہیں بلکہ

تمام اعضا کو امساک چاہیے نیت وغیرہ پر ہیز لازم ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے اذا صمت فلیصم سمعک وبصرک ولسانک وبدنک وکل عضو لک۔ دوسری حدیث میں ہے۔ رب صائم لیس لہ من صومہ الا الجوع والعطش آپ نے روزہ کو برابر منع فرمایا ہے انی لست کاحدکم انی ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی مگر اس تحریر کو شفقتاً کہا گیا ہے۔ اطبا بھی برابر روزوں کو بہتر نہیں جانتے مگر روزہ بھی ہوں اور اوامر الٰہی بھی پورے ہوتے جائیں تو کرامت ہے۔ اور یہ خاص لوگوں کے لئے عام نہیں ہے۔ صوفیہ کی جلہ کشی حضرت موسیٰ کی طرح ہے جب چاہتے ہیں کہ خدا ان سے گفتگو کرے چالیس روز کچھ نہیں کھاتے مہینہ بھر کے بعد مسواک کرتے ہیں اور پھر دس روز گذارتے ہیں۔ تو خدا ان سے باتیں کرتا ہے۔ **باب الجوع** ولنبلونکم بشئ من الجوع و نقص من الاموال الخ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ بطن جائع احب الی اللہ من سبعین عابداً غافلاً۔ گرسنگی سے تیز طبعی پیدا ہوتی اور ریاضت کے لئے مفید ہے لان الجوع للنفس خضوع و للقلب خشوع آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ اجیفوا بطونکم واظمئوا اکبادکم واعروا اجسادکم لعل قلوبکم ترى اللہ عیاناً فی الدنیا اس لئے کہ روح و سر میں اسے ضیا و جلا پیدا ہوتی ہے۔ اگر تن کے لئے بلا بھی تو کیا نقصان ہے۔ دوسرے کھانے کے شرکا حیوان ہیں۔ اور بیمار ان طلب کو گرسنگی علاج ہے۔ کان المتقدمون یاکلون لیعشوا وانتم تعیشون لتاکلون والجوع طعام الصدیقین وسلاح المریدین وقلیل الشیاطین مرید کے لئے ضرورت ہے کہ نیند حالت غلبہ میں اور کلام وقت ضرورت ہو۔ مگر طعام سوائے فاقہ نہ ہو اور فاقہ کی مدت دو شبانہ روز سے چالیس دن تک کہی گئی ہے کیونکہ اہل تحقیق کے نزدیک خواہش صحیح کا یہی وقت ہے اور اسے مقصود ضعف نفس ہے۔

کشف الحجاب الثامن فی الحج قولہ تعالیٰ وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا شرائط حج میں اسلام و صحت و عقل و بلوغ و استطاعت ہے۔ اور باجماع امت ارکان حج میں احرام میقات و وقوف عرفات و طواف بیت اور باختلاف سعی جہان صفا و مروہ بھی ہے۔

حرم کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اُس میں مقام ابراہیمؑ ہے۔ بغیر احرام جانا ممنوع ہے یہ مقام ابراہیم مقام تن تھا۔ مقام دل خلت ہے۔ جب مقام تن میں جانے کے لئے احرام و کفن پوشی جہد سے اجتناب، عرفات میں حاضری مزدلفہ و مشعر الحرام سے پتھر چننا وغیرہ ہیں تو مقام خلت کی حضوری کے لئے مالوقات و لذات سے گریز ذکر غیر سے اعراض وغیرہ کیوں نہ ہو۔ حضرت نے فرمایا ہے۔ الحج وفد اللہ یطیعہم فاسالوا ویستجب لھم فادعوا لیکن خانہ خلت کے مہمان دعا کی جگہ تسلیم پر ایمان رکھتے ہیں اور یہی شان شان ابراہیم ہے۔ اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت للہ رب العلمین حضرت ابراہیمؑ کی خلت کا نمونہ ماں باپ سے جدائی آتش نمرود پر ملک کی امداد و اعانت سے انکار ہے۔ لیکن مکاشف کے لئے دل خانہ کعبہ ہے۔ اور پھر تمام عالم کعبہ ہی کعبہ ہے۔ ابو یزید کی حکایت ذکر ائمہ صوفیہ میں درج کی جا چکی ہے۔ اور ہے بھی یہی اظلم الاشیاء بیت الجیب بلا جیب اعراض معاصی نہ ہوئے تو حج سے کیا۔ جنید نے ایک حاجی سے پوچھا کہ ترک وطن کی طرح خواہشات و مالوقات کو بھی چھوڑا تھا یا نہیں اس نے کہا کہ نہیں۔ جنید نے کہا کہ پھر کچھ بھی نہ ہوا۔ دروازہ کعبہ پر مشائخ میں سے ایک بزرگ حسب حال یہ شعر پڑھ رہے تھے ؎

واصبحت یوم النحر عین ترحل	وکان حدای الحادیٰ ثنا ۔ امعجل
اسئل سلمیٰ فھل من مخبر	بان لہ علما بھا این تنزل
لقد افسد الحج ونسکی وعمرتی	وفی البین فی شغل الحج مشغل
سا ارجع من معنی بحجۃ قابل	فان الذین قد کان لا یتقبل

اصل حج یہ ہے کہ ذوالنون مصری نے ایک نوجوان کو قربانی کرنیوالوں سے الگ یہ کہتے سنا۔ کہ الٰہی میں اپنا نفس قربان کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے انگلی سے گلے کی طرف اشارہ کیا اور جان دیدی۔ اور حج دو حالوں سے خالی نہیں۔ یا غیبت میں ہے یا حضور میں اگر غیبت میں کعبہ گئے تو وہاں جانے سے کیا ملا۔ اور اگر حضور میں چلے تو تحصیل حاصل ہے۔ کیونکہ

مشاہدہ یہاں بھی ہے۔ وہاں بھی۔

باب فی المشاھدۃ آنحضرت فرماتے ہیں اعبد اللہ کانک تراہ فان لم یکن تراہ فانہ یراک اور حضرت داؤدؑ پر وحی نازل ہوئی تھی یا داؤد ابتدی فاعرفنی قال لا قال ھی مشاھدۃ القلوب فی مشاھدتی لیکن مشاہدہ سے مشاہدہ دل مقصود ہے۔ نہ کہ مشاہدہ بچشم محمد بن واسع کا قول ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا علی مشاھدۃ اور یہ مشاہدہ صحبت تعین سے ہوگا یا غلبہ محبت سے انہی سے یہ قول بھی منسوب ہے ما رایت شیئا قط الا ورایت اللہ فیہ اور جو فعل سے فاعل کو دیکھے وہ مستدل اور جو فعل سے قطع نظر کرے وہ محجوب ہے اس کے لئے دلائل حجاب ہوں گے۔ یہی مرتبہ آنحضرتؐ کے لئے معراج میں تھا ما زاغ البصر وما طغی یعنی غلبہ شوق نے ماسوی اللہ پر نگاہ پڑنے ہی نہ دی غرض مجاہدہ سے مشاہدہ قریب ہے اور یہی حیات اصلی ہے۔ ابویزید نے اس لئے اپنی عمر چار سالہ بتائی کیونکہ مشاہدہ کی عمر اتنی ہی تھی اور اس میں بھی منغص شرط ہے۔ شبلی کی دعا تھی کہ الٰہی نار و جنت کو خزانہ قدرت میں چھپالے تاکہ عبادت خالص کروں۔ آنحضرتؐ کے مشاہدہ میں نہایت اختلاف حدیث اختلاف ہے۔ کیونکہ آپ نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا ہے کہ دیکھا اور حضرت عائشہ سے کہا ہے کہ نہیں دیکھا۔ مگر دراصل یہ کلام قابلیت سائل کے موافق دیئے گئے۔ یا یوں سمجھا جائے کہ چشم ظاہر سے نہیں دیکھا اور سر نے دیکھا۔ مگر ذکر و فکر میں صورت کا خیال بھی ضلالت ہے۔ اس لئے کہ یا وھما ہوگا۔ یا عقلاً اور ان دونوں میں سے جو صورت ہو انہی دونوں کی جنس سے ہوگی۔ اور خدا جنس نہیں ہے۔ رہا نظارہ عقلی اگر اس کو صحیح مان لیں تو یہاں بھی دیکھنا صحیح ہو جائے گا۔ لیکن دراصل یہ اجازت ہے خبر نہیں ہے۔

کشف الحجاب التاسع فی الصحبۃ مع آدابھا واحکامھا قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم الخ اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ حسن الادب من الایمان اور فرمایا ہے کہ

ادبنی ربی فاحسن تادیبی یہی چیز ایسی ہے جس میں کسی مذہب کو اختلاف نہیں اور نوادب مقامات صوفیہ فیضان محال ہے۔ یہاں تک کہ آنحضرتؐ میں خود نگہداشت ہے۔ تو صحابہ میں خدا کی طرف سے ہوگی اہل مشاہدہ ہمیشہ اس کا لحاظ رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض تو تمام عمر سوا تشہد نماز کے ادب باری سے بیٹھے ہی نہیں۔ ایک ادب حق ہے اور دوسرے ادب معاملات جس میں مروت و تمام اخلاق برتنا چاہئے۔ تیسرے ادب صحبت خلق

باب الصحبۃ وما یتعلق بہا۔ قولہ تعالیٰ ان الذین امنوا وعملوا الصلحت سیجعل لہم الرحمن ودا یعنی حسن رعایت خلق سے آنحضرتؐ نے صفائے محبت کے لئے تین چیزیں فرمائیں سلام کرنا مجلسوں میں اخوان مومنین کے لئے جگہ دینا۔ اور عزت سے نام لے کر پکارنا اور فرمایا ہے کہ بھائی چارہ زیادہ کرو۔ کیونکہ بھائیوں کے سامنے خدا کو حیا آتی ہے۔ کہ عذاب کرے۔ لیکن صحبت میں افادہ و استفادہ کی شرط ہے۔ ورنہ ممنوع۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہو ان من تمام التقوی یعلم ما یعلم۔ یحییٰ بن معاذ رازی کا قول ہے۔ بئس الصدیق تحتاج ان تقول لہ اذکرنی فی دعائک وبئس الصدیق تحتاج ان تعیش معہ بالمداراۃ وبئس الصدیق ینتظر الاعتذار فی زلۃ کانت منک۔

آنحضرتؐ کی حدیث ہے المرء علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل اس لئے کہ صحبت بد کا بیٹھنے والا اچھا نہ ہوگا۔ در کعبہ پر ایک شخص کی دعا تھی کہ میرے اہل وطن کو نیک کردے اس کا سبب یہی تھا کہ ان کی نیکی بدی کا اثر اس پر ہونا بدیہی تھا۔ اس لئے مشائخ میں صحبت یکدیگر ضروری ہے۔ اور ان میں ان کی تصانیف میں جیسے جنید کی تصحیح الارادات احمد بن خضرویہ کی الرعایۃ بحقوق اللہ و ترمذی کی اداب المریدین وغیرہ

باب اذا بہم فی الصحبۃ آنحضرتؐ کی حدیث ہے الشیطان مع الواحد وھو من الاثنین یعنی تنہائی خیالات کو بگاڑ دیتی ہے۔ جیسے جنید کے مریدین میں سے ایک بگڑ کر الگ جا بیٹھا تو شب کو اس کے پاس ایک اونٹ لایا گیا۔ اور دعوت بہشت دی گئی۔

یہ گیا اور اس نے منظر جنت دیکھا۔ جنید کو جب یہ خبر ہوئی تو انہوں نے اس سے کہا۔ آج جانا تو لاحول ضرور پڑھ لینا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ چونکہ وہ شیاطین بھاگ نکلے اور ان کی آنکھ کھلی تو دیکھا مزبلہ پر پڑا ہوں۔ لیکن صحبت کے لئے حقد و حسد سے پرہیز اور ہر ایک کے مرتبہ کے خیال سے ملنا چاہیئے۔ ابو القاسم گرگانی کی نصیحت تھی کہ مجلسوں میں اپنے خط خواہش کو ترک کر دو تاکہ اہل صحبت کے خطوط کی رعایت ہو سکے۔ ابراہیم خواص سے سفر حج میں ایک نے ہم سفری چاہی۔ انہوں نے کہا ساتھ رہنے میں ایک کے لئے حاکم اور دوسرے کے لئے محکوم ہونا ضروری ہے۔ تم میرا ساتھ کیونکر دو گے کہا محکوم بن کر ابراہیم راضی ہو گئے اور راستے میں خدمت شروع کر دی۔ یہاں تک کہ ایک شب جب بارش شروع ہوئی تو شب بھر اپنے خرقہ کا سایہ کئے کھڑے رہے اور جب اس شخص نے انکار کرنا چاہا ابراہیم نے کہا تم محکوم ہے لہذا دوسرے روز اس شخص نے کہا اب آج میں حاکم اور آپ محکوم۔ ابراہیم اس پر بھی راضی ہو گئے۔ مگر پھر خدمت شروع کی۔ اس نے کہا آج آپ محکوم ہیں میرے دائرہ حکم سے باہر نہ ہو جیئے۔ انہوں نے کہا کہ حکم سے باہر وہ ہے جو حاکم سے خدمت لے۔ غرض سارا سفر یونہی تمام ہوا۔ اور آخر میں انہوں نے نصیحت کی کہ مشائخ کی خدمت اس طرح کرنا چاہیئے۔ انس بن مالک ناقل ہیں کہ میں نے دس برس آنحضرتؐ کی خدمت کی۔ مگر نہ کبھی آپ مجھ پر خفا ہوئے۔ اور نہ کبھی یہ پوچھا کہ یہ کام کیوں کیا اور کیوں نہ کیا۔ مشائخ میں سنت ہے کہ مسافر و مقیم و جوان و پیر ہر ایک اپنے اپنے مقام پر دوسرے کی خدمت کو افضل سمجھے۔ جوان کی خدمت پیروں پر یوں فرض ہے۔ کہ اگر یہ عبادت میں زائد ہیں تو وہ گناہوں میں کم فصل اہل لغت علم لغت و نحو و صرف کے عالم کو ادیب کہتے ہیں۔ لیکن در اصل اجتماع فضائل خیر ادب ہے۔ ابو نصر صاحب لمعہ کا قول تھا کہ دنیائے ادب کے تین حصہ ہیں۔ اہل دنیا کا ادب حفظ علوم و اشعار و اہل دین کا ادب۔ ریاضت نفس و تادیب اعضا و حفظ حدود شریعت و ترک خواہشات اور اہل خصوص کا ادب طہارت

قلب و مراعات اسرار ہے۔

باب اداب الصحبة فی الاقامة مثل حضرت ابراہیم مقیم کا فرض خدمت مسافر ہے۔ نام و نشان دریافت کرنے سے پہلے سامان راحت کی فراہمی ضروریات کا لحاظ۔ خادمانہ خدمت بجالانا۔ اور حسب امکان اپنے مال میں سے ایثار کرنا چاہیئے لیکن اپنے شہر کے امیروں کے دروازوں پر سلام کو لیجانا نہ چاہیئے۔ اگرچہ بعض سفروں میں مجھ پر بھی مصیبت آئی۔ اور ایسی خاطر بھی واجب نہیں ہے کہ اپنا حفظ نہ رہے۔

باب اداب فی السفر سفر کو خدا کے لئے ہونا چاہیئے مثل حج و جہاد و زیارت قبور و مشائخ وغیرہ اس میں ضروری سامان لباس پیوند کار۔ عصا سجادہ طہارت کے لئے کسی ظرف کو ہونا چاہیئے اور حفاظت سنت کے لئے سرمہ دانی اور کنگھی میں بھی نقصان نہیں ہے۔ اور اس سے زیادہ کی اجازت مقام مسافر دیکھ کر دی جاسکتی ہے۔ ممکن ہے۔ تو نقصان نہیں ورنہ یہ حجاب ہوگا۔ مسافر کے لئے مقیم سے بمسرت ملنا پہلے پائے چپ سے کفش جدا کرنا دو رکعت نماز بجالانا فضول گوئی و قصہ خوانی و دل شکنی میزبان سے احتراز ضروری ہے **باب** اداب فی الاکل تھوڑا کھانا چاہیئے۔ ابو یزید سے پوچھا گیا بھوکے کو کیوں پسند کرتے ہو۔ کہا اگر بھوکا ہوتا تو کبھی نہ کہتا اناربکم الاعلے تستری کا قول تھا۔ کہ شراب سے پیٹ بھرا ہونا ایک حد تک بہتر ہے نسبت اس کے کہ اکل حلال سے لبریز ہو۔ لوگوں نے پوچھا کیوں کہا اس لئے کہ شراب تو بیہوش کرکے دست و زبان سے خلق کو محفوظ کر دیتی ہے اور یہ شکم سیری خواہشات کا اضافہ کرتی ہے۔ صفت مشائخ میں ہے۔ اکلهم کاکل المرضی و نومهم کنوم الغرقی و کلامهم کلام الثکلی شہوت خوری کو آنحضرتؐ نے منع فرمایا ہے اشر الناس من اکل وحدہ و ضرب عبدہ و منع وفدہ نام خدا سے طعام کو شروع اور حمد پر تمام کرنا چاہیئے۔ نمک سے ابتدا کرنا اور لقمہ چھوٹا اور آہستہ آہستہ کھانا۔ اور اپنے لقمہ پر نظر رکھنا چاہیئے۔ اور اس طرح نہ کھانا چاہیئے کہ ساتھیوں کو کراہت محسوس ہو۔ اور درمیان خذ

پانی کم پینا چاہیے **باب** اداہم فی مشیہم قولہ تعالیٰ وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض **ھونا** - ہر قدم پر غور کرنا چاہیے۔ کہ اپنے لئے اٹھ رہا ہے۔ یا اس کے لئے۔ اگر اپنے لئے ہو تو استغفار ورنہ زیادتی چاہیے۔ اس جماعت سے بڑھ گھٹ کر چلنا نہ چاہیے۔ اور ایسی راہ پر چلنا چاہیے کہ اگر کوئی پوچھے کہ کہاں چلے تو جواب میں کہا جا سکے انی ذاھب الی ربی انہ سیھدین **باب** نومھم فی السفر والحضر مسئلہ نوم میں اختلاف ہے۔ علی بن سہل نوم کو ان دلیلوں سے برا جانتے ہیں۔ (۱) آنحضرت نے فرمایا النوم اخ الموت (۲) حضرت داؤدؑ کو وحی ہوئی یا داؤد کذب من ادعی صحبتی وھو النائم عنی (۳) ذبح اسمٰعیلؑ کا حکم جب حضرت ابراہیمؑ کو خواب میں ملا تو حضرت اسمٰعیل نے کہا کہ دوست سے غفلت کی سزا آپ کو ملی ہے (۴) اقوال مشائخ میں لوکان فی النوم خیر الکان فی الجد نوم اور جنید ذیل کی دلیلوں سے اچھا جانتے ہیں۔ (۱) آنحضرتؐ نے فرمایا۔ دفع القلم عن ثلاث عن النائم حتی ینتبہ وعن الصبی حتی یحتلم وعن المجنون حتی یفیق (۲) ابن عباس نے کہا ہے۔ لاشیٔ اشد علی ابلیس من نوم العاصی (۳) من نام علی الطہارۃ یزف لہ وھو ان یطوف بالعرش ویسجد اللہ تعم +

باب اداہم فی الکلام والسکوت - قولہ تعالیٰ ومن احسن قولا ممن دعی الی اللہ اگرچہ نطق ہی وہ عظیم نعمت ہے جس سے انسان کا امتیاز قائم ہے۔ مگر جو نعمت بڑی ہوتی ہے اس کی نقمت بھی چھوٹی نہیں ہوتی۔ اس لئے آنحضرتؐ نے فرمایا ہے اخوف ما اخاف علی امتی اللسان جو لوگ کلام کو بہتر جانتے وہ آیت اول کے بعد اس آیت کو بھی دلیل میں پیش کرتے ہیں فاما بنعمۃ ربک فحدث اور مشل جنید جو سکوت کو پسند کرتے ہیں وہ حدیث آنحضرتؐ پر عامل ہیں۔ میرا فیصلہ یہ ہے کہ دونوں بہتر ہیں۔ مگر محل پر شبلی سے کسی نے کہا کہ سکوت کلام سے بہتر ہے۔ انہوں نے کہا سچ ہے۔ مگر تیرا سکوت لیکن میرا کلام میرا سکوت علم ہے اور گفتگو علم۔ اور تیرا سکوت و کلام دونوں لغو و بے معنی لہذا طالب کا

سکوت فکر اور کلام تجرید و تجرد ہونا چاہیے۔ آداب گفتار میں بحکیم پیر گفتگو دخل در معقولات دینا بوجہ الفاظ کا استعمال حیوت و غیبت وغیرہ سے پرہیز لازم ہے اور سکوت علی الجہل و الباطل نہ چاہیے۔ **باب** اداہم فی السؤال قولہ تم لا یسئلون الناس الحافا سوال سے منع نہیں فرمایا۔ بلکہ سائل کے جھڑکنے کو منع کیا ہے۔ فاما السائل فلا تنہر لیکن سوال غیر از حق سے اعراض چاہیے۔ ابو مسلم کے قید خانہ میں ایک فقیر تھا۔ رات کو آنحضرتؐ نے خواب میں فرمایا۔ بحکم خدا میں سفارش کو آیا ہوں۔ ابو مسلم نے رات ہی کو خود جا کر اس کو آزاد کر دیا اور معذرت کے بعد کہا کہ اپنی حاجت بیان کرو۔ اس نے کہا جس کا خدا ایسا ہو کہ رات کو ابو مسلم کو آزادی کے لیے بھیجے وہ کسی غیر سے کیا مانگے۔ آپ نے بھی سوال کا حکم دیا ہے۔ اطلبوا الحوائج عند احسان الوجوہ آداب سوال میں یہ ہے کہ عورت اپنی بیماری کا حال نہ مانگے **باب** اداہم فی التزویج و التجرید و ما یتعلق بہا۔ قولہ تم ھن لباس لکم و انتم لباس لھن۔ اور آنحضرت نے فرمایا تناکحوا و تناسلوا انکاثر وا فانی اباھی بکم الامم یوم القیمۃ ولو بالسقط دوسری حدیث ہے ان اعظم النساء برکۃ اقلھن ایمانا و احسنھن وجوھا و ارضعھن ظھرا۔ مشائخ تزویج کو دفع شہوت و حرام فراغت دل یا بقائے نسل کے لیے جائز کہتے ہیں۔ اس لیے کہ اولاد اگر بیمار ہو کر مرتی تو شفیع ہے اور اگر زندہ رہی تو بصال ثواب۔ اس کا فریضۃ الشیطان مع الواحد الخ کے بھی یہی معنے ہیں کہ تنہائی میں انسان کی رغبت معاصی کی طرف ہوتی ہے۔ اور ایک حدیث میں زن موافقہ کی شرط ہے غرض تجرید ہو یا تزویج دونوں میں فوائد و آفتیں ہیں۔ تجرید میں ترک سنت و خطرہ ابتلائے حرام و تزویج میں غیر سے مشغولیت و شغل تن خطر نفس کے لیے ہے سمجھ کر اختیار کرنا چاہیے۔ اور یہ مسئلہ عزلت و صحبت کی طرف راجع ہو جاتا ہے۔ ایک حدیث تجرید کا بھی ذکر کرتی ہے۔ سیروا سبق المفردون اگر تزویج بھی لازم ہو جائے تو نفقہ و ہر حال حلال سے ہونا چاہیے۔ اور غرض شہوت نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ حرام سے حفظ اور اولاد رجوعہ بسوئے خدا

ہو) کیلئے عرض کرنا چاہئے اور اولاد کو تعلیم حق پرستی کا عادی بنانا ضروری ہے۔ جیسے فرزند تستری جب کوئی چیز مانگتا تھا ماں کہتی تھی خدا سے مانگو۔ بچہ سجدہ میں جھک جاتا تھا۔ اور یہ پوشیدہ طور سے پشت سر مطلوبہ شے رکھ دیتی تھیں بچہ کی یہ عادت ہوگئی اور ایک روز جب ماں نہ تھی اس نے حسب قاعدہ مانگا تو خدا نے واقعاً بھیجا۔ اور واقعہ مثل واقعہ حضرت مریم تھا جن کے لئے بیت المقدس میں بے فصل کے میوہ آیا کرتے تھے۔ ہر حال میں فقیر پر حفظ نفس واجب ہے۔ آنحضرتؐ نے اہل زمانہ آخر میں اس کو خیر الناس فرمایا ہے جس کے اہل و عیال نہ ہوں اور اس حدیث پر۔ احب الی من دنیاکم ثلاث الطیب والنساء وجعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ کیوں اعتقاد رکھتے ہیں جب کہ یہ حدیث صحیح طور سے بھی ہے لی حرفتان الفقر والجہاد دوسرے آپ نے فرمایا ہے ما ترکت فتنۃ بعدی اضر علی الرجال من النساء۔ مجھ پر بھی بارہ سال تجرد کے بعد آخر یہ مصیبت نازل ہوئی مگر سعیدہ بود بلائے ولے بگذشت اور اگر تاہل ہو ہی جائے تو اور اوقات کا ٹی رکھنا اہل پر شفقت کرنا فرض جانے۔ مگر نفقہ عیال کے لئے سلاطین کی رعایت نہ کرے ورنہ اس کا اثر اولاد پر ہوگا اور انتفاء شہوت کا علاج خوف و گرسنگی ہے۔ **کشف الحجاب العاشر** فی بیان منتظمہم وحدود الفاظہم حقائق معانیہم جس طرح ہر علم و فن کی اصطلاح خاص ہوا کرتی ہے۔ صوفیہ کے مصطلحات بھی خاص ہیں۔ ان کی وجہ تسہیل فہم اور حفظ راز ہے۔ **وقت و حال** سے وہ وقت مراد ہے جو ماضی و استقبال کے درمیان (حال) یا ان دونوں سے بے خبر کردے۔ کیونکہ انسان کو یاد ماضی اور حسرت استقبال بلا ہے۔ اور دوسرے شغل حجاب ہے آنحضرتؐ فرماتے تھے۔ لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل مقام تمکین مجاہد صحیح النیت کی اقامت گاہ مقام ہے۔ اگرچہ ان میں سے ایک مقام ہے۔ مگر ان کو درمیانی منازل جاننا چاہئے۔ جیسے تمام اخلاق میں مقام آدمؑ صرف توبہ و مقام نوحؑ صبر تھا مگر یہ درجہ ابتدائی ہے۔ جس میں تغیر احوال و تلوین ہے۔ اور تمکین مستقر امقام

ہے۔ جہاں تغیر کا دستار رس نہیں اور یہ مرتبہ انتہائی ہے۔ محاضرہ و مکاشفہ محاضرہ شواہد آیات (نظر فعل سے معرفت فاعل) اور مشاہدہ شواہد مشاہدات کا نام ہے۔ اہل حضور کی علامت فکر اور اہل مشاہدہ کی نشانی تحیر ہے۔ کیونکہ کنہ عظمت میں تحیر کے سوا چارہ کار ہی کیا ہے۔ قبض و بسط یہ دونوں احوال ہیں۔ حالم حجاب سے جذب دل کا نام قبض اور کشف میں انبساط دل کو بسط کہتے ہیں۔ اور یہ دونوں کسب نہیں وہبی ہیں۔ افضلیت قبض و بسط میں اختلاف ہے۔ لیکن اُنس جنس سے ہوا کرتا ہے۔ اس لئے یہ محال اور ہیبت ممکن ہوگی۔ اور یہ مرتبہ عارفین کے لئے متعین ہوگا۔ کیونکہ خوف سلطانی اہل تقرب ہی پر زیادہ ہوتا ہے۔ قہر و لطف قہر سے وہ موج تائید مقصود ہے جو خواہشات عبد کو فنا کر دے یونہی لطف وہ جو دوام مشاہدہ و بقائے سر و قرار حال کا باعث ہو نفی و اثبات نفی صفات بشری نفی اور اثبات حق و حقیقت اثبات ہے۔ مسامرہ و محاضرہ دونوں کا فائدہ حفظ سر ہے۔ محادثہ حدیث ہے مگر سکوت زبان یونہی مساہرہ انبساط دل مگر بجا موشی یا دونوں کو گفتگو کہا جائے مگر ایک (محادثہ) ذکر روز اور ایک یاد شب اسی لئے مناجات شب کو مساہرہ کہا جاتا ہے واقعہ معراج اس اجمال کی تفصیل ہے۔ علم الیقین معاملات موافق شرع عین الیقین علم ہنگام نزع حق الیقین کشف رویت بہشت پہلا درجہ علماء دوسرا عرفاء اور تیسرا احبار کی فناگاہ ہے علم و معرفت جو علم معنی و معاملت سے خالی ہے۔ اس کے جاننے والے کو صوفیہ عالم اور جس میں معرفت و حقیقت ہو اس کے جاننے والے کو عارف کہتے ہیں۔ شریعت و حقیقت ان دونوں میں بعض کے نزدیک فرق نہیں ہے۔ اور بعض جداگانہ جانتے ہیں۔ اس خیال معتقد قراسطہ میں کیونکہ یہ بھی رفع تکلیف کے قائل ہیں۔ لیکن حقیقتاً یہ جدا تو ہیں۔ مگر ایک کا وجود بغیر دوسرے کے نہیں پایا جاتا اور فرق یہ ہے کہ حقیقت میں نسخ و تبدیل نہیں اور شریعت میں ہے۔ یا شریعت نگہداشت حدود شرع اپنی ذات کے لئے ہے۔ اور حقیقت حفاظت حق اور یہ باطن عبد سے متعلق ہے۔ شریعت انتشابی امر

حقیقت وہی ہے۔ وہ الفاظ جو استعارۃً مستعمل ہیں اختصاراً ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

الحق	نام خدا	حقیقۃ	عمل دل پر اقامت عبد اور وقوف سر مقام تنزیہ طور پر	وطنات	محفوظات دل معانی الٰہی سے
طمس	نفی عینی بے اثر	مس	نفی عینی با اثر	علائق	وہ اسباب جو مراد سے دور رکھیں
وسائط	وہ اشیا جو مراد سے متصل کریں	زوائد	وفور نور دل پر	فوائد	ادراک سر
ملجا	اعتماد دل بجہول مراد	منجار	آفت سے آزادی	کلیہ	استغراق وصف کلیت میں
لوائح	اثبات مراد	لوامع	اظہار نور	طوالع	طلوع نور معارف
طوارق	منادی شب بشیر ہو یا نذیر	لطائف	دقائق میں اشارہ دل	سر	راز محبت کی مستوری
اشارت	اخبار	ایما	عرض خطاب اشارہ نہو	واہو	معانی کا دل میں ورود
انتباہ	زوال مخفلت	اشتباہ	حق و باطل میں شک	قرار	استیصال تردد
انزعاج	حرکت دل حسرت و محبت میں	عالم	عالم ارواح یا تقدس	محدث	غیبی سے ہستی میں آیا لاوجود
قدیم	ازلی و ابدی ذات خدا	ازل	وہ زمانہ جس سے پہلے زمانہ نہو	ابد	جسکے آخر میں زمانہ متصور نہو
ذات	ہستی	صفت	جو نعت سے منکر ہو	تسمیہ	خبر مسمےٰ
نفی	جو عدم منفی پیدا کرے	اثبات	عکس نفی	لسان	وہ وجود جو دوسرے پر مبنی و لہو
ضدان	جس ایک کے وجود میں دوسرے کی فنا پر ہو	ہر ایک کا وجود دوسرے کی فنا پر ہو		جوہر	اصل و قائم بالذات
عرض	قائم بالغیر	جسم	اجزائے پراگندہ کا مرکب	سوال	طلب حقیقت
حسن و قبح	موافق و مخالف امر	سفہ	ترک امر	ظلم	غیر محل میں صرف شے
اختیار	اپنی خوشی سے دست برداری اور رضا	واقع	خاطر سے علیحدہ یہ مقام ہے جس میں استقلال شرط ہے	امتحان	بلا ہے قلوب اولیاء کی جانچ پڑتال
جواب	مخبر	عدل	بامحل صرف شے	بلا	مقرر ہو کہ اس سے امتحان لیا جائے

آنحضرتؐ کی حدیث ہے اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل یہ درجہ عدد کا بلند ہے۔ جو صاحب بلا زیادہ ہو وہی زیادہ اقرب ہے اتحلی الی خیر سے مشابہت۔

تجلی نور الٰہی کا قلوب پر جلوہ رویت و تجلی میں یہ فرق ہے کہ تجلی بر حجاب ممکن اور رویت
بر محال ہے۔ تجلی ماسوا اللہ سے اعراض یہاں تک کہ ثواب طلبی، شہود بقرارانہ طلب
جوابتدا میں ہو کیونکہ تمکین میں سکون ہے۔ مقصود طلب صادق اصطفاء بندہ کی صفات کا
اپنے لئے بدل دینا اور خودی بیخودی کا پیدا ہو جانا اصطفا اپنی معرفت کے لئے چن لینا۔
اصطلام کلیت عبد کا مقہور کر لینا امتحان سے یہ مقام اخص ہے۔ عین حجاب دل جس کا کشف
صرف ایمان سے ہے غین حجاب اس کا کشف استغفار سے ہے یہ اگرچہ حجاب ہے مگر
سب کے لئے ہو سکتا ہے۔ یہاں تک کہ آنحضرتؐ کے لئے بھی صباح ہے۔ اس کی دو قسمیں
یہی ہیں ایک خفیف ایک غلیظ تلبس خلاف حقیقت اظہار سے شرب حلاوۃ طاعت و
راحت انس ذوق مثل شرب مگر وہ راحت کے لئے خاص اور یہ راحت و رنج کے لئے
عام ہے **کشف الحجاب الحادی عشر فی السماع** حواس خمسہ میں ایک آلہ آلہ ادراک سامعہ
بھی ہے۔ اور اس کو باصرہ پر بھی افضلیت دی گئی ہے۔ کیونکہ مرسلین کی ہدایات کا تاثر
اس پر منحصر ہے۔ اعجاز اگرچہ بعض باصرہ سے بھی متعلق ہوں لیکن ان کی تاکید میں یہی
سامعہ کا حصہ ہے۔ لہذا سامعہ سے انکار کل شریعت کا انکار ہے **باب فی سماع القرآن**
وما یتعلق بہ سماع میں پہلی عظیم چیز کلام مجید ہے۔ جس کا اعجاز لطیف یہ ہے کہ کبھی گرانبار
نہیں گذرتا جس کو اہل ایمان و کفر کے بعد جنوں نے بھی سنا فقالوا انا سمعنا قرآنا عجبا نہ محاسن
قرآن کا احصا ہے نہ اس کی تاثیر کی انتہا یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کی مخالفت کو اسی نے
موافقت سے بدل دیا جب کہ خواہر مومنہ کے قتل پر آمادہ ہو گئے تھے۔ اسی طرح کسی
نے ان کے سامنے یہ آیت ان عذاب ربک واقع ما لہ دافع پڑھی تو غش آگیا ایسے
واقعات کثیر ہیں جو اکثر اہل ایمان و کفر پر گذرے ہیں۔ اہل اسلام سماع قرآن پر مامور
ہیں اللہ حاذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون آنحضرتؐ کا شوق سماع یہ
تھا کہ ابن مسعود سے فرمائش فرماتے تھے۔ اور جب وہ عرض کرتے تھے کہ آپ پر تو نازل

ہی ہوا ہے تو آپ فرماتے تھے افوہ انی احب ان اسمع من غیری **باب فی السماع الشعر** و
یتعلق بہ۔ آنحضرتؐ کی حدیث ہے ان من الشعر لحکمۃ سماع شعر مباح ہے صحابہ
میں اکثر شعرا تھے اور سنا تو سب نے یہاں تک کہ آنحضرتؐ اشعار امیہ بن صلت سن
کر بعض شعروں کو دوبارہ پڑھوایا۔ اور شعر لبید کی تعریف میں فرمایا ہے اصدق کلمۃ
قالتہا العرب قول لبید وھو ھذا ؎ الا کل شئ ما خلا اللہ باطل + وکل نعیم لا
محالۃ زائل اور دریافت پر فرمایا ہے۔ ھو کلام حسنۃ حسن وقبیحۃ قبیح۔ لہذا سماع
شعر مباح ہے۔ مگر نہ کل اشعار بلکہ جن میں حکمت و موعظت ہو۔ یا جس مضمون کا نثر میں
سننا جائز ہو یہ غلط کاری ہے کہ زلف و رخ کے اشعار کو ایسے شعروں کے تحت میں
سمجھا جائے **باب فی سماع الصوت والالحان** آنحضرتؐ نے فرمایا زینوا اصواتکم
بالقرآن اور آیہ و یزید فی الخلق ما یشاء۔ کی تفسیر میں بھی بعض مفسرین حسن صوت کو
کہا ہے۔ اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے من اراد ان یسمع صوتا داؤد فلیسمع صوت ابی موسی
الاشعری اسی طرح اشجار جنت سے تالیف آرزو سماع وارد ہے اور اسحاق بن ابراہیم
موصلی کی حکایات مشہور اور اطبا نے تالیف طبائع ترکیب اصوات سے مانا ہے مگر اس
کو درست نہیں جانتا۔ تاثیر الحان دنیا پر روشن اور حکایات کثیرہ مطبوع ہیں یہانتک
کہ آنحضرتؐ کا گانا سننا بھی محدثین اہل سنت نے لکھ دیا ہے۔ جیسا کہ وارد ہے حضرت
عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ میرے ساتھ ایک لونڈی کا گانا سن رہے تھے اتنے میں حضرت
عمرؓ تشریف لائے اور وہ گانے والی آپ سے ڈر کر بھاگ گئی۔ آنحضرتؐ نے مسکرا کر سارا
قصہ بیان فرمایا تو انہوں نے عرض کی جب آپ سنتے ہیں تو مجھے کیا ہوا۔ اس کے بعد
گانا سنوایا گیا شیخ عبدالرحمن اسلمی نے کتاب السماع میں ایسا ہی کچھ بہت لکھا ہے۔ لیکن
صوفیہ کو دیکھنا چاہئے کہ وہ مکلف ہیں اور مکلف کو عمل سے تعلق رکھنا چاہئے۔
کتابوں سے اباحت کا پیدا کرنا عوام کا کام ہے۔ مرد میں ایک امام جمعہ و جماعت نے

مجھ سے کہا کہ میں نے باحث سماع میں ایک کتاب تالیف کی ہے سنو میں نے کہا یہ کہئے کہ آپ نے دین میں ایک مصیبت کا اور اضافہ کر دیا۔ اب لوگ یہ بھی کہیں گے۔ کہ ایک فقہ نے فسق کو حلال کر دیا۔ انہوں نے کہا تو کیا تم حرام جانتے ہو۔ میں نے کہا آپ نے قطعیت کیوں پیدا کر لی۔ اگر دل پر تاثیر حلال ہے تو حلال اور اگر حرام ہے تو سننا حرام ہے۔

باب فی احکام السماع حکم سماع میں سامع کی حق نیوشی واجب ہے۔ اس لئے کہ اور تو اور کلام خدا اہل ایمان کی ہدایت کرتا رہا اور اہل ضلالت کے لئے اسی سے اضافہ ضلالت تھا۔ یہاں تک کہ کفار نے کہا ھذا اساطیر الاولین اور آیہ ثم استوی علی العرش سے جھٹ پٹ خدا کے لئے مکان و مکانیت مان لی۔

فصل اقوال صوفیہ ذوالنون، السماع وارد الحق تزعج القلوب الی الحق فمن اصغی الیہ بحق تحقق ومن اصغی الیہ بنفس تزندق یعنی بے حق سنے گا تو محجوب بھی ہوگا۔

(شبلی) السماع ظاھرہ فتنۃ وباطنہ عبرۃ فمن عرف الاشارۃ حل لہ سماع العبرۃ و الا فقد استدعی الفتنۃ وتعرض البلاء یہ فقرہ بھی فقرہ اول کا موید ہے۔ میرے شیخ کا قول ہے۔ السماع زاد المضطرین فمن وصل استغنی عن السماع اس لئے وصل میں سماع لایعنی ہے۔

باب اختلافھم فی السماع بعض سماع کو اگر غیبت جانتے ہیں کیونکہ خبر ہے اور بعض آلہ حضور اس لئے کہ محب کو کلیت محبوب میں فنا ہوتا ہے لہذا تمام اعضا کی طرح حصہ سمع بھی ہے ورنہ ناقص المحبت ہوگا۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

الا فاسقنی خمرا وقل لی ھی الخمر ولا تسقنی سرا اذا امکن الجھر

باب فی مراتبھم فی حقیقۃ السماع اثر سماع حسب مادہ قابلہ ہے۔ جیسے تاثیر آفتاب اشیاء کے تاثر سے مختلف ہے۔

فصل چونکہ ترکیب حسی میں لہو و ہزل ہے اس لئے مبتدی حدیث حق کی قابلیت

نہیں رکھتا اور حلول معانی ربانی طبیعت کو زیر و زبر کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض بیہوش اور بعض مر بھی جاتے ہیں درانحالیکہ ہر حالت میں نقطہ اعتدال پر قیام ضروری ہے اور حال سماع تو وہی ہے کہ اگر کافر دیکھے تو ایمان لے آئے نہ کہ فسق و کفر کا اضافہ کرے آجکل یہ دستور ہوگیا ہے کہ فاسق و فاجر سے سنتے اور سر دھنتے ہیں اور جانتے ہیں کہ سماع حق کر رہے ہیں جنید نے کیا خوب جواب دیا ہے جب ان سے پوچھا گیا کہ مشاہدۂ ذلت کفر کرنیکے لئے صومعہ میں جائیں یا نہ جائیں انہوں نے کہا کہ اگر قوت ایمان سے تھوڑوں کو بھی مسلمان کرلاؤ تو ضرور جاؤ ورنہ نہ جانا بہتر ہے۔

فصل مشائخ میں جنید سماع اشعار و سماع قرآن کو بھی (جب لفظوں میں کھینچ تان ہونے لگے) مکروہ جانتے ہیں اور بعض حرام مطلق سمجھتے ہیں۔ اور دلیل میں آنحضرتؐ کا شیریں کنیز حسان کو غنا سے منع کرنا حضرت عمرؓ کا ایک گانیوالے صحابی کو درے لگوانا۔ اور امیر المؤمنین حضرت علیؓ کا معاویہ کو کنیزاں مغنیہ رکھنے سے منع کرنا وغیرہ پیش کرتے ہیں اور دراصل یہی گروہ سلف صالح کا پیرو ہے ابو حارث نبانی ناقل ہیں۔ کہ مجھے ایک صحبت سماع لے گئے آخر وقت مجھے معلوم ہوا کہ پیر و مرد صدر انشین شیطان ہے۔ اور اس نے اس کا اقرار بھی کیا۔ اور بتایا کہ اشعار ہجر یہ پڑھنے سے دو فائدہ ہیں ایک یہ کہ اپنے گذرے دن یاد آتے ہیں۔ دوسرے نیک آدمی جال میں پھنستے ہیں۔ اسی طرح جنید نے بھی اپنے مرید کو ایسی صحبت سے روکا تھا ان سب کے ماسوا تضییع اوقات ہے اور ضیاع وقت سے آنحضرتؐ نے منع فرمایا ہے۔ اور جو لوگ کہتے ہیں سماع خیر ہے ان کو جان لینا چاہئے کہ وصل میں اس کا گذر نہیں اور وصل اس سے بے پروا ہے۔ یہ بچوں کے لئے نہ کہ مشاہدہ کے لئے۔

باب فی الوجد والواجد والتواجد مراتبہ صوفیہ کو سماع میں جو وجد و حال پیدا ہوتے ہیں وہ وجد و وجود ہیں۔ ان میں سے ایک (وجود) حزن ہے اور دوسرا (وجد) یافت مراد اور ان دونوں میں صرف یہی فرق ہے کہ ایک اپنے لئے اور دوسرا غیر کے لئے

اور تغیر اپنے ہی لئے ہوتا ہے نہ کہ حق کے لئے الحق لایتغیر وجد چونکہ الم ہے اس لئے طالب و مطلوب کا راز ہے۔ اور وجود طرب با مشاہدہ جو عبادت میں نہیں آسکتا میرے نزدیک وجود وہبی اور واجد وہ ہے جو حجاب میں شوق مفرط اور مشاہدہ میں سکون رکھتا ہو۔ ان کی افضلیت معرض اختلاف میں ہے اور تواجد ہیں جو باعتبار باب معنی تکلف لئے جاتے ہیں۔ اس کی صحت اس حدیث سے اذا قرأتم القرآن فابکوا وان لم تبکوا فتباکوا۔

باب فی الرقص وما یتعلق بہا تمام اہل اسلام و تمام مشائخ کے نزدیک لغو ظاہر اور حرام قطعی ہے۔ یہ صرف فرقہ حلولیہ کے عقائد کا اثر ہے۔ کہ دنیا اس کو مذہب اہل صوفیہ میں جائز جانتی ہے۔

باب فی الخرق سماع میں کپڑے پھاڑ ڈالنے کی کوئی اصالت طریقت میں نہیں ہے۔ اور حالت محبت میں تو اصراف ظاہر ہے لیکن غلبہ سماع سے معذور ہے۔ تو خیر لیکن اہل محفل کو اس کا ساتھ دینا ضروری نہیں ہے۔ اور اگر ایسا کیا جائے تو حرام بھی نہیں ہے اور حکم پیر سے حال استغفار و سکر میں بھی درست ہے۔ اور جو لباس سماع میں پھینک دیا جاتا ہے۔ صورت واقع سے اس پر حکم ہوگا۔ اگر دینے والے قوال یا محفل کو دیا ہے تو ان کا ہے۔ اور اگر اس سے کوئی غرض نہ تھی تو صاحب مال ہی کا ہوگا۔ لباس پیر کا قوال کو دے دینا خلاف احترام ہے۔ اہل محبت کو اس کا عوض کر دینا چاہئے۔ اور اگر غلبہ سماع میں بے سبب جامہ پھینک دیا جائے تو اس کے حق دار میں اختلاف ہے۔ بعض قوال کو مستحق ٹھیراتے ہیں اور حدیث کو سند اپیش کرتے ہیں من قتل قتیلا فلہ سلبہ لیکن لباس مقتول بھی بعض بے اجازت امام نہیں۔ قاتل کو نہیں دیتے۔ یہاں بھی میرا مذہب یہی ہے کہ بے اجازت پیر نہ دیا جائے۔

باب فی اداب السماع دیر تک نہ سننا چاہئے۔ کیونکہ احترام باقی نہیں رہتا۔ دل

سے اور موجودگی پیر و تخلیہ عوام الناس میں سنے۔ اور اگر قوت متحمل سماع ہو تو سنے ورنہ نہ سنے۔ تابع قوت رہے۔ اور قوال جیسا بھی پڑے اس کو ٹوکے نہیں۔ میری نزدیک مبتدی کو ایسی صحبتوں سے ضرور بچایا جائے۔ کیونکہ اس میں آفتیں بہت زیادہ ہیں

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علی سید النبیین وخاتم المرسلین محمد وآلہ الطاہرین المعصومین واصحابہ المنجمین ۵

صفحہ ۱۸ سے آگے

باب سوم تصوف میں

جناب باری عز اسمہ فرماتا ہے وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما۔ اور آنحضرت نے فرمایا من سمع صوت اھل التصوف فلا یومن علی دعائھم کتب عند اللہ من الغافلین ۵ تحقیق اسم صوفی میں میری بڑی کتابیں لکھی جا چکی ہیں بعض کہتے ہیں۔ کہ ان کے ملبوس صوف یا اول صف میں ہونے یا اصحاب صفہ علیہم السلام کی پیروی سے ان کو صوفی کہا یا اس لئے کہ یہ صفا سے مشتق ہے۔ اور بہتر یہی ہے! اس لئے کہ لغت اس کا موید ہے اور صفا ضد کدر ہے۔ جیسا کہ آنحضرت نے فرمایا ذھب صفو الدنیا وبقی کدرھا بہترین اشیاء صفو اشیاء ہے۔ چونکہ صوفیہ نے معاملات وغیرہ میں کدر خواہشات کو چھوڑا ہے۔ لہذا ان کو صوفی کہا گیا۔ اور ان کا یہ نام اسم خاص ہے۔ دراصل اس طبقہ کے مراتب ایسے تھے ہیں جن کو پوشیدہ کیا جا سکے۔ اس لئے اشتقاق بھی نہ چاہیئے۔ اگرچہ زمانہ نے تصوف کے محاسن سے لاعلم ہو کر تصوف کو ایک اسم وحقیقت سمجھ رکھا ہے۔ اور یہ صورت ظاہر صاف علماء کی وجہ سے ہے۔ اور جو مقلد ہیں۔ وہ عوام میں سے ہیں۔ لہذا اصفائی

دل کے متجسس نہیں ہیں دراں حالیکہ ؎ ان الصفا صفت الصدیق ان اردت صوفیا علی التحقیق صفا اصول و فروع رکھتی ہے جسکی اصل اعتبار سے انقطاع دل اور فرع اسباب سے دل کا خلو ہے۔ اور یہ دونوں صفتیں حضرت ابوبکرؓ میں تھیں۔ اور یہ وہ صوفیہ کے امام تھے۔ اونکے انقطاع دل کی ایک مثال یہ ہے۔ کہ وقت رحلت آنحضرتؐ تمام اصحاب ایسے دل شکستہ ہوکر خلاف واقع بیان کر رہے تھے۔ اور جھوٹ کہنے پر مصر تھے۔ یہانتک کہ حضرت عمرؓ نے تلوار کھینچ لی تھی۔ اور فرما رہے تھے۔ کہ جس نے یہ کہا کہ آنحضرتؐ نے انتقال فرمایا۔ اوس کا سر کاٹ ڈالونگا لیکن حضرت صدیقؓ نے کہا کہ ؎ من عبد امحمدؐ فان محمدؐ قد مات ومن عبد رب محمدؐ فانہ حی لا یموت حیث قال عج وما محمدؐ قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم۔ اصل یہ ہے۔ کہ جو شخص شے فانی کو سب کچھ سمجھتا ہے۔ باوجود محنت بھی شے کے ساتھ فنا ہوتا ہے۔ اور جو باقی سے لو لگائی ہے۔ وہ باقی رہتا ہے۔ جس نے آنحضرتؐ کی ملکونیت کے اعتبار سے قطع نظر کرکے آپ کو صرف بشر جانا تھا۔ (جیسے حضرت عمرؓ) اوس کو اپنی فنا تسلیم تھی۔ اور فنا ظاہر کے ساتھ تعظیم بھی ختم ہوگئی تھی۔ لیکن جو آپ کی حقیقت کا واقف تھا۔ اس کو اس کی فنائے ظاہر مثل بقا تھی۔ کہ آپ کی بقا بقائے حق ہے ؎ ومن نظر الی الخلق ھلک ومن رجع الی الحق ملک یعنے خلق پر نظر ہلاکت اور خدا پر نگاہ ملکونیت کی نشانی ہے۔ حضرت ابوبکر ایسے ہی تھے۔ آپ کا دل دنیا سے خالی تھا۔ چنانچہ تمام مال و دولت و غلام وغیرہ راہ خدا میں دیکر گلیم پوش ہوگئے۔ اس صورت سے جب آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ تو آپ نے پوچھا۔ کہ ما خلفت لعیالک قال اللہ ورسولہ یعنے خزانہ محبت الٰہی و گنجینہ متابعت رسولؐ اور بھی صوفی صاف باطن کی علامت ہے۔ صفا صندکدر ہے۔ اور کدر لازمات شر میں سے ہے۔ مگر ایسی کدر سے صفا کی طرف گذر ہوتا ہے۔ جیسا کہ زنان مصر پر غلبہ مشاہدہ یوسف ہوا۔ اگرچہ

مبتلا کدر شری تھیں لیکن کمال استغراق نے حضرت یوسف کیلئے کھلوا دیا۔ ماھذا البشرا ان ھذا الا ملک کریم ۔ اگرچہ تاکا تو تھا حضرت یوسفؑ کو مگر انکی صفا بلند رہی ۔ اور اپنے کدر میں یہ آپ مبتلا ہوگئیں ۔ اس لئے بعض مشائخ نے کہا ہے۔ لیس الصفاء من صفات البشر مدر والمدلا یخلو من الکدر۔ لہذا صفائی افعال مجاہدہ پر بھی ممکن نہیں ہے ۔ اور صفا کو صفت وحال واسم ولقب سے کچھ نسبت نہیں ہے یہ صرف اہل محبت کے لئے ہے۔ جو ایسے آفتاب منور ہیں ۔ جن کے سامنے ابر نہیں ہے ۔ اس لئے کہ صفا اپنی صفت سے فنا اور صفت دوست میں باقی رکھ کر ہوتی ہے۔ اور ایسے لوگوں کا فیض آفتاب ظاہر کی طرح واضح ہے۔ جیسے آنحضرتؐ سے حارثہ کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ عبد اللہ قلبہ بالایمان صوفیہ میں سے کسی کا شعر ہے ؎ ضیاء الشمس والقمر اذا اشتبکا متوضح من صفاء الحب والتوحید اذا اشتبکا ۔ نیرین کی ضیا آپس میں مل کر بھی محبت و توحید کی جلوہ افشانوں کے مقابل نہیں ہوسکتی ۔ جس طرح آنکھ آفتاب کے نور کو نہیں دیکھ سکتی ہاں اس کے ذریعہ سے آسمان کو دیکھتی ہے۔ یونہی نور وحدت و محبت سے عرش و اجسام شری کے حالات معلوم ہوتے ہیں۔ اس پر اجتماع مشایخ ہے ۔ کہ جب بندہ بند مقامات و کدورت حالات و تغیر و تلوں سے آزاد ہوجاتا ہے تمام صفات محمودہ کا موصوف ہوجاتا ہے ۔ اور کسی صفت میں محمود متکبر نہیں ہوتا۔ اس وقت اس کا حال اور ادراک معقول سے بلند اور حیات تفرقات خیالات سے پاک اور حضور قلب غیبت و فرقت سے دور ہوجاتا ہے۔ لان الصفا حضور با الاذھاب اور وجود بے اسباب حاضری بے غیبت ہے ۔ اور یہ ایسا ادراک

؎ یہ شعر نامعلوم مصنف کا ہے۔ اور وزن سے خارج ہے شاعر ۱۲

ہے جس میں سبب وعلت نہیں ہے۔ اس لئے کہ جس حضوری پر غیبت صورت نما ہو جائے نہ وہ حضوری ہے اور نہ وہ واصل ہے۔ جس کو وجہ وسبب وجد وجدان میں لے آنے پر بھی درجہ ہے جس پر ثنائی الدارین مسلم ہے اور انسانیت قربت خدا سے مشرف ہو جاتی ہے انسان ایسی حالت میں سونے اور کنکر پتھر کو یکساں جانتا ہے۔ اور جن احکام کی تعمیل عام لوگوں پر گراں ہوتی ہے اس پر سہل و آسان ہوتی ہے۔ جیسے آنحضرت نے حارثہ سے پوچھا کیف اصبحت یا حارثہ قال اصبحت مومنا باللہ حق فقال انظر یا حارثہ ما تقول ان لکل شئی حقیقۃ فما حقیقۃ ایمانک فقال فرقت نفسی عن الدنیا فاستوی عندی حجرھا وذھبھا وفقدھا ومدرھا فاسھرت لیلی واظمات نھاری حتی صوت کانی انظر الی عرش ربی بارزا وکانی انظر الی اھل الجنۃ یتزاورون فیھا وکانی انظر الی اھل النار یتصاعدون وفی رواۃ یتعاوون الحدیث یہ سنکر آنحضرت نے تین بار فرمایا کہ اے حارثہ جو کچھ تم نے کہا ہے اسی کے پابند رہو اور اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ صوفی ہمیشہ کاملین ومحققین کا نام رہا ہے اور ابتدا میں بھی یہی کہا گیا ہے ومن صفاء الحب فھو صافت ومن صفاء الحبیب فھو صوفی محبت کو صاف کرنا صافی اور حبیب کو نقائص ..... سے پاک جاننا صوفی کا کام ہے۔ بطور لغت اس اسم کا اشتقاق کرنا درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ معنی عظیم ایسے نہیں ہیں جو کسی جنس میں سما سکیں۔ دوسرے کسی جنس سے اشتقاق مجالست خواہ ہے اور مجانست بھی ایک کدر ہے اور کدر غیر صفا ہے۔ بہترین معنی بھی ہیں جو ظاہر میں اہل حاجت کو محتاج اشارہ وعبارت نہیں ہیں۔ لان الصوفی ممنوع عن العبارۃ والاشارۃ یہ لفظ ہی اشارات وعبارات میں نہیں آسکتا۔ اس لئے ہر شخص اپنے خیال کے

موافق اس کے معنے بیان کرتا ہے۔ لیکن اس تعبیر سے اصل اسم کا کیا بنتا بگڑتا ہے اہل حقیقت اس کو صوفی اور ناواقف متصوف کہتے ہیں۔ باب تفعل میں اس کو لانا خاصیت تکلف چاہتا ہے اور ان دونوں معنوں کا فرق واضح ہے الصفا ولایۃ ولھا ایۃ وروایۃ والتصوف حکایۃ الصفاء بلا شکایۃ صفا ولائیت ہے جس کے لئے روائیت علامت ہے اور تصوف حکائیت صفا ہے جس میں شکائیت نہ ہو لہذا صفا والے تین قسم پر منقسم ہونگے صوفی متصوف و متصوف وصوفی وہ ہوگا جو قانی بحق اور طبقات سے الہیات میں پہنچا ہوا ہو۔ اور متصوف جو محنت و مجاہدہ سے اس درجہ کا طالب ہو اور معاملات میں صوفیہ سازی کرے اور متصوف جو مال و منال اور جاہ دنیا کے فقط لئے صوفیہ شکل بنے لیکن بیخبر ہو کہا گیا ہے کہ المتصوف عبد الصوفیہ کالذباب علی الفواکہ وغیرھم کا اشتباہ مستصوف یا تو متصوف صوفیہ کے نزدیک ایسا حقیر و حریص کار ہے جیسے مگس یا مثل گرگ مردار خوار ہے مختصر یہ کہ صوفی صاحب وصول و متصوف صاحب اصول اور متصوف فضول شخص ہے جو نہیں طریقت سے محروم اور محجوب و نا نصیب ہے۔ ان معنوں میں مشائخ کے اکثر رموز ہیں جن کا ذکر آئندہ ہوگا۔

فصل ذوالنون مصری کہتے ہیں الصوفی اذا نطق بان نطقہ عن الحقائق وان سکت عنہ بیانہ الجوارح بقطع العلائق جنید کہتے ہیں التصوف لغت اقیم العبد فیہ قیل لغت للعبد ام للحق فقال لغت الحق حقیقۃ ولغت العبد وھم حقیقتاً فنا بذر صفت بشری کچھ نہیں ہے جو کچھ ہے صفت الہی ہے اس لئے کہ صفت بشری ایک فعل حق ہے بندہ کی صفت وقتی و ظاہری ہے جیسے روزہ کی حالت میں اس کا نام

صسائم ہے مگر در اصل روزہ خود خدا کا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے الصوم لی وانا اجزی بہ اور اپنے تمام مفعولات کا وہی مالک ہے نسبت صفت بشری اسمًا و مجازًا ہے۔ ابوالحسن نوری کہتے ہیں التصوف ترک کل حظ للنفس ترک حظ نفس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ حظ نفس کو انسان ترک کرے۔ (اس میں ترک حظ بھی ایک قسم کا حظ ہوگا) دوسرے حظ خود انسان کو ترک کرے یہ فنائے حظ ہے۔ اس مقام کی حقیقت مشاہدہ پر مبنی ہے پہلی قسم امکان بشری اور دوسری فعل خدا ہے۔ ابوالحسن نوری کہتے ہیں الصوفیۃ ھم الذین صفت ارواحھم فصاروا فی الصف الاول بین یدی الحق صوفی وہ ہیں جن کے نفوس کدورت سے پاک ہو چکے اور وہ صف اوّل والے ہیں پھر ابوالحسن کہتے ہیں الصوفی ھو الذی لا یملک ولا یملک صوفی سبب صفت فنا نہ کسی شے کا مالک ہے نہ کسی کا مملوک یعنے دونوں نسبتوں سے آزاد ہے جو لوگ صفت کل کے قائل ہیں یہ قول اُن کا قول لطیف ہے۔ اس گروہ کی غلط کاریاں ہم بیان کریں گے۔ ابن الجلالی کہتے ہیں التصوف حقیقۃ لا رسم چونکہ رسم دُنیاوی شے ہے اور تصوف ترک خلق ہے اس لئے رسم بحقیقت ہے۔ ابوعمرو دمشقی کہتے ہیں التصوف رویۃ الکون بعین التقص بالعین الطرف عن الکون چشم نقص سے نظارہ خلق دلیل بقائے صفت ہوگا۔ البتہ کونیت سے نگاہ کا بلند تر کرنا فنائے صفت ہے خلق پر نظر کا ہونا خلق کی فنا پر دلیل فنائے نظر بھی ہوگا اور خلاف کونیت نگاہ کے یہ معنی ہیں کہ جب اپنی نگاہ نہ ہوگی تو حق کی طرف نگاہ ہوگی۔ خلق کو ناقص دیکھنا بھی ایک حجاب ہے۔ ابوبکر شبلی کہتے ہیں المتصوف ترک لا نفسہ صیانۃ القلب عن رویۃ الغیر ولا غیر مقام رحمت پر وجود غیر نہ ہونا چاہئے۔

اور اگر ہے (اس لئے کہ وجود غیر ہی پر حفاظت کی جاتی ہے) تو شرک ہے مصری کہتے ہیں۔ التصوف صفاء السر من کدورۃ المخالفہ شرط دوستی عدم مخالفت ہے۔ باقر العلوم[1] حضرت امام محمد باقر بن امام علی ابن الحسین ابن علی ابن ابی طالب علیہم السلام فرماتے ہیں التصوف خلق فمن زاد علیک فی الخلق زاد علیک فی التصوف۔ تصوف صرف خوش اخلاقی ہے اور اخلاق عبد و معبود دونوں سے منسوب ہے۔ اگرچہ استغنا صفت الٰہی ہے اور اُس کو رضا و سخط طالب کی کوئی پروا نہیں ہے[2]۔ ابو محمد مرتعش کہتے ہیں۔ الصوفی لا یسیق همته فطوقه صوفی وُہ ہے جس کا ظاہر و باطن حال و مقال ایک ہو۔ یہ غلط ہے کہ کہا جائے کہ خودی سے ندارد اور دربار خدا میں حاضر ہے بلکہ جو ظاہر ہے وہی حاضر بھی ہے۔ شبلی کہتے ہیں الصوفی لا یری فی الدارین مع الله غیر الله۔ صوفی دو جہان میں غیر از خدا کچھ نہیں دیکھتا۔ وجود خود غیر ہے۔ لہٰذا جب غیر سے قطع نظر ہوئی تو کلیتہً فارغ ہو گیا۔ جنید کہتے ہیں التصوف مبنی علی ثمان خصال السخا والرضا والعبر والاشارۃ والغربۃ ولبس الصوف والسیاحۃ والفقر تصوف صفات ہشتگانہ پر مبنی ہے۔ جس میں اتنے ہی پیمبروں کی اقتدا ہے۔ سخاوت ابراہیمی کہ فرزند تک نذر الہ کیا رضائے اسمٰعیل کی ذبح پر راضی ہو گئے صبر ایوب کہ بلائے کرم میں مبتلا ہے اور اُف نہ کی اور اشارہ (سکوت) زکریا جیسا کہ کلام خدا میں ہے ان لا تکلم الناس ثلاثه ایام الا رمزا و عزیمت یحییٰ

---

[1] آنحضرت کے نواسے [2] مصنف کی یہ شرح قابل غور ہے رضا خدا کی ایک وجہ ایمان اور غضب خدا کی ایک وجہ بے ایمانی ہے۔ کلام مجید میں بار بار ایمان لانے کا حکم اور بے ایمانی سے بچنے کیلئے فرمایا گیا ہے جو مفید اور استغنائے عام نہیں ہے ۱۲

وسیاحت جیسے ولیس صوف موسے ۔ محمد جعفری کہتے ہیں الصوفی لا یوجد بعد عدم ولا یعدم بعد وجود یعنی صوفی کی ہستی و نیستی کم ہونے والی نہیں ہے یا یہ کہا جائے کہ نہ ملنے والی شے نہیں پائی جاتی اور ملنے والی شے گم نہیں ہوتی ۔ مقصود کل یہ ہے کہ حال بشری کلیتہً ساقط ہو جائے ۔ علی ابن بندار کہتے ہیں ۔ التصوف اسقاط الرویہ للحق ظاہراً و باطناً تصوف یہ ہے کہ دیدار خودی ظاہر و باطن نہ رہے ۔ درحقیقت ظواہرات ہوں یا باطنیات سب میں تائید الہی نظر آتی ہے ۔ اور جب ان دونوں میں تائید ایزدی کے نشانات ہیں ۔ تو جدھر دیکھو گے خدا نظر آئے گا ۔ اور جب خدا نظر آیا تو خودی غائب ہو گئی ۔ محمد بن احمد المقری کہتے ہیں التصوف استقامۃ الاحوال مع الحق ۔ یعنے بوقلمونی عالم صوفی کو استقامت سے باز نہیں رکھتی ۔

فصل ۔ اقوال معاملات میں ابو حفص حداد نیشاپوری کہتے ہیں التصوف کل اداب لکل وقت ادب و لکل مقام ادب و لکل حال ادب فمن لزم اداب الاوقات بلغ مبلغ الرجال و من ضیع الاداب فھو بعید من حیث یظن القبول تصوف لحاظ آداب مقام و وقت ہے لحاظ اوقات سے کامیابی ہے اور بد لحاظی خالص مقصود سے دور رکھتی ہے اسی کو ابوالحسن نے یوں کہا ہے ۔ لیس التصوف رسوما و علوما ولکنہ اخلاق تصوف نہ رسم ہے نہ علم بلکہ اخلاق ہے ۔ رسم و اخلاق میں مختصر فرق یہ ہے کہ رسم فعل ظاہر خلاف باطن ہے اور اخلاق اجتماع ظاہر و باطن ہے جس میں گھنڈ بھی نہیں ہوتی یہی قول مرتعش بھی ہے التصوف حسن الخلق اور اخلاق کی تین قسمیں ہیں :-

(۱) بے ریا متابعت اوامر و نواہی خدا ۔

(۲) حرمت بزرگان و شفقت خردان و مساوات ہمجنس۔

(۳) خواہشات و وساوس شیطانی سے پرہیز۔ کسی نے حضرت عائشہؓ اخلاق آنحضرت کو دریافت کیا انہوں نے کہا کہ قرآن مجید میں پڑھو خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین مرتعش کہتے ہیں کہ ہذا مذہب کل حمد فلا تخلو بشیء من الخلق صوفی کے لئے اہل رسم و تقلید سے گریز ضروری ہے۔ ناچ رنگ و ساز و سرود و مجالس سلاطین میں مبتلا ہونا صوفی کا کام نہ تھا لیکن ترسیین کی دیکھا دیکھی بعض یہ کرنے لگے۔ جس طرح حرص ظلم سلطان و طمع فسق عالم و ریا نفاق زاہد کا سبب ہوتا ہے اسی ہوائے نفسانی نے صوفیہ کو اس بلا میں پھنسا دیا ہے۔ لیکن اہل طریقت کے مٹ جانے سے اصل طریقت تو نہیں مٹ جاتی ہے۔ ابو علی قرمینی کہتے ہیں التصوف ھو الاخلاق الرضیہ یعنی جس سے خدا رہنا بہترین اخلاق ہے۔ ابو الحسن نوری کہتے ہیں التصوف ھو الحریۃ والفتوۃ ترک التکلیف والسخا وبذل الدنیا حریت آزادی اور فتوت تجرد و ایثار و ترک تکلیف ترک سعی مقدرات و سخا دنیا کو اہل دنیا کے لئے چھوڑ دینا ہے۔ ابو الحسن قرشبہ کہتے ہیں۔ التصوف الیوم اسم ولا حقیقۃ وقد کان حقیقۃ ولا اسم آج دنیا میں صوفیت اسم بے حقیقت رہ گئی ہے کبھی یہ حقیقت بلا اسم تھی یعنی اب صوفیت کے دعویدار زہد سے بے خبر۔ باب الادلیہ فی لبس الصوفیہ لبوس پیوند پہننا اہل صوفیہ کا طریقہ و سنت رسول ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ علیکم بلبس الصوف تجدون حلاوۃ الایمان فی قلوبکم لباس صوف میں شیرینی ایمان ملتی ہے اور خود بھی آنحضرت لباس صوف پہنتے تھے کان یلبس الصوف ومرکب الحمار اس طرح حضرت عائشہ

کو حکم دیا تھا لا تضیعی الثوب حتی قرتضیہ - لباس کو پھینک کر ضائع نہ کرو بلکہ کرو اس میں پیوند لگایا کرو - حضرت عمر کے لباس میں تیس پیوند تھے - امیر المومنین مولانا علی ابن ابی طالب کے کرتے کی آستین جتنی ٹیڑھی ہوئی تھی اس کو اتنا پھاڑ ڈالتے تھے - اور آنحضرت کو تو حکم دیا گیا تھا وثیابک فطہر ای قصر لباس کو چھوٹا کرو - پدر حسن بصری و سلمان فارسی و اویس قرنی و حسن بصری و سفیان ثوری و مالک بن انیار وغیرہ سب پیوند پوش تھے - امام ابو حنیفہ کے لئے محمد بن علی سغدی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ابتداً صوف پوش و عزلت نشین تھے - مگر خواب میں آنحضرت نے اس کے مخالف حکم دیا - اس لئے عزلت کو چھوڑ کر اشاعت مسائل میں مصروف ہو گئے پھر بھی ایسا لباس پہنتے تھے جس کی کوئی قیمت نہ تھی - داؤد طائی اور ابراہیم ادھم کا بھی یہی حال تھا - آخر الذکر امام ابو حنیفہ سے اسی لباس میں ملے بھی ہیں - اس زمانہ میں بھی چند کس پیوند پوش ہیں - لشکر میں ایک بہادر جنگ آزما کا ہونا ہی کافی ہے اور تمام مذاہب میں اہل تحقیق اگرچہ تھوڑے ہوئے مگر سب منسوب انہیں کی طرف ہوتے ہیں - اور آنحضرت نے فرمایا ہے من یشبہ بقوم فھو منھم ایسے لوگوں کی طرف چار قسم کی نگاہیں پڑتی ہیں -

(۱) بعض تو ان کے باطنیات میں قربت کے آثار دیکھتے ہیں اور ان کی طرف مائل ہوتے ہیں - ان کی ابتدا کشف احوال جو ترک حرص و ہوا سے ہوتی ہے

(۲) بعض اطمینان قلب و حسن معاملات و فقط شریعت ان میں پا کر اکتساب چاہتے ہیں - ان کی ابتدا حسن معاملات و مجاہدہ نفس سے ہوتی ہے

(۳) بعض ان میں حسن اخلاق اور ملنساری کی خوبیاں پا کر ان عادات ظاہری کی چاہتے ہیں - ان کی ابتدا قناعت اور دنیا سے فراغ دلی حاصل کرنے سے ہوتی ہے

(۴) بعض رعونت طبع وطلب جاہ کے مارے ان کے تمام حالات کو صرف دکھلاوا جانتے ہیں اور اس رنگ کو غرور جہل علم واکتساب بے آلہ کا ذریعہ جانتے ہیں اہل حال کے ساتھ جبری مروت برتتے ہیں اور پاس بٹھاتے ہیں یہ لوگ اُن کا سا لباس ووضع وقطع بناتے ہیں مگر اس سے کیا نتیجہ۔ وہ ایسے ہی ہیں جیسا کہ کلام مجید میں ہے مثل الذین حملوا التورٰۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا بئس مثل القوم الذین کذبوا بایات اللہ واللہ لا یھدی القوم الظالمین ۵ ایسے لوگوں سے پرہیز چاہیئے۔ کیونکہ یہ فقیر بخرقہ نہیں بخرفہ ہے۔ اگر کوئی پیوند کار صاحب حرفت نہیں ہے تو اس کے لباس پیوند سے پیوند جنت نہیں ہوسکتا بلکہ رشتہ سقر ہے۔ جیسا کہ ایسی صفت آدمی سے کہا گیا کہ تم پیوند کار لباس کیوں نہیں پہنتے۔ اس نے جواب دیا کہ قال من الحقاق ان تلبس لباس الفتیان ولا تدخل فی حمل اثقال الفتوۃ جس کا لباس ہو اُس کا کام یہی ہونا چاہیئے لباس بہادرانہ سے کیا فائدہ جب قوت جوانمردی نہیں ہے اور خلاف باطن ظاہر کا ہونا یہی نفاق ہے خدا تو بغیر لباس ہے بالباس ہر طرح پہچان سکتا ہے اب لباس سے یا دُنیا کو دکھانا مقصود ہے (تو ریا ہے) اگر یہ نہ بھی ہو تو نفاق ہے الصفاء من اللہ تعالیٰ الغام والکرام والصوف لباس الانعام۔ یہ لوگ تو مکر وفریب کو ذریعہ قربت بنانا چاہتے ہیں اور مشائخ اس کو خلعت الٰہی جانتے تھے اس لئے پیوند پوشی کا حکم دیتے تھے۔ اس لئے کہ یہ لباس معصیت کے خیال کو شرم اہل دُنیا سے پورا نہیں ہونے دیتا۔ کیونکہ لغزش قدم میں طعن دُنیا کا خیال ہوتا ہے۔ غرض لباس پیوند زینت خواص ودولت عوام ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے النعم للعوام وجوش البلاد للخواص کیونکہ عوام نے تو اس لباس کو طلب ریاست کا وسیلہ بنا لیا ہے خوب کہا ہے نعم المرقعۃ قمیص الوفاء لا

اھل الصفاء و مسربال السرور و اھل الفرد اور یہ بھی ایسے لوگوں کیلئے ایک حجاب ہے عجیب بات ہے کہ یہی لباس ایک کے لئے صفاء عطا اور دوسرے کے عظاء و حجاب ہے لیکن ان لوگوں کے لئے یہی امیدوار نجات ہوں جیسا کہ آنحضرت نے فرمایا من تشبہ قوما فھو منھم ان سب کے انسان کو طلب و تحقیق اور ترک رسوم لازم ہے۔ اس لئے کہ انسانیت خود حجاب ربوبیت ہے اور یہ حجاب بغیر دور احوال کے نہیں اٹھ سکتا اور صفا حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور صفا فنا ہے اور فانی الصفت کے لئے لباس و نام سب بیکار ہے۔

فصل شرائط مرقعات میں سے سبکی و فراغت ہے۔ اس میں دو قوم ہیں کہ جامہ اصلی پر حسب ضرورت پیوند لگائے جائیں۔ بعض کے نزدیک اُن کو درست سینا چاہیئے بعض کے نزدیک نادرست سینا لازم ہے۔ درست سینے کو بعض راستی معاملات فقر جانتے ہیں۔ لیکن میں نے (علی ابن عثمان ھلالی) ابوالقاسم گرگانی سے ایک روز سوال کیا کہ فقیر کو کم از کم کیا چاہیئے۔ تو اُنھوں نے کہا تین چیزیں۔

(۱) پیوند سیدھا لگانا جانتا ہو۔

(۲) کلام صدق کا سُننا (سمجھنا) جانتا ہو۔

(۳) کم از کم تین قدم زمین پر سیدھے رکھ سکتا ہو۔

اس سوال کے وقت اور فقرا بھی موجود تھے۔ جن میں اس کلام سے جاہلانہ اختلاف پیدا ہو گیا۔ بعض تو کہنے لگے کہ فقیر خود عین راستی ہے اور ہر ایک کو بات سمجھ جانے کا گھمنڈ تھا۔ غرض جب اپنی اپنی کہہ چکے تو میں نے بھی جو کچھ نہیں سمجھے تھے بیان کیا۔ اور وہ یہ تھا کہ سیدھا پیوند لگانا صحبت فقر پر منحصر ہے۔ اگرچہ کیسا ہی پیوند کیوں نہ لگائے اور کلام راست کا سُننا یہ ہے کہ بگوش

حال سنے و باندازہ وجدان عمل کرے اور بائے راست یہ ہے کہ ہر قدم میں جدانیت
ہو نہ کہ لہو و لعب و رسم کسی نے میرے اس کلام کو شیخ تک پہنچایا۔ اُنہوں نے کہا
اصحاب علی خیر اللہ پیوند پوشی سے مونث دنیا کی کمی اور صدق فقر مراد ہے
حضرت عیسٰے کا لباس پیوند کار آخر آسمان پر پہنچایا گیا۔ کسی نے اُسی لباس کو خواب
میں دیکھا۔ اُس کا ہر پیوند نجم صبیح کے مانند چمک رہا تھا۔ حضرت عیسٰے سے اس
نورانیت کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ ہر پیوند میں نے اپنی بے چینی پر لگایا ہے
اور یہ نور میرے اضطرار کا عوض ہے ماوراء النہر میں ایک بوڑھے آدمی کو میں نے
دیکھا کہ وُہ ایسی چیز طعام و لباس کے کام میں لاتا تھا جو لوگ پھینک دیتے تھے
مرد الرود میں ایک اور بزرگ تھے کہ اُن کے سجادہ میں اسقدر پیوند تھے کہ اُن کی
آڑیں بچھونے بچھے ہُوئے تھے۔ خود میرے شیخ نے پچاس برس ایک خرقہ
پیوند لگا لگا کر استعمال کیا۔ اہل عراق میں دو بزرگ ایک صاحب مشاہدہ دوسرے
صاحب مجاہدہ تھے۔ صاحب مشاہدہ زندگی بھر صرف وُہ لباس پہنا کئے جو
بحال سماع میں درویش پھاڑ ڈالتے تھے اور صاحب مجاہدہ وُہ لباس پہنا کئے
جو حال استغفار میں فقرا سے پھٹ جاتا تھا۔ محمد بن حنیف اُوپر لباس
بلاس پہنتے تھے اور نیچے لباس سفید ہوتا تھا اور ہر چالیسویں روز ایک زبردست
تصنیف کا اضافہ کرتے تھے اسی زمانہ میں محمد بن ذکری بھی تھے۔ جو لباس پیوند
کبھی نہ پہنتے تھے۔ اُن سے پوچھا گیا کہ پیوند پوشی کسے چاہیئے۔ اُنہوں نے
کہا محمدؐ بن حنیف کو جو لباس نرم زیر پلاس پہنتے ہیں +

فصل ۔ شعار درویشی کو ترک نہ کرنا چاہیئے اور اُنہیں کا لباس
اختیار کرنا چاہیئے۔ لباس پشمین بعض اہل بدعت کا لباس ہے اس کا ترک
اگرچہ بہتر ہے مگر میں نے (علی ابن عثمان) یہ عادت کر لی ہے کہ جو کچھ ہو اُسکو

پہنے اور اکثر مشائخ نے بھی ایسا ہی کیا ہے جیسے احمد بن خضرویہ ابو یزید سے ملاقات
کے وقت قبا پہنے ہوئے تھے بادشاہ شجاع ملاقات ابو حفص میں قبا سے آراستہ
تھے۔ اصل یہ ہے کہ عادت طبیعت ثانیہ ہے جس کی عادت ہو جائے وہ داخل
طبیعت ہو جاتی ہے اور طبیعت حجاب ہے۔ لہذا ترک عادت ہوتی رہے اسلئے
آنحضرت نے فرمایا خیبہ الصیام صوم اخی داؤد چونکہ حضرت داؤد ایک روز
روزہ رکھتے تھے اور ایک روز افطار فرماتے تھے دونوں صورتوں کی عادت نہ
تھی۔ یہی صورت ابو حامد دوستان مروزی کی تھی کہ وہ لباس میں تاکید نہ کرتے
تھے۔ اور اس وقت بھی موید نوزنوی کا یہی طریقہ ہے۔ رہا لباس نیلگوں کا استعمال
اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ فقرا کے لئے سیاحت ضروری ہے اور سفر میں لباس سفید
ہو جایا کرتا ہے۔ اس لئے یہ رنگ مقرر کیا گیا۔ دوسرے فقرا کیلئے حصول خراب
مقصود سے دنیا یا تاخیر وصال دیا فوت وقت کا سوگ بھی اسی لباس سے پیدا
ہے۔ ایک فقیر سے کسی نے یہی سوال کیا۔ فقیر نے جواب دیا کہ آنحضرت نے صرف
تین چیزیں میرا تاً چھوڑی تھیں تیغ و علم و فقر۔ تیغ شاہوں نے پائی اور بے محل
استعمال کی علما نے علم پایا اور فقط پڑھا دیتا اس کا اصل مقصد سمجھے اور فقر فقیروں
کو ملا اور انہوں نے اس کو ذریعہ غنا معین کیا میں ان تینوں کی سوگواری میں
یہ لباس پہنے ہوں یونہی شیخ مرتعش نے بغداد میں ایک دروازے پر پانی مانگا
ایک دوشیزہ لڑکی نے پانی دیا مگر جب شیخ کا دل خود پانی ہو چکا تھا۔ شیخ دروازے
پر بیٹھے رہے یہاں تک کہ صاحب خانہ آیا اس سے حال کہا ان سے اپنی لڑکی
سے عقد کر دیا۔ چونکہ وہ صاحب دولت تھا اس لئے حمام ہوا لباس عمدہ پہنایا
گیا لباس پہنا دی گئی اس کی سزا میں لباس لے لیا گیا۔ اب اگر دوسری نظر طلب
آشنائی میں کی جائے گی تو خلعت محبت باطن سے لے لیا جائے گا۔ لہذا ایسا

لباس جس پر رضائے خدا منحصر اور حفاظت دین معین ہو ترک نہ کرنا چاہیئے۔ پیوند پوشی اگرچہ دوہی قسم کے لوگوں کے لئے ہے تارک الدنیا و مشتاق مولیٰ مشائخ مریدوں کو پہلے تین طرح سے آزما لیتے تھے تو مرید کیا کرتے ایک سال خدمت خلق کے لئے مرید وقف ہوتا تھا اور خدمت خلق کی شرط یہ ہے کہ عامہ خلق کو اپنا مخدوم اور اپنے نفس کو خادم جانا چاہئے۔ دوسرے سال خدمت حق تھی۔ اور اس کی شرط یہ ہے کہ حرص دنیا و آخرت سے پاک ہو کر پرستش پروردگار کرے۔ تیسرے سال مراعات دل تھی یعنی مرتبہ انس تک پہنچکر مقامات غفلت سے بچتا رہے۔ ان شرطوں میں پورا اترنے کے بعد لباس پیوند پہنایا جاتا تھا جس میں گریبان تنگ تقلید کو چاک اور دامن تحقیق کو دراز کرنا ضروری تھا۔ اور پیوند پوشی اس کے ہاتھ سے ہونا چاہیئے جو خود مستقیم الحال اور مرید کے باطنیات سے واقف ہو یہ جانتا ہو کہ مرید راجعین میں سے ہے یا واقعین و یا لیقین ہے۔ اس لئے کہ شیخ طبیب روح ہے اور جب طبیب مرض و مریض سے ناآشنا ہوگا ہمیشہ ہلاکت کا سامنا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا ہے۔ الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ پیوند پوشی کی شرط یہ ہے کہ کفن سمجھ کر پہنا جائے کیونکہ کفن پہننے والا خواہشات سے دور ہوتا ہے۔ خرقہ پوشی میں اکثر تصنیفیں ہیں جیسے ابو مصمر اصفہانی کی تصنیف یا اسرار الخرق وغیرہ مگر یہ مقام قابل ذکر نہیں ہے۔ خرقہ پوشی وہ چیز ہے کہ اگر اس کا پہننے والا چشم شفقت سے غیر کو دیکھ کے اپنا کرلے اگر اس کو گنہگار رہن لے ولی ہو جائے میں اپنے شیخ کے ساتھ آذربائیجان میں جا رہا تھا کہ دو خرقہ پوشوں کو ایک خرمن گندم پر دامن پھیلائے بھیک مانگتے دیکھا۔ ان کو دیکھ کر شیخ نے یہ آیت پڑھی اولئک الذین اشتروا الضلالۃ بالھدیٰ فما ربحت

تجار تھے وما کانوا مہتدین میرے دریافت پر شیخ نے کہا کہ دراصل شیخ کی حرص کثرت مریدان اور مریدوں کی حرص دُنیا داری کا یہ نتیجہ ہے شیخ جنید باب الطلق پر ایک حسین یہودی کو دیکھ کر دُعا کی کہ الٰہی یہ ہم میں سے ہو جائے چنانچہ وہی اُنہی کے ہاتھ پر ایمان لایا اور ولی ہو گیا۔ شیخ ابو علی سیاہ سے کسی نے پوچھا کہ خرقہ کس کے لئے زیب ہے۔ جواب دیا کہ جو بارگاہ الٰہی میں حضور رس ہو اور جس کو تمام امور و احکام سے واقف کر دیا جاتا ہو۔ لہٰذا خرقہ پوشی نشان صلح و خیر و فقر ہے +

(آگے دیکھو صفحہ ۱۹)

مطبوعات دوکان

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

مطالب الغالب یعنی دیوان غالب کی جدید ترین اور بہترین شرح۔ غالب کے کلام کی متعدد شرحیں شائع ہوئیں لیکن تمام شروح سابق سے مفصل و مکمل مولانا سہا کی جدید التالیف شرح مطالب الغالب ہے جس میں معانی و مطالب کی تفسیر کلام کے پہلو بہ پہلو ہے۔ بعض غیر مطبوعہ قصائد و سلام کا بھی اضافہ ہے جو اس وقت تک کسی اشاعت دیوان غالب میں موجود نہیں شرح کی ابتدا میں مؤلف کا ایک فاضلانہ مقدمہ اور چند متعلقہ تصاویر بھی شریک ہیں۔ حجم

تقریباً ۴۰۰ صفحہ۔ تقطیع $\frac{۳۰×۲۰}{۱۶}$ قیمت مجلد تین روپے (۳؍) بلا جلد (۲؍۸؍)

اُردوئے مُعلّٰی یہ مرزا غالب کے اُن تمام رقعات کا مجموعہ ہے جو اب تک مختلف صورتوں میں طبع ہوئے ہیں بلکہ اُن میں کچھ اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ مثلاً دو نئے رقعے نواب سیّد سجّاد مرزا صاحب کے نام اور آخر کتاب میں چند رقعے سیّد غلام حسنین قدر بلگرامی مرحوم کے نام کے بطور ضمیمہ درج کئے گئے ہیں۔ جو اب تک کہیں نہیں چھپے تھے۔ کتاب کے شروع میں مرزا صاحب کے حالات و خصائل پر ایک دیباچہ ہے جو ادیب سے نقل کیا گیا ہے۔ آخر میں قدر بلگرامی مرحوم کے رقعے جو بطور ضمیمہ اضافہ کئے گئے ہیں اُن کے شروع میں چند صفحوں کا دیباچہ شیر محمد صاحب سرخوش نے تحریر فرمایا ہے۔ اس دیباچہ میں مرزا صاحب کے مکتوبات اور اُن کے طرز تحریر سے بحث کی گئی ہے۔ پہلے حصّہ کے ختم پر ڈاکٹر اقبال کی وہ نظم ہے جو اُنہوں نے مرزا غالب پر لکھی تھی۔ قیمت عہ؍۸؍ مجلد (۱؍۴؍)

نقشِ بدیع یعنی جدید لغات محاورات پارسی کا زبردست اور گرانقدر ذخیرہ مؤلفہ مولوی وجاہت حسین صاحب عندلیب شادانی (منشی فاضل) رامپوری بہ تصحیح و نظر ثانی عالیجناب پروفیسر سید اولاد حسین صاحب شادانؔ بلگرامی یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ کہ نقشِ بدیع اپنی قسم کی پہلی اور بہترین کتاب ہے۔ اور بیسویں صدی کی فارسی کی اس سے بہتر مجموعہ لغات و محاورات کا دستیاب ہونا منجملہ محالات ہے نقشِ بدیع تقریباً ایسے سات ہزار جدید لغات و محاورات کا گنجینہ ہے۔ جو لغت کی مروجہ کتابوں میں نہیں ملتے۔ اور نئی فارسی میں عام طور پر مستعمل ہیں۔ آخر میں تین ضمیمے بھی شامل کئے گئے ہیں۔ (۱) امرکا بھی التزام کیا گیا

ہے۔ کہ ایسے سینکڑوں الفاظ جو انگریزی۔ فرانسیسی۔ رُوسی۔ ترکی اور دیگر اجنبی زبانوں سے فارسی میں شامل ہوگئے ہیں اُن کا ماخذ بتلایا جائے ضخامت سوا دو سو صفحہ۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے ۔ .. (عہ ۸)

نام کتاب	نام مصنّف	مضمُون	قیمت
پیام مشرق	علامہ اقبال	در جواب دیوان شاعر المانوی گوئٹے بزبان فارسی مجلد	۳
اسرار و رموز	〃 〃	بزبان فارسی ہر دو یکجا خودی اور خودداری کے سبق مجلد	عہ ۸
طلوع اسلام	〃 〃	وُہ نظم جو ڈاکٹر صاحب نے انجمن کے اڑتیسویں سالانہ جلسہ میں پڑھی	۴
فریاد اُمت	〃 〃	مشہور و مقبول نظم ..	۳
نالۂ یتیم	〃 〃	〃 〃 〃 〃	۲
چُپ کی داد	مولانا حالی	〃 〃 〃 〃	۲
شکوۂ ہند	〃 〃	〃 〃 〃 〃	۲
مُسدّس حالی	〃 〃	〃 〃 〃 〃	۸
زہرِ عشق	مرزا شوق لکھنوی	〃 〃 〃	۴
لمعات اوج	اوج گیادی	〃 〃 〃	۶
مردِ حسیس	مرزا جعفر قزلباش داغی	〃 〃 〃	۱۲
حکیم نباتات	〃 〃 〃	〃 〃 〃	۱۴

یوسف شاہ سراج - ناول بزبان فارسی جدید مع ترجمہ انگریزی -
از پروفیسر مترا .. .. عہ/
انتخاب مخزن حصہ دوم - رسالہ مخزن کی دوسری نو جلدوں کا انتخاب عہ/
" " سوم - مجموعہ مضامین شیخ عبدالقادر صاحب
بی - اے جو وقتاً فوقتاً مخزن میں نکلتے رہے .. .. .. عہ/
دیوان میر درد - مشمولہ امتحان آنرز ان اردو پنجاب یونیورسٹی قیمت ۶/
قصائد ذوق - " " " " " ۶/
مقالات - ۵۲ مضامین فارسی - ان میں سے اکثر امتحان میں آ چکے ہیں عہ/
عروض سیفی - فارسی عروض پر بہترین کتاب مشمولہ امتحان منشی ۴/
بحر العروض - اردو عروض پر بہترین کتاب مشمولہ امتحان پراوینشی
ان اردو ۴۰ صفحہ ۶/
المامون - مامون رشید کے حالات زندگی - .. .. عہ/
الفاروق - سوانح عمری حضرت عمرؓ - .. .. عہ/
غزلیات نظیری - مشمولہ امتحان منشی فاضل ایم - اے - .. عہ/
رباعیات ابوسعید ابوالخیر " " " .. عہ/
ترجمہ " " " ۱۲/
مخزن اسرار نظامی - " " " .. ۱۰/
ملنے کا پتہ

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ

۱۔ ارکین مجلس اعلیٰ مجلس انتظامی مجلس تعلیمی مجلس فنون
پس تشخیصات فضلا پانچ کتابیں ایک ایک ماہ کے لئے اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ و طلبہ خاص خاص درجہ کے اور ارکین دارالترجمہ دس کتابیں ایک ماہ کے لئے اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۳۔ طلبا جن کا نام رجسٹر دو کتابیں بی۔ اے۔ اور ایم۔ اے کے طلبہ تین کتابیں ایم۔ اے۔ ال ال بی و بی ٹی طلبہ پانچ کتابیں دو ہفتہ تک اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۴۔ مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ ہوں تو طلبہ سے جرمانہ ایک آنہ یومیہ فی کتاب دیا جائیگا۔

۵۔ شرط موقوفی کتابیں کرایہ داری کی جائیگی اور اس غرض کے لئے کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔

۶۔ کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو قیمت پر ذمہ داری عائد ہوگی۔

۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان یا کوئی چیز لکھی جائے۔

۸۔ فقط